نیا تصحیح شدہ ایڈیشن

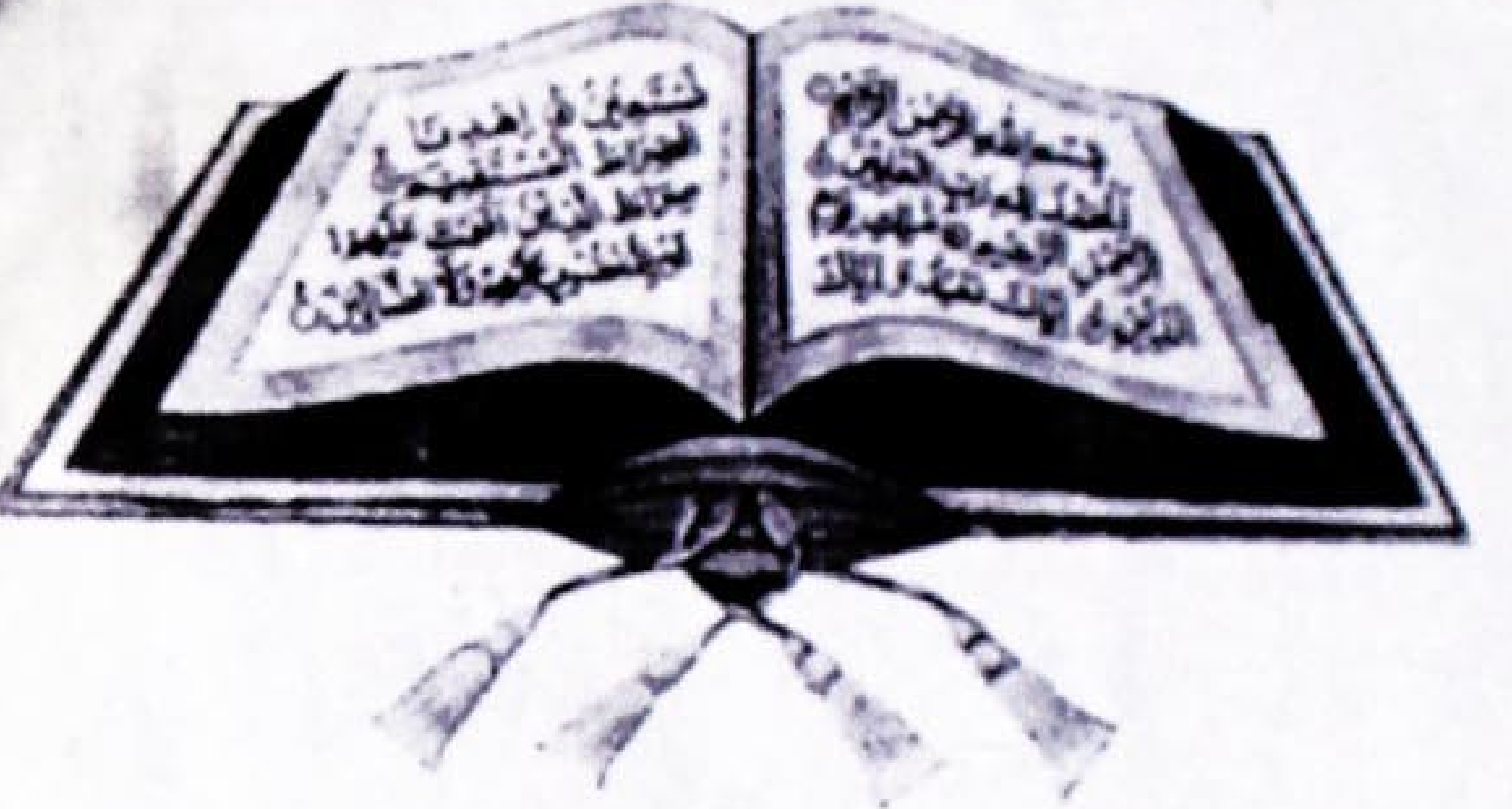

علاجِ روح

سید میر زمان شاہ چشتی

(المعروف باباجی مردان والے)

نظر ثانی

علامہ محمد عارف جاوید نقشبندی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے محفوظ کرنے یا فوٹو کاپی یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں

کتاب .... **علاج روح**

نف .... پیر سید میر زمان شاہ چشتی صابری

رثانی .... علامہ محمد عارف جاوید نقشبندی

اونین .... حافظ محمد جاوید سیفی، حافظ مختار احمد

وزنگ و پرنٹنگ .... زیڈ کے پرنٹرز

8- مہر پلازہ نعمانیہ روڈ گوجرانوالہ
Cell:0333-8102473

دوئم .... مارچ 2006ء

اد 500

ت .... -/250 روپے

﴿ ملنے کا پتہ ﴾

دربار عالیہ چشتیہ بدوملہی

ضلع نارووال

68486
Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ	7
2	حالات زندگی پیر سید میر زمان شاہ چشتی	10
3	عرض مؤلف	29
4	صفات وارادات الہیہ وطوارق شیطانیہ کے متعلق	32
5	محبت کے متعلق	33
6	عشق کے متعلق	42
7	قصہ شمس تبریزؒ اور مولانا روم	44
8	قلب کے متعلق	48
9	توحید کے متعلق	52
10	نفس مطمئنہ کے متعلق	55
11	تفرید کے متعلق	=
12	معرفت الٰہی کے متعلق	56
13	ہمت کے متعلق	57
14	حقیقت کے متعلق	58
15	اعلیٰ درجات ذکر کے متعلق	=
16	ذکر الٰہی کی فضیلت کے متعلق	62
17	اطمینان قلب کے متعلق	63
18	نظم ذکر کے متعلق	64
19	مجاہدہ کے متعلق	73
20	قول درویشاں کے متعلق	78
21	حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے اقوال	=
22	تذکرہ جسم، نفس، قلب، روح اور سر کے متعلق	92
23	فقیر کی اصلی عبادت کے متعلق	94
24	گوہر روح کی قسمیں	95
25	مشاہدہ کے متعلق	96
26	شوق کے متعلق	7
27	توکل کے متعلق	8
28	حقیقت اخلاص کے متعلق	9
29	انابات الی اللہ یعنی توجہ الی اللہ کے متعلق	00
30	توبہ کے متعلق	01
31	دنیا کے متعلق	07
32	سالک کے متعلق	11
33	اسلامی تصوف کے متعلق	13
34	علم تصوف کی تعریف اور مقصد	=
35	کہانی چھ پیسوں کے متعلق	18
36	تصوف کے متعلق	=
37	لفظ صوفی کے متعلق	19
38	خوف کے متعلق	21
39	آنحضرت کا تصوف جو کہ اصحاب صفہ کو سکھایا تھا	24
40	رسول اللہؐ کے علم کے متعلق	27
41	علم غیب کے متعلق	29
42	صاحب الہام کے متعلق	31
43	صوفی کون تھے؟ ان کی خاصیتوں کے متعلق	34
44	صوفیوں کی مختلف تعریفوں کے متعلق	35
45	پیغمبروں کے اوصاف کے متعلق	44
46	صوفیوں کے لباس کے متعلق	46
47	تکبر کے متعلق	47
48	شکر کے متعلق	49
49	صبر کے متعلق	53
50	حسن خلق کے متعلق	56

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
51	صدق کے متعلق	157
52	وفا کے متعلق	159
53	رضائے الٰہی کے متعلق	=
54	وجد کے متعلق	160
55	خوف کے متعلق	161
56	رجاء یعنی امید رحمت کے متعلق	162
57	حیاء کے متعلق	163
58	لفظ فقیر کے چار حروف کے متعلق	164
59	اشعار عربی فقیر کے متعلق	=
60	فقیر کو کن صفات سے متصف ہونا چاہیے؟	166
61	کرامت اور استدراج میں فرق	171
62	تصویروں اور قلعوں کے متعلق	175
63	فقیر بے علم مرغ بے پر کی مثل ہے	176
64	عجب اور غرور کے متعلق	177
65	صدقہ کے متعلق	178
66	ملامت کے متعلق	=
67	خرقہ باندھنا یا دستار بندی کرنا	182
68	بابا مبارک کے خلیفہ تعینات کرنے کے متعلق	184
69	اسم اعظم کے متعلق	187
70	خداوند تعالیٰ کو یاد کرنے کا طریقہ	193
71	پانچ نمازوں کے متعلق بابا مبارک کا قول	196
72	خدمت پیر کے متعلق	=
73	علم کے متعلق	197
74	زہد و ورع کے متعلق	199
75	کھانے کے متعلق	200
76	تقویٰ کے متعلق	201
77	عابدین کے متعلق	203
78	امانت آٹھ اجزاء کے متعلق	210
79	نفس کے متعلق	215
80	آنکھ اور شرم گاہ کے متعلق	=
81	فقیر کی دس صفات کے متعلق	224
82	دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں	227
83	کبھی ترجیح نہ دو	=
84	مجلس میں سب کے یکساں ہونے کے متعلق	228
85	قصہ بابا بہادر شاہ کے متعلق	229
86	ہدایت بابا مبارک اپنے جد کے مزار پر جانے کے متعلق	232
87	عہد شکنی پر آپ کا گرفت کرنا	233
88	مرید کے فسخ کرنے کا طریقہ	236
89	مراتب درویش اور مراتب فقیر	238
90	تشریح رند مجذوب کے متعلق	239
91	مراتب فقیر کے متعلق	240
92	رند صاحب شریعت کے متعلق	=
93	سکوت کے متعلق	242
94	عمل صالحہ کے متعلق	243
95	نصیحت کے متعلق	245
96	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق	246
97	فناء کے متعلق	247
98	راز الٰہی کے متعلق	249
99	تفسیر اسماء اللہ کے متعلق	250
100	وسیلہ کے متعلق	251
101	نسبت کے متعلق	256
102	کلمات طیبات کے متعلق	260
103	بیعت کے متعلق	263
104	مرشد کی خصوصیات کے متعلق	266
105	مرید کی تعلیم و تربیت کا بیان	267
106	بیعت کی حقیقت	271

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
107	بیعت مستورات کے متعلق	280	135	برزخ ذات صفات کے متعلق	358
108	جو شخص طریقت کیلئے آئے اس کے متعلق	282	136	نظم جنت کا پھول سونگھنے کے متعلق	360
109	باطنی سلسلہ قائم کرنے کے متعلق	285	137	طریقہ پاس انفاس کے متعلق	365
110	نبوت کے متعلق	290	138	تفصیل رات دن کے متعلق	366
111	نماز کے لیے وسیلہ لعب کے متعلق	291	139	طالبان حق کے متعلق	=
112	راز الٰہی کے متعلق	293	140	خفی راز کے متعلق	367
113	تصور کے بارے میں	294	141	پیر کے متعلق	370
114	دوبارہ بیعت کے متعلق	296	142	انکشاف نکات کے متعلق	373
115	لفظوں کے معانی شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت	=	143	مقامات کے متعلق	375
116	حیات ابدی حاصل کرنے کا طریقہ	306	144	کن چیزوں کا تصور جائز اور کن کا ناجائز ہے؟	378
117	نقش لطائف سر کے متعلق	310	145	ہدایات بابا مبارک برائے اپنی شکل	384
118	روح کے متعلق	311	146	پیر میں یہ خصوصیات ہونی چاہیں	386
119	شعور برتر سے شعور مطلق تک	316	147	تفصیل اورطی	387
120	خیالات کے متعلق	317	148	تفصیل واسطہ، رابطہ، برزخ	389
121	استغراق کے متعلق	319	149	درس تصوف پر اعتراض کے متعلق	390
122	اعصابی عمل کے متعلق	320	150	قرآن پاک کا فرمان اور اشغال کے نام	392
123	وہم سے یقین تک کے متعلق	322	151	اشغال کے متعلق	395
124	مسئلہ تقلید کے متعلق	324	152	صورت سرمدی کے متعلق	396
125	شعور برتر کی دریافت کے متعلق	325	153	اشغال پاس انفاس کے متعلق	398
126	نفس کے مقام کے متعلق	327	154	مشائخ سلسلہ چشتیہ کے اشغال	404
127	آنکھوں کے متعلق	328	155	مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال	406
128	یکسوئی قلب کے متعلق	332	156	سلسلہ نقشبندی کی اصطلاحات	408
129	عاشقان صادق کے متعلق	335	157	مشائخ سلسلہ قادریہ کے متعلق	413
130	تصور کی دو ضروری اقسام کے متعلق	336	158	ذکر اور سجدہ کے متعلق	417
131	قوت خیالی کے متعلق	340	159	تصور کے متعلق نظم	421
132	اورطی رگ کے متعلق	349	160	فکر کے متعلق نظم	422
133	انوار اور لطائف کی قسمیں	350	161	تصور حق کے متعلق نظم	424
134	تصور شیخ کے متعلق	356	162	تصور کی حقیقت کے متعلق نظم	428

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
163	رابطہ کے متعلق نظم	431	191	توجہ کے متعلق	524
164	اعتراض تصور شیخ کے متعلق	432	192	صفائی کے متعلق	526
165	تقسیم خرقہ کے متعلق	438	193	اصل انسان کی تعریف	527
166	تکمیل تصور کے متعلق	439	194	مناسبت پیر اور مرید کے متعلق	=
167	طریقہ اشغال غیب کے متعلق	440	195	مرید کے لیے لازمی چیزیں	529
168	خلوت کی آٹھ شرائط کے متعلق	=	196	اعصاب کے متعلق	535
169	بندش فیض کے متعلق	445	197	تنویمی عمل اور پیش بینی کے متعلق	536
170	مراقبات کے متعلق	446	198	کشف القلوب کشف قبور اور کشف ارواح کے متعلق	540
171	اپنی شخصیت کو مقناطیسی بنانے کے متعلق	450	199	بسط یا کشادگی کے متعلق	543
172	نفس امارہ کی سرکشی اور اس کا علاج	451	200	دماغ کے متعلق	546
173	راز کی کہانی	456	201	ذہانت کے متعلق	549
174	نفس کے متعلق	460	102	حبس دم کے متعلق	550
175	کشف کے متعلق	468	203	باب سماع کے متعلق	551
176	مرشد کی خصوصیات	470	204	ضمیر کے متعلق	565
177	مقامات نفس، روح اور سر کو پہچاننا	472	205	طالب کو کیا کرنا چاہیے؟	570
178	دوسروں کو نصیحت کرنا اور اپنے آپ کو بھول جانا؟	474	206	حضورؐ کے احسان و کرم	572
179	خاندان چشتیہ کا پہلا سبق	=	207	مرشد اور مرید کیلئے اہم نکات	574
180	وصال کے متعلق	475	208	لطائف	590
181	اولیاء اللہ کی قبروں پر دعوت دینے کے متعلق	477	209	پیشہ کے متعلق	604
182	اعتراض ذکر کے متعلق	481	210	تفویض کے متعلق	611
183	صلوٰۃ کے متعلق	483	211	ہالہ نور کے متعلق	=
184	کس فقیر سے طریقہ بیعت کرنی چاہیے؟	489	212	رنگ اور صحت	617
185	سال کے معتبر ایام	499	213	سانس اور استغراق	619
186	مکمل تفصیل شب معراج	501	214	عالم "ھو" میں مقامات کے متعلق	621
187	تحقیقات مفیدہ، متعلقہ نبوت وولایت	518	215	بت پرستی کیوں ممنوع ہے؟	632
188	ایمان اور تقویٰ کے متعلق	520			
189	نفاق کے متعلق	521			
190	سخاوت کے متعلق	523			

Marfat.com

پیشِ لفظ

وہ لوگ جنہیں پیر سید میر زمان شاہ چشتی صابریؒ کی حیات مبارکہ میں آپ کے پاس جانے کا موقع ملا وہ جانتے ہیں کہ اکثر بابا جی کاغذ قلم لے کر کچھ نہ کچھ لکھ رہے ہوتے تھے۔ "علاجِ روح" اسی کتاب کا نام ہے۔

علاجِ روح کا پہلا ایڈیشن آج سے چند سال قبل چھپ کر سامنے آیا جس میں بلاشبہ بے شمار غلطیاں تھیں لہذا پیر منور شاہ باچہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بدوملہی شریف نے تمام کتب کی فروخت پر پابندی لگادی اور کتاب از سرِ نو تیار کرنے کا حکم دیا۔

☆ سب سے پہلے کتاب میں موجود تمام آیات قرآنی کو نئے سرے سے لکھا گیا، ترجمہ کے سلسلے میں دور حاضر کے بہترین مترجم اور مفسر جسٹس پیر کرم شاہ الازہری کے ترجمہ جمال القرآن سے استفادہ کیا گیا۔

☆ اکثر آیات کے حوالے موجود نہیں تھے جنہیں تلاش کرنا خاصا محنت طلب مسئلہ تھا۔ بہر حال تمام آیات کے حوالہ جات انتہائی احتیاط کے ساتھ لکھے گئے۔

☆ حوالہ جات کو مختصر کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کر دیا گیا کہ سورہ کا نام لکھ کر آگے اس کا نمبر لکھ دیا گیا اور ساتھ ہی آیت نمبر لکھ دیا گیا۔

مثلاً اگر کہیں لکھا ہوا ہے (البقرہ ۲:۵۲) تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ آیت سورت نمبر ۲ البقرہ کی آیت نمبر ۵۲ ہے۔

☆ کتاب میں موجود تمام غلطیوں کو درست کرنے کے لیے طبع شدہ کتاب کے ساتھ ساتھ اصل مسودے سے بھی مدد لی گئی۔

☆ فارسی اور پشتو اشعار کا ترجمہ موجود نہ تھا، اس کو تمام اشعار کے نیچے درج کر دیا گیا

Marfat.com

☆ کتاب میں پیراگراف بنائے گئے تاکہ پڑھنے والے کے ذہن پر بوجھ نہ بن سکے۔

☆ مین ہیڈنگ کے ساتھ ساتھ بغلی عنوانات بنائے گئے تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

☆ باباجی کے مریدین کے لیے ایک خصوصی تحفہ یہ ہے کہ باباجی کی تصویر سرورق پر دے دی گئی۔ علاوہ ازیں دربار شریف، مرقد انور اور آپ کے کمرہ مبارک کی تصاویر بھی پہلی دفعہ خوبصورت رنگین اشاعت کے ذریعے کتاب میں شامل کر دی گئی ہیں۔

☆ پہلے ایڈیشن کی نسبت خوبصورت رنگین ٹائٹل والی جلد بندی کی گئی۔

☆ باباجی کے حالات زندگی بھی شامل کیے گئے جو کہ مریدین کے لیے ایک تحفہ ہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ پیشِ نظر کتاب ایک ایسے بزرگ کی ہے جو کہ اپنے مریدین کے ساتھ بہت مخلص ہے۔ اگر چہ اس میں آپ کو عام کتب کی طرح مضامین کی ترتیب نظر نہیں آئے گی بلکہ کہیں کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک مضمون ابھی نامکمل ہے اور دوسرا شروع ہو چکا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ کوئی بات خالی از حکمت نہیں ہے۔ بلکہ باباجی نے جو اچھی چیز پڑھی، سمجھی اور دیکھی اس کو آپ اور ہم لوگوں کے لیے اس میں جمع کر دیا۔ گویا یہ کتاب باباجیؒ کا حاصل زندگی بھی ہے اور حاصل مطالعہ بھی۔

باباجی کے اصل مسودے میں کہیں کہیں حوالہ جات موجود ہیں جبکہ اکثر حوالہ جات غائب ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکا احادیث اور دیگر عبارات پر حوالہ جات لگا دیے گئے۔ ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں تمام احادیث و اقوال مکمل وضاحت کے ساتھ حوالہ جات سے مزین ہوں گے۔

پشتو اشعار کے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر کوئی صاحب زبان ان میں کوئی غلطی پائے

تو مہربانی فرما کر اس کی وضاحت کر دے تا کہ اسے دور کیا جا سکے۔

یہ خوبصورت کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے بلاشبہ میرے کئی راتوں کے رت جگے کا نتیجہ ہے۔ اس کی تیاری میں دن اور رات ایک کر دینے والا محاورہ پورا ہوا۔ کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں اپنے محترم دوست علامہ خالد عثمان القادری دامت برکاتہم کے علاوہ المدینہ اسلامک یونیورسٹی کے متعلمین حافظ محمد جاوید سیفی، حافظ احمد بلال اور حافظ مختار احمد کا مشکور ہوں جن کا بھرپور تعاون میرے شامل حال رہا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

باباجی کے مرید اور عاشق صادق جناب حاجی عبدالقادر صاحب نے آپ احباب کے لیے اس کتاب کو نئے سرے سے ترتیب دینے کا بندوبست کیا اور جملہ اخراجات اپنے ذمے لیے۔ یقیناً وہ بھی ہم سب احباب کی طرف سے نیک دعاؤں کے مستحق ہیں۔

زیڈ کے پرنٹرز کے چیئرمین جناب قاضی کاشف ندیم صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے میری جائز اور ناجائز تنقید کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور کتاب کو خوبصورت بنانے میں بہت زیادہ تعاون کیا۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو تمام احباب کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین بجاہِ النّبیِّ الکریمِ۔

محمد عارف جاوید نقشبندی
خطیب: جامع مسجد سرکار مدینہ B-1
واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ

Marfat.com

حالاتِ زندگی

پیر سید میر زمان شاہ چشتی صابری

امام المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا، لیکن میراث نبوت ختم نہیں ہوئی اور مناسب وقفوں کے بعد دنیا میں ایسی ہستیاں جنم لیتی رہیں جن کے سروں پر نبوت کا تاج تو نہ تھا البتہ انہوں نے اپنی گردنوں میں غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طوق سجا رکھا تھا اور وہ اس دنیا کو اسی نور سے منور کرنے کے لیے کوشاں تھے جس کو لے کر مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کرہ ارضی پر جلوہ گر ہوئے تھے۔

ملتِ اسلامیہ اس لحاظ سے بڑی خوش قسمت ہے کہ اس کی صدیوں پر محیط تاریخ کے افق پر اس قسم کے ستارے جا بجا جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یہ افق بایزید بسطامیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، خواجہ عثمان ہارونی، داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، نظام الدین اولیاءؒ، شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی اور شاہِ نقشبند بخاریؒ جیسے ستاروں سے مزین نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریکیوں کی دلدادہ قوتوں نے جب بھی ہدایت کی شمع کو گل کر کے اس جہان کو ظلمت کدہ بنانے کی کوشش کی تو اس قسم کا کوئی نہ کوئی تابندہ ستارہ نمودار رہا۔ جس کی تابناکیوں سے تاریکیاں کافور ہو گئیں اور دنیا ایک بار پھر ہدایت کے نور سے جگمگا اٹھی۔

Marfat.com

بحر الکاملین، زبدۃ العارفین، سید السالکین، مرشد اعلیٰ حضرت قبلہ پیر سید میر زمان شاہ چشتی صابری بھی امتِ مصطفوی کے انہیں تابندہ ستاروں میں سے ایک ستارہ ہیں۔ جن کی روشنی سے افق ملت برسوں جگمگاتا رہا اور مدتوں جگمگاتا رہے گا۔

نام و نسب اور تاریخ پیدائش:

پیر سید میر زمان شاہ صاحب المعروف باباجی مردان والے یکم جولائی 1901ء کو صوبہ سرحد کے شہر مردان میں پیدا ہوئے۔ والد محترم کا نام سید نواب شاہ تھا۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ سے قبل تین سو تریسٹھ (363) اولیاء کرام آپ کے خاندان سے جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کا آبائی وطن کابل افغانستان کا گاؤں "غوڑہ مرغیے" تھا۔ وہاں سے آپ کے آباؤ اجداد صدیوں پہلے ہجرت کر کے مردان تشریف لے آئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مردان میں حاصل کی اور پولیس ڈیپارٹمنٹ میں نوکری کی۔

بیعت:

یہ ایک لازمی حقیقت ہے کہ شخصیت کی تعمیر میں کسی مردِ درویش کی تربیت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کسی شمس تبریز کی صحبت آئینہ دل کو جلا بخش کر مولائے روم بنا دیتی ہے۔ آپ کے پیر و مرشد سید محمد خواجہ بابا الحسنی والحسینی چشتی ہیں۔ جن کا لقب تاج والے بابا اور بابا مبارک ہے۔ آپ کا مزار شہر اقبال سیالکوٹ میں ہے۔ آپ کا اصل نام احمد تھا اور آپ دکن حیدر آباد سے 1947 میں ہجرت کر کے سیالکوٹ تشریف لائے تھے۔

بابا مبارک کی خصوصی توجہات نے آپ میں طریقت کا ذوق پیدا کیا۔ اس

کامل نے زرخیز زمین میں عشق الٰہی کا پودا لگا کر اس کی آبیاری کی۔ اور اسے آئین جہاں بانی کا تن آور درخت بنا دیا۔

فقیری کا آغاز:

فقیری سے آپ کو بچپن ہی سے بہت لگاؤ تھا۔ دوران ملازمت 1933ء میں کوہاٹ کے علاقہ میں ایک نواب کی رہائش گاہ پر آپ نے حافظ بابا کے دست حق پر بیعت کی۔

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ اعلیٰ منزل کے حصول کے لیے سخت ریاضت اٹھانا پڑتی ہے۔ صعب ترین راہوں کی صعوبتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مشکلات کے دریا عبور کرنے پڑتے ہیں۔ اس راستے پر تیز کانٹوں اور کھردری چٹانوں سے جابجا واسطہ پڑتا ہے۔

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا ہی سمجھ لیجئے\
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

حضرت پیر سید میر زمان شاہ کو بھی اس راستے میں ان سب چیزوں سے واسطہ پڑا اور زمانہ شاہد ہے کہ آپ نے ان تمام تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور آزمائش کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے۔

حافظ بابا کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد دیدار مرشد کی تڑپ بہت زیادہ ہو گئی۔ جب بھی آپ کے مرشد سرحد کے دورے پر تشریف لاتے تو آپ ان کی خدمت قدس میں حاضری دیتے اور جب دل کی آگ برداشت سے باہر ہو جاتی تو عرض کرتے

Marfat.com

"حضور میں آپ کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں" جواب ملتا "ابھی صبر کرو"

وقت گزرتا گیا اور آپ کا ذوقِ جنون بڑھتا گیا۔ آخر کار مرشدِ باصفا نے باوفا کی آتش شوق کو دیکھتے ہوئے اپنے پاس آنے کی بشارت دے دی۔ اس وقت آ ڈیوٹی نظام آباد، تھانہ خیر آباد کنڈ میں تھی اور بشارت ملنے کے وقت آپ دریا کنارے حالت میں لیٹے ہوئے تھے کہ آدھا دھڑ باہر تھا اور آدھا دریا کے اندر۔ بشارت سے آپ اٹھے اور تھانے میں چلے گئے، محرر سے کہا کہ میرا استعفیٰ لکھو اور منظور کر لو، میں مزید ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔ اس وقت آپ کی ریٹائرمنٹ میں صرف تین مہینے باقی محرر نے جب آپ کا یہ عجیب وغریب فیصلہ سنا تو حیران ہو کر کہنے لگا "شاہ صاحب ہے؟" آپ کی ملازمت ختم ہونے میں صرف تین مہینے باقی ہیں، اور کچھ نہیں تو کم تین مہینے کی چھٹی ہی لے لیں تاکہ بعد میں بچوں کو پنشن تو ملتی رہے۔ آپ نے کہا مجھے وغیرہ کی ضرورت نہیں، میرا استعفیٰ لکھو اور مجھ سے دستخط لے لو۔ الغرض آپ استعفیٰ دے وطن واپس چلے آئے۔

دکن حیدر آباد کو روانگی:

ملازمت چھوڑنے کے بعد آپ گھر آئے، بیوی بچوں سے ملاقات کے سعادت مند اولاد کی طرح والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھے بابا مبارک نے دکن حیدر آباد طلب کیا ہے۔ والدہ محترمہ بھی اسلاف کا نمونہ تھیں، کر دے کر اپنی ہزاروں دعاؤں کے سائے میں لختِ جگر کو خدا کے حوالے کر دیا۔ آپ زا

Marfat.com

...دو چادریں اور تین جوڑے کپڑوں کے لے کر گھر سے روانہ ہوئے اور مردان شریف ...ریلوے اسٹیشن پر آ گئے۔ اسٹیشن پر بیٹھے بیٹھے دل میں خیال گزرا کہ میں نے تو دکن حیدر ...دیکھا تک نہیں، اب کیا کروں اور کدھر کو جاؤں؟ آخر آپ نے مردان سے لاہور کا ...ٹ لیا اور "درگئی" سے آنے والی گاڑی پر مردان سے نوشہرہ آ گئے۔ نوشہرہ سے پشاور ...پشاور سے لاہور جانے والی گاڑی میں سوار ہو کر لاہور پہنچ گئے۔

گاڑی سے اتر کر استراحت کے لیے تھوڑی دیر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک فقیر آیا ...حالت مجذوبی میں تھا، اس نے آپ سے کہا کہ دہلی کا ٹکٹ لے لو۔ آپ نے لاہور ...دہلی کا ٹکٹ لے کر گاڑی کا سفر پھر شروع کر دیا، اگلے دن صبح چار بجے آپ دہلی پہنچ ...۔ ایک چائے والے کی دوکان سے دو لوٹے پانی لے کر آپ نے وضو کیا اور نماز فجر ادا ...ناشتہ کرنے کے بعد آپ مسافر خانے میں چلے گئے۔ ابھی مسافر خانے پہنچے ہی تھے ...یک بار پھر وہی مجذوب فقیر آیا اور ٹکٹ کلکٹر سے کہنے لگا، اس کو اٹھارسی کا ٹکٹ دے دو۔ ...نے ایسا ہی کیا، آپ ٹکٹ لے کر اٹھارسی کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی جب اٹھارسی ...تو آپ گاڑی سے اتر کر مسافر خانے میں آرام کی خاطر بیٹھ گئے۔ ابھی دو منٹ بھی ...گزرے تھے کہ اچانک ایک نیا مجذوب آیا، اس نے آپ کو کہا کہ "ناملی" کا ٹکٹ ...۔ آپ نے "اٹھارسی" سے ناملی کا ٹکٹ لے لیا اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جب آپ ...لی" پہنچے تو حسب معمول آپ مسافر خانے میں چلے گئے۔ آپ نے چائے پینے کا ...لیا اور دل میں تھا کہ کچھ دیر آرام کر لوں۔ اسی اثناء میں سیاہ کالے رنگ کے دو جٹے

کئے مجذوب نمودار ہوئے اور پاس آ کر کہنے لگے دکن حیدر آباد کا ٹکٹ لے لینا، ہم بھی کے ساتھ جائیں گے۔ آپ نے "نامپلی" سے دکن حیدر آباد کا ٹکٹ لیا اور گاڑی میں گئے جبکہ وہ دونوں مجذوب اسٹیشن پر چکر لگاتے رہے، جب گاڑی روانہ ہوئی تو وہ د گاڑی کے ساتھ لٹک گئے اور دکن حیدر آباد پہنچنے پر آپ کو اسٹیشن پر چھوڑ کر واپس چلے

آپ کے وہاں پہنچنے سے قبل آپ کے مرشد نے چار آدمیوں کو تانگہ دے کر کو لینے کے لیے بھیجا ہوا تھا۔ آپ تانگے پر بیٹھ کر دربار پہنچ گئے۔ کچھ دیر آرام کے بعد کو مرشد پاک نے **اللہ الصمد** کے چلے پر بٹھا دیا۔ آپ کے لیے کمرہ صاف کر ایک اینٹ سرہانے کے لیے اور ایک دیا اور ماچس دے دی۔ اس وقت آپ کے تقریباً سترہ آدمی چلے پر بیٹھے تھے۔

دربار شریف کا لنگر انچارج سید جلال باچہ آپ کا بیوی کی طرف سے رشتہ دا لنگر شریف کا طریقہ یہ تھا کہ ایک بڑی دیگ میں چاول پکتے اور دربار شریف میں ایک بہت بڑی "پرات" میں انڈیل دیے جاتے تھے۔ تمام لوگ اپنے کمروں سے اس کے گرد بیٹھ جاتے تھے اور حسبِ ضرورت کھانا کھا لیتے۔

آزمائش:

چلہ کشی کے دوران ہر مرید کو آزمائش کے مرحلے سے گزارا جاتا ہے تاکہ مع سکے کہ یہ شخص طریقت کے راز سنبھالنے کا اہل ہے یا کہ نہیں۔ بابا جیؒ کو بھی آزمائش مرحلے سے گزرنا پڑا۔ اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

جب تمام لوگ کھانے کے لیے اکھٹے ہوتے تو بڑی بڑی باتیں کرتے کہ میں نے خواب میں تاج بابا کو دیکھا ہے (تاج بابا حضرت پیر سید میر زمان شاہ کے دادا مرشد کا ہے) کوئی کہتا کہ میں نے فلاں بزرگ کو دیکھا ہے۔ میں ان لوگوں کی باتیں سن کر ن ہوتا کہ میں بھی تو ان کے ساتھ ہی چلے پر بیٹھا ہوں، آخر مجھے کچھ نظر کیوں نہیں آتا؟ باتیں سن سن کر میرا صبر کا پیمانہ ٹوٹنے ہی والا تھا کہ اچانک ایک رات تاج بابا آئے ھے ایک تصویر دی۔

بابا جی یعنی میرے مرشد پاک کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر رات دو بجے کے قریب میں پیالیاں اور چینک لے کر میرے پاس آتے تھے۔ اس رات بھی آپ حسبِ معمول ے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج کوئی آدمی تو نہیں آیا تھا؟ میں نے جواب دیا کہ تو کوئی آدمی نہیں آیا تھا اور تاج بابا کی دی ہوئی تصویر تکیے کے نیچے چھپا دی، حافظ بابا دیر تک بار بار پوچھتے رہے مگر میں نے راز آؤٹ نہ کیا۔ یہ میری پہلی آزمائش تھی کہ یہ چھوٹی سی بات چھپا سکتا ہے یا کہ نہیں۔

وقت گزرنے کے بعد جب عید آئی تو عید سے سترہ دن پہلے تمام لوگوں کو حکم ہوا ٹھو، حجامت بنواؤ اور سارے لوگ عید اپنے اپنے گھروں میں کرو۔ ہم لوگ جب چلے ٹھے تو میرے سوا تمام آدمی بالکل خالی تھے۔ اور میرا یہ عالم تھا کہ کھڑے آدمی کی اندر انتڑیاں بھی دیکھتا تھا۔ جب ہم لوگ حجامت سے فارغ ہوئے اور غسل کر کے تیار ہو سید جلال باچہ نے کہا کہ پیر شہزادہ آپ کو بابا جی کا حکم ہے کہ چائے میرے ساتھ گھر

Marfat.com

میں پینا، میں گھر چلا گیا، چائے پیتے پیتے بابا جی نے مجھے اندر سے صاف کر دیا یعنی مہینے کی کمائی تھی وہ واپس لے لی۔ جب گھر سے باہر آیا تو سید جلال باچہ نے کہا کہ پیر کام ہو گیا؟ میں نے جواب دیا کہ میں کوئی ماں کے پیٹ سے تو نہیں لایا تھا۔ اس کا مال تھا لے لیا تو کیا ہوا۔ اس میں یہ آزمائش تھی کہ صبر و شکر میں پختہ ہے کہ نہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے آپ زندگی کی ہر آزمائش میں ثابت رہے اور ہمیشہ کامیابی نے آپ کے قدم چومے۔

پاکستان آمد اور مرشد کی وفات:

1947ء میں برصغیر کی تقسیم کے موقع پر دکن حیدر آباد سے اپنے پیر کے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور سیالکوٹ صدر چھاؤنی میں کور والی مسجد کے باہر سکونت اختیار کی اور دن رات اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر رہتے۔ 7 اگست 1951ء کو کے روحانی پیشوا دارِ فنا سے دارِ بقاء کو کوچ کر گئے۔ آپ نے ان کی قبر اپنے ہاتھوں بنائی۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد آپ مردان شریف چلے گئے لیکن درِ مرشد کے بغیر دل نہ لگا اور واپس سیالکوٹ آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو سورۃ توبہ کی بشارت ہوئی اور ہی لفظ "بدوملہی" کہا گیا اور آپ بدوملہی تشریف لے آئے۔

بدوملہی آمد کا تذکرہ:

بابا جیؒ کی بدوملہی آمد کا تذکرہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ جب آپ کو بدوملہی

...کے لیے حکم ہوا تو آپ نے دربار شریف سے قرآن مجید لیا اور صدر چھاؤنی آ گئے۔
...ملازمت کے دور کا ایک ساتھی مرزا بیگ رہتا تھا۔ اسے ساتھ لے کر مسجد کے مولوی
...ب کے پاس گئے، انہیں سارا قصہ سنایا اور سوال کیا کہ یہ "بدوملہی" کیا ہے؟ یہ سن
...زا صاحب ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ بدوملہی ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کے ساتھ ہی
...گاؤں "تھلی ملیاں" میں میرے داماد کی زمین ہے۔ بابا جی کا مقصد حل ہو چکا تھا۔
...آپ دربار شریف واپس آ گئے۔

صبح ہوئی تو نمازِ فجر ادا کر کے ناشتہ کیا اور مرشدِ محترم کی قبرِ انور پر فاتحہ پڑھ کر
...ٹ اسٹیشن پر آ گئے۔ آپ کی جیب میں اس وقت صرف تین روپے تھے۔ آپ ایک
...ن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ میرے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں! کیا
...ں گا؟ لیکن ایسے موقعوں پر قدرت اپنے بندوں کی دستگیری کرتی ہے۔ ابھی اسی سوچ
...تھے کہ مرزا صاحب کا نواسہ آیا اور کہنے لگا "ابو کہتے ہیں کہ آپ ٹکٹ نہ خریدیں، میں
...خریدلوں گا اور آپ کے ساتھ ہی بدوملہی جاؤں گا" المختصر! آپ مرزا صاحب کے
...کے ساتھ بدوملہی آ گئے۔

آپ نے شہر سے باہر قبرستان میں ڈیرہ لگا لیا۔ رات آپ "ٹاہلی" کے درخت
...نیچے گزارتے اور دن کو دریا کی طرف نکل جاتے۔ چار مہینے یوں ہی گزر گئے۔ چار
...ں کے بعد آپ نے ایک رات دو بجے پورے بدوملہی کا چکر لگایا اور واپس قبرستان

Marfat.com

اب آپ نے شہر میں آنا جانا شروع کر دیا، جب بھی آپ شہر میں داخل ہو
دعا کیا کرتے تھے "یا اللہ! اس شہر پر رحم کر" انہیں دنوں بارشیں زیادہ ہوئیں اور س
آ گیا۔ شہر میں بیماری پھیل گئی۔ لوگ پریشان حال آپ کے پاس آتے تو آپ انہیں پا
کر کے دیتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور ولیِ کامل کی دعا سے انہیں شفاء یاب کر دیتا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اس دوران آپ نے بدوملہی کے ایک رہائشی اللہ دتہ عرف چن کے ہاں سک
اختیار کر لی۔ مسندِ خلافت پر بیٹھ کر آپ کا پہلا مرید اللہ رکھا حجام ہوا۔ اس کے بعد جو
جوق لوگ بیعت ہوتے گئے۔ بقول شاعر

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ آتے گئے قافلہ بنتا گیا

عادات و خصائل:

حسنِ خلق اور انکسار و تواضع، اخلاق حسنہ کی نہایت اہم شاخیں ہیں اور ان کو
تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بہت پسند فرمایا ہے۔ ام المومنین حضرت ع
صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مس
اپنے حسنِ خلق کی وجہ سے **قَائِمُ اللَّيْلِ** اور **صَائِمُ النَّهَارِ** کا درجہ حاصل
ہے" (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں "رسول اللہ صلی … علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانوں میں اس شخص کا ایمان کامل ہے جو ان سب میں … خلق ہو" (مشکوٰۃ)

تواضع اور انکساری یہ ہے کہ انسان سادگی اور فروتنی کو اپنی زندگی کا شعار بنائے۔ … کتنے ہی اونچے مرتبے پر کیوں نہ ہو، دوسروں کو حقیر نہ سمجھے اور نہ کسی دوسرے پر اپنی بڑائی … ائے۔ اپنے سے کمتر، معمولی سے معمولی آدمی کو بھی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے اور … سے معاشرتی تعلق قائم کرنے میں عار محسوس نہ کرے۔

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار … تا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اگر ہم پیر صاحب قبلہ کی زندگی کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی جھجک … وگی کہ آپ میں یہ تمام اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ دینی اور روحانی اعتبار سے … پ بہت بڑے آدمی تھے۔ ہزاروں مریدانِ باوفا کی عقیدت کا مرکز تھے۔ لیکن تکبر یا خود … ی کا شائبہ تک ان میں نہ تھا۔ ہر شخص سے خواہ وہ کتنی بھی معمولی حیثیت کا ہوتا، نہایت … ہ پیشانی اور گرم جوشی سے ملتے تھے۔ چھوٹوں پر انتہائی شفیق تھے اور بڑوں کی نہایت … ت وتکریم کرتے تھے۔

بابا جیؒ کے ایک مرید الحاج عبدالقادر (واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ) بابا جی کی … ت ومحبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

"ایک مرتبہ میں باباجیؒ سے ملنے کے لیے بدوملہی حاضر ہوا۔ مجھے دور سے آتے ہوئے دیکھا تو بلند آواز سے دربار شریف کی نوکرانی کو آوازیں دینے لگے او رابعہ! او رابعہ! کھانا لاؤ، مکھن لاؤ، ترکاری لاؤ عبدالقادر آیا ہے۔ اس سے بڑا کون آئے گا جب کھانا آگیا تو میرے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھایا"۔ یہ تھا آپ کی محبت شفقت کا ایک انداز۔

لباس عموماً سادہ استعمال کرتے تھے لیکن کبھی کوئی عقیدت مند بہترین یا قیمتی لباس لاتا تو وہ بھی استعمال فرما لیتے۔ کبھی کبھی دستار شریف کو گلے میں لٹکا لیتے۔ پشتو لہجے میں بولی جانے والی اردو میں اتنی مٹھاس تھی کہ ہر ملنے والے کا دل موہ لیتی تھی۔

مسلکاً صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی تھے۔ علمائے حق کی دل سے عزت و تکریم کرتے تھے۔ جب کوئی عالم دین آستانے پر تشریف لاتا تو اس کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ شروع دن سے ہی نماز باجماعت کا اہتمام کرتے تھے، اور اپنے مریدین کو بھی نماز ادا کرنے کا حکم سختی سے دیتے تھے۔ نمازِ تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔ جب کبھی اجتماعی دعا فرماتے تو یوں لگتا تھا گویا کہ زمین و آسمان کانپ رہے ہیں، سامعین اس دعا کے سحر میں گم ہو کر رہ جاتے۔ اکثر خاموش رہتے تھے اور بلا مطلب گفتگو نہ فرماتے تھے۔

مستجاب الدعوات:

حدیث قدسی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

جب میرا بندہ نوافل کی کثرت کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّتِي يَبْصُرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِي لَاُعْطِيَنَّهٗ

(بخاری)

ترجمہ: تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں۔

حدیث مبارکہ کے آخری حصے میں فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں۔ بابا جیؒ بھی اسی حدیث کے موجب مستجاب الدعوات تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی ہر بات کو پورا فرمایا۔ حاجی عبدالقادر صاحب جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں، فرماتے ہیں کہ

☆ شروع میں میری مالی حالت اچھی نہ تھی۔ اللہ رب العزت کی رحمت اور پیر کی دعا سے آسانی ہوئی تو ایک موٹر سائیکل خرید لی اور خوشی کے ساتھ بابا جی کے پاس چلا گیا اور کہا بابا جی میں نے موٹر سائیکل لی ہے۔ تو جواب میں آپ اپنے مخصوص انداز میں فرمانے لگے۔

68486

عبدالقادر سڑیا! تم موٹر سائیکل کی بات کرتا ہے، خدا تمہیں موٹر کار دینے والا ہے"

Marfat.com

☆ میری زوجہ اور بھاوج سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر اکھٹے رہو گے تو گھر کے ایک ایک فرد کے لیے ایک ایک نوکر ہو گا۔

☆ مجھے فرمایا کرتے عبدالقادر بیٹا! ان شاء اللہ آپ کے رشتہ داروں میں آپ کا نام ہو گا اور آپ کی جیب کبھی خالی نہ ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مرشدِ کامل کی زبان سے نکلی ہوئی یہ تمام باتیں حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئیں۔

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں جب مالی حالت خراب تھی تو میں آپ کے پاس حاضر ہوتا اور دل میں کئی طرح کی باتیں اور خواہشیں ہوتیں۔ سوچتا ہوا آتا کہ آج باباجی سے یہ دعا کرواؤں گا، وہ دعا کرواؤں گا۔ مگر جب وہاں حاضر ہوتا تو جرات نہ پڑتی اور اسی طرح واپس آجاتا۔ مگر خدا کی قسم، وہ دعائیں اور تمنائیں جو پیر کے در پر لے کر جاتا اور کہہ نہ پاتا تھا وہ دعائیں آج تک پوری ہو رہی ہیں۔

یہ صرف ایک مرید کے تاثرات اور احساسات ہیں۔ جبکہ ایسی کئی داستانیں گھر گھر بکھری پڑی ہیں جن کو بیان کرنا اس مختصر تعارف میں ممکن نہیں۔ کیونکہ!

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

وصال:

قانون قدرت کے مطابق ہر ذی روح کو وقت مقررہ پر اس دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ نہ ایک لمحہ پہلے نہ ایک لمحہ بعد۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ

لو كانت الدنيا تدوم لواحد
لكان رسول الله فيها مخلد

اس قانون فطرت کے مطابق پیر سید میر زمان شاہ چشتی 14 نومبر 1986ء رات نو بجے اس دنیائے آب و گل کو خیر باد کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

واسفا على فراق قوم
هم المصابيع والحصون

افسوس اس ماہ تمام کی جدائی پر جو روشن چراغ اور ہمت و جرات کے قلعے تھے۔

والمدن والمزن والرواسی
والخير والامن والسكون

وہ ایک شہر تھے، وہ سحاب تھے، وہ کوہ گراں تھے، سراپا خیر، امن اور سکون تھے۔

لم تتغير لنا زمان الليالی
حتىٰ توفهم المنون

ہمارے لیے زمانے کا رنگ نہ بدلا جب تک موت نے انہیں اپنے قبضہ میں نہ لے لیا۔

وكل جمر لنا قلوب
وكل مناء لنا عيون

Marfat.com

اب یہ حال ہے کہ دل آگ کا شعلہ بن چکا ہے تو آنکھیں مسلسل پانی بہا رہی ہیں۔

باباجیؒ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ملک بھر سے آپ کے مریدان اور محبین بدوملہی پہنچنا شروع ہو گئے۔ کیونکہ باباجی کے تمام رشتہ دار مردان میں تھے، اور خرابی موسم کی وجہ سے ان احباب کا جلد آنا بھی ممکن نہ تھا لہذا آپ کے وصال سے تین دن بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جس میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کے علاوہ ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت آپ کے خاندان کے ایک بزرگ پیر سید قاسم علی شاہ نے حاصل کی۔ نماز جنازہ میں احباب کی کثرت دیکھ کر بے ساختہ امام احمد بن حنبل کا قول یاد آتا تھا۔

اَلْفَرقُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَھْلِ الْبِدَعِ یَوْمَ الْجَنَائِزِ

مرقد انور:

باباجی کے گھر والوں کا یہ اصرار تھا کہ آپ کے جسدِ اقدس کو مردان شریف لے جایا جائے اور آپ کے خاندان کے باقی بزرگوں کے ساتھ ہی آپ کا مزار اقدس بنایا جائے جبکہ باباجی کے مقامی مریدین اس بات پر مصر تھے کہ باباجی کی تدفین بدوملہی میں ہی کی جائے جب کافی دیر تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو سکا تو کسی نے باباجیؒ کی وصیت کا تذکرہ کیا کہ ایک مرتبہ آپ نے چھڑی کے ساتھ اپنی قبر کی موجودہ جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی کہ یہاں میرا مزار ہو گا لیکن پھر بھی کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

آخر کار باباجی کے ایک مرید رئیس خان جن کا تعلق بھٹو خاندان سے تھا اور سندھ کے مالدار آدمیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا انہوں نے اپنا پستول نکال کر باباجی کے رشتہ داروں کے سامنے رکھ دیا اور کہا "ایسا کرو ہم سب کو گولی مار دو اور باباجی کو لے جاؤ" بالآخر

Marfat.com

مریدین کی محبت کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے آپ کے رشتہ داروں نے آپ کو بدوملہی دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

بابا جی کو قبر میں دفن کرتے وقت کسی کو یقین نہ آرہا تھا کہ ہمیں بچیہ اور سڑیا جیسے الفاظ سے مخاطب کرنے والے بابا جی اب ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔

ما كنت احسب قبل دفنك فی الثرٰی
ان الكواكب فی التراب تغور
ما كنت آمل قبل نعشك ان ارٰی
رضوٰی علی ایدی الرجال تسیر

آپ کے دفن سے پہلے مجھے یقین نہ تھا کہ ستارے بھی خاک میں مل جاتے ہیں۔
آپ کا جنازہ اٹھنے سے پہلے مجھے خیال نہ تھا کہ رضوی پہاڑ انسانوں کے ہاتھوں پر چلے گا۔
تمام مریدین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے،

يَا شَيخَنَا مَاخَذ مِنَّاكَ حَقَّ خِدمَتِكَ وَمَا اَدَّينَا وَاجِبَاتِنَا كَمَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا اَنْ تُؤدِّبهَا

اور وہ بابا جی کے جسد اقدس سے پوچھ رہے تھے،

کی سی جے اینا دس جاندوں ہن کیہڑی رتے آسیں
کیہڑے سال مہار مڑیسیں ، کیہڑے چن آپھر ملاسیں
کیہڑی رات گلے آملسیں، کیہڑے وار دیدار کراسیں
اعظم جے نیوں چھیتی مڑنا، کد سانوں کول بلاسیں

Marfat.com

وصال کے بعد چہرہ کی تازگی:

طبعی تقاضہ یہ ہے کہ روح نکل جانے کے بعد جسم اکڑنا شروع ہو جاتا ہے، رنگ تبدیل ہو جاتا ہے لیکن اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ معاملہ الگ ہوتا ہے۔ الحاج عبدالقادر فرماتے ہیں کہ باباجی کے وصال کے تین دن بعد جب آپ کو دفن کیا گیا تو اس وقت بھی آپ کا جسم اقدس نہایت نرم اور ملائم تھا، چہرہ مبارک بالکل نکھرا نکھرا اور تروتازہ تھا۔ میں نے آپ کے قدموں کا بوسہ لینے کی سعادت حاصل کی، خدا کی قسم یوں لگتا تھا کہ جیسے کسی زندہ انسان کا بوسہ لے رہا ہوں۔

مرن توں پچھوں جے کر میرا چہرہ ہو جائے تازہ
سمجھ لینا محبوب میرے نے پڑھیا آن جنازہ

پیر صاحب نے اپنی پچاسی سالہ زندگی میں دکھی انسانیت کی خدمت، انسانیت کی ہدایت اور دین کی خدمت کے سلسلہ میں جو کردار پیش کیا، یقیناً اس ذاتِ رحیم و کریم نے انہیں قبول فرما کر پیر صاحب کو اپنے پاس بلاتے وقت اس خطاب کا مستحق قرار دیا ہوگا۔

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

اولاد:

باباجیؒ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا ہے جس کا نام عثمان باچہ ہے جبکہ دوسری بیوی سے آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹوں کے نام بالترتیب نعمان

Marfat.com

باچہ، امان باچہ اور منور شاہ باچہ ہیں۔ سید منور شاہ باچہ اب بابا جی کے دربار میں گدی نشین ہیں اور دربار شریف کے جملہ معاملات بطریق احسن چلا رہے ہیں۔

باباجیؒ کا سالانہ عرس پاک ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ربیع الاول کو بدوملہی میں پورے مذہبی جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ باباجی کا فیضان تا قیامت جاری رکھے اور تشنگان ہمیشہ یہاں سے سیراب ہوتے رہیں۔ آمین **بِجَاہِ نَبِیِّہِ الْکَرِیْم عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْم**۔

محمد عارف جاوید نقشبندی

خطیب: جامع مسجد سرکار مدینہ B-1

واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ

13-03-2006

Marfat.com

عرضِ مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

۱۔ مجھے شافی و ہادی مطلق کی ذات پاک سے امید ہے کہ جو شخص اس کتاب کو شب و روز اپنے مطالعہ میں رکھے گا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی اور کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

۲۔ اگر کوئی مفلس اس کتاب کو پڑھے گا وہ غنی ہو جائے گا۔

۳۔ اگر پریشان پڑھے گا تو اسے دلجمعی حاصل ہوگی اور ہمیشہ خاطر جمع رہے گا۔

۴۔ اگر ناقص پڑھے گا تو کامل ہو جائے گا۔ یہ کتاب اس کے لیے مرشد کامل کا کام دے گی اور بظاہر اسے بیعت کرنے کی صورت نہ رہے گی (مگر بیعت کرنا ضروری ہے) کیونکہ اس کے مطالعہ سے وہ ظاہر و باطن میں سلک وسلوک کے راستے اور فقر و درویشی کے مقامات کو جاننے پہچاننے لگے گا۔

۵۔ یہ کتاب مبتدی کو منتہی اور جاہل کو عالم و فاضل بنادے گی اور مطالعہ کنندگان صاحب نظر اور نفس پر قادر ہو جاویں گے۔

۶۔ یہ کتاب طالبان صادق و مریدانِ واثق، عارفان صاحب تحقیق، واصلان باحق

رفیق و عالمان باتوفیق، فقیران فنافی اللہ و بقاباللہ غریق واحدانیت و دریائے عمیق کے لیے اکسیر ہے۔

۷۔ جس شخص نے اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھایا اور گنج برنج نہیں پایا اس کے لیے وصال وبال ہے۔

۸۔ یہ تصرف فیض باطنی ان کے لیے عام ہے جو کہ اہل دانش وشعور ہیں۔ فقیر نے اس کتاب کو اس لیے تیار کیا کہ قبلہ و کعبہ کے تمام کام جو کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کیے ہیں ہر ایک صادق مرید پر ظاہر ہو جائیں، قبلہ نے جو مشکل الفاظ یا پشتو شعر کہے ہیں ان کا مطلب ظاہر ہو جاوے اور مریدانِ صادق ان سے اب بھی کام لے سکیں۔

۹۔ اس کتاب کے پڑھنے والے باطل سے نکل کر اس کے لیے اور معرفت الٰہی کا آئینہ ہوگا آمدم برسرِ مطلب خلاصہ یہ ہے کہ مریدین کو ظاہری اور باطنی میں یعنی دونوں حالت میں مشغولِ عبادت کرتے ہیں تا کہ شب وروز دشمنانِ خدا سے جو کہ نفس اور شیطان ہیں ان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں مرشد کامل تیغ اسم اللہ ذات سے اغیار کا سر جدا کرتا ہے اور ایک ہی دفعہ میں نفس اور شیطان کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لیے ان سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ تصور برزخ اسم اللہ سے استقامت وقوت کرامت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے طالب کی نظر قیامت کے روز اور حساب و کتاب اور پُل صراط و میزان پر پڑتی ہے اور جس سے وہ نفس امارہ کو مارتا ہے، اور اسے تکلیف دیتا ہے۔ اور اس کی روح کو اس جہان میں وحشت ہوتی ہے۔ فیض الٰہی اسے عطا ہوتا ہے۔ توفیق الٰہی سے وہ ہمیشہ عبادت کرتا ہے اور

Marfat.com

کرامت واستقامت حاصل کرتا ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ۴۹:۱۳)

ترجمہ: تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

ملاحظہ ہوئے قصہ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا۔

جاننا چاہیے کہ سالک، سلوک، مجاہدہ، مشاہدہ، ریاضت، قرب، وصال، محبت، طاعت، جمعیت ومعرفت فنافی اللہ وبقایا باللہ یہ سب مقامات فقر وفیض رحمانی اور نعمت و عزت وشرف دیدار مجلس محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعلم کل یکبارگی کشادہ ہوتے ہیں اور طالب ہر ایک مطلب ومقصد اس کتاب کے پڑھنے سے حاصل کرسکتا ہے اور جب چاہے غرق وحدانیت ہوتا ہے اور جب چاہے مجلسِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اور مجلس محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تصدیق اور قربان کرتا ہے۔ اور اس کتاب کے مطالعہ سے جملہ ارواح کے ساتھ ملاقات کرسکتا ہے اور ان سے فیض حاصل کرسکتا ہے۔

فقیر:

پیر سید میر زمان شاہ چشتی صابری

آستانہ عالیہ بدوملہی شریف

Marfat.com

صفات وارادات الٰہیہ وطوارق شیطانیہ کے متعلق

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (الحج ۲۲:۵۲)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

ایک مثال:

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(الصفت ۳۷:۱۰۲)

ترجمہ: فرمایا، اے میرے پیارے فرزند! میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے۔ عرض کیا میرے پدر بزرگوار کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

قصہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو قربان کر دو۔ حضرت ابراہیم نے اپنی بیوی کو کہا کہ اپنے بیٹے اسماعیل کو صاف کر

Marfat.com

کے دعوت پر لے جاتا ہوں۔ حاجرہ بی بی نے بچے کو صاف کیا اور حوالے کیا۔ جب روان ہوئے تو آپ نے چھری اور رسی طلب کی۔ حاجرہ بی بی نے کہا کہ دعوت میں چھری اور رسی کی کیا ضرورت ہے؟ تو حضرت نے کہا کہ کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اس بات پر شیطان نے حاجرہ بی بی کو کہا کہ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ حاجرہ بی بی نے کہا کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ آگے جا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے ایک سفید ریش آدمی کھڑا ہے اور اس نے کہا کہ بچے کو ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے ہو اور شیطان نے ان کے دل میں وسوسے ڈال دیے مگر ابراہیمؑ اسی وقت سمجھ گئے اور کہا کہ یہ تو شیطان ہے۔ تو زمین سے پتھر اٹھا کر مارے اور وہ غائب ہو گیا اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنا کام کر دیا۔ جو حاجی لوگ پتھر مارتے ہیں تو یہ سنت ابراہیمؑ کی ہے جو کہ بوقت حج ہوتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

محبت کے متعلق

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرہ ۲:۱۶۵)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ سے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (ال عمران ۳:۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ تعالیٰ اور بخش دے

Marfat.com

تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ‏ (آل عمران ۳:۹۲)

ترجمہ: ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہوا ہے اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے۔ ثواب اس چیز میں ہے جو کہ خداوند عالم کے لیے حقدار کو چھوڑ دے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ بہت راضی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو حکم دیا اور یہ آیت نازل فرمائی کہ ان یہودیوں کو اپنی ریاست بہت عزیز ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تابع نہیں ہوتے تھے۔ جب تک وہ ریاست نہ چھوڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو درجہ ایمان نہ پائیں گے یعنی جو مقام تم کو زیادہ پسند ہے اس کو خدائے عالم کے لیے حقدار کو چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہو جاویں گے اور اگر وہ مقام جو کہ تم کو زیادہ پسند ہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے حقدار کو نہ چھوڑا تو تم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔ تو ان آیات کی رو سے یہودیوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا کیونکہ حقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے اور یہ انکاری ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سزا میں مبتلا کر دیا اور روزِ قیامت میں بھی سزا دے گا اور زمین میں ان کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

Marfat.com

محبت کے نسبت:

محبت دل کے تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے اُسے حاصل ہوتی ہے۔ اُس وقت دنیا اُس کو انگوٹھی کے اوپر معلوم ہوتا ہے۔ حلقہ یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ محبت وشراب ہے کہ اُس کا نشہ کبھی اتر نہیں سکتا۔ محبت محبوب سے خواہ خاطری خواہ باطنی ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے۔ محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کرنے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا ہے۔ وہ ایسے مریض ہیں جو کہ بغیر دیدار کے صحت نہیں پاتے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے۔ بغیر مولا کے انہیں کسی سے انسیت نہیں ہوتی ہے۔

پہلا محبت:

پہلا محبت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ سے محبت کرتا ہے اور اس چیز سے محبت کرتا ہے جو اس کی ہستی کو باکمال کردے اور یہ اپنی محبت خدا کی محبت کے لیے ذریعہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ انسان کا وجود اور اس کی تکمیل سوائے عطیہ خداوندی کے اور کچھ نہیں ہے۔ یعنی شیخ کی محبت مرید کو باکمال کرسکتی ہے۔ بشرطیکہ مرید میں جوہر قابلیت ہو۔

وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقاً

(النسآء ۴:۶۸، ۶۹)

ترجمہ: اور ضرور پہنچاتے انہیں سیدھے راستہ تک۔ اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔

جوہر قابلیت:

قبولیت کی استعداد یعنی جس مرید میں پیر کی نصیحت اور توجہ قبول کرنے کا مادہ ہو اس کو جوہر قابلیت کہتے ہیں۔

دوسرا محبت:

سبب اس محبت کا یہ ہے کہ انسان اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور دراصل اس کا حقیقی محسن خدا ہے کیونکہ اس کے ہم جنس اس کے ساتھ جو کچھ بھی سلوک کرتے ہیں وہ سب تائید خداوندی سے ہے۔ اسی طرح شیخ کا اپنے مرید کو روحانی فیض پہنچانا بھی مرید پر احسان ہے۔ اور یہ محض تائیدی خداوندی سے ہے اور یہ فیض اگر مرید کے حصے میں ہو تو اسے ملتا ہے ورنہ نہیں۔

تیسرا محبت:

سبب اس محبت کا یہ ہے کہ یہ محبت خدا کے اوصاف پر غور و فکر سے اس کی قوت و دانائی کے سمجھنے کی کوشش ہے جس کی ہلکی سی جھلک انسان میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور یہ شیخ کی صورت میں اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مطالعہ کرنے سے اور اسے مظہر انوار محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ومظہر ذاتِ باری تعالیٰ کے سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

نُورٌ عَلٰی نُورٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (النور ۲۴ :۳۵)

ترجمہ: یہ نور ہی نور ہے، پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے۔

چوتھا محبت:

سبب اس محبت کا یہ ہے انسان اور خداوند تعالیٰ کے درمیان تعلق ہے جس کا اشارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس قول میں ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

قرآن مجید میں ہے کہ

فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّاشَآءَ رَکَّبَکَ (الانفطار ۸۲ :۸)

ترجمہ: جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے قربت حاصل کرنا چاہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں۔

فَاِذَا اَحْبَبْتُ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُبِہٖ وَیَدُہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا

(مشکوٰۃ ۱۹۷)

ترجمہ: پس جب میں کسی کو پسند کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پھر میں

ں کا کان اور اس کی آنکھ اور اس کے ہاتھ اور اس کی زبان بن جاتا ہوں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ ز حلقوم عبداللہ بود۔ والا معاملہ ہو جاتا ہے

ہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں۔

ما ینطق عن الھوٰیo ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم ۵۳:۳،۴)

جمہ: اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے

تشریح: یہ آپ کی زبان نہیں ہے بلکہ میری زبان ہے تم میری زبان سے باتیں کرتے ہو۔

ری کا ایک شعر ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ ز حلقوم عبداللہ بود

جمہ: اس کا کہا اللہ تعالیٰ کا کہا ہے۔ اگرچہ بات اللہ تعالیٰ کے بندے کے حلق سے نکلتی

ہے۔

انبیاء، اولیاء اللہ کے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کیونکہ یہ لوگ بغیر اللہ تعالیٰ

کے حکم کے باتیں نہیں کرتے)

من الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک

مقاما محمودا (بنی اسرائیل ۱۷:۷۸،۷۹)

جمہ: اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نمازِ تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن پاک کے

ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود

۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زیادہ نوافل اور فرض نمازوں کے ادا کرنے والے

دوست رکھتا ہوں اور جب وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو دیتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرا بندہ بوجہ طاعت و بندگی نوافل کے میرے قریب ہوتا رہتا ہے۔ اور

جب قرب کی حالت ہوتی ہے تو میں اپنے بندے کو پیار کرنے لگ جاتا ہوں تو اپنے بندے

کو اپنا دیدار کرادیتا ہوں۔ یہ بات اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(بنی اسرائیل ۱۷:۷۲)

ترجمہ: اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

جب بندہ مجھے دیکھ لے تو میں اس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی

بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے

اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ الغرض اس کے سب کام میری رضا

مندی کے بغیر نہیں ہوتے ہیں۔ اور اس بندے میں ایک خاص طاقت پیدا ہو جاتی ہے جو

کہ عام بندوں میں نہیں ہوتی ہے۔ پس ایسا پیارا بندہ مجھ سے جو کچھ مانگتا ہے میں اسے دیتا

ہوں۔ حدیث مبارکہ ہے!

يَا عَبْدِىْ وَكُلُّ عَبْدِىْ اَنْتَ لِىْ وَاَنَا لَكَ (الحدیث)

ترجمہ: اے میرے بندے اور میرے ہر ایک بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے

ہوں۔

Marfat.com

جب جنگ بدر کی لڑائی شباب پر آ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سوال پیش کیا کہ اے اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کے باب میں جو تو نے وعدہ کیا ہے وفا کر۔ اسی وقت حضرت جبرائیل تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک مٹھی بھر خاک اٹھا کر دشمن کی طرف پھینک دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مٹھی بھر خاک اور کنکریاں اٹھا کر فرمایا،

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

ترجمہ: ان کی آنکھیں اندھی ہو جاویں اور منہ کالے ہو جائیں۔

یہ کہہ کر کافروں کے لشکر کی طرف کنکریاں پھینک دیں۔ حق تعالیٰ نے وہ خاک اور کنکریزے مشرکوں کی آنکھوں میں ڈال دیے۔ وہ اپنی آنکھیں ملنے لگے اور ملائکہ نے لڑنا شروع کر دیا۔ دشمنوں کو ہزیمت ہوئی اور سب اندھا دھند سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اہلِ بدر تفاخر کرنے لگے کہ میں نے مارا ہے اور میں نے قید کیا ہے۔ اس پر حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور حکم لائے کہ

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال ۸:۱۷)

ترجمہ: اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشتِ خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

نتیجہ محبت:

ایک دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ارشاد فرمایا کہ میں بیمار تھا اور تم میری

Marfat.com

عیادت کو نہیں آئے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے خدایا زمین و آسمانوں کا تو شہنشاہ ہے اور مالک ہے تو کیونکر بیمار ہو سکتا ہے؟ جواب ملا کہ موسیٰؑ میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ اگر تو نے اس کی عیادت کی ہوتی تو گویا میری عیادت کرتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کی محبت اور خدمت کرنا جن کو کہ وہ دوست رکھتا ہے خدا کی محبت اور خدمت کرنا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(ال عمران ۳:۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

لہذا شیخ کی محبت اور خدمت اور اس کا عشق اور تصور حقیقتاً خداوند تعالیٰ کا عشق اور محبت ہے۔ اور اس عشق کے ذریعے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے اور جہاں بھی چاہے جا سکتا ہے۔ محبت خواہ ظاہری ہو خواہ باطنی، ہر حال میں خلوصِ نیت کرنے کا نام ہے۔

تعریف محبت:

کسی چیز کے پسند کرنے کو محبت کہتے ہیں۔ محبت کے دو حصے ہیں۔

۱۔ طبعی ۲۔ خود اختیاری

قدرتی طور پر دل میں پیدا ہونے کو طبعی کہتے ہیں۔ اور تلاش و تکلیف سے حاصل کرنے کو اختیاری کہتے ہیں۔

Marfat.com

عشق کے متعلق

حدیث مبارکہ ہے،

مَنْ عَشِقَ فعفا فکتم فصَبَرَ فمَاتَ فھُوَ شَھِیْدٌ

جمہ: جو شخص عاشق ہو پس پاک دامن رہا اور چھپایا اور صبر کیا اور پھر مر گیا تو وہ شخص شہید ہے۔

شق کی اقسام:

عشق دو قسم کے ہیں۔

۔ عشق حقیقی ۲۔ عشق مجازی

شق مجازی:

عشقِ مجازی اسے کہتے ہیں جو شخص کسی خوب صورت لڑکا یا لڑکی پر عاشق ہو جاتا ہے تو وہ شیطانی عشق ہے۔

شق حقیقی:

عشقِ حقیقی اسے کہتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں صرف اللہ تعالیٰ یا اللہ کے سول کے ساتھ محبت ہو تو اس کے لیے وہ شخص کسی اہل اللہ کا طالب ہو جاتا ہے۔ اور اس ل اللہ کے ساتھ محبت پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دونوں کے درمیان یعنی طالب اور مطلوب کے میان عشق مجاز کا آغاز لگ جاتا ہے۔ آخر کار فقیر اپنے عاشق کو جو کچھ اس کا عشق اللہ پر ہے بڑھاتے بڑھاتے اس کا عشق یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ وہی عاشق واصل اللہ ہو جاتا ہے۔ اس عشق کو در حقیقت عشقِ حقیقی کہتے ہیں۔ یعنی مجازی عشق سے حقیقی عشق تک پہنچ گیا

Marfat.com

ہے۔ عشق اور محبت ایک ہی چیز ہے جو کہ انسان کے سینے میں دونوں طرح آگ یکسا
بڑھکتی ہے۔ آخر اگر حقیقی ہو تو اس کی مجازی حقیقت اللہ تعالیٰ ہے اور وہی عاشق اللہ تعا
تک پہنچ جاتا ہے، وہی حقیقت ہے۔ اور اگر مجازی ہو تو اس کی حقیقت شیطانی ہے، یہ
مجازی عشق سے حقیقت عشق تک پہنچ گیا ہے۔ اس لیے دنیا میں یہ مثال مشہور ہے کہ
عشق سے حقیقت ہوتی ہے۔

Marfat.com

قصہ شمس تبریزؒ اور مولانا رومؒ

قصہ یوں ہے کہ ایک دن شمس تبریزؒ اپنے پاؤں کو کیچڑ میں گندہ کر کے مسجد مولانا
م صاحب کے پاس گئے۔ اس وقت مولانا روم صاحب طلباء کو درس پڑھا رہے تھے۔
باء نے جب دیکھا تو شور مچایا کہ اس دیوانے نے مسجد کو پلید کر دیا۔ شمس تبریزؒ سیدھے
لانا روم صاحب کے پاس آئے اور کتابوں کو پاؤں سے مارا اور مولانا روم صاحب سے
ما، ایں چیست؟ یہ کیا ہے؟ مولانا روم صاحب سمجھ گئے کہ دیوانہ ہے تو مولانا روم
حب نے جواب دیا کہ ایں قال است! یہ قال ہے۔ شمس تبریز کہنے لگے، قال است
ل است قال است اور پیچھے پیچھے جاتے ہوئے دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اس وقت
ان ہوئی اور لوگ نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ جب نمازی رکوع میں چلے گئے تو شمس تبریزؒ
ے تمام کتابوں کو تالاب میں پھینک دیا اور خود دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب لوگوں نے
ام پھیرا اور دیکھا تو شور ہوا کہ دیوانے نے تمام کتابیں تالاب میں پھینک دی ہیں۔
لانا روم صاحب نے جب دیکھا کہ تمام کتابیں پانی میں پڑی ہیں تو رونے لگا اور کہا کہ
ے ظالم! تو نے کیا کیا؟ یہ کتابیں میرے باپ داداؤں کی ہیں اور ہاتھ کی لکھی ہوئی
۔ انہی کتابوں سے میں طلباء کو درس دیتا ہوں۔ یہ کتابیں اب کہاں ملیں گی؟" شمس
یزؒ اٹھے اور تالاب کے پاس آئے اور پانی سے ایک ایک کتاب نکالتے اور جھاڑتے
تے اور مولانا روم صاحب کے حوالے کرتے جاتے۔ مولانا صاحب حیران ہوئے کہ کسی
ب کا ایک ورق بھی پانی سے خراب نہیں ہوا ہے۔ تو مولانا روم صاحب نے شمس تبریزؒ

Marfat.com

سے مخاطب ہو کر کہا، ایں چیست؟ یہ کیا ہے؟

شمس تبریزؒ نے بجواب کہا کہ "ایں حال است" یہ حال ہے۔ اور بھا مولانا روم صاحب بھی اس کے پیچھے بھاگے اور باہر کھیتوں میں پکڑ لیا اور کہا "خدا واسطے مجھے بتا دو کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں کے رہنے والے ہو شمس تبریزؒ نے کہا "میرا نام شمس ہے اور تبریز کا رہنے والا ہوں اور شہر خاموشاں میر ہے" شمس تبریزؒ چلے گئے تو مولانا روم صاحب واپس ہوئے اور طلباء کو کہا کہ تم محنت کر و اور میں جا کر حال بھی تمہارے لوگوں کے واسطے لاتا ہوں۔ مولانا روم صاحب روانہ ہو اور تبریز پہنچ گئے۔ دریافت کرنے پر کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر خوب تھک گئے تو حیران سڑک کھڑے ہوئے، اتنے میں شمس تبریزؒ سامنے سے آرہے تھے۔ مولانا صاحب نے کہا، آپ کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ میں بہت دیر سے آیا ہوں اور پھرتا ہوں۔ شمس تبریزؒ نے کہا، آؤ تمہیں اپنا شہر خاموشاں دکھاتا ہوں۔ تو سیدھا قبرستان چلے گئے اور قبرستان میں اس ایک جھونپڑی تھی۔ اور کہا کہ یہ میرا مکان ہے۔ مولانا روم صاحب حیران ہوئے۔ جھونپڑی میں دونوں بیٹھ گئے۔ شمس تبریزؒ نے مولانا روم صاحب کو حکم دیا کہ نماز نہیں کرو گے!

اتنے میں اذان ہوئی۔ مولانا روم صاحب نے دل میں کہا کہ پیشاب کے بہا جنگل میں نکل کر نماز ادا کر دوں گا۔ مولانا روم صاحب نے شمس تبریزؒ سے کہا کہ میں پیش کرتا ہوں۔ شمس تبریزؒ نے کہا کہ ہاں۔ تو مولانا روم صاحب جنگل کے اندر چلے گئے جلدی سے تیمّم مار کر سنتوں کو چھوڑ کر فرض کو ادا کرنے لگے۔ شمس تبریزؒ آ کے پیچھے کھڑ ہوئے۔ جب سلام پھیرا تو شمس تبریزؒ پیچھے کھڑے تھے اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

سلم کے چور ہو۔ مولانا روم صاحب ڈر گئے اور کھڑے ہو گئے۔ شمس تبریزؒ نے کہا آنکھیں ند کرو۔ جب آنکھیں بند کیں تو آواز دیا کہ یارسول اللہؐ چور لایا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ لیہ والہ وسلم مسکرانے لگے کہ شمس! مولانا روم صاحب کو اپنے حقوق دے دو درس میں لڑکے یشان بیٹھے ہیں۔ درسگاہ خالی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے سامنے سے یک گلاس دودھ اٹھا کر مولانا روم صاحب کو پلایا۔ شمس تبریزؒ نے مولانا روم کو کہا کہ اگر تم ض ادا نہ کرتے اور میرا حکم تمام کا تمام مانتے تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ دونوں ے ہاں پیش کرتا۔ لیکن آپ نے میرا آدھا حکم مانا لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ں پیش کیا۔ اور پھر شمس تبریزؒ نے کہا، آنکھیں کھولیں تو، دیکھتا ہے کہ وہی درسگاہ ہے جو باء حیران بیٹھے ہیں۔ طلباء نے دیکھا تو بہت خوش ہو گئے اور مولانا روم صاحب رونے لگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ لی اللہ علیہ والہ وسلم آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو عشق کا آغاز ہو گیا۔

چونکہ مولانا روم صاحب کے سینے میں پہلے سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ یہ والہ وسلم کا عشق موجود تھا۔ جب اپنے معشوق کو دیکھا تو عشق کا آغاز ہو گیا اور اسی کو حقیقی ق کہتے ہیں۔ اور یہاں مولانا روم صاحب نے اپنے عشق کے آغاز میں مثنوی شریف ئی ہے۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

مہ: مولانا روم کبھی بھی مولوی نہین بن سکتا جب تک کہ وہ شمس تبریز کا غلام نہ بن ئے۔

عاشق کی پہچان کے متعلق

عاشقان کی پہچان حسبِ ذیل ہے:

نوشانِ از عاشقاں را آئے بشر
آہ سرد ، رنگ زرد ، چشم تر
کم گفتن ، کم خوردن ، خوابش حرام
انتظاری ، بےقراری ، دردسر

طریقہ عشق کے متعلق

طالبانِ حق کو چاہیے کہ تمام دنیا کو چھوڑ دے اور صرف حق تعالیٰ کو ڈھونڈے جب اللہ تعالیٰ کا نور تمہارے اندر ظاہر ہو جاوے تو پھر اس کو شن یعنی شوق سے د کرے۔

ق سے قناعت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کر دے اور اس کی راہ میں تمام دنیا کو دے حتیٰ کہ اپنے آپ کو بھی قربان کرنا پڑے تو کر دے اور صبر کرے اور اس کے بھید کو نہ کرے۔

مثال:

☆ زکریاؑ کو آرے سے چیرا گیا تو اف تک نہ کیا۔

☆ ایوبؑ کو بیماری میں مبتلا کیا گیا تو اف تک نہ کیا۔

☆ شاہ منصور کو سولی پر چڑھایا گیا تو اف تک نہ کیا۔

☆ شمس تبریزؒ کے جسم سے کھال اتاری گئی تو اف تک نہ کیا۔

☆ صوفی سرمستؒ کا سر کاٹا گیا تو اف تک نہ کیا۔

عاشق کو چاہیے کہ اس طرح سے عشق کرے جس میں قناعت ہوں ورنہ عشق نہیں اور نہ عشق کے معنی کا جانتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا باتوں پر عمل کیا گیا تو جہاں چاہے بذریعہ عشق جا سکتا ہے (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالثَّوَابِ)۔

حدیث مبارکہ ہے

مَنْ عَشَقَ فعفا فكتمَ فصَبَرَ فمَاتَ فهُوَ شَهِيدٌ

ترجمہ: جو شخص عاشق ہو پس پاک دامن رہا اور چھپایا اور صبر کیا اور پھر مر گیا تو وہ شہید ہے۔

رسم عاشقاں:

رسم عاشقاں یہ ہے کہ جب نام معشوق آئے تو ادب کے لیے کھڑے ہو جائیں اور سر جھکا کر نیچے دیکھیں۔ حقیقی معشوق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک آئے تو ادب سے سر جھکا کر سلام ادا کرے اور درود پڑھے۔

قلب کے متعلق

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

(الشعراء ۲۶:۸۸،۸۹)

ترجمہ: جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم۔

Marfat.com

قلب کے دو معنی ہیں۔

اول تو گوشت کا ٹکڑا ہے اس کو قلب کہتے ہیں جو کہ انسان کے بائیں طرف سینے میں واقع ہے۔

دوم لطیفہ روحانی ہے جو قلب جسمانی کہلاتا ہے۔ اور اس کی تحقیق روح کا راز فاش ہونے پر موقوف ہے اور اس کا نور سرخ ہے اس کو لطیفہ قلب کہتے ہیں۔

اقسام قلب

اقسام قلب تین ہیں۔

قسم اول:

یہ وہ دل ہے کہ جس میں عشق اور محبت کی آگ بھری ہوئی ہو اور آتش شوق اشتیاق اور ذکر، فکر کے سب سے پرنور ہو۔ دل یہی ہے جو کہ بجز اللہ کے اور کچھ طلب نہ کرتا ہو۔

قسم دوئم:

اہل سلب یعنی بے معرفت استخوان فروش کے خود تو کچھ بھی نہیں صرف آباؤ اجداد کی بزرگی بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتا ہو۔

فریب کے چند طریقے:

آنکھیں بند کرنا اور کھولنا، اوپر کو دیکھنا، کسی ولی اللہ کا نام لینا، کسی فرشتے کا نام لینا یا کسی پیغمبر کا نام لینا، یا اصحابہ کا نام لینا اور نعرہ لگانا لوگوں کو دھوکہ دینا اور ان سے رقم وصول

Marfat.com

کرنا، فرضی باتیں بہت کرنا۔ ایسے فقیر سے گریز کرنا چاہیے۔ اس کے نزدیک بیٹھنا بمنزلہ گناہ ہے۔ بندہ دنیا اور آخرت سے دور ہو جاتا ہے۔

وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰاکِرِیْنَ (ال عمران ۳:۵۴)

ترجمہ: اور یہودیوں نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر (اور موثر) خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

قسم سوئم:

یہ وہ دل ہے کہ دنیا کا فر اس کی گردن میں پڑی ہوئی ہو اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر بظاہر مومن مگر باطن میں کافر۔ یہ دل نہیں بلکہ ایسا دل ریاکار ہے۔ اس دل کا تمام کام ریاکاری کا ہے۔ ریاکاری کی عبادت اور ریاکاری کی سخا ظاہر کرتا ہے۔ قبلہ بابا مبارک نے پشتو میں ایک شعر کہا ہے۔

د ریا کارو عبادت نا او د ریا کارد سخانا دخدائے

پاک زمہ مرید انان او اولاد اسبان

ترجمہ: دکھاوے اور مکر کی عبادت اور سخاوت سے اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے مریدوں کو بچائے۔

جس کا دل خدائے تعالیٰ سے لو لگائے ہو اس دل کا کیا پوچھنا وہ تو شوق و اشتیاق سے معمور ہوتا ہے۔ اسے سورش و اشتیاق اور اس کی تپش اس کو اچھی طرح معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ سردیوں میں خصوصاً ہر جنس کو آگ بھلی معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com

حدیث مبارکہ ہے

لَذَّةُ الْاَفْكَارِ خَيْرٌ مِّنْ لَذَّةِ الْاَذْكَارِ

ترجمہ: فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے۔

فرمایا گیا ہے کہ ذکر فکر یہ ہے کہ جب دنیا حب علم اور حب قیل قال وغیرہ کچھ نہ رہے اور صرف خداوند کا ذکر فکر باقی رہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذْ نَسِيْتَ (۱۸:۲۴)

ترجمہ: اپنے رب کا ذکر کر جب تو بھول جائے۔

حدیث مبارکہ ہے

اَلذِّكْرُ بِلَا فِكْرٍ كَصَوْتِ الْكَلْبِ

ترجمہ: ذکر بلا فکر گویہ کتے کی آواز ہے۔

انسان کے دل میں دو سوراخ ہیں۔ اسی کو عام لوگ دل کے کان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے قلب میں دائیں طرف ایک فرشتے کو مسلط کر دیا ہے جو کہ خیر اور بھلائی کی دعوت دیتا ہے۔ اس فرشتے کو ملہم کہا جاتا ہے اور اس کی دعوت کو الہام کہا جاتا ہے۔ اور اس کے برخلاف ایک شیطان بائیں طرف دل پر مسلط ہوتا ہے جو کہ بندے کو برائیوں پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کا نام وسواس ہے اور اس کی دعوت کا نام وسوسہ ہے۔ یعنی فرشتہ انسان کے دائیں طرف مسلط ہے اور شیطان بائیں طرف مسلط ہے۔ یہ دونوں سوراخ ان دونوں کی جگہ ہے اور دونوں اپنا کام یکجا کرتے ہیں۔ فرشتے کا تعلق روح اور شعور کے ساتھ ہے

Marfat.com

...شیطان کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔

جب ملہم فرشتہ نفس اور شیطان پر غالب ہو جاتا ہے تو روح اور شعور اپنا کام تیزی ...ے کرتے ہیں۔ اور یہ انسان اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے شمار ہوتا ہے اور نفس اور ...طان مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اور جب نفس اور شیطان دنیا میں خرابی کرتا ہے اور روح اور ...ور مغلوب ہو جاتا ہے تو وسواس نفس اور شیطان دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اگر انسان ...اس کے موافق عمل نہ کرے اور زبان سے کچھ نہ کہے تو یہ عین ایمان ہے۔ اور جو وسوسے ...ا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۲۱، بخاری)

توحید کے متعلق

تمام قرآن شریف میں سات سو (۷۰۰) آیات وحدانیت کی موجود ہیں جن میں ...ے ایک آیت پیشِ خدمت ہے۔

...لٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ ۲:۱۶۳)

...جمہ: اور تمہارا خدا ایک خدا ہے، نہیں کوئی خدا بجز اس کے بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم ...انے والا ہے۔

...وحید کے متعلق چند سوالات کے جوابات:

...ال نمبر ۱: توحید کسے کہتے ہیں؟

...ب: توحید اللہ تعالیٰ کی خاص صفت یہ ہے کہ وہ واحد ہے، یعنی ایک ہے اس ...ت کو واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

Marfat.com

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (البقرہ۲:۲۵۵)

ترجمہ: اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے۔

الہ کے معنی ہیں معبود یعنی اللہ ایسی ہستی ہے جس کی عبادت کی جائے اور جس سے حاجتیں مانگی جائیں۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ ہمارا معبود اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں یعنی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

سوال نمبر۲: اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں ہے کہ ہمیشہ رہنے والی ہو یعنی ہر شے فانی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ایسی ہے جس کے لیے فنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی تھا جب کوئی شے نہ تھی اور اس وقت بھی ہوگا جب ہر شے فنا ہو جاوے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ اس کے سوا ہر شے آنی جانی ہے اور ہر شے کی زندگی فانی ہے۔

القیوم کا معنی ہے، وہ اپنے آپ قائم ہے اور مخلوق کو سہارا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور ہر شے اس کی مخلوق ہے۔ مخلوق کی زندگی خود بخود قائم نہیں ہوتی ہے اسے خالق کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن خدا کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ قیوم ہے۔ یعنی خود بخود قائم ہے اور سب کو سہارا دینے والا ہے۔

سوال نمبر۳: آپ کو یہ کیسے یقین ہوا کہ کارخانہ کائنات کا مالک سوتا نہیں ہے؟

جواب: قرآن مجید میں کہ

Marfat.com

تَأخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ (البقرہ۲: ۲۵۵)

جمہ: نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

ہم زمین اور آسمان، چاند اور ستاروں کو دیکھتے ہیں کہ کتنی کائنات پھیلی ہوئی ہے۔
سمان کی طرف نظر کریں تو اس میں لاکھوں کروڑوں ستارے تیرتے پھرتے ہیں۔ ان
ں سے ہر ایک اپنے اپنے حساب سے چل رہا ہے۔ چاند اور سورج اپنے اپنے وقت پر
تے ہیں اور مقررہ وقت پر ڈوبتے ہیں۔ اسی طرح رات اور دن صبح وشام کا سلسلہ بھی اپنے
پنے حساب سے چل رہا ہے۔ ان کے چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں ہے۔ اس
، نظام قدرت بگڑتا نہیں ہے۔

Marfat.com

نفسِ مطمئنہ کے متعلق

یَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

(الفجر ۸۹: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: اے نفس مطمئن واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی او وہ تجھ سے راضی ہے۔

نفس مطمئنہ ہمیشہ کے لیے غرق واستغراق، مراقبہ ومشاہدہ میں رہتے ہیں۔ اور ہ وقت ذکر وفکر میں اپنا خون جگر پیتے ہیں اور اس قسم کا مراقبہ ومکاشفہ دریائے وحدت میں غوطے لگانا ہے۔ جو لوگ کہ ان مراتب کو نہیں پہنچتے ہیں ان کا نفس مسلمان اور تابعدار نہیں ہوتا ہے۔ مقام ایمان ویقین میں نہیں آتا ہے۔ مراتب ایمان ویقین معرفتِ الٰہی میں م ہوتا ہے اور ہستی کو نابود کر کے اپنے نفس کو فنا کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو فانی جانا اس نے اپنے رب کی بقا کو یقین کیا۔

تفرید کے متعلق

تفرید اسے کہتے ہیں کہ سالک مفرد ہو اگرچہ بظاہر شب روز عام لوگوں کے سا یا عام لوگوں کی طرح رہتا بستا ہو اور ان سے تعلقات رکھتا ہو۔ لیکن درحقیقت وہ فرد مقام ربوبیت میں غرق ہوتا ہے۔ اس کو تفرید کہتے ہیں۔ یعنی کسی چیز کی اپنی طرف نسبت کرنا تفرید کہلاتا ہے۔

معرفت الٰہی کے متعلق

معرفت الٰہی یہ ہے کہ شہیات الٰہیہ میں سے ہر شے کے اشارے سے جو کہ وہ اس
توحید کی طرف کر رہی ہے۔ خفایائے مکنونات و شواہد حق پر مطلق ہو اور ہر فانی کی فنا ت
حقیقت کا ادراک کرے اور اس ہیبت ربوبیت بقا میں کوئی فانی شے نہ رہ سکے اور تاثیر بقا
دل کی آنکھ سے معائنہ کرے۔ فارسی کا شعر ہے کہ

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفیریست معرفت کردیگار

مہ: ہر درخت کے پتوں کو ذرہ غور سے دیکھ اے ہوشیار ہر پتے پر خداوند کریم کی
فت کا دفتر ہے۔

ستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخشعین۔
قرہ ۲:۴۵)

ہ: اور مدد لو صبر اور نماز سے اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں
ھاری نہیں)۔

کلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما
سبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل
ینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا
طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (البقرہ ۲۸۶:۲)

ترجمہ: ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی۔ اس کو اجر ملے جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو (برا عمل) اس نے کمایا۔ اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں۔ اے ہمارے رب نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جیسے تو نے ڈالا تھا ان پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار نہ ڈال ہم پر بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں قوت نہیں، اور درگزر فرما ہم سے، اور بخش دے ہم کو، اور رحم فرما ہم پر، تو ہی ہمارا دوست (اور مددگار) ہے، تو مدد فرما ہماری قوم کفار پر۔

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (البقرہ ۲۴۹:۲)

ترجمہ: کہنے لگے کچھ طاقت نہیں ہم میں آج جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے (مگر) کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ ضرور ملاقات کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہ بارہا چھوٹی جماعتیں غالب آئی ہیں بڑی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

انسان کو چاہیے کہ ان سب باتوں پر غور کرے اور اللہ تعالیٰ کو پہچان لے۔

ہمت کے متعلق

نفس کو حب دنیا سے دور، روح کو تعلق عقبیٰ سے دور رکھنا اور ارادہ عقبیٰ ارادہ

Marfat.com

ے تبدیل کرنا اور مقام سر کو اشیاء کن سے خواہ ایک لمحہ کے برابر ہی سہی خالی کرنے کو ہمت
تے ہیں۔

حقیقت کے متعلق

حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے اور نہ حقیقت کے
بلہ میں وہ باقی رہ سکتے ہیں بلکہ اس کے اشارات سے باطل فنا ہو جاتے ہیں۔ اس کو
یقت کہتے ہیں۔

ی رَبِّکَ مُنْتَهٰهَا (النّٰزعٰت ۷۹:۴۴)

مہ: آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔

ب آخری منزل پر پہنچ جاوے اور انوار کریم باری ہو جاوے یہی پہنچ ہے اور مشاہدہ ہو جاتا
۔ اس کو حقیقت کہتے ہیں۔

اعلیٰ درجاتِ ذکر کے متعلق

بِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (الواقعہ ۵۶:۷۴)

مہ: تو (اے حبیب) تسبیح کیجئے اپنے ربِ عظیم کے نام کی۔

اعلیٰ درجات ذکر یہ ہیں کہ اشارات الٰہیہ سے دل متاثر ہو یہی ذکر دائمی ہے۔
سیان کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے اور نہ غفلت اس میں کچھ کدورت پیدا کرسکتی ہے۔
صورت میں سکون نفس خطرہ سب ذاکر ہو جاتے ہیں۔ بہترین ذکر یہ ہے کہ خطرات
سے مقام سر میں وارد ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (بنی اسرائیل ۱۷:۴۴)

ترجمہ: پاکی بیان کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو چیز ان میں موجود اور (اس کائنات میں) کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی کرتے ہوئے لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ بیشک وہ بہت بردبار، بہت بخشنے ہے۔

ذکر کے معنی کے متعلق

ذکر کے معنی یاد کرنا ہے اور مراد ذکر سے ذکر الٰہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اللہ، اللہ کرنا ہے۔ ذکر الٰہی بہت بڑی دولت ہے اور سب سے افضل و بہتر اور اعلیٰ و برتر ہے۔ اور نہایت ہی اونچے درجے کا ثواب ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو یہ دو جاودانی نصیب ہو جاتی ہے۔ ذکر الٰہی ایمان کی بڑی نشان ہے۔ اور محبت الٰہی کی سب بین اور روشن دلیل ہے۔ شیطان اور بدخواہ سے بچاؤ کی صورت ہے اور حفاظت کا مضبوط اور مستحکم قلعہ ہے۔ شیطان کے سر کو کچلنے اور پھوڑنے کے لیے گرز ہے۔ اس کو ہ کرنے کے لیے تلوار ہے۔ نفس کو زیر کرنے کے لیے تازیانہ اور قابو میں لانے کے بہترین ہتھیار ہے۔ دل کا زنگ اتارنے کے لیے صقیل اور صفائی قلب کے لیے قلعی دل کے سکون اطمینان کے لیے اکسیر اور روح کے لیے تسکین نسخہ کیمیائی ہے۔

Marfat.com

ذکر کا مقصد یہ ہے کہ انسان ذکر کے ذریعہ سے صفات بشریہ سے نکل کر متصف صفات الٰہیہ ہو جائے اور ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ کمال محبت و تعظیم کے ساتھ حاضر ہے۔

ذکر الٰہی کی تمام عبادات کا خلاصہ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(الحدید ۵۷:۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہہ رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔

ذکر الٰہی تمام عبادات واطاعات کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، طواف، جہاد، تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، تقدیس، تمجید، استغفار، درود، سلام، تلاوت قرآن مجید وغیرہ۔ سب ذکر الٰہی کی شاخیں ہیں اور فرعین ہیں۔ اور تمام عبادات و طاعات کا مقصد بھی ذکر الٰہی ہے تا کہ بندہ ہر وقت ہر ساعت ہر گھڑی ہر لمحہ ہر حال ہر مقام میں زبان سے دل سے اور تمام اعضاء جوارح سے اپنے مالک رب اپنے مولا، اپنے آقا اور اپنے محسن کی یاد میں ہمیشہ لگا رہے۔ کوئی گھڑی کوئی ساعت کوئی لمحہ کوئی دم بغیر ذکر اللہ کے نہ گزرے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل ۱۷:۸۰)

ترجمہ: اور دعا مانگا کیجئے کہ اے میرے رب جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ

Marfat.com

لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آ سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

حدیث شریف ہے کہ

كُلُّ نَفَسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ

ترجمہ: جو سانس بغیر ذکر اللہ کے گذرے وہ خدا کے نزدیک مردہ ہے۔

تمام مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری عبادات کا اصل مقصد صرف خداوند عالم کو ہی یاد کرنا ہے۔ اس لیے نماز اسلام کا ستون ہے اور اس سے صرف یاد خدا مقصود ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

(العنکبوت ۲۹:۴۵)

ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے اور واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

قرآن پاک کا پڑھنا افضل ترین عبادت ہے چونکہ وہ خدا کا کلام ہے اور اس کے پڑھنے پر اس کی عظمت تازہ ہوتی ہے۔ اسی طرح روزے کا اصل مقصد خواہشات کا سد باب ہے کیونکہ جب صفائی قلب آجاتی ہے تو خدا کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ حج کا اصل مقصد صرف اس کی طرح رجوع کرنا ہے اور اس کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تمام عبادات صرف ذکر الٰہی کے لیے ہیں اور ہمارا کلمہ لَآ اِلٰہ

Marfat.com

لَآ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ میں اس کا ذکر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں حکم ہے

غمض عینک یا علیُّ واسمع فی قلبک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

جمہ: اے علیؓ اپنی آنکھیں بند کر لے اور سن کہ تمہارا دل لَآ اِلٰہ اِلا اللہ پڑھتا ہے۔

ی طرح سے باقی تمام عبادات اس کی ذیل میں ہیں۔ یعنی اس کو یاد کرنا ہی تیری عبادتوں

ا پھل ہے، وہ خود فرماتا ہے

اذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون (البقرہ ۲:۱۵۲)

جمہ: پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا

کرو۔

ذکر الٰہی کی فضیلت کے متعلق

ذکر الٰہی کی فضیلت اور بزرگی بہت زیادہ ہے۔ اور اس کا ثواب بے حد و بے

حساب ہے۔ یہ بے انتہا انعامات و کرامات کا موجب اور لامحدود مراتب و درجات کا باعث

ہے۔ اعمال میں ذکر کے برابر کوئی دوسرا عمل نہیں۔ سب سے افضل سب سے بہتر سب سے

زرگ سب سے محبوب اور سب سے مرغوب اور سب سے پیارا یہی عمل ہے۔ قرآن پاک

ں بے شمار آیات اور احادیث مبارکہ سے اور بزرگان دین کے اقوال اور ملفوظات سے اس

کے فضائل و خصائص اور فوائد و برکات اور خواص اور ثمرات ثابت ہیں۔ علمائے کرام اور

صوفیائے عظام نے ذکر کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔

Marfat.com

اطمینان قلب کے متعلق

هُوَالَّذِیٓ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَةَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الفتح ۴۸:۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو اہل ایمان کے دلوں میں۔

لَا تَقۡعُدُ قَوۡمٌ یَّذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ اِلَّا غَشِیَتۡهُمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَغَشِیَتۡهُمُ الرَّحۡمَةُ وَنَزَلَتۡ عَلَیۡهِمُ السَّکِیۡنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیۡمَنۡ عِنۡدَهٗ

ترجمہ: جو لوگ نہیں بیٹھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر فرشتے ان پر گھر آتے ہیں اور ان کو رحمت خداوندی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر تسکین اور اطمینان اتارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ان میں جو اس کے پاس ہیں یعنی فرشتوں میں یاد کرتے ہیں۔

نظم ذکر کے متعلق

بہار آب وگل ہے ذکر مولیٰ
قدار جان ودل ہے نام اللہ

زمین و آسمان اور عرش و کرسی
ہوئی سرمست پی کر جام اللہ

اگر سننے کی طاقت ہو تو ہر شے
سنا دے خود تجھے پیغام اللہ

بہائے خون اگر تو عاشقوں کا
تو ہر قطرے سے نکلے نام اللہ

نوٹ: جب صوفی سرمست کا سر کاٹا گیا تو ہر قطرے سے اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی۔
یعنی عن کل شئی یا عن کل ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر چیز سے یا ہر ذکر سے بڑا اور بزرگ اور افضل ہے۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط (العنکبوت ۲۹:۴۵)

ترجمہ: اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت انسؓ کی والدہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ذکر الٰہی سے کوئی چیز مطلوب تر تو پیش نہیں کر سکتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ ذکر اللہ بے حیائی اور بری عادتوں سے روکنے اور بڑائی اور شیخی کے دور کرنے میں افضل ہے۔ اور مشائخ کے نزدیک یہ مجرب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر فرائض اور واجبات کے بعد تمام اعمال صالحہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے۔ ذکر کی برکت سے گناہ گار کا دل پاک اور صاف ستھرا ہو کر نکلتا ہے۔ ذکر خدا سب عملوں سے بہتر ہے۔ اس سے دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے درجات کو بلند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بھی افضل ہے۔ جو مجلس خدا کے ذکر سے خالی ہو اس مجلس کو نقصان حاصل ہوتا ہے اور وہ مجلس خدا کے نزدیک مردہ ہے۔

خدا کو یاد نہ کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور خدا سے دور وہی شخص ہوتا ہے جو کہ سنگدل ہوتا ہے۔ یہ روح کی غذا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو عبادت ایک جسد بے روح اور لفظ بے معنی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ پروردگار کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد ۱۳:۲۸)

ترجمہ: دھیان سے سنو! اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

ذکر اللہ روح کی غذا ہے اور حمد وثناء روح کی شراب ہے۔ اور حیاء کرنا روح کا

لباس ہے۔اور راحت پانے والوں نے اللہ کی اُنس کے برابر کسی چیز میں لذت نہیں پائی ہے۔مجدد الف ثانی" سرہندی، سکندر خان لودھی کو لکھتے ہیں کہ پانچ وقت نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور سنت موکدہ کو بجالانے کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیے۔

ذکر کی تقسیم اول

ذکر کے کئی درجے ہیں۔اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، زبان سے، دل سے، تصور خیال سے یا اطاعت وفرمانبرداری سے۔جیسا کہ طبرانی کبیر میں حضرت واقدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ فقدْ ذکرَ اللّٰہَ اِنْ قَلَّتْ صَلوٰتُہٗ و صِیَامُہٗ وَتِلاوَتُہٗ الْقُرْاٰنَ وَمَنْ عَصَی اللّٰہَ فَلَمْ یُطِعِ اللّٰہَ وَانْ کَثُرَتْ صَلوٰتُہٗ وَصِیَامُہٗ وَتِلاوَتُہٗ الْقُرْاٰنَ۔

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تحقیق کی اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوت قرآن کم ہو۔اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اس نے خدا کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوت قرآن زیادہ ہو۔اس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں۔

سو جان لینا چاہیے کہ ذکر الٰہی کے چار درجے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ذکر لسانی:

صرف زبان سے ذکر کرنا اور خدا کو یاد کرنا۔ یہ ذکر کا سب سے پہلا اور ابتدائی درجہ ہے۔ اس کا اثر تو ہوتا ہے مگر کم۔ بہر حال یہ بھی بڑی غنیمت ہے۔ اس مقام سے انسان آگے بڑھتا ہے۔ فقراء اپنے مریدوں کو پہلے ذکر لسانی پر چلاتے ہیں اور مرید چل پڑے تو اس کو باقی ذکر پر چلاتے ہیں۔

ذکر قلبی:

غَمِّضْ عَیْنَکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ: اے علیؓ اپنی آنکھیں بند کر لے اور سن کہ تمہارا دل لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔

اگر دل ایسا کہتا ہو تو یہ انسان اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شمار ہوتا ہے۔ ذکر قلبی سے مراد ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ اس طرح کہ ذکر دل میں قرار نہ پکڑے اور قلب مشکل سے ذکر پر آمادہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو دل کو آمادہ کیا جائے اگر کوشش نہ کی جائے تو رہا سہا بھی جاتا رہے گا اور دل پھر نفسانی باتوں کی طرف واپس مائل ہو سکتا ہے۔

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ۝ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ۔ (القیمۃ ۷۵: ۲۲،۲۳)

ترجمہ: کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

عین ذکر:

جو شخص اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے تو وہی عین ذکر ہے کیونکہ جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے تو وہی شخص آخرت میں بھی دیکھتا ہے اور یہی عین ذکر ہے جو کہ دل میں جم جاتا

Marfat.com

ہے۔ یعنی دل میں ذکر کا اس طرح راسخ ہونا یا جم جانا اور جا گزین ہونا کہ دوسرے کاموں اور دوسری باتوں کی طرف بمشکل دل آمادہ ہو۔ یہ مرتبہ انتہائی عظیم ہے۔ ذکر جب دل میں جگہ پالیتا ہے تو پھر شیطان اس کے نزدیک جاتا ہے۔ تو اس کو مرگی کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ آدمی شیطان کے مسلط ہونے سے خواص باختہ ہو جاتا ہے اور جب شیطان اس خواص باختہ انسان کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کو یہ کیا عارضہ ہو گیا ہے تو دوسرے شیطان کہتے ہیں کہ یہ کسی انسان سے چھو گیا ہے۔

ذکر قلبی کے ساتھ تمام اعضاء و جوارع وغیرہ کا ذکر کرنا یعنی ذکر کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی محبت وخیال کا دل میں بس جانا اور ذکر قلبی کے ساتھ تمام اعضاء و جوارع بلکہ اس کے ذکر کی وجہ سے تمام چیزوں کا ذکر الٰہی میں مصروف و مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ ذکر کا سب سے آخری اور انتہائی درجہ ہے۔ یہاں پہنچ کر مشاہدہ و مکاشفہ ہوتا ہے۔ دل کا آئینہ صاف و شفاف ہو جاتا ہے اور مجلی و مصفی ہو جاتا ہے۔ اور بقعۂ نور بن کر آفتاب و عالم مہتاب کی طرح چمکنے لگتا ہے اور اسے جلوہ محبوب دکھائی دیتا ہے۔ اس کو روحی ذکر بھی کہتے ہیں۔

عین ذکر اول:

عین ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ دل میں بجائے کسی لفظی ذکر کے وہ حقیقی ذکر والی چیز یعنی شکل دل میں اترتی ہے اور اگر اتر جائے اس وقت وہ عین ذکر ہو جائے گا۔ یہ درجہ انتہائی محبت کا آخری درجہ ہے جو عشق کہلاتا ہے۔ عاشق ہمیشہ معشوق کی ذات کو یاد کرتا ہے۔ صرف ذکر کرنا اس کو کافی نہیں ہوتا۔

Marfat.com

عین ذکر دونم:

عین ذکر اول کے بعد ایک اور درجہ آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ معشوق کے تصورات اور کمال محبت میں اس کے نام اور ذکر کو بھول کر اس کی اصل یعنی اس کی صورت میں سمو جاتا ہے۔ یہ درجہ استغراق ہے۔ اسی طرح عاشق حقیقی دنیا و مافیہا کو فراموش کر کے خداوند عالم کو ہر چیز اور ہر جگہ میں دیکھنے لگتا ہے۔ اور ھمہ اوست (سب کچھ خدا ہے بعض صوفیوں کا قول ہے کہ خدا کے حضور کسی شے کا وجود نہیں یہ خدا ہے جو مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہے) کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ ابتداء ہے تصوف کی اور اس کی آخر فنا ہے۔ کہ جو کچھ ہے سوائے اس کے فنا ہے اور وہ اپنے آپ کو بھی فنا کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی انتہائی منزل ہے۔ فنافی اللہ کہ آدمی اس محبت میں اپنے آپ کو بھی فراموش کر دے۔ اس مقامِ اعلیٰ پر پہنچنے کے بعد خدا اور اس کے درمیان حجابات اٹھ جاتے ہیں اور دوری ختم ہو جاتی ہے ایک جسد ہو جاتا ہے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ (النجم ۵۳:۹)

ترجمہ: یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

تشریح:

۱۔ قوس الوہیت ۲۔ قوس عالم بشریت ۳۔ او ادنی

جو کہ نقشہ بالمقابل درج ہے۔ ملاحظہ ہوئے۔

اس سے پتا چلتا ہے کہ تمام چیزیں خداوند تعالیٰ سے ہیں کوئی چیز بذات خود موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

لہ ہر شے اپنی ہستی کے لیے خداوند عالم کی محتاج ہے۔

ثبوت نور ہونے کی دلیل ہے

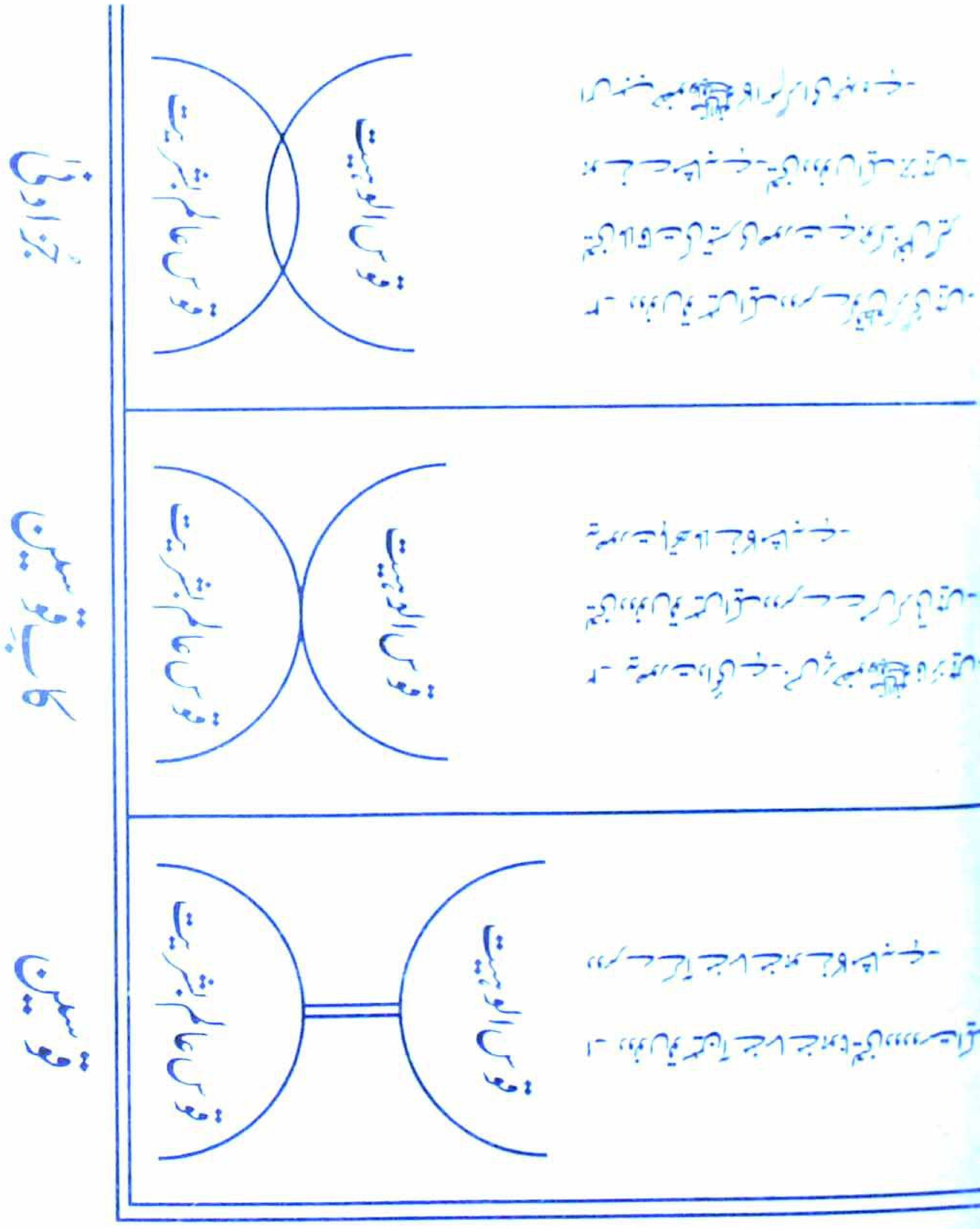

Marfat.com

ذکر کی تقسیم دوئم

آواز کے لحاظ سے ذکر دو قسم کا ہے۔ ۱۔ ذکر جلی ۲۔ ذکر مخفی۔

ذکر جلی:

ذکر جلی کے بارے میں اختلاف ہے یعنی بعض کے نزدیک ذکر جلی سے مراد لسا ہے اور بعض کے نزدیک ذکر لسانی جہر کو جلی کہتے ہیں۔ پس اول قول کے اعتبار سے ذکر ج کی ادنیٰ حد تحریک لسان ہے قول ثانی پر اسماع نفس خود ہے کہ آپ سنے لیکن اعلیٰ کی کوئی ح نہیں اپنے نشاط پر موقوف ہے۔ مگر اس کے جواز کی یہ شرط ہے کہ کسی نمازی یا سوئے ہو۔ یا بیمار کو ایذا اور تکلیف نہ دو۔

ذکر خفی:

بعض کے نزدیک ذکر خفی سے مراد قلبی ذکر ہے اور بعض کے نزدیک ذکر لسانی کے غیر جہر کو خفی ذکر کہتے ہیں۔ ذکر خفی کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

ذکر کی اقسام کے متعلق

ذکر لسانی: زبان سے ذکر کرنا یعنی بار بار کہنے کو ذکر لسانی کہتے ہیں۔

ذکر قلبی: دل کے دھڑک کو اللہ کے نام سے جاری کرنے کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔

ذکر الروحی: روح کے ذریعہ ذکر کرنے کو روحی ذکر کہتے ہیں۔

ذکر الخفی: سانس کے ذریعے ذکر کرنے کو ذکر الخفی کہتے ہیں۔

Marfat.com

عُوا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعاً وَّ خُفۡیَۃً۔ (الاعراف ۷:۵۵)

مہ: پکارا اپنے رب کو عاجزی وزاری اور پوشیدگی کے ساتھ۔

ذکر ناسوتی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فکر کے ذکر کو نفسی کہتے ہیں۔

۔ ذکر ملکوتی اِلَّا اللّٰہُ مراقبہ کے ذکر کو دلی کہتے ہیں۔

۔ ذکر جبروتی ھُوَ ذکر ھو کو لاہوتی کہتے ہیں۔

۔ ذکر لاہوتی اَللّٰہُ من ہائے ہوت، من عزت اللہ لا یقول لہ ومن یقول لہ ما عزت اللہ۔

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ جسمانی ہے اور اولیاء کرام کے لیے ہے۔

اللّٰہُ یہ قلبی ذکر ہے۔ اولیاء کرام کے لیے ہے۔

لّٰہُ روحی ذکر ہے اور اولیاء کرام کے لیے ہے۔

لّٰہُ ھُوَ نورانی ہے۔ فرشتوں کا سبق اولیاء کرام کے لیے ہے۔ سانس کا ذکر ہے۔

وَ اللّٰہُ روحانی ہے۔ انبیاء کا سبق ہے اور اولیاء کرام کے لیے سانس کا ذکر ہے۔

ذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوۡداً وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ
خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ (آل عمران ۳:۱۹۱)

جمہ: وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور

Marfat.com

پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر۔

طریقہ ذکر:

ذاکر کو چاہیے کہ ذکر میں لا الہ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کرے اور الا اللہ کہتے وقت دل میں خدا کے معبود برحق ہونے کا تصور کرے۔ مبتدی کو لا معبود اور سالک کو لا مقصود اور کامل کو لا موجود تصور کرے اور لا الہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچ کر الہ کو دل سے بازو تک لے جا کر سر پر پٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرے کہ میں غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر الا اللہ کی ضرب زور سے دل پر لگادے۔ ذاکر کو اذکار میں دوزانوں اور چارزانوں بیٹھنا اختیار ہے۔

مجاہدہ کے متعلق

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ (العنکبوت ۲۹:۶۹)

ترجمہ: اور جو (بلند ہمت) مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دیں گے انہیں اپنے راستے۔

حدیث شریف ہے

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ مَنْ نَفْسِهٖ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مجاہدہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

جو شخص دریائے مشاہدہ میں غواصی کرنا چاہے تو اسے مجاہدہ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

مجاہدہ کی اقسام

ہ کی چار قسمیں ہیں جو تفصیل وار درج ذیل ہیں۔

مجاہدہ زاہداں ۲۔مجاہدہ طالباں و عارفاں ۳۔مجاہدہ عاشقاں

مجاہدہ واقفاں

اهده زاهداں:

اس سے مراد یہ ہے کہ زاہد نواہی سے پرہیز کرے اور اپنے ہاتھوں اور زبان کو قابو رکھے۔ زبان سے کسی کی حق تلفی نہ کرے اور ہاتھوں سے ازار نہ پہنچائے۔ حدیث یف ہے۔

سلمُ مَنۡ سَلمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔

مہ: مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

تعالیٰ کی صفت جباری وقہاری سے ہر وقت خائف اور ترساں رہے اور اس کی اوامر کو بجا ئے تا کہ دنیا میں ہمیشہ تزکیہ نفس کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

جاهده طالباں و عارفاں:

یہ لوگ رنج و راحت سکوں و اضطراب غرض کہ ہر حالت میں بذکر حضرت حق محو و غرق رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اور ایک لمحہ بھی اس کی یاد سے ں نہیں رہتے اور ظاہر و باطن غفلت کو حقیقی شمار کرتے ہیں۔

جاهده عاشقاں:

یہ لوگ ہر وقت مضطرب و بے قرار و غیر یار سے بے زار رہتے ہیں۔ اور بزبان

Marfat.com

حال کہتے ہیں۔

که یارب تو بده قرار مارا
اگر بے روحی تو قرار گیرم

ترجمہ: یا اللہ مجھے عمر بھر قائم رکھ جبکہ میری روح چلی بھی جائے تو میں قائم رہوں۔

ان کا تن لذات دنیا کی طرف مائل نہیں ہوتا اور دل حظوظہ عقبیٰ کی طرف راغب نہیں کرتا اور محبوب کا ذکر ان کی روح کی غذا ہوتا ہے۔ نہ انہیں دنیا کی کسی چیز سے انس پیار ہوتا ہے اور نہ کسی کو ان سے کوئی سروکار ہوتا ہے۔ زبان پر نام یار ہے، دل طالب دید ہے، روح اور سر محل اسرار ہے اور یار کے غیر سے بیزار ہے۔ یہ وہی طرحدار ہیں، جو ہر وقت اشکبار رہتے ہیں۔ جنت اور نار کی پرواہ نہیں کرتے۔ فردوس وانہار سے سروکار نہیں رکھتے لیل ونہار تذکارِ عشق میں غرق رہتے ہیں۔ اثار وصفات سے چھوٹے ہوئے ہیں۔ دنیا کے کاموں سے دور افتادہ ہیں اور یار کے دیدار سے دلدادہ ہیں۔ فارسی کا شعر ہے

دیوانه کنی هر دو جها نش بخشی
دیوانه تو هر دو جهان را چه کنند

ترجمہ: اگر تو دیوانہ ہو جاوے اور تم کو دو جہاں بخشش ہو جاوے تو دیوانہ ہر دو جہان میں کیا کرے۔

مجاهده واقفان:

ایسے لوگ کونین سے رسیدہ ہیں اور خود سے بریدہ ہیں۔ وہ تو روئے یار کے سوا

پر آنکھ ہی نہیں کھولتے اور بمصداق ھر چیز کے در کان نمک رفت نمک سد راز حقیقت میں پہنچ کر عین نمک ہو گئے ہیں اور اسم و رسم سے چھوٹ گئے ہیں۔ اس لت میں جب وہ خود کو تلاش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو ہونڈتے ہیں تو خود کو پاتے ہیں۔ یعنی خود سے یہ دور کر دو اور خدا سے الف دور دو تو خود ہی درہ جاتا ہے۔ اس مجاہدے والے کو فنا فی اللہ یا فنا فی الوجود کہتے ہیں۔ مجاہدہ واقفاں کا ریقہ یہ ہے کہ آئینہ لو اور اپنے سامنے رکھ دو اور اپنی شکل کو دیکھو اور اپنے جسم کے اندر اللہ عالیٰ کو ڈھونڈو۔

فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (الذاریات ۵۱:۲۱)

جمہ: اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

اس عمل کو بدستور کرنے سے انسان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ جب تصور بن جاتا ہے تو رات اور دن کو یعنی ہر وقت تمہارے سامنے اپنا جسم نظر آئے گا۔ اسی طرح سے کچھ مدت تک عمل بدستور رہنے سے خود بخود ہی جسم باتیں کرنے لگے گا تو اس وقت معلوم ہوگا کہ میں اپنے نفس کو پہچان لیا اور جب نفس کا پہچان ہوا تو خدا کا پہچان ہوا۔ حدیث شریف ہے

مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَهٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّهٗ

جمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

طریقہ عمل:

اس عمل کا طریقہ یوں ہے کہ چالیس (۴۰) دن رات ایک ہی جگہ پر بیٹھ جاوے

Marfat.com

اور شکل کو پکا کریں اور زبان سے آیات پڑھا کریں جب شکل سامنے آجاوے تو اس کے ساتھ وعدہ وعید کرلیں اگر اس کا وعدہ قبول کرلیا تو یہ کام ام ذات روحانی ہے۔ اور اگر تمہارا وعدہ اس نے قبول کرلیا تو یہ کام موکل روحانی ہے۔ (کتاب عملِ خود صفحہ نمبر ۲۱۳، ۱۴، ۲۷۹) یہ تمام عمل آئینہ میں ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ بغیر میرے اجازت کے یہ عمل نہ کرے ورنہ خراب ہو جاوے گا یا کسی کامل سے اجازت حاصل کرے۔

قول درویشاں کے متعلق

تلک ایٰتُ اللّٰہِ نتلوھا علیک بالحق فبایّ حدیثٍ بعد اللّٰہِ
وایٰتہٖ یؤمنون۔ (الجاثیہ ۶:۴۵)

ترجمہ: یہ سب نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی (قدرت کی) ہم بیان کرتے ہیں انہیں آپ پر حق کے ساتھ پس وہ کون سی ایسی بات ہے جس پر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے اقوال

حضرت علی ہجویریؒ کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ گنجینہ ہے اور حکمت و معرفت ہے اور مسلمانوں کی روحانی و باطنی فروغ کے لیے انہوں نے کلیات طیبات کا ایک لازوال درس اپنی یادگار میں چھوڑا ہے۔ طالبان حق و صداقت اور تشنگانِ چشمہ معرفت کے لیے آپؒ کے کلمات اور اقوال درج ذیل ہیں۔

- فقیر کے لیے لازم ہے کہ بادشاہوں یا حاکموں کی جان پہچان اور ان کی میل جول کو اژدھام اور سانپ کی ہم نشینی اور دوستی خیال کرے کیونکہ جب فقیر کو بادشاہ کا لقب حاصل ہوتا ہے تو اس کا سامان سفر اور توشہ برباد ہو جاتا ہے۔

- ترکی کلاہ سر پر رکھنے سے فقیری حاصل نہیں ہوتی تم خواہ کافرانہ کلاہ سر پر رکھ لو لیکن فقیر بنے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر کاربند ہو۔ اگر فقیر اس نیت سے فقیرانہ لباس پہنتا ہے کہ اس کو دولت مند کی ہم نشینی حاصل ہو جائے تو یقین جانو کہ وہ فقیر نہیں آتش

Marfat.com

پرست ہے۔ جو غرور و تکبر سے پرے ہے۔

۳۔ فقیر کے لیے مرشد کی حضوری سے بڑھ کر اور کوئی چیز درکار نہیں۔ سچا مرشد وہ ہے جو دریائے معرفت کا غوطہ خور ہو۔

۴۔ جب تو دیکھنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی کاری گری دیکھ لے تو اپنی شمع کے لیے پروانہ بن جا اور اس بات کا غم نہ کر کہ جان کو غم ہو گا تو ہونے دو اس کا ہونا ہی بہتر ہے۔

۵۔ غرور، تکبر، حسد اور بغض کو دل سے نکال دو۔

۶۔ اے طالب تو اپنے حبیب اور لطیف کا غم اپنے وجود میں پیدا کر راہ خدا کا م بن۔

۷۔ رات کو اٹھ کر عبادت کر اپنے وجود کے سوراخ کو کشادہ کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (بنی اسرائیل ۱۷: ۷۹)

ترجمہ: اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر۔

۸۔ بہت بہت رویا کرو۔ خوش کم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا۔ (توبہ ۹: ۸۲)

ترجمہ: پس چاہیے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔

Marfat.com

۹۔ صبح کے وقت دریا پر جا اور حضرت خضرؑ سے محبت کر اور اسم مذکورہ کا ذکر کرتا کہ تو منزل مقصود پر پہنچ جائے۔

۱۰۔ تجھے لازم ہے کہ نفسانی خواہشات کی طرف مائل نہ ہو۔ خلقت سے میل جول ترک کر دے اور تنہائی اختیار کر۔

۱۱۔ خلقت کی طرف سے جو بطور تحفہ پیش کش اور نذر و نیاز ملے فقیر ایں تقسیم کر دے اس میں سے کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہ ہوئے۔

۱۳۔ اگر کسی قبر یا مزار پر تیرا گزر ہو تو اسے دعا پڑھ کر بخش دے تا کہ اسے آرام نصیب ہو اور وہ تیرے حق میں دعا کرے۔

۱۴۔ اگر کسی کی کھجور کی گٹھلی بھی تمہارے پاس ہو تو اس کے حوالے کر دے اور اپنے پاس نہ رکھ۔

۱۵۔ جب دوست کا بھید تجھے حاصل ہو اسے باہر نہ پھینک اور اس سے بیزار نہ ہو کیونکہ اس سے تیرا بھلا ہوگا کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب منصورؒ نے دوست کے بھید کا ذرہ حصہ ظاہر کیا تو اس کے بدلے میں اسے اپنا سر دینا پڑا اور اس کی معرفت خاک میں مل گئی۔

۱۶۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت خضرؑ اولیاء اللہ کے دوست ہیں اور بقا اور مشاہدہ ربانی اولیاء اللہ کے وسیلے سے حاصل ہوتا ہے۔

۱۷۔ صلہ رحمی کی دوستی تجھ پر فرض ہے۔

۱۸۔ تجھ پر لازم ہے کہ اپنے والدین کو اپنا قبلہ سمجھو۔

۱۹۔ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو والدین کی قبر پر جا کر دعا کرے تو اس کی مشکل حل جاتی ہے۔

۲۰۔ نفس کافر ہے۔ حسب ذیل باتوں کے سوا نہیں مرتا۔

الف۔ حق کی مدد ب۔ خاموشی

ج۔ بھوک د۔ تنہائی

ر۔ میل جول کا ترک کرنا

ز۔ اکیلا بیٹھ کر ہر دم خدا کو یاد کرنا یعنی خفی ذکر میں مشغول ہونا

۲۱۔ تجھے لازم ہے کہ سچا عاشق بنے اور اپنے پیرومرشد کے قدموں میں جان دے دے۔ مرشد کے قریب ہی رہے۔ ہر وقت مرشد کا دیدار کرتا رہے تا کہ تو حقیقی مرید ہو۔ کا مستحق ہوئے۔

۲۲۔ سنو اور گوش ہوش سے سنو یہ باتیں تمہارے کام آئیں گی۔ یہ اچھی طرح یاد رکھ خواہ تم ہفت بزاری بھی ہو جاؤ تو کیا ہو جائے گا۔ آخر میں تم مٹھی بھر مٹی ہو جاؤ گے۔ تم منی ایک قطرہ ہو، کیوں اس قدر غرور اور تکبر کرتے ہو۔ آخرکار جو کچھ تمہیں دنیا میں نصیب ہے وہ لے دے کر چار گز کفن ہے۔ وہ بھی خدا جانے نصیب ہو یا نہ ہو۔

۲۳۔ اے طالبو! غور کرو اور سمجھو کہ غرور و تکبر حسد اور بغض چھوڑ دو اور راہِ حق کے بنو۔

Marfat.com

۲۔ بیگانے کو اپنے پاس نہ آنے دو۔

۱۔ دولت کو عذاب سمجھو۔ دولت اہل فاقہ کو دے اور قربان کر دو۔ اگر نہ دو گے تو قبر میں کیڑے بن کر کھائے گی۔ اگر دے دو گے تو تمہاری دوست بن جائے گی۔

۱۔ تمہارے ہاتھ پاؤں بھی تمہارے دشمن ہیں۔ جب تم مر جاؤ گے تو تمہارے پاؤں کہیں گے کہ تم بری جگہ کیوں گئے؟ ہاتھ کہیں گے کہ تم نے غیر چیز کو کیوں چھوا؟ آنکھیں کہیں گی کہ تم نے بری نگاہ سے کیوں دیکھا ہے؟

۱۔ اپنے گناہوں کے لیے دن رات استغفار کرتے رہو۔

۱۔ استاد کا حق بجالاؤ۔

۱۔ کمزور خلقت پر رحم کرو۔

۲۔ حرام لقمہ نہ کھاؤ۔

۲۔ بے عزتی والی جگہ پر قدم نہ رکھو جو عزت کرے اس کے پاس نہ بیٹھو۔

۳۔ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔

۱۔	توبہ، گناہوں کو	۲۔	جھوٹ، رزق کو
۳۔	چغل خوری، عمل کو	۴۔	غم، عمر کو
۵۔	صدقہ، بلا کو	۶۔	غصہ، عقل کو
۷۔	پچھتانا، سخاوت کو	۸۔	تکبر، علم کو
۹۔	نیکی، بدی کو	۱۰۔	ظلم، عدل کو

فرمایا گیا کہ ان باتوں پر عمل کرے اور میرے حق میں دعائے خیر کرے، اپنے پیر کو یاد رکھے اور خدائے تعالیٰ کو پہچانے۔ غیر پر بالکل نگاہ نہ کرے۔

۳۳۔ طالب کے لیے ضروری ہے کہ غرور، تکبر، حسد، بغض اور خود پسندی کو چھوڑ دے اور حق سے حق شناس رہے۔

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتاً فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ (البقرہ ۲:۲۸)

ترجمہ: کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۳۴۔ مندرجہ ذیل آٹھ کلمات پر عمل کرنے سے خداشناسی کے متعلق آسانی ہوتی ہے۔

الف۔ جب نماز ادا کر رہے ہو تو اپنے دل کو قابو میں رکھو۔

ب۔ جماعت کے یار بنے رہو۔

ج۔ جب کسی کے گھر جاؤ تو اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھو۔

د۔ جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔

ر۔ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کو فراموش نہ کرو۔

ز۔ موت کو نہ بھلا دو۔

س۔ جو نیکی کسی کے حق میں کرو اس کو بھول جاؤ۔

ش۔ بدی جو تم سے کی جائے اسے فراموش کر دو۔

۳۵۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ یا اللہ میرے دل کو روشن چراغ بنا اور مجھے اپنی یاد کا شوق بخش دے اور میرے دل کو غیر سے خالی کر دے اور میرے مرشد کو مجھ پر مہربان کر دے۔ پہلے مجھے شکر بخش اور بعد ازاں دولت دے۔ پہلے مجھے کدورت سے پاک کر دے، بعد ازاں اپنی طرف سے عنایت کر۔ پہلے مجھے صبر وصبور عنایت کر، بعد ازاں مجھے بیماری دے۔ یا اللہ مجھے وہ عنایت کر جو بہت نیک اور عمدہ ہو۔ مجھے اس بات کی توفیق دے جو پسندیدہ ہو۔

۳۶۔ گوشہ نشینی اختیار نہ کر بلکہ اللہ تعالیٰ سے مرشد کامل کی صحبت طلب کر اور جب مل جائے تو اس کی محبت میں مجنوں بن جا۔

۳۷۔ دنیا پانی پر کشتی کی طرح ہے اور بے آب مالک ہے تو غوطہ لگانے والا غوطہ خور بن نہ کہ ڈوبنے والا۔

۳۸۔ ایسا کام کر کہ تجھ سے کسی کو فیض پہنچے اور کسی کا دل ناراض نہ ہو مگر یاد رہے کہ زیادہ میٹھا بھی نہ ہو کہ کھایا جائے اور زیادہ کڑوا بھی نہ ہو کہ لوگ قے کر دیں۔

۳۹۔ محبت ایک کیفیت حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنی محبت اگر زبردستی سے پیدا کرنا چاہو تو پیدا نہیں کر سکتے ہو کیونکہ یہ سراسر عطائے الٰہی ہے۔ یہاں زور اور زر کا کام نہیں ہے۔

۴۰۔ دنیا کو کمینہ اور ادنیٰ سمجھ عقبیٰ کا بھی طالب بن عقبیٰ کو عذاب ہی خیال نہ کر۔

۴۱۔ مولا کا طالب بن تاکہ تو نڈر اور نر ہو جائے۔

Marfat.com

۴۲۔ طمع، حرص، لالچ اور خواری کو اچھی طرح سمجھ لے۔

۴۳۔ دنیا میں مکروہ عقل کو اپنے سے دور کر، ایمانی عقل کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔

۴۴۔ مرشد کو اپنا قبلہ جان اور اس کے سامنے حاضر رہ اور نفس کو موٹا تازہ نہ بنا۔

۴۵۔ یادِ حق میں عمر بسر کر اپنے آپ کو سختی میں رکھ اور محنت کرتا کہ مرد بن جائے۔

۴۶۔ اکیلا رہنا نہایت بے بہا چیز ہے۔ اور بیش قیمت اسباب ہیں۔ مرشد کی حضوری ہر وقت اور ہر لحظہ رکھنی چاہیے۔

۴۷۔ مزاروں پر جا کر فاتحہ پڑھنی چاہیے تا کہ اہل مزار بھی دعا کریں۔

۴۸۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ایک بہترین فرض ہے۔

۴۹۔ نمازیں باجماعت ادا کرنی چاہیں، دل سے وضو کرنا چاہیے۔

۵۰۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہر دم بیان کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس کے سوا نہ ہمارا کوئی پشت و پناہ ہے نہ فریاد رس۔

۵۱۔ اگر تم میں اکیلا رہ کر سلامت رہنے کی قوت ہے تو شادی نہ کر۔ کیونکہ یہ بڑی مصیبت ہے اور دردناک عذاب ہے۔

۵۲۔ دنیا خوشی کا مقام نہیں ہے بلکہ سراسر درد ہے۔

۵۳۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دم مارنے کی جگہ نہیں۔ وہ آقا ہے ہم اس کے بندے ہیں۔

۵۴۔ اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد طلب کرو۔

Marfat.com

۔ اے طالب! حق کا طالب بن کر تکلیف سے نہ ڈر فقیری مشکل ہے۔علم پڑھ اور سیکھ اور اس پر عمل کر۔

۔ والدین کو بلا شک و شبہ اپنا قبلہ جان کیونکہ ایسا کرنے سے تو منزل الٰہی پر پہنچ ئے گا۔انشاءاللہ تو کامیاب ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تیرے ساتھ شامل حال ائے گا۔

۔ اے طالب جو کچھ اللہ تعالیٰ عنایت کرے اس پر راضی رہ۔ اگر جنگل بخشے تو اس رہ اور اگر آبادی بخشے تو اس میں خوش رہ اور اگر وطن نصیب ہو تو وطن میں رہ۔ اگر س دے تو پردیس میں خوش رہ۔ الغرض کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ بخشے اس پر راضی رہ۔ اگر ری دے تو پہن لے۔ اگر قاقم دے تو اسے اوڑھ لے۔ اگر گدھا دے تو اس پر سوار ہو اگر گھوڑا دے تو اسے بھی نہ چھوڑ، جو کچھ دے لے لے۔ جو نہ دے اس پر صبر کرتا کہ تو راہ بن سکے۔

۔ طالب حق کو چاہیے کہ سب اعمال ایسے طور پر کرے کہ گویا خداوند عالم اس کو اور کے اعمال کو و افعال کو دیکھ رہا ہے۔جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ خداوند عالم سے کوئی افعال رہ نہیں۔

يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ (العلق ۹۶:۱۴)

ـہ: کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ (اسے) دیکھ رہا ہے۔

۔ جب انسان یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے تو وہ کوئی ایسا کام نہ کرے کہ

Marfat.com

قیامت کے دن اس کے سامنے اسے شرمندہ ہونا پڑے۔

۶۰۔ انسان کو امور الٰہی اور خدا کی معرفت کا علم ہونا ضروری ہے۔

۶۱۔ حقیقت ظاہر باطن کے بغیر منافقت ہے۔اور باطن ظاہر کے بغیر بے دینی ہے۔

۶۲۔ شریعت کا ظاہر باطن کے بغیر نقصان ہے۔اور باطن بغیر ظاہر کے ہوس ہے۔

۶۳۔ علم حقیقت کے تین ارکان ہیں۔

الف۔ ذات الٰہی اور اس کی واحدانیت اور اس سے تشبیہ کی نفی کا علم۔

ب۔ صفات الٰہی اور اس کے احکام کا علم۔

ج۔ افعال الٰہی اور اس کی حکمت کا علم۔

۶۴۔ علم شریعت کے بھی تین ارکان ہیں۔

الف۔ علم کتاب الٰہی

ب۔ علم سنت نبوی

ج۔ علم اجماعِ اُمت

۶۵۔ علم ذاتِ الٰہی کی شرط یہ ہے کہ عاقل بالغ انسان یہ اچھی طرح جان لے کہ حق تعالیٰ بذات خود ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا نہ اسے کی ابتدا ہے اور نہ اس کی انتہا ہے۔ وہ کسی خاص مکان یا چھت سے نہیں ہے۔اور اس کی ذات نقص سے پاک ہے۔مخلوق میں اس کی مانند کوئی نہیں اور نہ اس کے بیوی بچے ہیں۔اور جو کچھ تمہارے وہم وعقل میں مقصود ہوتا ہے وہ ان سب کا پیدا کرنے والا ، قائم رکھنے والا اور مالک ہے۔

Marfat.com

۔ فقیری کی ایک رسم ہے اور ایک حقیقت، اور اس کی رسم مفلسی اور بے کسی ہے۔ اور
...یقت ذاتِ حق کی طرف توجہ اور اس کی معرفت ہے۔

۔ فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور نہ کسی چیز سے اس کا نقصان ہو۔ نہ تو
...اب دنیاوی کے موجود ہونے سے وہ غنی ہوتا ہے اور نہ ہی نہ ہونے سے اس کا محتاج رہتا
...۔ اسباب کا ہونا یا نہ ہونا اس کے فقر کے نزدیک برابر ہے۔

۔ اولیاء اللہ کی زندگی مخفی عنایات و اسرار الٰہی کے ساتھ قربِ حق میں بہتر ہے۔ نہ کہ
کے اسباب کے ساتھ جو بے وفا ہے۔ اور بدکاروں کا گھر ہے۔ غرض دنیاوی سازو
...مان رضائے الٰہی کے راستے میں رکھنے والے ہیں۔

۔ تمام ثناء صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔ اور مخلوق اس نام کی مستحق نہیں اور فقیر
...مام خلقت کے ہی سزاوار ہے۔ اور حق تعالیٰ پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

۔ جو شخص محبت الٰہی کی وجہ سے نفسانی خواہشات سے پاک صاف ہو جاتا ہے وہ
...ف باطن ہوتا ہے۔ اور جو شخص ذات محبوب حقیقی میں مستغرق اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سے
...زار ہو وہ فنافی اللہ و باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ وہ صوفی ہے۔

۔ تصوف کا دعویٰ کم کرنا اور اہل تصوف کے ساتھ نیک اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔

۔ صوفی لوگوں کا ظاہری نشان گدڑی پہننا ہے۔ اور گدڑی پہننا سنت ہے۔

۔ تم پر لازم ہے کہ جو کچھ تمہارے اختیار میں نہ ہو اس کو لینے کا قصد نہ کرو کیونکہ اگر تم
...بار بھی طریقت کے قبول کرنے کے لیے کہو گے تو ایسا نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ یہ کام

Marfat.com

گدڑی پہننے سے نہیں ہوتا۔ بلکہ عشق الٰہی کی سوزش سے ہوتا ہے۔

۷۴۔ اہلِ معرفتِ الٰہی اس بات سے بالاتر ہیں کہ لباس سے شہرت حاصل کریں۔

۷۵۔ گدڑی ہلکا پن اور فقط آسانی کے پیشِ نظر پہنی جائے اور جب تک گدڑی کا کچھ حصہ اصل موجود ہو اسے ہی کام میں لایا جائے۔ اور جہاں سے پھٹ جائے وہاں ٹکڑا لگا دیا جائے۔ یعنی مرمت کر لیا جائے اور استعمال میں لایا جائے۔

۷۶۔ گدڑی کا پہننا دو گروہوں کے لیے درست ہے۔

الف۔ ایک تو دنیا سے قطع تعلق کرنے والوں کے لیے۔

ب۔ دوسرے مشتاقان مولا کے لیے۔

باقی لوگوں کے لیے مناسب نہیں۔

۷۷۔ رضا کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات پر یقین رکھے کہ کسی چیز کا دینا اور نہ دینا اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادے سے ہے۔ اور اسی بات کا بھی اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سب احوال میں اس کو دیکھتا ہے۔

۷۸۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کے لیے رضا خسارہ ہے۔ اس کے لیے غیر سے راضی ہونا بڑی ہلاکت ہے۔ اور حق سے راضی ہونا صریح سعادت ہے۔ جس سے آخرت کی عافیت ملتی ہے۔ اور باعثِ رضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

۷۹۔ تصوف کے مقامات میں سب سے پہلا مقام توبہ ہے یا دوسرا انابت ہے۔ تیسرا زہد ہے۔ چوتھا توکل ہے۔

Marfat.com

۸۰۔ صوفی کو جائز نہیں کہ سچی توبہ کے بغیر انابت کا دعویٰ کرے اور سچی انابت کے بغیر ہد کا اور زہد کے بغیر توکل کا دعویٰ کرے۔

۸۔ حال وہ کیفیت ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے دل پر طاری ہوتی ہے۔ جب کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو اپنی کوشش سے اسے ہٹا نہیں سکتے اور جب وہ چلی جاتی ہے تو کلیف اور کوشش سے اسے حاصل نہیں کر سکتے۔

۸۔ مقام بندہ کے اعمال سے متعلق ہے اور حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔

۸۱۔ سکر غلبہِ مدہوشی اور جذب و مستی کو کہتے ہیں۔ جس سے مراد ارباب معانی کے ذدیک اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہے۔ اور محو و ہوشیاری سے مراد مقصود کا حاصل کرنا ہے۔

۸۱۔ سکر سراسر گمانِ فنا ہے۔ بقائے صفت کے ساتھ اور یہ حجاب ہے اور محو سراسر دیدار تا ہے صفت ہونے کی حالت میں اور یہ عین کشف و مجاہدہ ہے۔

۸۔ انسان کے لیے سب سے مشکل چیز خدا کی پہچان ہے۔

۸۔ پیغمبرانِ خدا ولیوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔ نبوت کا چالیسواں حصہ ایت ہے۔ اس لیے ولایت کی انتہا نبوت کی ابتداء ہے۔ کیونکہ نبی نبوت سے پہلے ولی تا ہے۔ اور بعد میں نبوت کا ظہور ہوتا ہے۔

۸۔ اولیاء اللہ منزلِ مقصود کے طالب ہوتے ہیں اور اس راستے پر چلتے ہیں اور انبیاء زلِ مقصود پر پہنچے ہوتے ہیں اور مقصد حاصل کیے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

۸۸۔ جو ولیوں کے لیے مقام ہے وہ نبیوں کے لیے آغاز ہے۔

۸۹۔ پیغمبروں کی بزرگی اور رتبہ صرف معجزوں سے ہی نہیں بلکہ عظمت کی صفائی پر ہے

۹۰۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت دل کی زندگی ہے۔ اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سے روگرد

ہے۔

Marfat.com

تذکیہ جسم، نفس، قلب، روح اور سر کے متعلق

د افلح من زکھا ٥ وقد خاب من دسھا (الشمس ٩١: ٨، ٩)

جمہ: یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کر لیا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے س کو خاک میں دبا دیا

زکیہ جسم:

اپنے جسم کو رذائل سے پاک کرنا جس طرح ظاہر کے لیے ایک حالت صحت کی ہے اور ایک حالت مرض کی ہے اسی طرح باطن کے لیے بھی ایک حالت صحت کی ہے۔ اور س کو امراض باطنیہ سے پاک کرنا یہی تذکیہ جسم ہے۔ جس کا شریعت میں نہایت تاکید ے امر ہے اور اسی کو مدار فلاح ٹھہرایا گیا ہے۔

درویش کا اول قدم تزکیہ جسم و نفس ہے۔ دوسرا قدم تصفیہ قلب ہے۔ تیسرا قدم تخلیہ وح ہے۔ چوتھا قدم تخلیہ سر ہے۔ جب تک تزکیہ جسم و نفس سے فراغت حاصل نہ ہو تصفیہ ب کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا اور جب تک تصفیہ دل سے فراغت حاصل نہ ہو تو تخلیہ روح سر نہیں ہوگا اور جب تک تخلیہ روح سے فراغت حاصل نہ ہو تو تخلیہ سر نہیں ہوتا ہے۔ اور ب تک سب سے جدا اور منقطع نہ ہو اتصال حاصل نہیں ہوگا۔

ریقہ تذکیہ جسم:

زیادہ روزے رکھنے سے ہوتا ہے۔ فقیر کے لیے فاقہ کشی بہت ضروری ہے۔ یعنی ن کو فاقہ کرنا اور رات کو جاگنا یہ سب سے افضل عبادت ہے۔ اس عمل میں انسان ایسی

Marfat.com

حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ عرش معلیٰ کو دیکھنا اور جنتیوں اور دوزخیوں کو سامنے پاتا ہے۔ (کشف اسرار)

تزکیہ نفس:

زیادہ عبادت کرنے اور موت کو ہر وقت یاد رکھنے سے ہوتا ہے۔ نمازیں وقت نوافل زیادہ پڑھنا اور اپنے وقت پر جو اللہ تعالیٰ اور سردار دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مقرر کی ہیں۔ جو کہ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے زیادہ روزے رکھنے اور دم بدم ذکر جلی میں مشغول ہونے پر منحصر ہے۔

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (الاعراف ۷:۲۹)

ترجمہ: جس نے اس سے پہلے پیدا کیا تھا تمہیں، ویسے ہی تم لوٹو گے۔

تصفیہ قلب:

ذکر پاس انفاس سے ہوتا ہے یعنی ذکر خفی سے ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

كُلُّ نَفَسٍ يَّخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ۔

ترجمہ: جو سانس بغیر ذکر اللہ کے خارج ہو جاوے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے طریقہ بتایا ہے کہ

اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

(بنی اسرائیل ۱۷:۸۰)

ترجمہ: جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے

آئے سچائی کے ساتھ لے آ۔

یعنی نماز ادا کرنے اور روزہ رکھنے اور دم بدم خفی میں مشغول ہونے پر ہوتا ہے۔

فقیر کی اصلی عبادت کے متعلق

حدیث مبارکہ ہے

ظَلَّ صَائِماً وَبَاتَ قَائِماً فَاِنَّھَا لَیْلَۃُ الْمِعْرَاجِ

ترجمہ: دن کو بھوکا رہنا اور رات کو جاگنا یہ شب معراج ہے۔

فقیری میں اصل عبادت یہ ہے کہ دن کو بھوکا رہنا اور رات کو جاگنا اور ذکر خفی میں مشغول ہونا اور تصوری عبادت زیادہ کرنا۔ یہ افضل عبادت ہے۔ اس عمل میں انسان ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ عرش معلیٰ کو دیکھتا ہے اور جنتیوں اور دوزخیوں کو اپنے سامنے پاتا ہے۔

میرا عمل:

اگر رات کو آرام کروں تو اپنے نفس کو خسارے اور نقصان میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اگر دن کو آرام کروں تو یہ رعایا کے حقوق یعنی مریدوں کا حق ضائع کرتا ہوں۔ تو ان دونوں وقتوں میں مجھے آرام کرنے کا موقع کیسے مل سکتا ہے؟

مصرہ بابا مبارک:

دغمند دانے شپک دی ثوک

چل معشوقے لدہ ورحی قدم پہ شپہ گدی

Marfat.com

ترجمہ: گندم کے دانے چھ ہیں جو کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے تو وہ آدھی رات کے بعد جائے۔

یہ انوار الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی انوار چھ قسم کے ہیں۔ انوار کے کھلنے دیدار ہو جاتا ہے۔ رات کے جاگنے پر ہوتا ہے۔ تخلیہ روح ذکر روشن ہو جاتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہے کہ موجودات کے وجود سے متنفر ہو جاتا ہے۔ تخلیہ سر سے یکسوئی مراد ہے۔ یعنی لوگوں سے الگ رہنا مراد ہے۔

گوہر روح کی قسمیں

۱۔ گوہر عشق، شوق و اشتیاق، حیرانگی، بے خودی طاری ہوتی ہے۔ جسے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے۔

۲۔ گوہر محبت علامت یہ ہے کہ دل کو محبت غیر سے خالی کرنا اور ہر حالت میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کو کہتے ہیں۔

۳۔ گوہر سر علامت یہ ہے کہ شعور کو ہر فانی سے خالی رکھنا اور ہر حالت میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کو کہتے ہیں۔

۴۔ گوہر روح علامت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ جب انسان ایسی مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو انوار تجلی سے متصف ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مشاہدہ کے متعلق

دیث مبارکہ ہے

حُنُ نَكُونُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُذَكِّرُنَا بِا
نَّارِ وَالْجَنَّةِ فَكُنَّا كَمَا رَأَيْنَا الْجَنَّةَ بِالْعُيُوْنِ۔

جمہ: ہم لوگ جب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں جو ہوتے تھے آپ ہم کو دوزخ اور بہشت یاد دلاتے تو اس وقت ایسے ہوتے تھے کہ گویا ہم کھلی آنکھوں ے جنت دیکھ رہے ہیں۔

مَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ
الَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ
رٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا
لَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

اعراف ۷:۱۴۳)

مہ: اور جب آئے موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر اور گفتگو کی ان سے ان کے ۔ نے (تو اس وقت) عرض کی اے میرے رب! مجھے دیکھنے کی قوت دے تا کہ میں طرف دیکھ سکوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے البتہ دیکھو اس پہاڑ کی ف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے پھر تجلی ڈالی ان کے رب نے پرتو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب آپ کو ہوش آیا تو

عرش کی پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ نے بزرگی دی تھی۔فرشتے کے بغیر خود کلام کیا کرتے تھے۔ تو ان کو شوق آیا کہ دیدار بھی کرلوں۔ دیدار کی برداشت نہ ہوئی۔اس سے معلوم ہو حق تعالیٰ کو دیکھنا ہوسکتا ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت ہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے مگر آخر کے وجود کی برداشت گی وہاں دیکھنا حقیقت ہے۔

مشاہدہ وہ ہے کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہاں کو نہ دیکھے اور خداوند تعالیٰ معرفت کی آنکھ سے دیکھے اور جو کچھ اس نے غیب کی چیزیں دی ہیں۔دل سے ان کا یقین جانے۔ اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں۔یعنی کسی ایک چیز پر نظر جما کر دیکھنا تاکہ توجہ کی مرکز اور قلب کی یکسوئی حاصل ہو جائے کیونکہ نظر شعور کا صدر مقام ہے،یعنی دروازہ ہے۔

اپنی نظر کو ایک نقطہ پر جمانا جس وقت توجہ ایک نقطہ پر جم جائے تو اپنے نفس اندر ایک عجیب قوت کو ابھرتے دیکھو گے۔ چند لمحہ بعد جو بات ہونے والی ہے اسے اس طریقہ پر جان لو گے۔ یہ مشاہدہ کا فائدہ ہے کہ غیب کی چیزیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

شوق کے متعلق

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (الکھف ۱۸:۱۱۰)

مہ: پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے
نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو۔

بہترین شوق یہ ہے جو کہ مشاہدہ سے پیدا ہو اور لقا (دیدار، ملاقات، چہرہ، صورت
نا) کے بعد بھول نہ جائے بلکہ انس باقی رہے۔ بدون لقا کے کسی طرح سے تسکین ممکن
و۔ جس قدر کہ لقا حاصل ہو اس سے زیادہ شوق بڑھتا رہے۔ شوق کے لیے یہ بھی
وری ہے کہ وہ اپنے اسباب موافقیت روح یا متابعت ہمت یا حفظ نفس سے خالی ہو۔
وقت مشاہدہ دائمی ہو جاتا ہے۔ اور مشاہدے سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے۔

دنیا میں طریقہ یہ ہے کہ ہر انسان کو پہلے شوق پیدا ہوتا ہے۔ شوق کے بڑھتے
ھتے جنبش آ جاتی ہے۔ جنبش کے بڑھنے سے رقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رقص کے لیے اٹھ
میدان میں رقص کرنے لگ جاتا ہے۔ رقص کرتے کرتے محویت میں آتا ہے۔ محویت
حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وجد طاری ہو جاتا ہے۔ وجد کے بڑھنے سے واجد گر جاتا ہے۔
اپنے معشوق کے لیے تڑپتا ہے۔ اور جب دیدار ہو جاتا ہے تو ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے
گر دیدار نہ ہو تو عاشق بدستور وجد یا محویت میں رہتا ہے۔

توکل کے متعلق

لَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ (ال عمران ۳:۱۲۲)

مہ: اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو۔

نْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (الطلاق ۶۵:۳)

ترجمہ: اور جو (خوش نصیب) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اس کے لیے کافی ہے۔

توکل اغیار کو چھوڑ کر خداوند تعالیٰ سے لو لگائے اور اس کے سبب سے ظاہر کو بھول جانا اور ایک اکیلی اسی کی ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا سے بے پرواہ ہو جانا یہی وجہ ہے کہ متوکل لوگ مقام فنا سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ نیز توکل کی حقیقت بعینہ اخلاص کی حقیقت ہے۔ اسی کو حقیقت کہتے ہیں۔

حقیقت اخلاص کے متعلق

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ (البینۃ ۹۸:۵)

ترجمہ: حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔

اپنی طرف سے صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب اور رضا کا قصد رکھنا اور مخلوق کی خوشنودی اور رضا مندی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کو ملنے نہ دینا یہ اخلاص ہے۔ چاہے یہ کیسا ہی نیک کام ہو اور چاہے یہ ذرہ سا کام ہو مگر خلوص کے ساتھ ہو اسی میں برکت ہوتی ہے۔ چاہے اس کا کوئی بھی معاون نہ ہو جس قدر اخلاص زیادہ ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ بڑھتا جائے گا۔

۱۔ اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ محض خدا کے لیے کام کرے، مخلوق کا اس میں تعلق نہ ہو۔

۲۔ مخلوق کو راضی کرنے کے لیے کام کرے مگر کوئی دنیاوی غرض مطلوب نہ ہو۔ صرف اس کا خوش کرنا مقصود ہو جو دینی غرض ہے۔

Marfat.com

۲۔ کچھ نیت بھی نہ ہو۔ نہ دنیا مطلوب ہو اور نہ دین یونہی خالی الذہن ہو۔ یہ بھی خلاص ہے۔ عام الریا ہے۔ ریا کو رفع کرنا عین اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔

حقیقت اخلاص کی تشریح:

وہ یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا ارادہ نہ کیا جائے اور یہ وہ توکل ہے کہ جس سے پنی قوت سے نکل کر رب الارباب کی قوت میں آنا ہے۔

مثال بابا مبارک:

اے فرزند اکثر تمہیں کہا جاتا ہے۔ مگر تم نہیں سنتے ہو اور اگر سنتے بھی ہو تو بہت سی تیں سمجھتے نہیں۔ اور اگر سمجھتے بھی ہو تو بہت سی باتیں سمجھ کر ان پر عمل نہیں کرتے وہ پھر سوس تو یہ ہے کہ تم عمل بھی کرتے ہو تو تمہارے بہت سے اعمال ایسے بھی ہیں کہ تم اس میں رہ بھی اخلاص نہیں کرتے ہو۔ پشتو کا شعر ہے

ڈڈھاھے چہ غگیگی نودء
سنگبٹ تہ غگیگی

انابات الی اللہ یعنی توجہ الی اللہ کے متعلق

انابات الی اللہ یہ ہے کہ درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے قامات اعلیٰ میں ترقی کرنا اور مجالس حضرات القدوس میں جا کر ٹھہرنا اور اس مشاہدہ کے بعد ل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے کو انابتِ الی اللہ کہتے ہیں۔ یعنی توجہ الی اللہ مراد ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

Marfat.com

فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا قَدْ غَشِیَتْنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقًا بِالْخَوْفِ کَاَنِّیْٓ اَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ بِالْعَیْنِ۔

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر غالب ہو رہی تھی تو آپ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف سے میری یہ حالت ہوئی کہ گویا اللہ تعالیٰ کو میں بچشم خود دیکھ رہا ہوں۔

اس کو توجہ کہتے ہیں۔

توبہ کے متعلق

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً۔ (التحریم ۶۶:۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو۔

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِہٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوْبُ عَلَیْہِ

(المآئدہ ۵:۳۹)

ترجمہ: پھر جس نے توبہ کر لی اپنے ظلم کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو بے شک اللہ تعالیٰ توجہ فرمائے گا اس پر۔

یعنی جو شخص موافق قاعدہ شریعت کے اپنی اس زیادتی یعنی گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلے اور آئندہ کے لیے اعمال کی درستی رکھے یعنی تمام برائیوں کو چھوڑ دے شریعت کے مطابق کام کرے اور اپنی توبہ پر قائم رہے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائیں گے۔

Marfat.com

توبہ کرنے کا طریقہ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (النسآء ۴:۶۴)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھتے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لیے رسول (کریم) بھی تو ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا اور نہایت رحم کرنے والا۔

اس آیت میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہ معاف کرانے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے۔ اور اس سے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس قدر ظاہر ہو رہی ہے کہ سبحان اللہ اس آیت میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری۔

۲۔ اپنے گناہ سے وہاں جا کر توبہ کرنا۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا۔

ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاوے تو قبول توبہ کی امید نہیں ہوگی۔ اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

اولاً تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بارگاہ الٰہی کے وکیلِ مطلق یا مختارِ عام ہیں کیونکہ گناہ تو کیا رب کا، جاؤں کہاں؟ محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالی میں جیسے جرم تو کیا حکومت کا، مگر جاؤں کہاں؟ وکیل یا مختار عدالت کے پاس بغیر وکیل کے

Marfat.com

دنیاوی کچہری میں کچھ پوچھ نہیں اور عدالت الہیہ میں بغیر محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کچھ پوچھ نہیں اس لیے نماز اور ذکر میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ضروری ہے۔

۲۔ ثانیاً یہ کہ دروازہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی دروازہ الٰہی ہے اگر فقیر کو مانگنا ہو تو چھت یا مکان کے پیچھے کھڑے ہو کر نہیں مانگتا، بلکہ دروازے پر آکر بھیک مانگتا ہے۔ اسی طرح جب خدا سے مانگنا ہے تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں آکر مانگو جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے ملے گا اسی دروازے پر اور ان ہی کے ہاتھوں سے ملے گا۔

۳۔ ثالثاً یہ کہ شفاعت کے لیے مدینہ پاک میں حاضری۔ اس کے لیے فی المدینہ نہیں فرمایا گیا بلکہ جہاں بھی کوئی ہو یکسوئی قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ ہر دل ان کی جلوہ گاہ ناز ہے۔ (سنا ہے رہتے ہیں آقا فقط مدینہ میں غلط ہے۔ رہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم عاشقوں کے سینے میں)

۴۔ رابعاً یہ کہ حکم حاضری قیامت تک کے مجرموں اور گنہگاروں کے لیے ہے کیونکہ کلمہ "اذ" عام ہے۔ اس سے حاضر و ناظر کا مسئلہ صاف ظاہر ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں اور گنہگار ہر جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وساطت سے اللہ جل شانہ سے معافی مانگ سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے معاف کر دیتا ہے۔ کتاب الحج میں فرمایا گیا ہے کہ جو کوئی روضہ اقدس پر حاضر ہو کر یہی آیت پڑھا کرے تو گناہ معاف ہو جائیں گے۔

Marfat.com

تفسیر مدارک اور تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ ایک شخص سے گناہ صادر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوا اور یہ ہی آیت پڑھ کر عرض کرنے لگا کہ یا حبیب اللہ ہم نے یہ حکم سنا اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہنے کے لیے آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں تو میرے گناہ کی بخشش میرے رب سے کروائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی ہے۔ اس واقعہ سے چند سائل ثابت ہوئے۔

- خدا کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

ا۔ بزرگانِ دین کی قبروں پر حاجت روائی کے لیے جانا جائز ہے۔ اور جاءُوکَ ں داخل ہے۔

۲۔ بعد وفات کے مقبول بندوں کو "یا" کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مزاروں میں زندہ ہیں اور حاضر ہیں۔ لہذا حاضر کو "یا" کے ساتھ پکارا جاوے۔ ضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سمندر کی پاکی فرمانے والے ہیں کہ کیسا ہی گند ہو، اگر غوطہ ائے تو پاک ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے اگر زمینوں اور آسمانوں کے برابر بھی گناہ لے کر میرے پاس آئیں اور مجھ سے مغفرت چاہیں تو میں سب کو بخش دوں گا۔ کہ توبہ سے پہلے گناہ معاف فرما دیں گے اور استقامت اعلیٰ التوبہ سے مزید عنایت فرمائیں گے۔ اور گناہ کی کثرت کی پرواہ نہ کروں گا۔ پس عمر گذشتہ کے ضائع ہونے کا بھی علاج موجود

Marfat.com

ہے۔ لا علاج کوئی مرض نہیں۔ وہ علاج یہ ہے کہ توبہ کرو اور توبہ کے بعد اگر ادائے حقوق کا موقع نہ ملے تو توبہ ہے۔ اس کے لیے حقوق العباد بھی معاف ہو جائیں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ مظلوم کو خوش کر کے ظالم کی مغفرت فرمائیں گے۔ حدیث مبارکہ ہے

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

ترجمہ: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا وہ شخص جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

حدیث مبارکہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً

ترجمہ: میں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں۔

تشریح توبہ کے متعلق:

توبہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ جاتی ہے۔ روح اور شعور اور قلب اس کے تابع ہوتی ہے۔ اور اب اس کے وجود میں امر الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا ہے۔ یہ صحت توبہ کی دلیل ہے۔

قبولیت توبہ کی چند شرائط درج ذیل ہیں۔

پہلی شرط:

گناہ کے ارتکاب سے باز رہنا اور اپنے دل میں پختہ ارادہ کرنا کہ آئندہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے گا۔ اگر اس پرکار بند ہوا تو یہ توبہ کی پہلی شرط ہے۔

Marfat.com

دوسری شرط:

گناہ سے توبہ کرے جس کی مثل پہلے کر چکا ہے۔ اگر اس جیسا گناہ پہلے سرزد نہیں ہوا اور توبہ کرے تو وہ اس شکل میں متقی شمار ہوگا۔ توبہ کرنے والا شمار نہیں ہوگا۔

تیسری شرط:

توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ گناہ جو کہ اس سے سرزد ہوئے ہیں ان گناہوں کے درجہ اور مراتب کے اعتبار سے برابر ہوں جن کے ارتکاب کو اس وقت ترک کر رہا ہے اور یہ برابری صورت کے اعتبار سے نہ ہوں جیسا کہ شیخ فانی جس سے زنا اور قطع طریق صادر ہو چکا ہے۔ جب اس وقت وہ ان سے توبہ کرنا چاہے گا یقینی طور پر اس کے لیے توبہ حاصل ہوگی۔ وہ ان چیزوں کے ارتکاب سے عاجز ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ایسے افعال پر قادر ہے کہ مرتبہ اور درجہ کے اعتبار سے زنا قطعی طریق کے ہم پلہ نہیں جیسا کہ جھوٹ، تہمت، غیبت اور چغل خوری۔ اس لیے کہ یہ تمام معاصی نہیں۔ اگرچہ گناہ ان کی تعداد کے اعتبار سے مختلف ہے مگر یہ تمام جزوی گناہ ہیں۔ چار ایک گناہ عظیم کے ہیں جو کہ بدعت کے مرتبے سے کم اور بدعت کا مرتبہ کفر و شرک کے مرتبہ سے کم ہیں سو اس لیے توبہ کرنا زنا قطعی طریق اور سابقہ گناہوں سے جن کی صورت نظر پیش کرنے سے عاجز ہے۔

چوتھی شرط:

وہ یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب کا ترک محض اللہ عزوجلہ کی عزمت اس کی ناراضگی اور دردناک عذاب سے بچنے کی وجہ سے ہو، کسی دنیاوی رغبت لوگوں کے خوف یا تعریف

اور عذاب یا کمزوری نفس اور فقیری کی وجہ سے نہ ہو۔ یہ تمام توبہ کی شرائط ہیں اور اس کے ارکان ہیں جس وقت یہ چیزیں حاصل ہو جائیں اور کمال کو پہنچ جائیں تو یہ ہی حقیقی طور پر سچی توبہ ہے۔

دنیا کے متعلق

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (ال عمران ۳:۱۸۵)

ترجمہ: اور نہیں یہ دنیوی زندگی مگر ساز و سامان دھوکہ میں ڈالنے والا۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

(ال عمران ۳:۱۴)

ترجمہ: آراستہ کی گئی لوگوں کے لیے ان کی خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور چوپائے اور کھیتی یہ سب کچھ سامان ہے دنیاوی زندگی کا اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِکُمْ اُجُوْرَکُمْ وَلَا یَسْئَلْکُمْ اَمْوَالَکُمْ۔ (محمد ۴۷:۳۶)

ترجمہ: یہ دنیوی زندگی تو محض ایک کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگار بن جاؤ تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا کرے گا اور وہ نہ طلب کرے گا تم سے تمہارے مال۔

Marfat.com

حدیث مبارکہ ہے

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

ترجمہ: دنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔

اے میرے! فرزند دنیا کو دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو۔ تو پھر تمہیں دھوکہ نہیں دے سکے گی۔

مثال بابا مبارک:

چـــہ پـــورہ پـــہ کـــال دلـــس شـــی
نـــو ددہ لـــویـــونـــہ هـــوســـل شـــی
چـــہ پـــورہ پـــہ کـــال دشـــل شـــی
نـــود خپـــل شـــی یـــا پـــردی شـــی
چـــہ پـــورہ پـــہ کـــال دریـد شـــی شـــی
نـــور گیـــدڑ شـــی یـــا زمـــری شـــی

ترجمہ: لڑکا جب دس سال کا ہو جاتا ہے تو کھیل کود میں شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب بیس سال کا ہو جاتا ہے تو اپنا ہو جاتا ہے یا پرایا ہو جاتا ہے۔ جب تیس سال کا ہو جاتا ہے تو شیر ہو جاتا ہے یا گیدڑ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

دنیا سے علیحدگی کے متعلق

دنیا سے علیحدگی تجرد اختیار کرنے کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔

۱۔ عبادت الٰہی پر استقامت اور اس میں زیادتی اور کثرت واقعہ ہو تو اس کے دنیا کی رغبت وخواہش عبادت الٰہی سے مشغول کرنے والی ہے۔ ظاہر کو تو دنیا کی طلب باطن کو دنیا کا ارادہ اور اس کا وسوسہ اور یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ عبادت الٰہی میں ہے۔ اس لیے کہ نفس ایک ہے اور قلب بھی ایک ہے۔ جب ایک شے کے ساتھ مشغولی ہوگی تو اس کی ضد فوراً ختم ہو جائے گی تو دنیا اور آخرت کی مثال سوکنوں کی طریقہ پر اگر ایک کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا تو دوسری ناراض ہو جائے گی اور ان دونوں ام میں مشرق ومغرب کی طرح تفاوت ہے۔ اگر ایک کی طرف التفات کرے گا تو دوسری ہاتھ سے نکل جائے گی۔

۲۔ ظاہر کے اعتبار سے مشغولیت جیسا کہ ہم نے حضرت ابوالدرداؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس کوشش میں لگا رہا کہ عبادت اور تجارت دونوں پر قابو حاصل کر مگر دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے عبادت کو لازم پکڑ لیا اور د چھوڑ دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اگر یہ دونوں چیزیں کسی اور شخص کے لیے جمع سکتیں تو میرے لیے جمع ہو جاتیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت اور نرمی دونوں فرمائے ہیں۔ مگر حضرت عمر فاروقؓ نے دنیا کو چھوڑ دیا اور فانی جان کو چھوڑ دیا اور خد عبادت میں مشغول ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہوگا تو آخرت کی وجہ سے نقصان میں رہے گا اور جو شخص آخرت ہی کی محبت میں لگا رہے گا وہ دنیا نقصان وکمی میں رہے گا۔ تو یہ چیز بخوبی ظاہر ہوگئی جبکہ ظاہر مشغولیت کے ساتھ اور باطن اس ارادے کے ساتھ مصروف رہے گا تو تجھ کو کما حقہ عبادت الٰہی نصیب نہیں ہو سکتی ۔ اور جب دنیا سے بے رغبتی حاصل کرے گا اور اپنے ظاہر اور باطن کو اس سے فارغ ے گا تو عبادت الٰہی تیرے لیے آسان ہو جائے گی۔ بلکہ تیرے اعضاء تجھے عبادت کے لیے تیار کر دیں گے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ بندہ جس وقت دنیاوی امور سے بے ق اختیار کرتا ہے تو اس کا قلب حکمت کے ساتھ منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اعضاء دت الٰہی کے لیے مددگار بن جاتے ہیں۔ لہذا باقی رہنے والی چیز فنا کو ہونے والی چیز پر یح دینا چاہیے اور دنیا میں علیحدگی اور تجرد کی دوسری وجہ یہ ہے کہ تیرے عمل کی قیمت بڑھ ے اور اس کی شرافت وقدر میں اضافہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یا ہے کہ عالم کی رکعتیں کہ جس کا قلب زاہد ہو انتہائے زمانے تک ہمیشہ ہمیشہ عبادت نے والوں کی عبادت سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔ سو جبکہ عبادت اس چیز کی وجہ سے ل اور زاہد ہوتی ہو تو طالب عبادت کے لیے یہ چیز ضروری ہے کہ دنیا سے بے رغبتی اور رگی اختیار کر لے۔

ثال:

ایک شخص کے گھر دو مہمان آئے۔ میزبان نے ان کے واسطے حلوہ مع اس کے

Marfat.com

لوازمات کے تیار کرلیا اور دونوں کے سامنے رکھ دیا اور اس حلوہ میں زہر بھی ملا دیا۔ ای
مہمان نے تو اس کا مشاہدہ کیا اور حلوہ نہ کھایا اور دوسرے مہمان کی نظر اس جانب متو
ہوئی اور مشاہدہ نہ کیا۔ جس نے حلوے میں زہر دیکھا وہ تو یقینی طور پر اس سے علیحدہ ہوا
اس کے دل میں یہ وسوسہ بھی پیدا نہیں ہوگا کیونکہ اس راز سے واقف ہے۔ تو اس کو کھا
غم نہ ہوا بلکہ اس مالکِ مکان سے خفا ہوا۔ اور دوسرے آدمی نے اس کو ملامت بھی کر
حلوہ کیوں نہیں کھاتے ہو؟ یہ اچھی چیز ہے۔ دوسرے مہمان نے یہ چیز دیکھی بھی نہیں
اس میں کسی چیز کی آمیزش ہے۔ تو یقینی طور پر اس کی ظاہری زینت سے دھوکہ کھا جا
اور حرص وطمع میں مبتلا ہو کر قوت صبر اور برداشت کو کھو بیٹھے گا اور حلوہ کھالے گا۔

لہذا نتیجہ یہ ہوگا یہ جس نے مشاہدہ کیا وہ تو نقصان سے بچ گیا اور جس نے مش
نہ کیا وہ نقصان میں مبتلا ہوا۔ یہی دنیا میں ہر ایک کے لیے مثال ہے۔ مشاہدہ کی ا
ضرورت ہے۔

سالک کے متعلق

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّ
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ

(البقرۃ ۲:۱۸۶)

ترجمہ: اور جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے بندے میرے متع
(انہیں بتاؤ) میں (ان کے) بالکل قریب ہوں۔ قبول کرتا ہوں دعا، دعا کرنے والو

Marfat.com

جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے پس انہیں چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور ایمان لائیں مجھ پر تا کہ وہ کہیں ہدایت پا جائیں۔

سالک کے لیے دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں۔ اس واسطے کہ کوئی شخص اس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا جب تک وہ دنیا میں مشغول رہتا ہے۔ اور اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں ہے۔ پس اہل سلوک کو چاہیے کہ دنیا سے علیحدہ ہو جائیں تو خدا رسیدہ بن جائیں گے۔ اور خدا کے دوست ہو جائیں گے۔ جو شخص دنیا میں مشغول ہو جاوے اور دنیا کے ساتھ محبت کرے گا تو خداوند تعالیٰ سے دور ہوگا اور جدا ہوگا۔

مثال:

اس زمانے میں تمام مخلوق جو چیز پسند کرتے ہیں اور جو چیزیں ناپسند کرتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ کہ یہ مخلوق اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم پر عمل نہیں کرتے ہیں اور قیامت کے دن سے انکاری ہیں اور یہ خیال نہیں ہے کہ قیامت ہوگی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْباً مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ۔ (النساء ۴:۴۴)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ مول لے رہے ہیں گمراہی کو اور (یہ بھی) چاہتے ہیں کہ بہک جاؤ تم بھی راہ راست سے۔

پسند کرنا	ناپسند کرنا یعنی بھول جانا
دنیا	آخرت

Marfat.com

مکان	قبر
دولت	حسابِ آخرت
اعیال	حور
جان	اللہ اور رسول
ایامِ زندگی	روزِ قیامت

اسلامی تصوف کے متعلق

اسلامی تصوف کی حقیقت دو پہلوؤں پر ہے۔

۱۔ نبوت ۲۔ ولایت

نبوت کے ظاہری پہلو کا تعلق قرآن پاک اور حدیث کی تعلیم سے ہے اور دوسرے باطنی پہلو کا تعلق تزکیہ نفس و تزکیہ قلب یعنی تزکیہ باطن سے ہے۔ اس اتباعِ سنت کا پورا پورا حق ان اللہ والوں نے ادا کیا جنہوں نے نبوت کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کی اہمیت کو محسوس کیا اور ہمیشہ پیش نظر رکھا اور تبلیغ و اشاعت دین کو تزکیہ نفس و تزکیہ قلب سے کبھی جدا نہ ہونے دیا۔ تمام کمالات اور سارے مناصب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کی بدولت حاصل ہوتے ہیں اور تصوف کا اصل سرمایہ اتباع سنت ہے۔

علم تصوف کی تعریف اور مقصد

هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ اَحْوَالُ تَزْكِيَةِ النُّفُوْسِ وَتَصْفِيَةِ الْاَخْلَاقِ تَعْمِيْرِ الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ لِنَيْلِ السَّعَادَةِ الْاَبَدِيَّةِ وَيَحْصِيْلُ

اِصْلَاحُ النَّفْسِ وَالْمَعْرِفَةُ وَرِضَاءُ الرَّبِّ وَمَوْضُوعُهُ التَّزْكِيَةُ وَ التَّصْفِيَةُ وَالتَّعْمِيرُ الْمَذْكُورَاتُ وَغَايَتُهُ نَيْلُ السَّعَادَةِ الْاَبَدِيَّةِ۔

ترجمہ: تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب اور تصفیہ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال پہچانے جاتے ہیں تا کہ سعادت ابدی حاصل ہو۔ نفس اور قلب کی اصلاح ہو اور رب العالمین کی رضا اور اس کی معرفت حاصل ہو اور تصوف کا موضوع سعادت کا حصول ہے۔

تصوف کا ثبوت:

تصوف کا ثبوت اس حدیث مبارکہ سے ملتا ہے

قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ لِیْ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) يَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ۔

ترجمہ: ایک دن جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ جبرائیل نے کہا کہ مجھے احسان کے متعلق بتایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو تجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے آپ نے ٹھیک کہا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بجواب عرض کیا

Marfat.com

اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ تھے۔ وہ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

قَالَ الْاِمَامُ الْمَالِکُ مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ۔

ترجمہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس نے فقہ کے بغیر تصوف حاصل کیا وہ زندیق ہوا۔ اور جس نے تصوف سیکھے بغیر فقہ کا علم حاصل کیا وہ فاسق ہوا، فاجر ہوا۔ اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔

اس پر خوب سمجھ لو کہ دین اسلام کی بنیاد اور اس کی تکمیل کا انحصار فقہ کلام اور تصوف پر ہے۔ اس حدیث شریف میں ان تینوں کا بیان ہوا ہے یعنی

۱۔ اسلام سے مراد فقہ ہے کیونکہ اس میں شریعت کے احکام اور اعمال کا بیان ہے۔

۲۔ ایمان سے مراد عقائد ہیں جو علمِ کلام کے مسائل ہیں۔

۳۔ احسان سے مراد اصل تصوف ہے جس کو علمِ قرآن کی رو سے نفسیاتی کہتے ہیں جو کہ صدق دل سے توجہ الی اللہ سے عبارت ہے۔

مشائخ طریقت کے تمام ارشادات کا حاصل یہی احسان ہے۔ تصوف اور کلام لازم وملزوم ہیں کیونکہ تصوف کے بغیر کلام اور فقہ بغیر تصوف کے بے معنی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام فقہ کے بغیر معلوم نہیں ہوتے اور فقہ بغیر تصوف کے کامل نہیں ہوتی۔ کیونکہ کوئی عمل بغیر اخلاص نیت کے مقبول نہیں اور یہ دونوں ایمان کے بغیر بیکار ہیں۔

Marfat.com

ں کی مثال ایسی ہے جیسی روح اور جسم کی ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر نا تمام رہتے ہیں۔

"یکُونُ الخَلِیفَۃُ اِلاَّ مَن جَمَعَ المَقَاصِدَ الثَّلاثَۃَ الَّتِی ذَکَرنَا ھا ـفظ الکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ وَتدرَّبَ فِی قوَانِینِ السُّلُوکِ وَترِبیَۃِ لسالِکِین۔

مہ: خلیفہ صرف وہ شخص ہوگا جس نے دین کے تینوں شعبے جمع کیے ہوں۔ جن کا ہم نے کیا ہے اور کتاب اللہ اور سنت رسول کو یاد کیا ہو اور قوانین علم سلوک اور تربیت سالکین کوشش کی ہو۔

یث مبارکہ ہے

علماءُ وَرثۃُ الاَنبِیاءِ

مہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اس سے مراد وہ علماء ہیں جنہوں نے دین کے ان تینوں اجزاء کو جمع کیا ہو۔ اس ے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کی جس تعلیم کے لیے جبرائیلؑ کو بھیجا اور انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہنچایا وہ دین ان اجزاء یعنی اسلام، ایمان اور احسان مرکب ہے۔ جس میں سلوک جیسا لفظ احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ میں قرآن پاک ایک مثال پیش کرتا ہوں، جو شخص اس پر کارگر ہوگا وہ عالم وارث ہوگا۔

م الصَّلوٰۃَ لِدُلُوکِ الشَّمسِ اِلیٰ غَسقِ الَّیلِ وَقُراٰنَ الفَجرِ قُراٰنَ الفَجرِ کَانَ مَشھُوداً ومِنَ الَّیلِ فَتَھَجَّد بِہٖ نَافِلَۃً

Marfat.com

لَّکَ عَسٰیٓ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًاo وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل ۱۷: ۷۸ تا ۸۰)

ترجمہ: نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعد رات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجئے نماز صبح بلاشبہ نماز صبح کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد کرو (تلاوت قرآن پاک کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرما... کا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر اور دعا مانگا کیجئے کہ اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

Marfat.com

کہانی چھ پیسوں کے متعلق

ایک دن قبلہ بابا مبارک نے مجھے کہا کہ بچے ایک دن میں جنگل میں جار ہا تھا اور ...ی جیب میں چھ پیسے تھے۔ شیطان نے مجھے آ کر کہا آگے چور ہیں۔ میں نے وہ چھ پیسے ...ب سے نکال کر پھینک دیے اور روانہ ہوا اور کہا اب چور ہو یا نہ ہو کوئی پرواہ نہیں ہے۔

تصوف کے متعلق

صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا کا مقصد جانے اور دنیا چھوڑ دے۔ ...ں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں فائز المرام ہو جاوے۔ ایسے شخص ...ا کی سلامتی نازل ہوتی ہے۔ فارسی کا ایک مصرع ہے

نامرادی تانہ گردی بامرادی کہ رسی

...: جب تک انسان اپنے بشری اوصاف اور دل کی مرادوں کو چھوڑ نہ دے تب تک اپنی ...تک نہیں پہنچ سکتا۔

یعنی قربِ الٰہی نہیں پا سکتا ہے۔ مثلاً ایک انسان کے دل میں ایک مراد ہے اور وہ ...نہیں ہوتی ہے، تو یہ انسان سمجھ لے کہ میری مراد پوری نہیں ہوئی مگر خدا کی مراد پوری ...تو یہ اس کی مراد پوری ہونا ہے۔

امام غزالیؒ نے تصوف کی حقیقت پر اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ شریعت کی طرح دو ...ں سے مرکب ہے یعنی علم وعمل لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ شریعت میں علم کے بعد عمل ...ہے اور تصوف میں عمل کے بعد علم کا ظہور ہوتا ہے۔

Marfat.com

لفظ صوفی کے متعلق

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرہ ۲:۱۲۵)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرکز لوگوں کے لیے اور امن کی جگہ اور (انہیں حکم دیا کہ) بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز اور ہم نے تاکید کر دی ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر طواف کرنے والوں اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صوفی صوف سے ہے یعنی صفائی سے۔ شخص زیادہ صفائی پسند ہو اسے صوفی کہا جاتا ہے۔ تصوف کی حقیقت کے متعلق ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر خدا کا در سنبھال ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کا جینا اور مرنا محض خدا کے لیے ہو غرضیکہ ایک بزرگ نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق تصوف کے مقامات بیان کر دیے ہیں۔ بعض نے زہد، فقر، تصوف تینوں کو ملا دیا ہے۔ مگر حقیقتاً تصوف ابتدا میں صرف زہد و عبادت تھا جس قدر زہد بڑھتا گیا اور اوصاف روحانی اس میں زیادہ پیدا ہونے لگے تو نتیجہ یہ ہوا کہ تصوف رفتہ رفتہ بہت سی چیزوں کا مجموعہ بن گیا۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے تصوف میں سب سے زیادہ جامع رسالہ امام قشری رحمتہ اللہ علیہ کا تھا

Marfat.com

سالہ میں کسی چیز کی حد اور حقیقت نہیں بیان کی ہے۔ امام غزالی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں
ی شکل میں تصوف کا فن مرتب کیا۔ امام غزالیؒ نے ورع اور تقویٰ کے احکام لکھنے کے
ساتھ ارباب حال کے طریقے اور آداب بتائیے اور ان کی اصطلاحات کی تشریح کی
ا نتیجہ یہ ہوا کہ تصوف بھی ایک باقاعدہ علم بن گیا حالانکہ پہلے صرف یہ عبادت تک
ے تھا۔ اس میں اہم چیزیں چار ہیں۔ مثلاً دنیا، مخلوق، شیطان، نفس۔

دنیا سے علیحدگی اختیار کرنا، مخلوق سے یک سوئی حاصل کرنا، شیطان سے محاربہ اور
رنا، نفس کو دبانا۔ ان تمام چیزوں میں نفس سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس لیے کہ اس
یحدگی ممکن نہیں اور یہ ایک مرتبہ سے مغلوب بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شیطان بھی
رتبہ سے مغلوب نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے صوفی لوگوں نے نفس اور شیطان کو تقویٰ کے
ں باندھ لیا ہے تاکہ اس انسان کو غلط راستہ پر نہ چلائے اور روح اور شعور کے تابع
۔ اس کے بعد جب سالک عبادت کی طرف رجوع کرتا ہے تو نفس اور شیطان دونوں
نیں پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم عبادت میں مشغول ہوگے مگر ہم کو رزق کی بھی
ت ہے۔ نفس رزق کا مطالبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لیے رزق اور طاقت کی
ہے۔ اور تو نے دنیا سے بے رغبتی اور مخلوق سے علیحدگی اختیار کر لی ہے تو مجھے رزق
ت کہاں سے حاصل ہوگی؟ اور ساتھ ساتھ سختیاں بھی اس کی طرف آتی رہتی ہیں۔

اس کے لیے بھی چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ یعنی رزق اور روزی کے مقدم اللہ
تعالیٰ پر توکل کرنا ضروری ہے۔ اور خطرات کے پیش آنے پر اپنے معاملات کو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے۔ مصائب کے نزول پر صبر کرتا ہے۔ قضا قدر کے سامنے اظ
رضا مندی کرتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک ڈرانے والا بھی موجود ہے۔ جو کہ دو
اور وہ یہ ہیں۔ رجا اور خوف۔

رجا اللہ تعالیٰ کے ثواب میں بڑی شے ہے اور انواع کرامت میں بہترین
ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ایک محرک نصیحت کرتا ہے
اسے حرکت دیتا ہے اور اطاعت الٰہی پر ابھارتا رہتا ہے۔ اور نشاط کی حالت پیدا کرتا ہے

خوف کے متعلق

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ اِنَّ ا
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبہ ۹:۲۸)

ترجمہ: اور اگر تم اندیشہ کرو تنگ دستی کا تو غنی کر دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم
بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، بڑا دانا ہے۔

خوف کی کئی قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عتاب سے متعلق اور انواع عقو
امانت میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے یہ ایک قسم کی مصیبت ہے۔ اس کے سا
ایک ڈرانے والا رہتا ہے۔ جو کہ اسے مصیبت سے ڈراتا ہے اور دور کرتا ہے اور بھگا
ہے۔ اور وہ ریا ہے اور عجیب ہے۔ کبھی یہ انسان اپنی عبادت سے لوگوں کے سامنے
شروع کر دیتا ہے۔ اور کبھی اس سے باز رہتا ہے۔ اور اپنے نفس کی اس کی وجہ سے
کرتا ہے جس کی بناء پر نفس میں عجب کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے عبادت

برباد ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے بھی سات گھاٹیاں ہیں۔ علم، توبہ، مشکلات،
مات، برانگختہ کرنے والے اور برائیوں کی گھاٹی، حمد، شکر۔

سے بچنے کے لیے ان چیزوں کی ضرورت ہے

علم ظاہری یعنی قرآن پاک اور احادیث وغیرہ کی اشد ضرورت ہے۔

عبادت الٰہی کی اشد ضرورت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ (الذاریات ۵۶:۵۱)

اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اس آیت میں بھی عبادت الٰہی کو اختیار کرنے اور اس کو لازم پکڑنے پر بین دلیل
وان چیزوں ہی کو شرف حاصل ہے کہ ان کی وجہ سے دنیا اور آخرت وجود میں آئے
س بناء پر بندے پر خدا کی بندگی واجب اور ضروری ہے۔ عبادت کے علاوہ کسی شے
غول نہ ہونا اسی وجہ سے کہ ان کے علاوہ تمام امور لغو اور بے کار ہیں۔ اور ان میں کسی
خیر اور بھلائی نہیں۔ علم درخت ہے اور عبادت الٰہی اس کے ثمرات ہیں۔ لہذا افضیلت
ت درخت ہی کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ وہی اصل ہے لیکن نفع اس کے ثمرات
صل ہوتا ہے

تو اس حیثیت سے بندہ کو دونوں چیزیں حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر علم نہ ہو تو
غلطی کر سکتا ہے۔ اور اگر روحانیت نہ ہو تو عالم غلطی کر سکتا ہے۔ لہذا اس وجہ سے
لازم و ملزم ہیں اور دونوں کا حاصل کرنا افضل اور ضروری ہے۔ اور یہی بندہ جس نے

Marfat.com

دونوں امور حاصل کر لیے ہیں وہ خداوند عالم کا دوست ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس کے
ان عبادتوں کا تعلق عبادت باطنی کے ساتھ بھی ہے جو کہ قلبی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

۱۔ صوفی اہل تصوف کی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں جو کہ اپنی ذات
اور خداوند تعالیٰ کے ساتھ باقی اور اطباع سے آزاد اور حقیقت الحقائق سے واصل ہو۔

۲۔ تصوف اخلاق الٰہی کے مطابق عادات اختیار کر لینے اور اداب شرح پر
باطن کے قائم کیے جانے کو کہتے ہیں۔

قول بابا مبارک:

بابا مبارک کا قول ہے کہ تصوف خیال کے صحیح کرنے کا نام ہے۔ حقیقتاً
ایک ایسا علم ہے جو کہ وہ اولیاء اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جبکہ دل انوار سے منور
ہے۔ قبلہ کہا کرتے تھے کہ ذکر پر اپنے سینے کو بھرتے جاؤ۔ اور وہ آداب و اسرار و
حاصل ہوتے ہیں جن سے انس اور جنس عاجز ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ تصوف کو شر
خارج جانتے ہیں وہ لوگ درحقیقت اس کوچہ سے نابلد ہیں۔ کیونکہ تصوف کی ا
میں صلاحیت ہی نہیں ہوتی جو علم شرح سے باخبر نہ ہو۔ ہر صوفی فقیہ نہیں اور فقیر صوفی
خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (النحل ۱۶:۳۸)

ترجمہ: اور لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوف جو کہ اصحاب صفہ کو سکھایا تھا

اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ
فُرُطًا۔ (الکہف ۱۸:۲۸)

ترجمہ: اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام، طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے کیا آپ چاہتے ہیں دنیاوی زندگی کی زینت اور نہ پیروی کیجیے اس (بدنصیب) کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کا اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو تصوف سکھایا تھا جس تصوف کی تعلیم دی وہ خالص تھا ہر قسم کی آمیزش سے الگ اور جدا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تصفیہ نفس اور تزکیہ قلب پر زور دیا اور ریاضت اور زہد و تقویٰ اور پرہیز گاری اور توکل کے اصول اور آئین مقرر کیے تھے۔ تفکرات اور عبادات کے آداب سکھائے اور ان کی ایک خاص ترتیب و وضع قائم کی۔ اسی اصول پر اسلام کی حیات روحیہ کا آغاز ہوا ہے۔ اسلام نے ایک خدا کی طرف قلوب کو متوجہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنت کی دعوت دی اور جہنم سے ڈرایا بھی لیکن خدا کی محبت کو ان سب سے بالاتر رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس عمل

Marfat.com

کو اصل قرار دیا اور علم تصوف کا گر سکھایا۔ یہ تصوف خالص اسلام کی پیداوار ہے۔ تصوف علم قرآن مجید سے ظاہر ہے۔

اس میں دنیا کا کوئی مذہب شریک نہیں ہے۔ اسلام ہر مذہب سے پاک اور ... ہے۔ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ کی منزلت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر ... کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم نے اسلام کی روحانی تاریخ پر گہرا اور زبردست اثر ڈالا ہے جسے ... کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اور خاص کر تصوف کی تاریخ تو یہیں سے شروع ہوتی ہے۔

چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صوف لفظ اصحاب صفہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ ... صفہ کا گروہِ مقدس ان انصار اور مہاجرین پر مشتمل تھا جو بالکل بے نوا تھے۔ یہ گویا رسول ... صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مہمان تھے۔ ان کے پاس نہ اہل وعیال تھے اور نہ مال وزر ... زن وفرزند مال وزر کے بندھن میں انہوں نے اپنے آپ کو پھنسانے ہی نہیں دیا۔ مسجد نبوی کے نزدیک ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ یہ ساری دنیا و مافیہا سے بے پرواہ ہو کر ... کے مکین بن گئے۔ اور اپنا سارا وقت عبادت اور ریاضت اور مجاہدہ نفس میں صرف کرنے لگے۔

انہوں نے دنیا سے بالکل منہ موڑ لیا اور کوئی واسطہ نہیں رکھا۔ انہوں نے ... روح کی طرف توجہ کی اور ہر چیز کو فراموش کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو اہل وعیال اور ... زر نے نہ پھنسایا اور نہ خدا کے ذکر سے ان کو کوئی روک سکتا۔ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ وہ لوگ تھے ... سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود محبت کرتے تھے اور ان سے مہربانی کا برتاؤ ...

Marfat.com

تھے۔اوران کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے۔اوران کے اہل بیعت سے بھی محبت کرتے تھے اوران کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔اور تمام اصحابؓ اور خلفائے راشدینؓ بھی محبت کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دن اور رات کا بڑا حصہ لوگوں سے الگ تھلگ دنیا دار لوگوں سے دور غار حرا کی تنہائیوں میں بسر کرتے تھے۔یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ ابھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔لیکن روحانی زندگی کا دور شروع ہو گیا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں سے دور رہ کر خلوت میں تصفیہ نفس اور تصفیہ قلب اور زہد اور عبادت الہی میں مشغول تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی اور صوفیہ کی زندگی میں ایک قسم کی مماثلت سی ہے۔اسی سے بہ آسانی آپ صوفیاء کے ریاضات اور مجاہدات کو جو کشف حقائق اور معرفت وحقائق کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔اس حیات روحی سے پیوند لگا سکتے ہیں۔اور یہ قطعاً خالص تھی اور جس کی بہترین مثال حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ تھے۔ہر غلط چیز سے الگ تھی اور جو ہر معاملہ میں سراسر حقیقت تھی۔وہ زندگی کیا تھی، زندگی کا سرچشمہ تھا۔یہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ساری ریاضت اور مجاہدہ اصل الاصول تھا۔یہی وہ چیز تھی کہ اسلام کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش کی تھی۔پس جو شخص اس تصوف سے دور رہا، وہ دراصل اسلام سے بھی دور رہا۔اور اب بھی جو شخص حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

Marfat.com

قدم پر نہیں وہ صوفی ہے اور نہ عالم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو کہ غارِ حراء میں الگ تھلگ زندگی بسر کرتے تھے وہی دراصل پہلا بیج ہے۔ تصوف کا جس سے زاہدوں کا زہد اور عبادت والوں کی عبادت اور صوفیہ کا تصوف پھل لایا یہاں سے تصوف کا آغاز ہو گیا ہے۔ تصوف ایک نہایت جامع چیز کا نام ہے۔ یہ مختلف عبادت گزار اور دنیا سے بے زار گروہوں پر چسپاں ہو سکتا ہے۔ اس کی تعلیم اور اس کا منشاء اس کے ریاضت اور مجاہدات کا محور صرف تصفیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے علم کے متعلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے علم عطا کیے تھے۔

۱۔ یہ وہ علم ہے جو کہ صرف ان کی ذات پاک کے لیے ہے۔ یا ان کی ذات تک محدود ہے۔

۲۔ یہ علم وہ ہے جو کہ ان کی تمام امت کے لیے ہے بلکہ تمام مخلوق کے لیے ہے جس ظاہری علم قرآن اور حدیث وغیرہ یعنی علم شریعت کہتے ہیں۔

۳۔ یہ وہ علم ہے کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے لیے وسیلہ پکڑے گا اس کو سینہ بسینہ سکھایا جائے جو کہ آیت سے ثابت ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(البقرہ ۲:۱۲۹)

Marfat.com

ـہ: اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تا کہ پڑھ کر
ـے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر
ے انہیں بے شک تو ہی بہت زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

م نمبر 1

حْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن ۵۵:۱،۲)

ـہ: رحمٰن نے (اپنے حبیب کو) سکھایا ہے قرآن۔

م نمبر2

کَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ (یوسف ۱۲:۱۰۲)

ـہ: (اے حبیب) یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کرتے ہیں آپ کی طرف۔

م نمبر3

غاب عنک (مقاس صفحہ نمبر۲۹۱)

ـمہ: (یارسول اللہؐ) آپ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

نْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی (النجم ۵۳:۳۵)

ـمہ: کیا اس کے پاس علم غیب ہیت اور وہ کچھ دیکھ رہا ہے۔

وْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی (النجم ۵۳:۱۰)

ـمہ: پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔

یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

مآئدہ ۵:۳۵)

Marfat.com

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ۔

اس علم کو "علم لدنی" کہتے ہیں۔ یہ صوفیوں کا علم ہے۔ اس کو باطنی علم بھی کہتے ہیں۔

علم غیب کے متعلق

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ (یوسف ۱۲:۱۰۲)

ترجمہ: (اے حبیب) یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کرتے ہیں آپ کی طرف۔

ماغاب عنک۔ (مقاس صفحہ ۲۹۱)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ سے کوئی خبر چھپی ہوئی نہیں ہے۔

وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْمِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْیُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَایَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ

(الشوریٰ ۴۲:۵۱)

ترجمہ: اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) وحی کے طور پر پس پردہ یا بھیجے کوئی پیامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے، بلاشبہ وہ اونچی شان والا بہت دانا ہے۔

Marfat.com

علم غیب کی اقسام

غیب کی دو قسمیں ہیں

علم غیب ذاتی　۲۔　علم غیب عطائی

م غیب ذاتی:

یہ علم صرف خداوند تعالیٰ کو ہوتا ہے۔

م غیب عطائی:

علم غیب عطائی انبیاء کو خدائے تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ اولیاء اللہ کا علم غیب عطائے

ا بہ وساطت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

لہ تعالیٰ نے علم غیب کی نفی نہیں کی ہے:

آن مجید میں ہے کہ

الِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ

سُوْلٍ　(الجن ۷۲: ۲۶، ۲۷)

جمہ: اللہ تعالیٰ، غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس

ول کے جس کو اس نے پسند فرمایا ہو (غیب کی تعلیم کے لیے)۔

ا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ

سُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ　(ال عمران ۳: ۱۷۹)

جمہ: اور نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم

کے لیے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسی پاک ذات ہے جو کہ عالم ہے ان چیزوں پر جو کہ تمام مخلوق سے پوشیدہ ہے۔ پس غالب نہیں کرتا کسی کو بھی آدمیوں میں سے اپنے پوشیدہ چیزوں کے معلوم کرنے پر لیکن اس کسی کو غالب کرتا ہے جس پر خدا کی رضامندی ہو جاوے۔ یعنی پیغمبرو صدیقین اور صالحین کو علم غیب عطا کر دیتا ہے۔ خداوند تعالیٰ پوشیدہ چیزوں پر عام مخلوق نہیں سمجھاتا ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (النحل ۱۶:۳۸)

ترجمہ: اور لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (النور ۲۴:۳۵)

ترجمہ: یہ نور ہی نور ہے پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے۔

پس یہ علم صدیقین اور صالحین کے لیے ہے۔

صاحب الہام کے متعلق

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ

(متفق علیہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بیشتر امتوں میں صاحب الہام گزرے ہیں۔ پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

Marfat.com

قرآن مجید میں ہے کہ

إِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا، وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى، وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ (البقرہ ۲:۱۲۵)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرکز لوگوں کے لیے اور امن کی جگہ اور (انہیں حکم دیا کہ) بنالو ابراھیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز اور ہم نے تاکید کر دی ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے۔

مثال صفائی کے متعلق:

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے دو استادوں کا مقابلہ کیا۔ ایک استاد تو بڑا ماہر کاری گر تھا اور دوسرا استاد صوفی تھا۔ بادشاہ نے دونوں کو حکم دیا کہ مسجد کی عمارت میں اپنا فن کاری گری بتلایا جائے۔ پہلے استاد صاحب نے لکڑی کے اوپر زبردست کاری گری کی جس پر سرکاری خزانہ سے کافی رقم خرچ ہوگئی۔ اور صوفی استاد صاحب نے مسجد کا دیوار صفا کیا اور اس قدر صفائی کی کہ جس میں شیشے کی طرح پہلے کاری گر کے لکڑی کا عکس نظر آنے لگا اور خرچ کچھ نہ ہوا۔

جب تمام لوگ معہ بادشاہ مقابلہ ملاخطہ کرنے کے لیے آئے تو بادشاہ نے ملاخطہ کیا تو بادشاہ صاحب اور تمام لوگ حیران ہوئے کہ اس صوفی نے کس طرح سے دیوار کو

صاف کیا ہے؟ اور استاد کی تمام کاریگری کا عکس دیوار پر نظر آتا ہے۔ دریافت کیا تو اس کیا دستکاری پر کچھ خرچ نہیں ہوا تھا تو بادشاہ صوفی کی صفائی دیوار پر خوش ہوا اور مذکور انعام صوفی کو دے دیا۔

مندرجہ بالا مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح سے اپنے دل کو صاف کرے تو علم دل میں جگہ پکڑ کر دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اسی دل میں تمام اللہ تعالیٰ کی کائنات نظر آتی ہے۔ بقول شاعر

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۗ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد ۱۳:۲۸)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں جن کے دل ذکر الٰہی سے دھیان سے سنو! اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

صوفی کون تھے اور ان کی خاصیتوں کے متعلق

...بَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ
...ہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا۔ (الفرقان ۲۵:۶۳)

...: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے
...س سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو۔

...سَمِعَ صَوۡتَ اَهۡلِ التَّصَوُّفِ فَلَا یُؤۡمِنُ حَتّٰی مَا دَعَا فِیۡهِمۡ
...بَ عِنۡدَ اللّٰهِ مِنَ الۡغَافِلِیۡنَ

...ب صوفی ہیں ان کو صوفی کیونکر کہا جاتا ہے؟

صوفی جامہ صوف پہنتے ہیں اس لیے صوفی کہلاتے ہیں۔

انہوں نے صفِ اول میں جگہ پائی اس لیے صوفی کہلاتے ہیں۔

انہوں نے اصحاب صفہ کی متابعت کی اس لیے صوفی کہلاتے ہیں۔

صوفی صوف یا صفا سے مشتق ہے۔ چونکہ اس طریقت میں صفائی کی بہت ہی ...رت ہوتی ہے اس لیے صوفی کہلاتے ہیں۔

صفائی قلب اور تزکیہ نفس دو چیزیں ہیں جو کہ تصوف کی بنیاد ہیں اس لیے یہ زیادہ ... قیاس ہے کہ صوفی صفا سے مشتق ہے اور صوفی وہ ہوں گے جو اچھی اخلاق و عادات کو ...ب بنائیں۔

صوفی کی اقسام

صوفی کی تین قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں

Marfat.com

صوفی:

جو صوفی خداوند تعالیٰ کے راستہ میں گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ جاوے صوفی ہے۔ اور اپنے آپ سے فانی ہو جاوے اور خداوند تعالیٰ کے سوا ہر ایک کو ... جائے۔

متصوف:

جو شخص مجاہدہ کے ذریعہ سے درجہ صوفی تک پہنچ جائے اور صوفی کے طر... گامزن ہو۔

مس تصوف:

جو شخص حب جاہ و مال منال کی خاطر یہ طریقہ اختیار کرے ریا کاری کی عباد... ریا کاری کا سخا کرتا ہے بہ الفاظ دیگر مگس کی مانند ہے، یا مردانہ خود بھڑیا کی مانند ہے۔

صوفی صاحب وصول ہے۔ متصوف صاحب اصول ہے۔ مس تصوف صا... فضول ہے۔

صوفیوں کی مختلف تعریفوں کے متعلق

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَ...
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّ...
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَ...
فُرُطًا۔ (الکھف ۱۸:۲۸)

Marfat.com

ترجمہ: اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے کیا آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت اور نہ پیروی کیجئے اس (بدنصیب) کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کا اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے

صوفیاء کرام نے صوفیوں کی مندرجہ ذیل خوبیاں بیان کی ہیں۔

بو تراب کشی:

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جسے کوئی چیز ناپاک نہ کر سکے اور خود ہر چیز کو پاک اور صاف کر دے۔

معروف کرخی:

تصوف کے معنی یہ ہیں کہ حقائق کو اخص کیا جاوے۔ ان باتوں کو خلقت کے ہاتھ میں چھوڑ دی جاوے۔

سری سقطی:

صوفی وہ ہے کہ جس کا نورِ معرفت زاہدوں کو ماند کر دیتا ہے اور جو کرامتیں اسے عطا کی گئی ہیں ان پر اتر کر وہ مقدس قانون کی خلاف ورزی یا اس کی ہتک نہ کرتا ہو۔

سهل بن عبداللہ تشری:

صوفی وہ ہے جو کہ اپنے خون یعنی قتل کیے جانے کو جائز اور مباح سمجھے اور اپنے مال واملاک کو دوسروں کا مال واملاک تصور کرے۔

Marfat.com

ممنون المحب رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ نہ کوئی چیز تیرے قبضہ میں ہو اور نہ کسی کا تجھ پر قبضہ ہو۔ صوفی وہ ہے کہ جب نہ پائے تو چپ رہے اور جب پالے تو لے اور دوسرے کو تر[جیح] دے۔

عمر بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی وہ ہے جو کہ ہر وقت اس شغل میں مصروف رہے جو کہ اس کے نزدیک ا[س] وقت سب سے ادنیٰ ہو۔

ابو محمد رونیم رحمتہ اللہ علیہ

صوفی وہ ہے جو کہ نفس کو باری تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دے۔ نیز تصوف ت[ین] خصلتوں پر مبنی ہے۔

۱۔ فقر اور ناداری کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

۲۔ ایثار اعلیٰ کا حقیقت شناس ہو۔

۳۔ مشیت ایزدی میں دم مارنے اور اپنی مرضی کا اظہار کرنے سے باز رہے۔

ممشاد الدینوی رحمتہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس میں صفائی اسرار ہو اور اس پر عمل کرنا جس [میں] رضائے جبار ہو۔ اور خلق کے ساتھ صحت بے اختیار ہو صفائی اسرار سے مراد تزکیہ [باطن] ہے۔ بے اختیار کے یہاں یہ معنی ہیں کہ لوگوں سے ملو لیکن مشیت یا قوت ایزدی کو سلا[مت رکھ] کے ملو۔

Marfat.com

علی بن سہل افغانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ خدا کے کاموں کے سوا تمام کے تعلق سے بری ہو۔

بو الحسن نوشنگی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ تصوف کوتاہی عامل اور مداوت عمل ہے۔

حسن بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو ذات کے لحاظ سے واحد ہو نہ کوئی اس کی طرف توجہ ہو اور نہ وہ کسی کی طرف متوجہ ہو۔

بو محمد الجریری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ اعلیٰ درجے کا اخلاق حاصل کرنے اور ادنیٰ درجے کے اخلاق سے گریز کرنے کا نام ہے۔ یعنی تصوف تمام تر ادب ہے۔

بو علی الدودباری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ صوف پہنے بصفا، نفس کو چکھاوے طمعہ جفا، دنیا کو سمجھے زیر پس قضا، سلوک کرے طریق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، درد کو سمجھے دوا، مرض کو جانے شفا، مرگ کو قبول کرے بقاء۔

بو بکر الکتابی رحمۃ اللہ علیہ

تصوف اخلاق حسنہ کا نام ہے۔ پس جو شخص تم پر اخلاق حسنہ میں فوقیت لے جائے سمجھو کہ وہ صفائی قلب میں بھی تم سے بڑھ گیا ہے۔

عبداللہ محمود المر تعش رحمۃ اللہ علیہ

صوفی وہ ہے جو کہ ہر ایک بلا سے بے خوف ہو اور ہر عطا سے سر چشم ہو۔ تصوف مجموعہ ہے۔ ان صفات کا جن کو ہر زبان اچھا جانتے ہوں۔ ان کی ضد ہر زبان میں ناپسند ہو۔

حضرت امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ تصوف دو چیزوں کا نام ہے۔ اول راستبازی با خدا، دوئم نکوئی خلق یعنی جو کوئی خداوند تعالیٰ کے نزدیک راستبازی خلق خدا کے ساتھ نیک خواہ اور برد ہو، وہ صوفی ہے اور راستی خدا کے ساتھ یہ ہے کہ اپنے خظوظہ نفسانی کو اس کے حکم پر نثار دے اور نکولی خلق کے ساتھ یہ ہے کہ دوسروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھے بشرطیکہ ان کی حاجت شریعت کے مطابق ہوں اور موافق ہوں۔ امام صاحب نے تصوف کی حقیقت اس طرح پر بیان کیا ہے کہ یہ شریعت کی طرح دو چیزوں سے مرکب ہے۔ علم وعمل۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ شریعت میں علم کے بعد عمل ہوتا ہے اور تصوف میں عمل کے بعد علم کا ظہور ہوتا ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ تصوف زہد عمل ہے۔ یا حکام شریعت ہے۔ تصوف اعتراض اعتراض کرنے کا نام ہے۔ فقر کا آخر تصوف کا اول ہے۔ صوفی ماسوائے اللہ سے بھاگے ہوئے ہیں نہ تو مالک ہے اور نہ محکوم اور نہ کسی کے قید میں ہیں اور نہ کوئی ان کی قید میں

ف نہ تو رسوم میں ہیں اور نہ علوم میں ہے۔ بلکہ اخلاق کا نام ہے۔ اگر رسم میں ہوتا تو
ے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر علم میں ہوتا تو بذریعہ تعلیم حاصل ہو جاتا۔ تصوف حق
کی دوستی اور غیروں کی دشمنی سے ہے۔

محمد الراجبی

فرماتے ہیں کہ صوفی اس وقت صوفی نہیں ہوتا ہے جب تک کہ حالت یہاں تک
جائے کہ زمین اسے پناہ نہ دے اور آسماں اس پر سایہ نہ ڈالے۔ خلق اسے مردو
ودنہ جانے اور ہر حالت میں اس کا مرجع باری تعالیٰ ہی نہ ہو۔

محمد عثمان المغربی

فرماتے ہیں کہ تصوف قطع علائق رفض خلائق اور اتصال حقائق ہے۔

حسن البوشخی

فرماتے ہیں کہ تصوف کوتاہی عامل و ملامت بر عمل ہے۔ یعنی امیدوں کا کم کرنا اور
یک پر ہمیشگی رہنا ہے۔ ماسوائے کا نسیان تصوف کا پہلا قدم ہے۔

حسن خرکانی

فرماتے ہیں کہ صوفی ایک ایسا دن ہے کہ جس کو آفتاب کی حاجت نہیں اور ایک
ت ہے کہ جسے چاند اور ستاروں کی ضرورت نہیں اور ایک ایسی نیتی ہے کہ جس کو کسی
ضرورت نہیں۔ تصوف خیال کی صبح کرنے کا نام ہے۔

Marfat.com

ابو عمر دین الجنید رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ تصوف صبر کرنا اور اطاعت امرونہی ہے۔ صوفی وہ ہے کہ جانوروں کی آواز میں ہر ایک سوز وساز میں، چڑیوں کی چہک میں، پھلو کی مہک میں کی مہک میں، جواہرات کی دمک میں، سورج کی چمک میں، درختوں کے رنگ میں، سنگ میں، رباب و چنگ میں، رقص وسرور کی آہنگ میں، پتھر کی سختی میں، خوشحالی میں، زمین کی نرمی میں، آتش کی گرمی میں، دریا کی روانی میں، کواکب آسمانی میں، ابھار میں، بیاباں مرغزار میں، خزاں و بہار میں، ایک نادیدہ ہستی جلوہ گر نظر آئے۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ اہل تصوف وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدائے بزرگ و برتر کو چیزوں پر ترجیح دی ہے۔ یعنی سب کچھ چھوڑ کر خدا کا در سنبھال لیا ہے۔ جس کا نتیجہ خدائے برتر نے ان کو عام چیزوں پر فوقیت بخش دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے کہ جب کچھ کہے تو اس کا بیان حال کی حقیقت ہے۔ جب خاموش ہو جائے تو اس کا فعل اس کی حال تعبیر کا ہو یعنی جب وہ کہے تو اس کا قول سرتاپا حق ہو اور جب خاموش ہو تو فعل فقر ہو۔

شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ تصوف ابتداء میں صرف زہد و عبادت تھا جس قدر زہد بڑھتا گیا اوصاف روحانی اس میں پیدا ہوتے گئے تو نتیجہ یہ ہوا کہ تصوف

ز بہت سی چیزوں کا مجموعہ بن گیا۔ جو کہ ہر ایک بزرگ نے اپنی رائے کے مطابق بیان کیا
، یعنی

شیخ جنید کا فرمان ہے کہ ہمارا تصوف کتاب یعنی قرآن پاک اور سنت رسول اللہ
ی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ مضبوط کیا گیا ہے۔

تصوف کے معنی یہ ہیں کہ باری تعالیٰ تری خودی کو تجھ سے زائل کر کے تجھے فنا کر
ے اور اپنے میں ملا کر تجھے زندہ اور باقی رکھے۔

تصوف اجماع ہے اور ایک ذکر ہے اور سماع ہے، ایک وجد ہے۔ اور اتباع ایک
ا ہے۔ تصوف کا مشن اصطفا ہے، جو ماسوا سے برگزیدہ ہوا وہی صوفی ہے۔ جو کہ تصوف
ے اختیار کا نام ہے۔

تصوف یہ ہے کہ ذکر ہو لیکن حضور قلب کے ساتھ وجد کی حالت طاری ہو لیکن
ت و حدیث کو سن کر اور مطلب سمجھ کر اس پر عمل ہو۔ پابندی قرآن و سنت رسول اللہ صلی
علیہ والہ وسلم ہو۔

صوفی وہ ہے جس کا دل ابراہیم کی طرح اور دنیا سلامت یافتہ ہو اور اس کی طرح
ن خدا بجالانے والا ہو۔ اس کی تسلیم، تسلیم اسمٰعیل اور داؤد کا فقر اور ایوب کا صبر، شوق
ی اور اس کا اخلاص، اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو۔

الحسن نوریؒ

آپ فرماتے ہیں کہ

صوفی وہ ہے کہ جس کی جان کدورت بشریت سے آزاد ہو۔ اور آفت نفس سے صاف ہو۔ اور خواہشات سے خالی ہو تب کہیں جا کر وہ درجہ اعلیٰ میں حق تعالیٰ کے ساتھ آرام کر لیتا ہے۔

۲۔ صوفی کا سب سے بڑا کام اور وصف یہ ہے کہ جب اس کے پاس کچھ نہ ہو تو بے قراری ظاہر نہ کرے اور جب اس کے پاس کچھ ہو تو اشارہ سے کام لے۔

۳۔ تصوف تمام حظوظ نفسانی سے ہاتھ اٹھانے کا نام ہے۔

۴۔ صوفی وہ ہے کہ ان کی جانیں انسانی کدورتوں سے پاک ہوتی ہیں۔ اور آفات نفسانی سے مبرا ہوتی ہیں۔ خواہشات سے خلاصی پاتی ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی روحیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلی صف میں قیام کرتی ہیں۔

۵۔ صوفی وہ ہے کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ وہ کسی کی ملکیت ہو یعنی مالک ہو اور نہ محکوم ہو۔

حضرت احمد حضرویؒ

آپ فرماتے ہیں کہ صوف کی حیثیت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو دل سے دوست رکھے اور زبان سے یاد رکھے اور ماسوا سے اپنے خیالات ہٹائے اور حق تعالیٰ سے نزدیک تر وہ شخص ہے جس کا خلق زیادہ ہو۔

پیغمبروں کے اوصاف کے متعلق

درج ذیل چیزیں ان نبیوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

خا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ اپنے بیٹے کی قربانی کے لیے آمادہ ہو ... تھے۔

ضا:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ... ئے فوراً قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔

بر:

حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ... ائش ہوئی جب آپ کو جذام کی بیماری میں مبتلا کیا گیا تھا لیکن پھر بھی آپ نے اف تک ... یا۔

شارہ:

حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ ... ول سے تین دن تک صرف رمز و اشارہ سے گفتگو کرو تو آپ علیہ السلام نے اس پر عمل کیا اور جب ... پ کو قوم نے اس درخت کو آرے سے چیر ڈالا جس میں آپ پوشیدہ تھے تو پھر بھی آپ ... ے آواز نہ نکالی اور اف تک نہ کیا۔

Marfat.com

غربت:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو اپنے وطن میں بھی غریب الوطن تھے۔

سیاحت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ آپ ہمیشہ کے لیے سیاحت میں ر
اور سوائے کنگی اور پیالہ کے کسی چیز کو ساتھ نہ لیا اور وہ بھی آخر میں پھینک دیں۔

لباس:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ آپ ہمیشہ اچھا لباس پہنا کرتے تھے

فقر:

سردار دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہے کہ خداوند تع
نے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ مبارک میں دے دیں اور اشارہ فرمایا
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تکلیف نہ اٹھائیں اور یہ خزانے اپنے کام میں لے آئیں لیک
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہی سوال کیا کہ اے میرے رب مجھ کو ایک دن سیر رکھ
ایک دن بھوکا رکھے۔

Marfat.com

صوفیوں کے لباس کے متعلق

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیْرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُوْنَ۔ (الاعراف ۷:۲۶)

ترجمہ: اے اولادِ آدم بے شک اتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو اور باعث زینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے اور پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کا طریقہ سکھلایا۔ اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا سو نہ کرے اور عورتیں بہت باریک کپڑے نہ پہنیں کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھلاوے حیاء پردے میں ہے۔ عورتوں کو پردہ کرنا چاہیے۔

تشریح: لباس کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ لباس انبیاء علیہم السلام ۲۔ لباس اولیاء جمالی ۳۔ لباس اولیاء جلالی

لباس انبیاء علیہم السلام:

لباسِ انبیاء جلالی مطلق ہے۔ خواہ روئی ہو، خواہ سن ہو یا صوف ہو۔ کسی شے کا ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

لباس اولیاء جمالی:

لباس اولیاء جمالی وہ یہ ہے کہ شریعت جتنا کہ حکم دیتی ہے وہ صرف یہی ہے جس سے ستر پوشی ہو سکے اور ضرورت پوری ہو جاوے۔ یہ اس لیے ہے کہ اس سے ان خواہش سرزد ہو جائے اور ان کا نفس مر جاوے۔

لباس اولیاء جلالی:

لباس اولیاء جلالی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے پہنتے ہیں۔ خواہ کم قیمت ہو یا زیادہ خود نہ ہی اعلیٰ کی خواہش نہ ادنیٰ کی۔

تکبر کے متعلق

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الجاثیہ ۴۵: ۳۶، ۳۷)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سب تعریفیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا (اور وہی) سارے جہانوں کا پروردگار ہے، اور فقط اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

کبر کا چادر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ کسی انسان کے لیے نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ وہ عزت اپنے نفس کے لیے حاصل کر کے اپنی خواہشات میں صرف کی جاوے تکبر کہلاتا ہے۔

Marfat.com

مثال بابا مبارک:

ارغنه دخاروني تلل زده کول خپل تر نه هيد شو

ترجمہ: جب کوے نے مینا کا چلنا سیکھا تو اپنا چلنا بھول گیا۔

پیر شهزاده وائی

سړے په شراب دشرابي نه عقل نذی لکه عقل چه رورحي په دولت باندے غریب نه

ترجمہ: شراب پینے سے شرابی سے اتنا عقل نہیں جاتا، جتنا کہ غریب سے دولت کے آنے سے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر دنیا میں پانچ فضل کیے ہیں۔

۱۔ دولت　۲۔ علم　۳۔ کرامت

۴۔ اولاد　۵۔ حکومت

☆ دولت کمانا آسان ہے مگر دولت کو جذب کرنا یا محفوظ کرنا مشکل ہے۔

☆ علم پڑھنا آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق چلنا بڑا مشکل ہے۔

☆ اولاد پیدا کرنا آسان ہے مگر اپنی اولاد کو حکم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق رکھنا بڑا مشکل ہے۔ یعنی شریعت کے پابند کرنا اور شر سے بچانا مشکل ہے۔

☆ کرامت حاصل کرنا آسان ہے مگر کرامت کو سنبھالنا بڑا مشکل ہے۔

Marfat.com

☆ حکومت حاصل کرنا آسان ہے مگر حکومت چلانا اور انصاف سے مخلوق کے سا
پیش آنا بڑا مشکل کام ہے۔

اس لیے ان چیزوں کے حاصل ہونے پر تکبر نہیں کرنا چاہیے۔

شکر کے متعلق

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم ۱۴:۷)

ترجمہ: اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہوگا۔

یعنی ناشکری میں اس کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب میں مبتلا فرمائیں گے۔
لہذا لازم ہے کہ ہم ہر حال میں شکر گذار رہیں۔ یعنی شکر سے محبت پیدا ہوگئی اور محبت سے قرب حق کا تقاضا ہوگا جو کہ مقصود اصل ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ

اِنْ اَصَابَتْهُ السَّرَّآءُ شَكَرَ وَاِنْ اَصَابَتْهُ الضَّرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

ترجمہ: اگر اس کو راحت پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے پس اس کے لیے بہتر ہیں۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکر میں بھی اجر ہے اور صبر میں بھی اجر ہے۔

حت میں بھی شکر کرتا ہے۔ یہ ایک عمل ہے جو اس نے حق تعالیٰ کی حضور میں پیش کیا۔ اس
ے عوض میں اجر ملتا ہے۔ اور مصیبت میں صبر کرنا بھی ایک عمل ہے جس پر اجر ملتا ہے۔ یہ
نیاری عمل ہے مثلاً حق تعالیٰ بندے کو نعمتِ مال و نعمت اولاد یا کوئی اور نعمت عطا فرمادیں تو
ں کے عوض میں اس کے اوپر شکر واجب ہو جاتا ہے یا اس سے مال یا اولاد لے لیں تو اس
بر واجب ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے نماز، روزہ یا ذکر ہیں۔ انوار علوم عطا فرمادیں تو
ں اس پر شکر لازم ہے۔ اور اگر انوار و کیفیات سلب ہو جائیں تو اس پر صبر لازم ہے۔ اور
داعمال پر بھی اجر ملتا ہے۔ اور ان کا شکر ادا کرنے کا بھی اجر ملتا ہے۔

شکر کی تعریف

شْکُرُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ (البقرہ ۲:۱۷۲)

جمہ: اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

یث مبارکہ ہے کہ

ن اَصَابَتْہُ السَّرَّآءُ شَکَرَ وَاِنْ اَصَابَتْہُ الضَّرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ۔

جمہ: اگر اس کو خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے۔ اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے پس
ں کے لیے بہتر ہے۔

کر کی حقیقت:

نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا۔ اس سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

پہلی منعم سے خوش ہونا۔

دوسری اس کا خدمت گزاری کرنا جو حالات طبیعت کے موافق ہو۔ خواہ اختیاری
نیہ اختیاری ہو۔ اس حالت کو دل سے خداوند تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا
زبان سے اللہ پاک کی تعریف کرنا اور اپنے اعضاؤں کو گناہوں میں استعمال نہ کرنا بلکہ
نعمت کو اس کی رضامندی میں استعمال کرنا اس کو شکر کہتے ہیں۔ مثلاً آنکھیں اللہ تعالیٰ
ایک نعمت ہیں اور اس کا شکریہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن پاک اور علم د
کی کتابوں کے دیکھنے اور آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق کی پیدائش کا مشاہدہ کرنے
صرف کرے کہ عبرت حاصل ہو۔ اور خالق برتر کی عظمت و کبریائی سے آگاہی ہو۔ نیز
کے دیکھنے اور عورت پر نظر ڈالنے سے روکے یعنی اپنی نظروں کو نیچے رکھیں یعنی حیاء کریں

کان ایک نعمت ہے۔ اور اس کا شکریہ ہے کہ اس کو ذکر الٰہی اور ان باتوں کے
میں صرف کرے جو آخرت میں نفع دیں اور فضول کلام سننے سے روکے۔

زبان کو یاد خدا، حمد و ثناء اور اظہار تشکر میں مشغول رکھے اور تنگدستی یا تکلیف
شکوہ یا شکایت سے باز رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ سے شکوہ و شکایت کرے گا تو کچھ نہیں کر
ہے۔ بالکل فضول میں داخل ہوگا۔ اور اگر شکر کا کلمہ نکل گیا تو طاعت شمار ہوگا جیسے
حدیث مبارکہ میں وارد ہے۔

اِنْ اَصَابَتْہُ السَّرَّآءُ شَکَرَ وَاِنْ اَصَابَتْہُ الضَّرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ
خَیْرًا لَّہٗ

ترجمہ: اگر اس کو خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے۔ اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے
اس کے لیے بہتر ہے۔

Marfat.com

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شکر میں بھی اجر ہے اور صبر میں بھی اجر ہے۔
شکر وصبر حق تعالیٰ کو نعمت مال عطا فرمائے یا نعمت اولاد یا علم یا نور اس کے عوض میں اس
اور پر شکر واجب ہے یا بصورت دیگر مال، اولاد، علم، نور، کو لے لیں تو اس پر صبر واجب
۔ اسی طرح دیگر اعمال پر بھی یہ حقوق ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، یا ذکر میں انوار وعلوم عطا
دیں تو اس پر شکر لازم ہے۔ اور اگر ذکر میں انوار کفیات سلب ہو جاویں تو اس پر بھی صبر
م ہے۔ یہاں اعمال پر بھی اجر ملتا ہے اور ان کا شکر ادا کرنے پر بھی اجر ملتا ہے۔

. تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ
دِيْدٌ (ابراہیم ۱۴:۷)

مہ: اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر
پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان
یقیناً میرا عذاب شدید ہوگا۔

لہٰذا تم پر لازم ہے کہ ہر حال میں شکر گزار بنو۔ نیز شکر سے محبت پیدا ہوگی اور محبت
قرب حاصل ہوگا۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ نہایت عاجزی وانکساری سے نعمت کا
اف کرے اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدِ نظر رکھ کر منت واحسان کا مشاہدہ کرتے
ے اس عزت وحرمت کو باقی رکھی جاوے۔

کر کی اقسام:

شکر کی بہت سی قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں

کر لسانی:

وہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے۔

Marfat.com

شکر بالارکان:

وہ یہ ہے کہ حدیث وقار سے مصوف رہے۔

شکر بالقلب:

وہ یہ ہے کہ بساط شہود پر معتک ہو کر حرمت و عزت کا نگاہ بان رہے اور پھر مشاہدہ کے بعد نعمت کو دیکھ کر دیدار منعم کی طرف ترقی کرے۔

شاکر:

وہ یہ ہے کہ موجود پر شکر کرے۔

مشکور:

وہ یہ ہے کہ مفقود پر شکر گزاری کرے

حمد:

وہ یہ ہے کہ بساط قرب پر پہنچ کر معرفتِ الٰہی کو اپنی آنکھوں سے تمام ح اوصاف جمالی و جلالی کا مشاہدہ کر اس کا اعتراف کرے۔

صبر کے متعلق

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران ۳:۲۰۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بس (خدمت دین کے لیے) اور (ہمیشہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے

Marfat.com

) کامیاب ہو جاؤ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (البقرہ ۲:۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! مدد طلب کرو صبر اور نماز (کے ذریعہ) سے بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

(التوبہ ۹:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔

صبر یہ ہے کہ ہر مصیبت و بلا میں استقلال سے رہیں اور شریعت کو ہاتھ سے نہ جانے دے بلکہ نہایت خوش دلی سے اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قائم رہے اور اپنے مرشد کے قدم بہ قدم چلے کیونکہ یہ قدم سردار دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ (الانفال ۸:۱۷)

ترجمہ: اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشتِ خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تھا اور فعل اللہ تعالیٰ کا تھا۔

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ۔ (القمر ۵۴:۱)

ترجمہ: قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق ہو گیا ہے۔

صبر کی اقسام:

صبر کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ صبر اللہ ۲۔ صبر مع اللہ ۳۔ صبر علی اللہ

صبر اللہ:

وہ یہ ہے کہ اس کے اوامر کو بجالانا اور اس کے نواہی سے بچتے رہنا۔

صبر مع اللہ:

وہ یہ ہے کہ قضا الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور ذرا بھی چوں چراں نہ کر
اور فقیر سے گھبرائے نہیں اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہار غنا کرتا ہے۔ حرص و طمع
بچتا رہے۔ صبر مع اللہ سب سے مشکل ہے۔

صبر علیٰ اللہ:

وہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ وعید الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر ہر وقت ثابت قدم رہے
سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل کام ہے مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع
مشکل ہے۔ اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

صبر فقر سے، غنی شکر سے، شکر فقر اس کے صبر سے بھی افضل ہے۔ صبر و شکر،
شاکر سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مصیبت و بلا اس کے سامنے آتی ہے۔ اس

Marfat.com

ں چراں نہ کرے اور پیر کی بشارت کا انتظار کرے تاکہ اس کے حکم کے مطابق لفظ بہ لفظ
لے اور اپنے پیر کو ہر وقت سامنے جانے جیسا کہ زندہ ہے اور ہمراہ ہے۔

عرہ پشتو بابا مبارک:

دروازہ کینسے دے فقیر پروتیم سرے ستر گے زھیر پرویتم غم را
لیے زور دے۔

مہ: آپ کے دروازہ میں فقیر پڑا ہوں آنکھ لال سرخ ہو گیا ہے، مجھ پر غموں کا انبار پڑا
ہے۔

وابی مصرہ پیر شہزادہ:

ر دستر گوئے پنائے دزڑہ پہ ستر گو دد ھمیشہ دیدن کومہ

مہ: میری ظاہری آنکھوں سے آپ فنا ہے دل کی آنکھوں سے ہمیشہ دیدار کرتا ہوں۔

حسنِ خلق کے متعلق

قد کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ
الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً (الاحزاب ۳۳:۲۱)

مہ: بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین
نہ ہے، یہ نمونہ اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا
، اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

حسن خلق وہ یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا اثر نہ ہو جب تم حق سے خبردار ہو گئے اور

Marfat.com

عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ کے نفس سے سرزد ہو ذلیل جانو اور جو کچھ خداوند تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام عطا کیے ہیں۔ اس پر نظر کر کے ان کی اور جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کر دو۔ یہی انسانی جوہر ہے اور اس سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے۔

صدق کے متعلق

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

(الحجرات ۴۹:۱۵)

ترجمہ: (کامل) ایمان دار تو وہی ہیں جو ایمان لے آئے اللہ اور اس کے رسول پر پھر (اس میں) کبھی شک نہیں کیا اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں، یہی لوگ راستباز ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

(التوبہ ۹:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ (مریم ۱۹:۴۱)

ترجمہ: اور ذکر کیجئے آپ کتاب میں ابراہیمؑ کا وہ بڑا راستباز نبی تھا۔

Marfat.com

ق کی حقیقت:

جس مقام کو حاصل کرے اس کو کمال تک پہنچائے اور اس میں کسر نہ رہے۔اس کو
، کہتے ہیں۔اس لیے ولی کامل کو صدیق کہتے ہیں۔شریعت میں صدق عام ہے۔اس
ن حصے ہیں۔اقوال کو بھی، افعال کو بھی، احوال کو بھی۔

ال کا صدق:

اقوال کا صدق یہ ہے کہ بات پکی ہو واقع کے مطابق ہو۔جو شخص اس صفت سے
ف ہو اس کو صادق القول کہتے ہیں۔

ال کا صدق:

افعال کا صدق یہ ہے کہ ہر فعل مطابقِ شریعت ہو اور شریعت کے خلاف نہ ہو۔
و صادق الافعال کہتے ہیں۔

وال کا صدق:

احوال کا صدق یہ ہے کہ کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موافق ہو اور
ل سنت کے خلاف نہ ہو اور جو احوال سنت کے برخلاف ہو وہ کاذب ہے۔اور جس شخص
حوال سنت کے موافق ہو اس کو صادق الاحوال کہتے ہیں۔اور یہی صدیقیت کا درجہ
۔نبوت کے بعد اور پھر شہدا اور صالحین کا درجہ ہے۔

صدق یہ ہے کہ اقوال وافعال میں رویت الٰہی کو مدنظر رکھ کر ان کو وقوع میں لائے
صدق احوال یہ ہے کہ ہر ایک حال خواطر الٰہیہ سے گزرے تو یہ تین حصے پورے ہو گئے

Marfat.com

وفا کے متعلق

يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ (المآئدہ ۵:۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! پورا کرو (اپنے) عہدوں کو۔

جب تم اپنے عہدوں کو پورا کرو گے تو یہ وفا ہو گی۔ یعنی جب کوئی آدمی مسلمان ہو جاو
سب حکم اللہ تعالیٰ کے قبول کرے اور اب اس کے آگے حکم فرمانے ان کو قبول کرو یہ وفا
حقوق الٰہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کی حدود کی مخالفت اور ظاہراً و باطناً اس کی
مندیوں کی طرف رجوع کرنے کا نام وفا ہے۔

رضائے الٰہی کے متعلق

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

(التوبہ ۹:۱۰۰)

ترجمہ: اور سب سے آگے آگے سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور
سے جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو
اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے
ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

جنگ بدر تک جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع

Marfat.com

ضائے الٰہی میں بڑھنا اور علم الٰہی کو کافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا اس کو رضائے الٰہی کہتے ہیں۔

وجد کے متعلق

وجد وہ یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذت طرب میں مشغول ہو جاوے اور سر سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالٰی کی طرف متوجہ ہو نیز وجد شراب محبت الٰہی ہے کہ مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے۔ جب بندہ یہ شراب پی لیتا ہے تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کا وجود ہلکا ہو جاتا ہے تو اس کا دل محبت کے ذریعہ اڑ کر مقام حضرت القدوس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے۔ اس لیے واجد گر جاتا ہے اور اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس کو وجد کہتے ہیں۔ یہ کیفیت عموماً پیر کی نگاہ سے پیدا ہوتی ہے۔

رسول اللہؐ کے وجد کے متعلق

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ

تَوَجَّدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَتَوَجَّدَ الْاَصْحَابُ مِنْہُ حَتّٰی سَقَطَ رِدَاءُہٗ عَنْ مَنْکِبِہٖ۔ (عوارف المعارف)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وجد کیا اور آپ کے اصحاب کرام نے بھی وجد کیا۔ اس قدر کیا کہ آپ کے کاندھے مبارک سے چادر گر گئی۔

Marfat.com

خوف کے متعلق

وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ (التوبہ ۹:۲۸)

ترجمہ: اور اگر تم اندیشہ کرو تنگ دستی کا تو غنی کر دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے گا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے۔

خوف کی اقسام:

خوف کی کئی قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ گنہگاروں کا خوف جو کہ ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۲۔ کافروں کا خوف ان کے کفر کرنے یعنی ناشکری کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۳۔ عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۴۔ عارفوں کا خوف عظمت اور ہیبت الٰہی کے سبب سے ہوتا ہے۔ یہی اعلیٰ درجے کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

۵۔ عاشقان الٰہی کا خوف فوت ہونے کے سبب ہوتا ہے۔

خوف کی تمام قسمیں رحمت و لطفِ الٰہی کے مقابلہ میں ساکن ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

رجاء یعنی امید رحمت کے متعلق

لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ (الزمر ۳۹:۵۳)

ترجمہ: مایوس نہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو بلا شبہ وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

رجاء:

اولیاء اللہ کے حق میں رجاء یہ ہے کہ خدا کے ساتھ حسن ظن ہو یعنی نیک گمان ہو مگر بہ طمع رحمت کی وجہ سے اور نہ کسی ولی کو زیبا ہے۔ اور وہ بلا رجاء کے ہے۔ اور رجاء یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا رفع ضرر کی امید پر کیونکہ اہل ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ اپنے علم کی وجہ سے مستغنی رہتے ہیں اور اس وقت حسن ظن رجاء سے افضل ہوتا ہے اور رجاء کو خوف لازم ہے۔ کیونکہ جس شخص کو اس بات کی امید ہو کہ وہ مثلاً ایک چیز پالے تو اسے یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ چیز اس سے فوت نہ ہو جائے مگر وہ معرفت صفاتِ الٰہیہ پر نظر رکھ کر خدائے تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہے۔ اور پھر ڈرتا بھی ہے۔ اور محض اس کی عظمت وجلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ جانتا ہے کہ خداوند تعالیٰ محسن ہے، کریم ہے، لطیف ہے، رؤف ہے، رحیم ہے۔ نیز حسن ظن اپنی ہمتوں کو عنایت وتوجہات الٰہیہ پر چھوڑ کر اپنے دل کو بلا کر طمع وغرض کے خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اور رجاء بلا خوف امن وخوف بلا رجاء

Marfat.com

قنوت ہے۔ اور دونوں مذموم (شرمندہ) ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

وَلَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرِجَآءُ لَكَانَا سَوَآءً

ترجمہ: اگر مسلمان کا خوف اور رجاء وزن کیا جائے تو دونوں برابر اتریں گے۔

جس مسلمان کو خوف اور رجاء برابر نہ ہوں تو وہ مسلمان دائرہ اسلام میں نہیں رہتا ہے۔

حیاء کے متعلق

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ (النور ۲۴:۳۰)

ترجمہ: آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کرتے ہیں۔

حیاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حق میں ایسی بات نہ کہے جس کا وہ اہل نہ ہو محارم الٰہیہ کو چھوڑ کر اور تمام گناہوں کو صرف حیاء کی وجہ سے چھوڑ دے اور خوف کی وجہ سے اس کی اطاعت اور عبادت کرتا رہے اور جانے رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے۔ اس لیے اس سے شرماتا رہے۔ قلب اور ہیبت کے درمیان سے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیاء پیدا ہوتی ہے۔ اس کو حیاء کہتے ہیں۔

Marfat.com

لفظ فقیر کے چار حروف کے متعلق

ف = فاقہ

ق = قناعت

ی = یادالٰہی

ر = ریاضت

ص میں یہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کہلانے کا حق دار نہیں ہے۔

اشعار عربی فقیر کے متعلق

وَفَاءُ الْفَقِیْرِ فَنَائُہٗ فِیْ ذَاتِہٖ

وَفِرَاغُہٗ مِنْ جِھَتِہٖ وَصِفَاتِہٖ

: فقیر کی ف سے فنافی اللہ ہوکر اپنی ذات وصفات سے فارغ ہو جاتا ہے۔

وَالْقَافُ قُوَّۃُ قَلْبِہٖ وبِحَبِیْبِہٖ

وَقِیَامُہٗ لِلّٰہِ فِیْ مَرْضَاتِہٖ

: فقیر کی ق سے مراد اپنے حبیب سے دل لگائے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی

م رہے۔

وَالْیَاءُ یَرْجُوا رَبَّہٗ وَیَخَافُہٗ

وَیَقُوْمُ بِالتَّقْوٰی بِحَقِّ تُقَاتِہٖ

: فقیر کی ی سے مراد اپنے رب سے امید اور اس کا خوف ہے اور اس سے ایسے

Marfat.com

ڈرنا کے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔

ر — وَالرَّآءُ رِقَّةُ قَلْبِهٖ وَصِفَاتِهٖ
وَرَجُوْعُ لِلّٰهِ عَنْ شَهَوَاتِهٖ

فقیر کی ر سے مراد اپنے خواہشات کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف م
ہے اور اپنے دل کی رقت اور عوارض کی محبت ہے۔

اقسام فقیر کے متعلق

فقیر کے چار حروف ہیں۔ اس لیے فقیر چار قسم کے ہیں۔

☆ اول — صاحب وطن

☆ دوئم — صاحب باطن جس کا دل اول و آخر ایک ہوتا ہے۔

☆ سوئم — صاحب سخی

☆ چہارم — صاحب بطن

تعریف:

☆ اول — صاحب حیرت

☆ دوئم — صاحب جرم

☆ سوئم — صاحب عشق

☆ چہارم — صاحب شوق قلب

Marfat.com

مثال:

☆ اول ذکر

☆ دوئم فکر

☆ سوئم وحدت

☆ چہارم وجد

فقیر کو درج ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیے

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(البقرہ ۲:۵)

ترجمہ: وہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب (کی توفیق) سے اور وہی دونوں جہانوں میں کامیاب ہیں۔

فقیر کی صفات درج ذیل ہیں۔

- ہمیشہ ذکر فکر میں رہتا ہے۔
- کسی سے جھگڑے تو ایک عمدہ طریق سے جھگڑا کرے۔
- حق معلوم ہونے پر فوراً حق کی طرف رجوع کرے۔
- اس وقت جھگڑا چھوڑ دے جب مخالف حق پر ہو۔
- حق سے حق کا طالب رہے۔
- راستی اور راستبازی اپنا شیوہ رکھے۔

Marfat.com

۷۔ اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے۔

۸۔ اپنے نفس کو سب سے ذلیل جانے۔

۹۔ ہنسے تو بلند آواز سے نہیں۔

۱۰۔ صرف مسکرائے تاکہ دانت نظر نہ آئے۔

۱۱۔ جو بات کہ نامعلوم ہو اس کو دریافت کر کے یاد رکھے۔

۱۲۔ شرع میں شرم نہ کرے۔

۱۳۔ غافل کو نصیحت کرے۔

۱۴۔ جاہل کو علم سکھائے

۱۵۔ اگر کسی سے ایذا پہنچے تب بھی اسے ایذا نہ پہنچائے بلکہ صبر کرے۔

۱۶۔ فضول باتوں میں نہ پڑے اور نہ ان میں غور وفکر کرے۔

۱۷۔ کثیر القطاع اور قلیل الازی اپنی عادات رکھے۔

۱۸۔ محرمات سے بچتے رہے۔

۱۹۔ مشتبہات میں توقف کرے۔

۲۰۔ غریب کا معین اور یتیموں کا مددگار رہے۔

۲۱۔ چہرے پر خوشی ظاہر کرے۔

۲۲۔ دل پر فکر وغم رکھے۔

۲۳۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوشنود رہے۔

Marfat.com

افشاء راز نہ کرے۔

کسی کی پردہ داری کرے اس کی ہتک نہ کرے۔

مشاہدہ میں حلاوت پائے۔

ہر ایک بشر کو فائدہ پہنچایا کرے۔

ذی اخلاق حلیم اور صابر و شاکر رہے۔

اگر کوئی شخص اس سے جہالت سے پیش آئے تو وہ اس کے ساتھ بردباری سے کام لے۔

اگر کوئی اسے نقصان پہنچائے تو وہ اس پر صبر کرے۔

ناحق پر خاموش ہو کہ حق کا خون بھی نہ کرے۔

کسی سے بغض حسد اور کینہ نہ رکھے۔

غیبت سے بچتا رہے۔

بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے۔

امانت کو محفوظ رکھے اور کبھی بھی اس میں خیانت نہ کرے۔

کسی کو برا نہ کہے۔

کسی کو عیب سے یاد نہ کرے۔

کم سخن ہو۔

نمازیں زیادہ پڑھا کرے۔

Marfat.com

۴۰۔ روزے زیادہ رکھے۔

۴۱۔ غرباء کو اپنی مجالس میں جگہ دیا کرے۔

۴۲۔ جہاں ہو سکے مساکین پر کھانا کھلایا کرے اور ننگوں کو کپڑے پہنایا کرے۔

۴۳۔ ہمسایوں کو راحت پہنچائے۔

۴۴۔ ہمسایوں کو اذیت نہ پہنچایا کرے اور نہ پہنچانے دے اور ان کی مدد کرے۔

۴۵۔ کسی کو گالی نہ دے۔

۴۶۔ کسی پر عیب نہ لگائے اور نہ کسی کو برا کہے۔

۴۷۔ کسی کی مذمت نہ کرے اور چغلی نہ کھائے۔

نیز اپنی قوم کو اپنے نزدیک نہ چھوڑے۔ ظاہر میں ان کے ساتھ محبت نہ کرے۔ جب آئے تو خدمت کر کے جلدی سے رخصت کرے۔ اپنے پاس ان کو جگہ نہ دے۔ کے ساتھ الگ بیٹھ کر باتیں نہ کرے۔ اپنے راز و نیاز سے ان کو واقف نہ کرے۔ آئے تو ملاقات کرنے سے انکاری کرے تو خود بخود یہ لوگ آنے جانے سے بند ہو جا کے کیونکہ ہمیشہ اپنے جنس سے نقصان ملتا ہے۔ اور یہ لوگ غلط کاموں سے باز نہیں ر ہیں۔ ضرور ان سے کچھ نہ کچھ نقصان ہوگا۔ اگر کسی نے نقصان دیا تو جلدی سے رو دے۔

ایسے فقیر کے حرکات وسکنات، آداب واخلاق کے ہوتے ہیں اور اس کلام ہوتا ہے۔ اس کی زبان خزانہ ہوتی ہے۔ اس کا قول موزوں اور دل مخزون ہوتا ہے

Marfat.com

کَانَ وَ مَایَکُوْنَ میں جولانی کرتا ہے۔ اور جب زیادہ سختیاں آ جاتی ہیں تو زمین پر

لیٹ کر یہ آیات کریمہ پڑھیں۔

نّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً (الانشرح ۹۴: ۵، ۶)

ـہ: پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

ں کے بعد تمام تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں اور اگر بدن میں تھکاوٹ ہو تو یہ آیت پڑھا

یں۔

الُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰ

اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْآ اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ

ثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (الاعراف ۷: ۴۳)

ـہ: اور کہیں گے، ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے راہ دکھائی ہمیں اس

ت کی اور ہم ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ، بے شک

ئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ اور ان (خوش نصیبوں) کو آواز دی جائے گی کہ

وہ جنت وارث بنائے گئے ہو تم جس کے بوجہ ان عملوں کے جو تم کیا کرتے تھے۔

جب باہر سے آئیں اور کافی تھکے ہوئے ہو تو زمین پر یا چارپائی پر چت لیٹ کر

رجہ بالا آیت ایک دفعہ پڑھ لیں تو بدن سے تھکاوٹ دور ہو جاوے گی۔ قبلہ بابا مبارک

ی کرتے تھے۔

Marfat.com

کرامت اور استدراج میں فرق کے متعلق

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْ
اِلَیْکَ طَرْفُکَ، فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّ
لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ، وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ وَمَ
کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْمٌ۔ (النمل ۲۷:۴۰)

ترجمہ: عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہ اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے، پھر جب آپ نے اسے دیکھا ک رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل (وکرم) ہے تا ک آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے ا بھلے کے لیے اور جو ناشکری کرتا ہے (وہ اپنا نقصان کرتا ہے) بلاشبہ میرا رب غنی بھی کریم بھی۔

نیک ذات یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میر رفیق اس درجے کو پہنچے ہیں جس سے کرامت ہونے لگی۔ پھر ادئے آنکھ یعنی کسی ط سے دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا۔ کتاب کا یعنی اللہ ت کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف بن برخیاء تھا۔ جو کہ سلمانؑ کا خالہ زاد بھائی تھ بڑا وزیر بھی تھا۔ اس نے بلقیس کا تحت اٹھا کر سلمانؑ کے سامنے رکھا۔ یہ ہے کرامت۔

کرامت خلاف عادات امور سے ہے۔ جب کوئی امر کسی سے بطریق حق

تقیم واقع ہو جائے وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ جو کہ انبیاءؑ سے مخصوص کیا گیا ہے۔ یا اس سے
رامت کہلاتا ہے۔ اور یہ اولیاء اللہ سے مخصوص ہے۔ کرامت نبوت کا چالیسواں حصہ
ہے۔

عادات جو کہ بطریقِ راہ حق نہ ہو بلکہ باطل و مقرون بہ شر ہوا سے استدراخ کہتے
ں۔ نبوت اور کرامت دونوں کے مقابلہ میں پانچ باطل علم ہیں۔

علمیات اس کے کرنے والا کافر نہیں ہے۔ اگر وہ تابع دین سماوی ہوں اس کو بھی
ل خدا کا دوست کہتے ہیں۔ مگر وہ باطن میں لوح محفوظ اور تحت الثریٰ سے محروم رہتا ہے۔
رزمین پر اولیاء اللہ کی طرح سے کام کرتا ہے۔

۔ استدراج ۳۔ یوگ

۔ جوگ ۵۔ بیاسہ

یہ چاروں عمل کرنے والا کافر ہے۔ اس علم کو کالا علم بھی کہتے ہیں۔

تفقّدَ الطّیرَ فقالَ مَالِیَ لَآ اَرَی الھُدھُدَ اَم کانَ مِنَ الغَآئِبِینَ۔

النمل ۲۷:۲۰)

جمہ: اور آپ نے (ایک روز) پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمانے لگے کیا وجہ ہے کہ مجھے
آج) ہد ہد نظر نہیں آ رہا، یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔

ایک دفعہ سلیمانؑ دورے پر گئے ہوئے تھے۔ جنگل میں اتر گئے اور پانی کی
ضرورت محسوس پڑی تو ہد ہد کو بلایا۔ ہد ہد غائب تھا۔ آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی۔

Marfat.com

فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا ہوں۔ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے؟ ہد ہد فوج سلیمان میں مہندس کا کام کرتا تھا۔ یعنی وہ بتلاتا تھا کہ پانی کہاں ہے۔ زمین کے اندر پانی اس طرح دیکھتا تھا جیسے کے زمین کے اوپر کی چیزیں لوگوں کی نظر آتی ہیں۔ جب سلیمان جنگل میں ہوتے تو ہد ہد سے دریافت کرتے کہ پانی کہاں ہے؟ تو ہد ہد بتلا دیتا کہ پانی فلاں جگہ ہے اور اتنا نیچے ہے، تو حضرت سلیمانؑ اسی وقت جنات کو حکم دیتے اور کنواں کھودلیا جاتا۔

ایک دن اسی طرح سے جنگل میں کیمپ لگایا اور ہد ہد کو بلایا تاکہ پانی کی تلاش کا حکم دیں۔ پرندوں کی تفتیش کی تو اتفاق سے ہد ہد موجود نہ تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ آج ہد ہد نظر نہیں آتا ہے۔ وہ کہیں چھپ گیا ہے۔ یا واقعی وہ غیر حاضر ہے۔ میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ اس کو ذبح کردوں گا یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے گا۔ اتنے میں ہد ہد آ گیا۔ دریافت کیا تو عرض کیا یا نبی اللہ میں ایک نئی خبر لایا ہوں کہ ایک عورت ہے بادشاہت کر رہی ہے، اور اس کا نام بلقیس ہے۔ اس کے وزیروں مشیروں میں 312 آدمی ہیں اور ان کے ماتحت بارہ ہزار کی جمعیت ہے۔ اس کی زمین کا نام مارب ہے۔ ضرورت کا اسباب ہر قسم کا اسے مہیا ہے۔ اس کا نہائیت ہی شاندار تخت ہے جس پر وہ جلوس کرتی ہے سونے سے مونڈا ہوا اور جڑاؤ مرداریہ کی کاری گری اس پر ہوئی ہے۔ یہ 80 ہاتھ یا 80 گز اونچا ہے۔ اور 40 ہاتھ یا 40 گز چوڑا ہے۔ 600 عورتیں اس کی خدمت میں ہر وقت کمر بستہ رہتی ہے اور اس کا دیوان خاص جس میں یہ تخت لگا ہوا ہے۔ وہ بہت بڑا محل ہے بلند و بالا کشیدہ اور فراخ پختہ مضبوط اور صاف جس کے شرقی اور غربی یعنی دونوں حصوں میں

Marfat.com

3 طمانچے ہیں۔

بلقیس بن شراحیل کا شجرہ ابراسہ سے ملتا ہے۔ یہ یمن کا بادشاہ تھا۔ سلیمانؑ نے حکم
کہ اسلام قبول کر دیا جاوے۔ خراج دو یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ حکم ہدہد کو دے کر کہا
س کا جواب لے آؤ۔ ہدہد حکم ہذا لے کر روانہ ہوا اور بلقیس کے سامنے رکھا۔ بلقیس نے
یا اور اپنے مشیروں کو سنا دیا۔ مشیروں نے کہا کہ ہم لڑائی کے لیے تیار ہیں۔ بلقیس نے
کہ نہیں میں خود جاتی ہوں۔ حکم ہذا پر جواب لکھ دیا کہ میں خود آتی ہوں۔ سلیمان کو جواب
لیا گیا۔

سلیمانؑ نے اپنے مشیروں کو مخاطب کر کے کہا کہ تخت کون لائے گا؟ وہاں ایک
فا جس کا نام کرزن تھا اور مثل پہاڑ کے تھا۔ اس نے کہا اگر مجھے حکم دیں تو میں مجلس کے
ست ہونے تک پیش کر دوں گا۔ حضورؑ نے کہا کہ نہیں اس سے پہلے آنا چاہیے۔ ان
وں میں ایک بڑا وزیر اعظم تھا جس کو خدا نے کلام کا علم دیا تھا۔ اس کا نام آصف ابن
تھا جو کہ سلیمانؑ کا خالہ زاد بھائی تھا اور وزیر اعظم بھی تھا اور کاتب بھی تھا، ولی اللہ بھی
مقام صدیق میں بھی تھا اور اسم اعظم بھی جانتے تھے اور مستجاب الدعوات بھی تھے،
ں نے کلمہ پڑھا اور تخت کو اٹھا کر سلیمانؑ کے سامنے رکھ دیا۔ اس میں سلیمانؑ کے دو
ب تھے ایک تو یہ تھا کہ آصف بن برخیا کو لوگ پہچان لیں اور دوسرا جنات کو بتانا تھا کہ
وں کی طاقت تم سے زیادہ ہے۔ بلقیس آئی اور اس نے اپنے تخت کو دیکھا تو ملاقات
عد اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

تصویروں اور قلعوں کے متعلق

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ (سبا ۳۴:۱۳)

ترجمہ: وہ بناتے آپ کے لیے جو آپ چاہتے پختہ عمارتیں اور مجسمے۔

محراب اس مکان کو کہتے ہیں کہ ایک درجہ چڑھ کر اس پر جا سکیں۔ بعض نے کہا کہ محاریب سے یہاں حرب یعنی لڑائی کی جگہ مراد ہے۔ جیسے اونچے قلعے اور چوڑے وہ جنوں نے ولایت میں حضرت سلیمانؑ کے واسطے عجیب عجیب قلعے بنائے تھے۔ جیسے روح، مینون، قلقوم، غمدان اور حنیدہ ہیں۔ تماثیل اور بناتے تھے صورتیں فرشتوں کی انبیاءؑ کی صورتیں اس وضع پر کہ جس پر کے وہ عبادت کے وقت رہتے تھے تا کہ لوگ تصویروں کو دیکھ کر اسی صورت سے عبادت کریں اور اس زمانے میں تصویر لینا اور رکھنا م تھا۔

عین المعانی میں ہے کہ لوہے سے آدمیوں کی صورتیں بناتے تھے اور جب دشم سے لڑائی کا وقت آتا تو حق تعالیٰ ان میں روح پھونک دیتا تا کہ قتال میں قوی اور سخت ر اور بعض نے کہا کہ دو شیر بنائے تھے۔ حضرت ان کے اوپر قدم رکھ کر تخت پر چڑھتے تھے قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا تخت جو تھا ہوا اس تخت کو لے چلتی تھی۔ شام سے یمن اور یمن سے شام آدھے دن میں پہنچتا اور پگھلے تانبے کا چشم تعالیٰ نے نکال دیا تھا۔ یمن کی طرف اس کو سانچوں میں ڈھال کر جن، باسن بناتے بہت بڑے لشکر کے لیے کھانا پکتا اور بٹتا تھا۔

Marfat.com

فقیر بے علم مرغ بے پر کی مثل ہے

قال الامام المالکؒ من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ لم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق۔

ترجمہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس نے فقہ کے بغیر تصوف حاصل کیا وہ زندیق ہوا اور جس نے تصوف سیکھے بغیر فقہ کا علم حاصل کیا وہ فاسق اور فاجر ہوا۔ اور جس شخص نے دونوں علموں کو جمع کیا وہ محقق ہوا۔

جو بغیر علم فقیری کرے گا وہ ایسا ہے جیسا کہ مرغ بے پر کی مثال ہے یعنی ہر حالت میں کچھ نہ کچھ علم ہونا چاہیے۔

اول ظاہری علم حاصل کرنا اور پھر مشائخ طریقت کی خدمت میں رہ کر ان سے آداب وسلوک سیکھنا اور بعد میں مخلوق سے انقطاع کرنا جائز ہے۔ اگر اس سے پہلے گوشہ نشینی اختیار کرو گے تو تمہاری مثال مرغ بے پر کی ہو گی کیونکہ جب کوئی دینی مشکلات پیش ہوں گی تو اس کے پوچھنے کے لیے باہر نکلو گے تو باہر نکلنے پر جو پہلے کام کیا ہو وہ خراب اور زائل ہو جائے گا۔ گوشہ نشین ایسا شخص ہونا چاہیے جو شمع کی طرح روشن ہوتا ہے۔ کہ لوگ اس کی نورانی روشنی سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ضروری یعنی شریعت میں پہلے علم ہے اور بعد میں عمل ہے۔ تصوف میں پہلے عمل ہے اور بعد میں علم کا ظہور ہوتا ہے۔

Marfat.com

عجب اور غرور کے متعلق

اِذَا عَجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ۔ (التوبہ ۹:۲۵)

ترجمہ: جب گھمنڈ میں ڈال دیا تمہیں تمہاری کثرت نے۔

اپنی دولت کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس کا خوف نہ ہونا کہ یہ سلب ہو جائے گی تو یہ عجب ہے۔ عجب ایسی بری چیز ہے کہ جس وقت کوئی شخص اپنی نظر میں پسندیدہ ہوتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ ہو جاتا ہے۔ خود پسند شخص نعمت کا منعم حقیقی کی جانب منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔ اور جملہ نعمتوں کو اپنا سمجھنے لگتا ہے۔ عجب میں ایک اور قید بھی ہے کہ دوسروں کو چھوٹا سمجھنا اور ہر ایک کو حقیر نظر سے دیکھنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور غرور و تکبر میں مبتلا ہونا اور کنجوسی کا حس اس پر ختم ہونا اور کہتا ہے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ رہوں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے اور قیامت کے روز خدا تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوں گے۔ (مسلم مسند احمد)

جب تم اشیاء کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے جانو اور سمجھو کہ تم کو نیک کام کرنے کی وہی توفیق دیتا ہے۔ اور نفس کا اس سے کچھ بھی لگاؤ نہ رکھو تو تم عجب اور غرور سے بچ جاؤ گے۔

Marfat.com

صدقہ کے متعلق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المجادلۃ ۵۸:۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو، یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور (دلوں) کو پاک کرنے والی ہے اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور، رحیم ہے۔

آج کل دنیا کے لیے حکم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں سے بھی اگر کسی ایسے شخص کے پاس جاؤ کہ جس کا دل خدا کی باتوں کی خبر دیتا ہے تو تم سوچ لو کہ ان کے روبرو کس طرح سے رہو گے۔ تم پہلے جا کر اس کے پاس بیٹھ کر سلام کیا جاوے اور تعظیم کے ساتھ مصافحہ کیا جاوے۔ یا جا کر ان کے ہاتھ مبارک کو اپنے ہاتھ میں لے کر چوم لیا جاوے اور کچھ صدقہ اپنے ساتھ لائے ہو ان کے سامنے پیش کیا جاوے اور پھر ان کے ساتھ ہمراز ہو کہ جو کچھ دل میں مقصد ہے وہ ان کے کان میں کہلانا جو کچھ کہ وہ حکم کرتا ہے اس کا لفظ بہ لفظ تعمیل کرنا ضروری ہے۔

ملامتی کے متعلق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

Marfat.com

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (المائدہ ۵:۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بدنصیبی) سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے، جو نرم ہوں گے ایمانداروں کے لیے بہت سخت ہوں گے کافروں پر، جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے یہ (محض) اللہ کا فضل (وکرم) ہے نوازتا ہے اسے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی کشادہ رحمت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات پر عرب کے لوگ دین سے پھرے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یمن سے مسلمان بلائے اور ان سے جہاد کروایا اور تمام لوگ پھر سے مسلمان ہو گئے۔ یہ ان کے حق میں بشارت ہے۔ اور یہ ملامت کا ایک جز ہے جو جہاد نہ کرنے والوں کو کی گئی ہے۔

ملامت محبت کا ایک جز ہے۔ جو لازم ہے اور صاحبان حق کے لیے اس کا ذوق کامل ضروری ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نزول وحی سے پہلے اور دعوت اسلام سے پیشتر تمام قریش کے نزدیک راست گو تھے۔ اور بہترین اخلاق والے مشہور تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر جگہ تعریف ہوتی تھی مگر جیسے ہی آپ نے اسلام کی دعوت لوگوں کو دینی شروع کی تو لوگوں نے ملامت واعتراض کرنے شروع کئے چنانچہ اللہ

Marfat.com

...ں ایسے لوگوں کی کہ جن پر ملامت کی گئی ہے خود تعریف کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ نہیں ...تے ہیں ملامت کرنے والے کی ملامتی سے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ جسے ...ہے دے۔ اللہ تعالیٰ وسیع العلم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے کہ اپنے نیک بندوں ...نیک افعال کو پوشیدہ رکھے۔ یہاں تک کہ خود ان کو بھی معلوم نہ ہو اس لیے کہ اپنے ...ل نیک پر مغروری نہ کرنے لگ جائیں۔ اور اس بلا میں گرفتار نہ ہوں کہ جس میں ...مان خود پسندی وغرور کی وجہ سے مبتلا ہے۔

بایزید بسطامیؒ نے بادشاہ کے دربار میں اپنے آپ پر ایک کنجری کو ملامت کرنے ...مادہ کیا جو کہ اس کنجری نے دربار میں آکر حضور پر بدنامی لگائی۔

شیخ ابوطاہرؒ اور ایک مرید گدھا لیے ہوئے جا رہے تھے۔ جب شہر کے اندر داخل ...ئے تو شیخ مذکورہ گدھے پر سوار ہو کر جارہا تھا اور مرید پیچھے گدھے کو ہانک رہا تھا۔ جب ...ار کے اندر داخل ہوئے تو بازار کے لوگوں نے ملامت کرنا شروع کیا اور کہہ رہے تھے کہ ...دین آرہا ہے۔ یعنی لوگ شیخ مذکورہ کو گالی گلوچ کر رہے تھے۔ مرید کو اشتعال آگیا اور ...ت غصے میں ہوا۔ شیخ صاحب نے منع فرمایا۔ جب گھر پہنچے تو شیخ صاحب نے صندوق ...ے انبار کے انبار خطوط نکالے اور مرید کو بتائے۔ خطوط میں کسی نے زاہد لکھا تھا، کسی نے ...و کعبہ لکھا تھا اور کسی نے متقی، زکی تحریر کیا تھا۔ یعنی کئی قسم کے الفاظ اپنے اپنے عقیدوں ...ے مطابق تحریر کیا تھا۔ شیخ صاحب نے مرید کو کہا کہ ان لوگوں کا یہی عقیدہ تھا جو مجھ پر ...ازیں کی تو کیا ہوا وہ خود خراب ہو جائیں گے۔

Marfat.com

مثال قبلہ بابا مبارک:

قبلہ بابا مبارک ہمیشہ کے لیے جب کبھی دورہ پر کسی ملک میں جاتے تو اس کے لوگ پہلی دفعہ بہت ہی خاطر کرتے تھے۔ اور دوسری دفعہ جب جاتے تھے تو برا بھلا تھے۔ مگر اس کے بدلے میں بابا ان لوگوں کو دعا دیتا تھا اور اپنے مریدین ان پر ایسے ء تھے کہ نہ دیکھنے پر روتے تھے۔ شہنشاہیت کے درجے پر پکارتے تھے۔ ایک دن کوہاٹ دورہ پر تشریف لے گئے تھے۔ جب کوہاٹ شہر میں پہنچے تو تمام مریدین کو بازار میں چھ خود غائب ہو گئے۔ ٹھیری کے ایک گاؤں کی مسجد میں جا کر ننگا سر اور ننگا پاؤں اندر گ وہاں خشک ملایان جو کہ موجود تھے، انہوں نے کہا کہ واپس ہو جاؤ تمہارے پاؤں خر ہیں۔ تو قبلہ بابا مبارک نے یک دم تمباکو طلب کیا۔ تمباکو کی طلبی پر انہوں نے قبلہ مبارک کو بے عزت کیا اور باہر نکالا۔ دوسرے دن ٹھیری گاؤں میں قبلہ بابا مبارک کا شو کہ نواب صاحب کے پاس اپنا پیر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ تو لوگ جوق در جوق قبلہ سلام کے لیے آنے لگے اور قبلہ بابا مبارک دعائیں دیتے ہوئے لوگوں کو رخصت کر دوسرے دن وہی خشک ملایان قبلہ کے پاس سلام کے لیے آئے۔ جب انہوں نے غور دیکھا اور دل میں کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو کل انہوں نے مسجد سے نکالا تھا۔ شرما کر م مانگی تو قبلہ نے ان کو کہا کہ وہ میں نہ تھا تم لوگ غلط ہو گئے ہو۔ اور اس کے بدلہ میں قبلہ ان کو دعائے خیر کی اور کچھ رقم بھی ان کے ہاتھ میں رکھ دی اور خوش ہو کر رخصت کئے۔ قبلہ بابا مبارک کا تمام کام ملامتی کا تھا اور ہمیشہ ملامتی کا کام کرتے تھے۔

Marfat.com

خرقہ پہننا یا دستار بندی کرنا

ہمیشہ کے لیے اولیاء اللہ کی خدمت میں جو مرید رہ کر ان کی خدمت راست دلی سے اور عقیدہ سے سرانجام دے تو اس کو فقر کے سارے اسباق ختم کرنے پر خرقہ یا دستار بندی اپنا پیر صاحب کر دیتا ہے۔

اس مرید کو تمام مریدین کے سامنے لا کر روبرے مریدین تجدید بعیت خلافت کرا کر خرقہ بعد میں یا پہلے تجدید بعیت کے دستار بندھی کی جاتی تھی۔ تمام مریدین کو حکم دیا جاتا تھا کہ ہر ایک مرید ایک ایک دستار بن لگایا جاوے اور دستار بن پر یہ پڑھا جاوے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ حق بندہ برحق ہی سید محمد خواجہ حافظ بابا ولی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر لگایا جائے۔ ختم ہونے کے بعد مبارک باددی۔ قبلہ کو تمام مریدین مبارک باد دیتا ہے۔ اور اس وقت سے اس مرید کو کسی جگہ بھجواتا ہے، یعنی تعینات کیا جاتا ہے۔ اور اس مرید کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنا کام پورا کیا تو جلد از جلد نشان بھی لگایا جاوے گا۔ اس مرید کا کام دیکھ کر کچھ عرصہ بعد پیر صاحب اس کے پیچھے جا کر اس کا نشان لگا دیتا ہے اور صاحب لفظ کرا دیتا ہے۔ اور اس شخص کا لنگر جاری ہونے کا منظوری دے دیتا ہے۔ پیر کے ایام زندگی میں زہد، تقویٰ، پرہیزگاری عبادت کر کے یعنی دن کو بھوکا رہنا اور رات کو جاگنا اور تمام وقت عبادت میں صرف کرنا جب پیر صاحب دنیا سے پردہ کر لیتا ہے تو وہ مرید صاحب لفظی سے صاحب کرامت ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت سے وہ خلیفۃ اللہ علی الارض مقرر ہو جاتا ہے۔ قبلہ کا حکم ہے کہ بشارت کا انتظار کرو۔ بغیر بشارت کے کام مت کرو۔

Marfat.com

اگر پیر کے حکم کے مطابق کام کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر پیر کے ایا
زندگی میں زہد، تقویٰ، پرہیزگاری، عبادت یعنی پورا محنت کی تو پیر کے پردہ ہونے پر یا چ
دن کے بعد مرید کو نور دی جاتی ہے۔ اور اگر محنت نہ کیا وصال پیر کے وہ مرید اپنے مق
سے گر کر اس کی صاحب لفظی بھی جاتی رہتی ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْ
اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَ
سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَ
لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَ
فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَ
سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى
اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْ
دِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَ
تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ (سورۃ الکھف ۱۸: ۶۰ تا ۶۶)

ترجمہ: اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے نوجوان (ساتھی) کو کہ میں چلتا رہوں گا یہا
تک کہ پہنچوں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا (چلتے چلتے گزار دوں گا مدتِ دراز) پھر جب
دونوں پہنچے جہاں آپس میں دو دریا ملتے تھے، دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو تو بنا لیا اس نے
راستہ دریا میں سرنگ کی طرف پس جب وہاں سے آگے بڑھ گئے آپ نے اپنے جو

ے کہا لے آؤ ہمارا صبح کا کھانا بیشک ہمیں برداشت کرنی پڑی ہے اپنے اس سفر میں
شقت۔ اس ساتھی نے کہا (اے کلیم) آپ نے ملاحظہ فرمایا، جب ہم (ستانے
لیے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے
مگر شیطان نے کہا میں اس کا ذکر کروں اور اس نے بنالیا تھا اپنا راستہ دریا میں بڑے
لی بات ہے۔ آپ نے فرمایا یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں
اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے تو پایا انہوں نے ایک بندے [illegible]
ے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب اور ہم نے سکھایا تھا اسے [illegible]
ص علم۔ کہا اس بندے کو موسیٰ نے کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ
ں مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو [illegible]

بابا مبارک کے خلیفہ تعینات کرنے کے متعلق

طریقہ یہ تھا کہ جس وقت کسی [illegible] کے تصرف میں [illegible]
اقی رہتی یعنی دو، تین سال یا چار، پانچ تو اس ملک میں اپ [illegible]
ے بعد ان کے پیچھے خود جا کر اس فقیر کے ساتھ ملاقات کر کے دوران گفتگو میں فقیر کو
ہ تمہارے علاقہ میں میرا ایک مرید ہے۔ اس کی نگرانی کیا کرو وہ تمہارا خدمت گار
۔ اور اپنے خلیفہ کو کہتا تھا کہ کچھ نہ کچھ اس فقیر کو بھجوا دیا کرو اور خود ملاقات کرا کرو۔
تمہارے پاس آجاوے تو بہت ہی زیادہ عزت کرا کرو۔ اور جاتے وقت کچھ نہ کچھ اس
ھ پر رکھا کرو۔

قانون قدرت دوبارہ تعیناتی فقیر کے متعلق

جب کسی تصرف کے مالک کو عمر میں کمی آجاتی تھی یعنی چالیس دن مرگ کو جائیں تو اس کی جگہ پر دوسرے علاقہ سے فقیر کو تعینات کر لیتا ہے اور بعد مرگ کے اس کو حوالہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ قبلہ بابا مبارک قبل از مرگ وہاں پر اپنا خلیفہ رکھا ہوتا تھا کے مرگ پر خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبلہ کے خلیفہ کو تصرف دیا جاتا ہے۔ باہر دوسرے علاقہ سے فقیر کو نہیں تعینات کرتا ہے۔

پہلی مثال:

ضلع ہزارہ میں ایک فقیر تھا جس کا نام گل بابا سلطان ہفت اقلیم تھا اور اس کو لال بابا کہتے تھے جو کہ ناساپے گاؤں میں رہتے تھے اور بہت سخت فقیریت کے مقام پر اور دربار رسالت میں منظور نظر تھے۔ دربار رسالت میں ہر وقت بابا کے نام سے کرتے تھے۔ وہ دربار رسالت میں ہر وقت دنیا کے میٹھے ہونے کا سوال پیش کرتے تھے قبلہ بابا مبارک کو حکم ہوا کہ گل بابا کا جلال ٹھنڈا کر دو۔ قبلہ بابا مبارک نے قبل جانے کرنے کے لیے وہاں پر تین چار خلفاء کو بھیج دیا۔ اور بعد میں خود تشریف لے جاکر جلال کو ٹھنڈا کر دیا اور اس کے جو سوالات تھے اسے اس سے منع کر دیا۔ اگر بابا مبارک نہ کرتے تو گل بابا قبلہ کے خلفاء کو نہ چھوڑتے اور تمام کے تمام خراب کر دیتے۔ گل بابا کے مرگ کے بعد تمام کے تمام اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوئے۔

Marfat.com

سری مثال:

تقریباً ایک سال سے بابا مبارک اور ایک دوسرے فقیر کا مقابلہ تھا۔ اس چیز پر کہ
ں کے علاقہ میں ایک ضروری کام تھا اور اس کے لیے حکم ہوا تھا کہ اپنی اولاد میں سے
بڑا بیٹا کابل کے دورہ پر بھجوایا جاوے۔ اس پر قبلہ بابا مبارک نے اپنے بڑے بیٹے یعنی
یمان کو اور اس کے ساتھ خدمت گار محمد ادریس روانہ کیے اور محمد ادریس کو ہدایت ہوئی
یک دن دہلی اور ایک دن سیالکوٹ اور ایک دن پشاور گزار کر تیسرے دن کابل پہنچ
ں۔ جب تم کابل پہنچ جاؤ گے تو کابل کا بادشاہ تمہاری قدم بوسی کے لیے ادھر پہنچ
ے گا اور اسی طرح سے اس دوسرے فقیر نے بھی اپنے بڑے بیٹے کو اور خادم کو نصیحت کر
یک ہی دن دونوں پارٹی روانہ ہوئیں۔ دکن کا پارٹی دہلی پہنچا اور کراچی کا پارٹی بھی
ہوے۔ اس فقیر کا بیٹا اور خادم ٹھیک اپنے پیر کی ہدایت پر تیسرے دن کابل پہنچ گئے
ل کے بادشاہ نے ان کا بہت ہی خدمت کر کے واپس روانہ کیا۔

جب محمد سلیمان اور محمد ادریس دونوں قبلہ سے روانہ ہوئے تو قبلہ نے محمد سلیمان کو
س پہنایا اور ہدایت کے ساتھ روانہ کئے چونکہ محمد ادریس بد دیانت تھا تو وہ پہلے دہلی
زا۔ اور سلیمان کو ایک کمرے میں بند کرائے اور اس پر ٹیکس جاری کیا۔ لوگ جوق در
تے تھے اور محمد ادریس ملاقات کراتے تھے اور رقم لوگوں سے لیتے تھے۔ تقریباً ایک
زیادہ دن دہلی میں رہ گئے اور پھر سیالکوٹ آئے۔ وہاں پر بھی سلیمان سے غلط کام
کیا یعنی پودوں کو پانی دینے کا کام اور کبھی کچھ کبھی کچھ یعنی وہاں بھی زیادہ ایام

گزارے۔ آخر کار بابا مبارک بڑا شرمندہ ہو کر ان کو واپس کیا اور جب دہلی پہنچے تو سلسلے سے قمیص اتارا گیا۔ یہ تو محمد ادریس کے کرتوت تھے کہ اپنے پیر کو دوسرے فقیر کے سامنے ملامت کیا۔ اگر محمد ادریس نہ بھیجا جاتا تو شاید محمد سلیمان کامیاب ہو جاتا اور قبلہ بابا صاحب سرخرو ہو جاتے اور سلسلہ کامیاب ہو جاتا۔

اسم اعظم کے متعلق

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِهَا۔ (الاعراف ۷:۱۸۰)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لیے ہیں نام اچھے اچھے سو پکارو اسے انہیں ناموں سے۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنی حکومت سے حضرت عمر فاروقؓ کو تحفہ بھیجا۔ تحفہ ایک خوبصورت لڑکی، ایک زہر کی شیشی اور ایک روپوں کی تھیلی تھی۔ جب حضرت عمرؓ کو پیش کیا گیا تو آپ نے لڑکی کا نکاح ایک صحابی سے کر دیا، روپوں کو غریبوں میں دیا اور زہر خود پی لیا کہ میرا نفس میرا دشمن ہے۔ کیونکہ بادشاہ نے کہا تھا کہ یہ تم اپنے کسی طریقہ سے کھلا دو۔

اللہ اسم اعظم ہے۔ اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل پر کے اور کچھ پسند نہ ہو۔ معارف بسم اللہ کن کے ہے۔ یعنی جب خداوند تعالیٰ کسی موجود کرنا چاہتا ہے تو اس کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ "کُن" یعنی ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ یہی حال معارف بسم اللہ کی ہے۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو کہ ہر ایک مہم کو آسان ایک غور و فکر کو دور کر دیتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے جو کہ زہر کے اثر کو بھی کھو دیتا ہے۔ یہ وہ

Marfat.com

جس کونور عام ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ مظہر العجائب ہے۔ اللہ تعالیٰ سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام سرکشوں کو پست کر دینے والا اور تمام دستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشھادۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی مخفی نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے، جو اللہ تعالیٰ کو ست رکھتا ہے وہ غیر اللہ کو دوست نہیں رکھتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس پہنچ جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسیت رکھتا ہے اور رکو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے اوقات خداوند تعالیٰ کے ساتھ گزرتے ہیں۔ وہ خداوند تعالیٰ در پر التجا کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ورد کرتا ہے۔ اس شخص کی مثال اس پرندے جیسی ہے شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سراء رہے اور شب بھر ذرا بھی آنکھ ائے اور اسی طرح سے اس کا شوقِ محبت روز افزوں روبہ ترقی ہو۔

سراغ اسمِ اعظم کے متعلق

کُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ۔ (البقرہ ۲:۱۵۲)

: سوتم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے کسی نام پر کوشش کی جائے تو کسی نہ کسی ح کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر اس قدر سوال ہے کہ ہر ایک انسان کے لیے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے ناموں میں سے ایک نہ ایک نام مقرر ہے اور وہ نام ہر سینے کے لیے خاص ہے۔ کامل فقیروں کو سینے کے حالات کا پتہ لگ سکتا ہے اور معلوم کر لیتا ہے تو جو مرید فرمانبردار ہو تو اس کو وہی نام دیا جاتا ہے۔ اور اس کے اشغال بھی بتایا جاتا ہے۔ اور اس پر محنت کر کے خود بخود سینہ کھل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں اور حجاب کھل جاتا ہے۔ اور ایک مخفی راز جو تھا وہ خود بخود معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ تمام اپنے پیر کی نگاہ سے ہوتا ہے۔ جب پیر مہربان ہو جاتا ہے تو مرید پر احسان کرتا ہے۔ اور یہ مہربانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے۔

میں نے (پیر میر زمان شاہ) اپنے نام کا طریقہ نکالا ہے۔ اسی طرح سے ہر شخص اپنا نام نکالا کرے اور جو اسم آجاوے اس پر محنت کرے۔

پہچان اسم کے متعلق

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (الاعراف ۷:۱۸۰)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لیے ہیں نام اچھے سو پکارو اسے انہیں ناموں سے۔

جب طالب اللہ کے کسی نام پر محنت کر لیتا ہے تو اس کا پہچان یہ ہے کہ پڑھنے کے وقت دل بے قرار ہو جاتا ہے اور سر میں تان تران پیدا ہوتا ہے اور جسم لرزنے لگ جاتا ہے۔ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اسم اس کے سینے کے واسطے ہے۔ اور یہی نام اس شخص کے واسطے مقرر ہے۔ طالب کو چاہیے کہ اس اسم پر اپنا تمام طاقت صرف کرے خواہ وہ اسم ذات میں سے ہوں یا صفات میں سے ہوں۔ جب تک پردہ بشریت دور نہیں ہوتا پڑھتا جائے

وح اور شعور آپس میں خلول نہ کرے، نہ چھوڑا جائے پڑھتا جائے۔

کُمُ التَّکَاثُرُ○ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِر○ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ○ ثُمَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ○ کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ○ لَتَرَوُنَّ حِیْمَ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ○ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ یْمِ○ (التکاثر ۱:۱۰۲ تا ۸)

: غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے یہاں تک کہ تم قبروں ا پہنچے۔ ہاں ہاں تم جلد جان لوگے، پھر ہاں ہاں! تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) لوم ہو جائے گا۔ ہاں ہاں! اگر تم (اس انجام کو) یقینی طور سے جانتے (تو ایسا نہ کرتے) تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو۔ پھر آخرت میں تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں۔

تشخیص اسم اللہ کے متعلق

اذکار و اشغال دونوں حالتوں میں جب زیادہ دیر ہو جاتا ہے تو کنپٹیاں پھٹنے لگتی اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کہ ریڑھ کی ہڈی میں سوئی چبھ رہی ہیں یا کھٹمل کاٹ رہے یہ اندرونی قوت کی بیداری کی علامت ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ منہ پر جگہ ئیاں چبھ رہی ہیں یا معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر خارش ہے۔ یہ علامات انوار کی ہیں اور نی قوت کی بیداری ہے۔ جب یہ علامت ظاہر ہو جاوے تو عبادت کنندہ جان لے کہ ں اور عبادت صحیح اور درست ہے۔ اس پر پورا زور دیا جائے کامیابی جلد حاصل ہو

جائے گی۔ قوت دو قسم کی ہے۔

۱۔ اندرونی قوت ۲۔ بیرونی قوت

خدا کو یاد کرنے کے متعلق بابا مبارک کا حکم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِ

(سورۃ صف ۶۱:۱)

ترجمہ: اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اور وہی پر غالب بڑا دانا ہے۔

قبلہ بابا مبارک ہر روز ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میرا مرید وہ ہے جو کہ تمام رات خدا کی عبادت کرے اور ذکر وفکر میں رہے ارتمام رات اوراد کو پڑھا کرے۔ جبکہ سخت ہو اور سخت سردی ہو اور اس پر بارش کی ایک بوند بھی نہ پڑے اور اس کے اردگرد ایک جگہ سوکھی ہوئی نظر آئے بصورت دیگر رات کو تین حصوں پر تقسیم کر دو۔

پہلا حصہ: امر بالمعروف

دوسرا حصہ: زوجین اور آرام

تیسرا حصہ: عبادت کرو

تب اچھا ہوگا اور کامیاب ہو جاؤ گے۔ ورنہ تم جانور اور تمہارا کام۔ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر امانت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سپرد کیا اور ق بادشاہ کے جولی میں ڈالا پھر کہا کہ میں نے تم لوگوں کو گھوڑا تیار کر کے اس پر زین ڈال

Marfat.com

لگام تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اب تم سواری کرو یا نہ کرو تمہاری مرضی۔ کرتے ہو یا نہیں اب میں بری الذمہ ہو گیا ہوں اور بیٹھ گیا ہوں۔

امبارک نے پشتو کا ایک مصرع کہا

سمان لمبے سر شو خلق راغے خزان دگلو مڑاوے منجر شو.

جمہ: آسمان کے دامن سرخ ہو گئے اے لوگو خزاں آ گئی اور پھولوں کی کلیاں مرجھا گئیں۔

بیٹھنے کا مطلب ہمیں معلوم نہ تھا اب جو سامنے آیا معلوم ہوا کہ بیٹھنا اسی کو کہتے ں۔ پھر کہا

ڈنے صاحب وفات شو ھپ مریدانوں دیدن قحطه شو، خدایا روزی ے ایمان په شیاشت که دار مضان.

جمہ: ادے صاحب، دار الفنا سے دار البقاء کوچ کر گئے اور مریدین پر دیدار بند ہوا۔ ے اللہ ان کو نصیب ہوئے ایمان اور مقرر ہو رمضان کے لیے۔

پھر کہا کہ میں تین سال کے لیے غار میں جاتا ہوں اور تین سال کے بعد غار سے لوں گا۔ میرے نکلنے تک مندرجہ ذیل طریقہ پر خدا کو یاد کرو۔

ذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ لْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (ال عمران ۳:۱۹۱)

جمہ: وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور لوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم رتے ہیں۔

Marfat.com

خداوند تعالیٰ کو یاد کرنے کے طریقہ کے متعلق

۱۔ تم خداوند تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کرو وہ تمہیں بہترین مال سے یاد کرے گا۔

۲۔ خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کرو، خداوند تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (الطلاق ۶۵:۳)

(اور جو (خوش نصیب) اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے)

۳۔ تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت و بزرگی سے یاد کرے گا۔

۴۔ تم اسے شوق و اشتیاق سے یاد کرو وہ تمہیں اپنے قرب و مال سے یاد کرے گا۔

۵۔ تم اسے حمد و ثناء سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنے انعامات و احسانات سے یاد کرے گا۔

۶۔ تم اسے توبہ سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنی بخشش سے یاد کرے گا۔

۷۔ اسے بدون غفلت کے یاد کرو، وہ تمہیں بدون مہلت کے یاد کرے گا۔

۸۔ تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کرے گا۔

۹۔ تم اسے خلوص و اخلاص سے یاد کرو وہ تمہیں خلاصی سے یاد کرے گا۔

۱۰۔ تم اسے صدق دل سے یاد کرو وہ تمہیں تمہاری مصیبتیں دور کرنے کے ساتھ کرے گا۔

۱۱۔ تم اسے عذر خواہی و استغفار کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رحمت و بخشش کے ساتھ کرے گا۔

۱۲۔ تم اسے تنگدستی میں یاد کرو، وہ تمہیں فراخدستی سے یاد کرے گا۔

۱۳۔ تم اسے سلام کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں انعام کے ساتھ یاد کرے گا۔

۱۴۔ تم اسے فانی ہو کر یاد کرو، وہ تمہیں بقاء کے ساتھ یاد کرے گا۔

۱۵۔ تم اسے عاجزی سے یاد کرو، وہ تمہاری لغزش معاف کرنے کے ساتھ یاد کرے گا۔

۱۶۔ تم اسے معافی مانگنے کے ساتھ یاد کرو وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرنے کے ساتھ یاد کرے گا۔

۱۷۔ تم اسے صدق دل سے یاد کرو، وہ تمہیں رزق سے یاد کرے گا۔

۱۸۔ تم اسے تعظیم سے یاد کرو، وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا۔

۱۹۔ تم اسے ظلم و جفا چھوڑنے کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کرے گا۔

۲۰۔ تم اسے ترک معصیت و خطاء کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں بخشش و عطاء کے ساتھ یاد کرے گا۔

۲۱۔ تم اسے عبادت و طاعت کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں اپنی نعمتیں بھرپوروں کے ساتھ یاد کرے گا۔

۲۲۔ تم اسے ہر جگہ میں یاد رکھو، وہ تمہیں ہر وقت یاد رکھے گا۔

۲۳۔ تم اس کو ہر سانس سے یاد رکھو، وہ تمہارے دل میں آ کر تم کو یاد کرے گا۔

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب ذکروں سے بہتر ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر رہے ہو۔

Marfat.com

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ٥ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (الروم ۳۰:۱۷، ۱۸)

ترجمہ: سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو، اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں نیز (پاکی بیان کرو) سہہ پہر کو اور جب دوپہر کرتے ہو۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ ۲:۲۳۸)

ترجمہ: پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لیے عاجزی کرتے ہوئے۔

پشتو کا شعر:

روح زمانہ جدا کیگی پہ لوئے سفر روان دے

افسوس افسوس ارمان ارمان دے۔

ترجمہ: روح میرا جدا ہو رہا ہے لمبے سفر پر افسوس افسوس ارمان ارمان ہے۔

پانچ نمازوں کے متعلق بابا مبارک کا قول

شاء کے چار فرض
یعنی آٹھ رکعتوں کے بدلے میں جنت ہے
صر کے چار فرض

ہر کے چار فرض
یعنی سات رکعت کے بدلے میں دوزخ سے نجات ہے
غرب کے تین فرض

پہلی رکعت کے بدلے میں دیدار ہے
نجر کے دو فرض
دوسری رکعت کے بدلے میں شفاعت رسول صلی اللہ علیہ

والہ وسلم ہے

اگر کوئی مسلمان مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق عمل کرے تو ضرور بضرور یہ مسلمان کا دوست ہوگا لیکن اس کے لیے طریقت بیعت ضروری ہے۔

خدمت پیر کے متعلق

لَ اِنّیِ اُرِیْدُ اَنْ اُنکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰی اَنْ تَاْجُرَنِی
انِی حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ

عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (القصص ۲۸:

ترجمہ: آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں بیاہ دوں تمہیں ایک ان اپنی دو بچیوں بشرطیکہ تو میری خدمت کرے آٹھ سال تک پھر اگر تم پورے کرو گے دس سال تو یہ تمہ مرضی اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں (جو وعدہ ایفا کرتے ہیں)۔

مرید کو اپنے پیر کی خدمت موجودگی اور عدم موجودگی میں یکساں کرنی چاہیے طرح کہ زندگی میں خدمت کرتا ہے۔ اسی طرح سے پیر کے وصال کے بعد بھی خد کرے کیونکہ پیر کو فنا نہیں ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ اس سے زیادہ خدمت کرنی چاہیے مرید کو چاہیے کہ اپنا دل پیر کے دل کے ساتھ گانٹھ لے تو کامیابی جلدی حاصل ہوگی۔

علم کے متعلق

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔

(المجادلۃ ۲۸:۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند دے گا۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (الزمر ۳۹:

ترجمہ: آپ پوچھئے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل۔

حدیث مبارکہ ہے کہ

Marfat.com

لَبُ العِلمِ فَرِیضَۃٌ عَلیٰ کُلِّ مُسلِم۔

جمہ: علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر (خواہ مرد ہو یا عورت)۔

پہلے علم حاصل کیا جاوے اور بعد میں گوشہ نشینی ہو جاوے کیونکہ جو شخص بدون علم عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے بگڑتے جات ا۔ یعنی پہلے اپنے ساتھ شریعت الٰہی کا چراغ لے لو اور پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو ۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کر لیتا ہے اور علم لدنی جو اسے حاصل نہیں تھا وہ اس کو سکھاتا ہے۔ تم اسباب اور تمام خلق سے منقطع ہو جاؤ وہ ارے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیز گاری کی طرف مائل کردے گا۔ ماسوائے اللہ تعالیٰ تمام سے جدا ہو رہو اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے نیتی رکھو۔ چالیس روز تک تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو تو تمہارے دل سے زبان کی راہ ت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت موسیٰؑ کی طرح محبت الٰہی کی آگ سے لگے گا۔ اور آتش محبت دیکھ کر تمہارے نفس تمہاری خواہش تمہارے شیطان تمہاری ت تمہارے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور م سر سے اس کی طرف ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ۔ مجھے ن لے اور میرے ماسوائے کو بھول جا مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب کو علاقہ چھوڑ دے تو طالب بنا رہ اور سب سے اعراض کر۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر، پھر جب ام ہو جائے گی تو تمہیں حاصل ہوگا اور جو کچھ حاصل ہوگا وہ الہام ہوگا اور حجاب زائل ہو

Marfat.com

جاویں گے۔ اور کدورت دور ہو جاوے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائے گا۔ اور الطاف کریمانہ ہونے لگیں گے اور خطاب ہوگا کہ اے قلب فرعون نفس وخواہش شیطان کے پاس جا اور ان کو میرے پاس لے آؤ اور میں انہیں ہدایت کروں گا اور جا کر ان سے کہنا کہ میری پیروی کرو اور میں تمہیں نیک راہ بتا دوں گا۔

زہد وورع کے متعلق

لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ (الحدید ۵۷:۲۳)

ترجمہ: ہم نے تمہیں یہ اس لیے بتا دیا ہے کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہیں نہ ملے اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو تمہیں مل جائے اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور شیخی باز کو۔

ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیاء سے رکا رہے۔ شریعت جس شے کی اجازت دے اسے اختیار کر لے باقی کو چھوڑ دے۔

ورع کے پانچ درجے

پہلا درجہ اول ورع عوام یہ ہے کہ حرام اور شبہ کی چیزوں سے رکا رہے یعنی پرہیز کرے۔

دوئم درجہ دوئم ورع خواص یہ ہے کہ نفس کو کل خواہشوں کی چیزوں سے رکا رہے

سوئم درجہ سوئم ورع الخواص الخواص وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے جس کا کہ وہ ارادہ کر سکتا ہے رکا رہے۔

Marfat.com

درجہ چہارم ورع ظاہر وہ یہ ہے کہ بجز الٰہی کے اور کوئی حرکت نہ کرے۔

جہ پنجم ورع باطنی وہ یہ ہے کہ دل پر ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا گزر نہ ہو۔

جو شخص کہ ورع کی باریکیوں کو مدنظر نہیں رکھتا وہ اس کے مراتب عالیہ تک نہیں پہنچ ورع زبان کے یعنی گفتگو بہت مشکل اور امارت و ریاست ۔ ساتھ بہت مشکل زہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے۔ جیسا کہ قناعت و رضا کی پہلی سیڑھی ہے۔ ورع کے ں کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کی چیزوں میں بھی ہیں۔

کھانے کے متعلق

ـا الذین اٰمنو اکلوا من طیبٰت مارزقنٰکم واشکروا للہ ان م ایاہ تعبدون۔ (البقرہ ۲:۱۷۲)

اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں اور شکر ادا کیا کرو اور اللہ اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔

ـا الرسل کلوا من الطیبٰت واعلموا صالحاً انی بما ون علیم۔ (المومنون ۲۳:۵۱)

اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو بے شک جو تم اعمال ہو میں ان سب سے خوف واقف ہوں۔

متقی کا کھانا:

متقی کا کھانا خلق خدا کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے۔ کہ نہ شریعت اس پر گ
کر سکتی ہے اور نہ کسی کو اس میں کچھ نزاع ہوتی ہے۔

ولی کا کھانا:

ولی کا کھانا وہ یہ ہے کہ جس میں اس کا کچھ ارادہ نہ ہو بلکہ محض فضلِ الٰہی
کھانا اسے ملتا ہے۔ اور آپ جس کے لیے پہلی صف نہیں ہوسکتی ہے وہ اعلیٰ تربیت دو
درجے تک بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

تقویٰ کے متعلق

تقویٰ ایک بہت بلند ترین خزینہ ہے۔ اگر اس پر کامیابی حاصل ہو جائے تو
سے جواہر اور عمدہ اشیاء خیر کثیر اور رزق کریم بہت بڑی کامیابی سے حاصل ہو جائے۔
کے متعلق قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے جو ان آیات سے ثابت ہے۔

۱۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(آل عمران ۳:۱۸۶)

ترجمہ: اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

۲۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا

(آل عمران ۳:۱۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تو نہ نقصان پہنچائے گا تمہیں

کچھ بھی۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(النحل ۱۶: ۱۲۸)

: یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو (اس سے) ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں

رہتے ہیں۔

وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ (الجاثیہ ۴۵: ۱۹)

: اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ○ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا

یَحْتَسِبُ (الطلاق ۶۵: ۲،۳)

: اور جو ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے بنا دیتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کا راستہ، اور

(وہاں) سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ

لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (الاحزاب ۳۳: ۷۰،۷۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی بات کہا کرو، اللہ تعالیٰ

تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (آل عمران ۳: ۱۰۲)

اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا۔

Marfat.com

۸۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (التوبہ ۹:۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیز گاروں کو۔

۹۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ۴۹:۱۳)

ترجمہ: تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

۱۰۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَ
الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس ۱۰:۶۳،۶۴)

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور (پھر) پرہیز گاری کرتے رہے انہیں کے لیے بش
ہے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں۔

۱۱۔ وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقٰی۔ (الیل ۹۲:۱۷)

ترجمہ: اور دور رکھا جائے گا اس سے وہ جو نہایت پرہیز گار رہتا ہے۔

۱۲۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ (آل عمران ۳:۱۳۳)

ترجمہ: جو تیار کی گئی ہے پرہیز گاروں کے لیے۔

عابدین کے متعلق

عابد حضرات کو جو ضروری امور در پیش ہوتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

اول: توفیق اور تائید الٰہی شامل ہونی چاہیے۔

دوم: اعمال کی درستگی اور خامیوں کی تکمیل یہ شرف متقین حضرات کو حاصل ہے۔

سوم: عمل کا مقبول ہو جانا۔ یہ بھی متقین ہی کے لیے ہے اور عبادت کا دارومدار

Marfat.com

ان تین اشیاء پر ہے۔

اول تو توفیق الہٰی حاصل کر کے انسان اعمال صالحہ کرے اور اس کے بعد خامیوں کی اصلاح کرے۔ جب تکمیل کو پہنچ جائے تو یہ قبولیت کا سلسلہ ہے۔ یہ تین امور ایسے ہیں کہ جن کی عبادت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرتے ہیں کہ اے پروردگار میں عبادت کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا تقویٰ ہی پر وعدہ فرمایا ہے۔ اور متقی ہی کو اس کا اعزاز اور اکرام عطا فرمایا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور ارادہ کرے تو اس تقویٰ کو لازم پکڑے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پہچان لیتا ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کو کافی نہ سمجھا تو یہ بدبختی ہے۔ اور یہ محرومی کی چیز ہے۔ اور عزت کامل توفیق ہی کے لیے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کر لیتا ہے تو پھر جس مقام پر جانا چاہتا ہے جا سکتا ہے۔ تقویٰ ہی بزرگی اور عزت کی چیز ہے۔ اور جو شخص بذریعہ تقویٰ نور دیکھے اور ہدایت حاصل کرے اس پر عمل پیرا ہوا اور اس سے غنا حاصل کرے تو اس کے لیے یہی چیز کافی اور شافی ہے۔

الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (العنکبوت ۲۹:۶۹)

ترجمہ: جو بلند ہمت مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دکھا دیں گے انہیں اپنے راستے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ہر وقت) محسنین کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں تقویٰ کا اطلاق:

قرآن مجید میں تقویٰ کا اطلاق تین اشیاء پر ہوتا ہے۔

۱۔ ایک تو خشیت اور خوف کے ملنے پر جیسے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

وایّای فاتّقُون۔ (البقرہ ۲:۴۱)

ترجمہ: اور صرف مجھی سے ڈرا کرو۔

واتّقُوا یوماً تُرجعُون فِیہِ اِلَی اللّٰہِ۔ (البقرہ ۲:۲۸۱)

ترجمہ: اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف۔

۲۔ دوسرا اطاعت اور عبادت

یآ یُّھا الّذِینَ اٰمنُوا اتّقُوا اللّٰہَ حَقّ تُقٰتِہٖ۔ (ال عمران ۳:۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی جائے کہ اس کی نافرمانی نہ ہو۔ اور ایسا یاد کیا جائے کہ اس کے بعد فراموش نہ ہو۔ ایسے شکر ادا کیا جائے کہ اس کے بعد ناشکری سرزد نہ ہو۔

۳۔ تقویٰ کا تیسری معنی گناہوں سے قلب کا صاف ہو جانا۔ یہی تقویٰ کی حقیقت ہے۔

وَمَن یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ وَیَخشَ اللّٰہَ وَیَتّقہِ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الفَآئِزُونَ۔ (النور ۲۴:۵۲)

ترجمہ: اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے اور بچتا رہتا ہے اس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور اس کے معنی خشیت اور طاعت کے علاوہ ہیں۔ اور وہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ قلب کا گناہوں سے پاک وصاف ہو جانا ہے۔

تقویٰ کے مراتب:

تقوی کے تین مرتبے ہیں۔

۔ تقوی من الشرک

۲۔ تقوی من البدعۃ

۳۔ تقوی فرعی اور جزوی گناہوں سے

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں چیزوں کا ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (المآئدہ ۵:۹۳)

ترجمہ: نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے جب کہ وہ پہلے بھی ڈرتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کرتے تھے، پھر (ان احکام کے بعد) ڈرتے ہیں اور (جو اترا) اس پر ایمان رکھتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے۔

سو تقوی اولی تقوی عن شرک ہے اور جو ایمان اس کے مقابلہ میں مذکورہ ہے وہ

Marfat.com

توحید ہے۔ اور تقویٰ ثانیہ تقویٰ عن البدعۃ ہے اور وہ ایمان جو اس کے مقابلہ میں مذکورہ ہے اس سے اہل سنت الجماعت کے عقائد کا اقرار مراد ہے۔

تیسرا تقویٰ فرعی گناہوں سے تقویٰ مراد ہے۔ اس مرتبہ کے مقابلہ میں اقرار کا تذکرہ نہیں لہذا احسان کو اس کے مقابلہ میں ذکر فرمایا اور اس سے مراد طاعت ہے۔ اور اس میں استقامت حاصل کرنا ہے۔ یہ طاعت پر استقامت حاصل کرنے والوں کا مقام ہے تو یہ آیت کریمہ تینوں مراتب کے ذکر میں جامع ہوگی۔

۱۔ ایمان

۲۔ منزلۃ السنۃ

۳۔ منزلہ استقامۃ علی الطاعۃ

امام غزالی فرماتے ہیں کہ میں نے تقویٰ کے معنی فضول حلال سے بچنے کے پائے ہیں۔ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّمَا سُمِّیَ الْمُتَّقُوْنَ مُتَّقِیْنَ لِتَرْکِھِمْ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذَراً عَمَّا بِهِ الْبَأْسُ۔

ترجمہ: جن چیزوں میں کوئی خدشہ نہیں۔ انہیں امور محرمہ کی بنا پر ترک کرنے کی وجہ متقیوں کو متقی بولا جاتا ہے۔

تقویٰ ہر اس چیز سے بچنے کا نام ہے جس سے تیرے دین میں ضرر اور اند ہے۔ جیسا کہ مریض ہر اس چیز سے پرہیز کرے جو اس کو نقصان دیتی ہے۔ خواہ کھا

Marfat.com

...ئے یا پہننے کی ہو یا میوہ وغیرہ۔ تو کہا جاتا ہے کہ اس بیمار نے ان چیزوں سے تقوی ...یز کر لیا ہے۔ دین کے معاملہ میں خوف اور خدشہ دو قسم کے ہیں۔

... حرام ۲۔ فضول

... حلال اس لیے کہ فضول حلال کے ساتھ مشغول ہونا یا اس کے کرنے والے کو حرام ...بت کے ارتکاب کی دعوت دیتا ہے اور سب چیزیں نفس سرکشی اور خواہشات کی ...اور بے حیائی کی بناء پر ہیں۔ لہذا جو شخص اپنے دین میں ضرر سے مامون ہونا چاہے ...ت سے اجتناب کرے اور فضول حلال کے ارتکاب سے باز رہے اور اس بات سے ...ہوئے کہ کہیں یہ حرام کے ارتکاب کا باعث اور سبب نہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ ...وسلم کا فرمان ہے۔

...م مَالَا بَأسَ بِهٖ حَذَرًا عَمَّا بِهٖ بَأسٌ۔

یعنی فضول حلال کو وقوع حرام کا خوف اور خدشہ رکھتے ہوئے ترک کر دینا تو تقوی ...جے کا ہے۔

...بعد شر اور برائیوں کی دو قسمیں ہیں۔

... ایک تو حرام جیسا کہ معاصی اور گناہ کبیرہ اور دوسرا فضول حلال جن کا تعلق شہوت ...کے ساتھ ہے۔ پہلی قسم کا تقوی فرض ہے۔ اس کے چھوڑنے پر عذاب کا ہونا ...ہے۔ دوسرا خیر اور ادب کے نور پر ہے۔ اس کے چھوڑنے پر قید اور حساب عار اور ...اجب ہے۔ لہذا جس نے پہلا مرتبہ حاصل کیا وہ تقوی کے ادنی درجہ حاصل کیا اور

Marfat.com

یہی طاعت پر استقامت حاصل کرنے والوں کا مقام ہے اور جس نے دوسرے در
حاصل کیا یہ تقوی کا اعلی مقام ہے اور یہ مباح امور کو چھوڑنے پر استقامت حاصل کرنے
والوں کا مقام ہے۔

جب بندہ ان دونوں امور کو جمع کر لیتا ہے یعنی ہر معصیت اور فضول شے
سے تو تقوی کے معنی کامل ہو گئے اور اس کے حقوق اس نے ادا کر لیے اور تمام امور خیر
کر لیا جو کہ تقوی کے معنی میں مضمر اور پوشیدہ ہیں۔ اور یہی ورع کامل ہے کہ تمام امو
کی جڑ ہے اور بنیاد ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے ادب کا مقام ہے۔ اور یہی تقویٰ کے معنی
نفس میں تقوی کا پختہ ارادہ کے ساتھ قائم اور ثابت قدم رہے ہر معصیت اور گنا
روکے، ہر فضول شے کے ارتکاب سے اس کو محفوظ رکھے جب تو اس کلیہ پر کار بند ہو
گا۔ تو اس وقت آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، ہاتھ، پاؤں، شرمگاہوں کا تقویٰ
کرنے والا ہو جائے گا اور اس وقت نفس کو تقویٰ کا لگام ڈالا جاوے گا۔

Marfat.com

امانت آٹھ اجزاء کے متعلق

ِن اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ؕ
سَ الْمَصِيْرُ۔ (ال عمران 162:3)

: تو کیا جس نے پیروی کی رضائے الٰہی کی اس کی طرح ہوسکتا ہے جو حق دار بن گیا
ندتعالیٰ کی ناراضگی کا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

الیٰ نے انسان کو آٹھ چیزیں بطور امانت دی ہیں اور ہدایت کیا ہے کہ ان اجزاء کو تا
ت محفوظ رکھو اور ان کا غلط استعمال نہ کرو۔ اور روز قیامت یہ آٹھ اجزاءِ امانت صحیح
ت لوں گا۔ وہ اجزاء یہ ہیں۔

آنکھیں ☆ کان

زبان ☆ دل

پیٹ ☆ شرمگاہ

ہاتھ ☆ پاؤں

ھیں:

آنکھوں سے برے کاموں کی طرف نہیں دیکھنا اور اپنی نظروں کو نیچے کرنا ضروری
ظروں کے نیچے کرنے سے مراد حیاء ہے۔ حیاء وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حق میں وہ بات
جس کا وہ اہل نہ ہو۔ محارم الٰہیہ کو چھوڑ کر اور تمام گناہوں کو صرف حیاء کی وجہ سے چھوڑ
ور نہ خوف کی وجہ سے اس کی طاعت اور عبادت کرتا رہے اور جانے رہے کہ خدا تعالیٰ

Marfat.com

اس کی ہر ایک بات پر مطلع ہے۔اس لیے اس سے شرماتا رہے۔قلب ہیت کے
سے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیاء پیدا ہوتی ہے۔اس کو حیاء کہتے ہیں۔

کان:

کانوں سے فضول اور لغوی باتیں نہ سننا قوت سمع کی حفاظت کرنا ضروری

زبان:

زبان کی حفاظت کرنا اس لیے کہ یہ سرکش اور بے حیائی کے اعتبار سے
ہے اور فساد کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔

دل:

دل کی نگرانی کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک وسوسہ کی جگہ ہے۔شیطان
وسوسہ ڈالتا ہے اور دل قبول کر کے خرابی پیدا کرتا ہے۔دل میں شیطان کا بائیں ط
ہے۔

اقسام قلب

اقسام قلب تین ہیں

۱۔ قسم اول یہ وہ دل ہے کہ جس میں عشق اور محبت کی آگ بھری ہوئی
شوق واشتیاق اور ذکر فکر کے سبب سے پرنور ہو۔دل یہی ہے چونکہ بجز اللہ تعالیٰ
طلب نہ کرتا ہو۔

۲۔ اہل سلب یعنی بے معرفت استخوان فروش کہ خود تو کچھ بھی نہیں صرف

Marfat.com

اجداد کی بزرگی بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتا ہو۔ فریب کے چند حصے ہیں۔ آنکھیں بند کرنا، اور کھولنا، اوپر کو دیکھنا، اور کسی ولی اللہ کا نام لینا یا کسی فرشتے کا نام لینا یا کسی پیغمبر کا نام لینا یا کسی اصحاب کا نام لینا اور نعرہ لگانا۔ لوگوں کو دھوکہ دینا اور ان سے رقم وصول کرنا فرضی باتیں بہت کرنا۔ ایسے فقیر سے گریز کرنا چاہیے۔ اس کے نزدیک جانا بمزلہ گناہ کے ہے۔ دنیا اور آخرت سے دور ہو جاتا ہے۔

۳۔ وہ دل ہے کہ دنیا کافر کی زنجیر اس کی گردن میں پڑی ہوئی ہو اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر بظاہر مومن مگر باطل میں کافر۔ یہ دل نہیں بلکہ ایسا دل ریا کار ہے۔ اس دل کا تمام کام ریاکاری کا عبادت اور ریاکاری کا سخاوت ظاہر کرتا ہے۔ قبلہ بابا مبارک نے پشتو میں ایک شعر کہا ہے۔

دریا کار عبادت وار دریا کار دسخا نادے خدئے پاک زنه مریدانان او اولاد اساتی۔

ترجمہ: ریاء کی عبادت اور سخاوت سے اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے مریدوں کو بچائے۔

جس کا دل خدائے تعالیٰ سے لو لگائے ہو اس دل کا کیا پوچھنا۔ وہ تو شوق و اشتیاق اور اس کی تپش اسی کو معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ سردیوں میں خصوصاً ہر جنس کو آگ بھلی معلوم ہوتی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے

لَذَّةُ الْاَفْكَارِ خَيْرٌ مِنْ لَذَّةِ الْاَذْكَارِ

ترجمہ: فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے۔

فرمایا گیا ہے کہ ذکر فکر یہ ہے کہ جب دنیا علم قیل و قال وغیرہ کچھ نہ رہے اور صرف خدا تعالیٰ کا ذکر فکر باقی رہے۔ حدیث مبارکہ ہے

واذکر ربک اذا نسیت

ترجمہ: اور اپنے رب کو یاد کر جب بھی تو اس کو بھول جائے۔

دوسری حدیث مبارکہ ہے

اَلذِّکرُ بِلَا فِکرٍ کَصَوتِ الکَلبِ

ترجمہ: ذکر بلا فکر گویہ کتے کی آواز ہے۔

انسان کے دل میں دو سوراخ ہیں۔ اس کو عام لوگ کان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے قلب میں بائیں طرف ایک فرشتہ مسلط کیا ہے جو کہ اس کو خیر اور بھلائی کی دعوت دیتا ہے۔ اس فرشتے کا نام ملہم ہے۔ اور اس کی دعوت کو الہام کہا جاتا ہے۔ اور اس کے برخلاف ایک شیطان بائیں طرف دل پر مسلط ہے۔ جو کہ بندے کو برائیوں پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کا نام وسواس ہے اور اس کی دعوت کا نام وسوسہ ہے۔ یعنی فرشتہ انسان کے دائیں طرف مسلط ہے اور شیطان بائیں طرف مسلط ہے۔ یہ دونوں سوراخ ان دونوں کا جگہ ہے اور دونوں اپنا کام یکجا کرتے ہیں۔ فرشتے کا تعلق روح اور شعور کے ساتھ ہے۔ اور شیطان کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ جب ملہم فرشتہ نفس اور شیطان پر غالب ہو جاتا ہے تو روح اور شعور اپنا کام تیزی سے کرتے ہیں۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور نفس اور شیطان مغلوب ہوتا ہے۔ اور جب نفس اور شیطان غالب ہوتا ہے تو انسان

Marfat.com

ں خرابی کرتا ہے۔ اور روح اور شعور مغلوب ہوتا ہے۔ تو وسواس دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔
انسان ان وسوسوں کے موافق عمل نہ کرے یا زبان سے کچھ نہ کہے تو عین ایمان کی نشانی
ہے۔ اور جو وسوسے پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیتا ہے۔

قلب کے دو معنی ہیں۔ اول تو گوشت کا ٹکڑا ہے اس کو قلب کہتے ہیں۔ جو کہ
ان کے دائیں طرف سینے میں واقع ہے۔ دوم لطیفہ قلب روحانی ہے جس کو قلب جسمانی
ے تعلق ہے۔ اور یہی لطیفہ قلب حقیقت انسانی کہلاتا ہے۔ اور اس کی تحقیق روح کے راز
ں ہونے پر موقوف ہے۔ اور اس کا نور سرخ ہے۔ اس کو لطیفہ قلب کہتے ہیں۔

یت:

حرام چیزوں سے پرہیز کرے یعنی شریعت کے برخلاف جو مال حاصل ہوئے
ں سے بچتا رہے اور کھانے اور پینے میں تجاوز نہ کرے کیونکہ حرام ہے۔

رمگاہ:

اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور محرمات سے بچتا رہے۔

اتھ اور زبان:

یث مبارکہ ہے

سلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔ (بخاری)

مہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

Marfat.com

نفس کے متعلق

نفس پر پختہ ارادہ سے قائم اور ثابت قدم رہنے اور ہر مصیبت سے اس کو روکے اور ہر فضول شے کے ارتکاب سے نفس کو محفوظ رکھے غرضیکہ جب تو اس کلیہ پر کار بند ہو جاوے گا تو اس وقت اپنی آنکھوں، زبان، کانوں اور دل، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ اور پاؤں تمام اعضاء میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ حاصل کرنے والا ہو جائے گا اور نفس کو تقویٰ کا عادی ڈالے گا۔ تو اس وقت نفس میں تقویٰ کے استعمال کا طریقہ معلوم ہو جائے گا۔

آنکھ اور شرمگاہ کے متعلق

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ (النور ۲۴:۳۰)

ترجمہ: آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں شرمگاہوں کی یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کے کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔

اس آیت میں تین چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ تادیب ۲۔ تنبیہ ۳۔ تہدید

ان کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۔ تادیب اس جملہ میں بیان کی گئی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔

ترجمہ: آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں۔

Marfat.com

بندے کے لیے سید اور آقا کے حکم کی تعمیل اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری عمل ہے۔ ورنہ اس کا شمار گستاخوں میں ہو جائے گا اور اس کو اپنی مجلس میں آنے سے روک دیا جائے گا اور کبھی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۲۔ تنبیہ اللہ تعالٰی کے اس ارشاد میں مذکور ہے۔

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

اس کے دو معنی ہیں۔

پہلے یہ چیز تمہارے قلوب کے لیے زیادہ پاکیزگی کا سبب ہے۔ اس لیے کہ اذکی کے معنی طہارت کے ہیں۔ اور تزکیہ تطہیر کو بولا جاتا ہے۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں تمہارے لیے بھلائی، زیادتی اور کثرت کا باعث ہیں۔ اس کے لیے اذکی کے معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے بھی آتے ہیں۔ غرضیکہ تنبیہ فرمادی کہ نگاہوں کے نیچے رکھنے میں قلب کی طہارت اور اطاعت و امور خیر کی کثرت ہے۔ اس لیے کہ اگر تو اپنی نگاہوں کو نیچا نہیں رکھے گا بلکہ چاروں طرف گھمائے گا تو فضول اور لغوی اشیاء پر تیری نظر پڑے گی اور اس میں بھی خدشہ ہے کہ تیری نگاہ حرام شے پر بھی پڑ جائے گی۔

اب اگر تو اس کے ارتکاب کا قصداً ارادہ کرے گا تو یہ بڑا گناہ ہو جائے گا اور بسا اوقات تیرا قلب اس کے ساتھ معلق اور وابستہ ہو جائے گا۔ اور اگر اللہ تعالٰی کی رحمت شامل حال نہ ہوئی تو تو ہلاک اور برباد ہو جائے گا۔ منقول ہے کہ بندہ ایک بار دیکھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا قلب ایسا وابستہ ہو جاتا ہے جیسا کہ چمڑا رنگ میں پڑا رہتا ہے سو اس سے وہ

کبھی نفع نہیں حاصل کر سکتا ہے۔ جس شے پر نظر پڑ جاتی ہے اگر وہ مباح یا جائز یا ناجائز ہو تو اکثر اس کے ساتھ تیرا قلب وابستہ رہے گا اور وسواس اور خطرات آتے رہیں گے۔ کبھی تیری رسائی وہاں تک نہ ہو سکے گی۔ اور تیرا قلب اس کے ساتھ مشغول رہے گا۔ اور اس کی وجہ سے تو تمام امور خیر سے باز رہے گا اور اگر تو نے کسی کی جانب نظر نہ اٹھائی ہو گی تو اس تمام اشیاء سے تو راحت اور آرام میں رہے گا۔

حضرت عیسیٰؑ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ اپنی نظروں کو محفوظ رکھو اس لیے کہ یہ قلب میں شہوت کو پیدا کر دیتی ہیں۔ اور نظر کرنے والے کے لیے کہ چیز بہ اعتبار فتنہ کافی ہے۔ حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا ہے کہ شہوت سے باز رہنے والے کو نگاہیں نیچی رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی اپنی نگاہ پر قابض ہوا تو تمام گناہوں سے بچ گیا۔

۳۔ تہدید اس حصہ میں مذکور ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ۔ (المومن ۴۰:۱۹)

ترجمہ: وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان باتوں کو جنہیں سینے چھپائے ہوئے ہیں

جو شخص اپنے پروردگار سے خوف رکھتا ہے اس کے لیے تحذیر اور تہدید کافی ہے۔

قرآن کریم سے پہلا اصول ثابت ہوا اور دوسرا اصول حدیث مبارکہ ہے

اَلنَّظَرُ اِلٰی مَحَاسِنِ الْمَرْأَۃِ سَھْمٌ سُمُوْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ فَمَنْ تَرَکَھَا اَذَاقَہُ اللّٰہُ طَعْمَ عِبَادَۃٍ تَسُرُّہٗ۔

ترجمہ: عورت کی خوبیوں کی طرف نظر کرنا یہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر یلا تیر ہے۔ لہذا جو شخص اس کے ارتکاب کو ترک کر دیتا ہے اللہ تعالٰی اس کو ایسی عبادت کا مزہ چکھاتا ہے اور اس کو خوش کر دیتا ہے اور عبادت کی شیرینی اور مناجات کی لذت حاصل ہوتی ہے۔

عابدین کے نزدیک اس کی یہی حقیقت ہے اور یہ ایسی شے ہے کہ جس کا علم تجربے سے ثابت ہوا ہے۔ اور جو اس پر عمل پیرا ہوا اس کے لیے یہ شے ثابت ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ جب فضول اور بے سود اشیاء کی طرف سے اپنی نظروں کو پھیرے گا تو عبادت کی لذت و طاعت کی حلاوت اور قلب کی صفائی ایسی محسوس ہوگی کہ قبل اس کا کبھی احساس نہ ہوا ہوگا اور اصل ثالث یہ ہے کہ اپنے اعضاء میں سے ہر ایک عضو کی طرف بغور دیکھے کہ کس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اس کی حقیقت کے متعلق غور کرے تو اس اصول کو پیش نظر اس کو محفوظ سالم کرے گا۔ یعنی یہ جنت کے باغیچوں اور محلات میں چلنے کے لیے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں ان سے بڑھ کر اور کوئی فضیلت اور کرامت نہیں ہے۔ کانوں کو فضول اور لغوی امور سے محفوظ رکھنا اور اپنے کانوں کو بری باتوں کے سننے سے محفوظ رکھو تو بہتر ہے۔ زبان کی حفاظت اور اس کے مقید کرنے کی حاجت درکار ہے۔ اس لیے کہ یہ سرکشی اور بے حیائی کے اعتبار سے بڑی دلی دشمن ہے۔ اور فساد کے اعتبار سے بہت بڑی

Marfat.com

بلند ہے۔ خاموشی کو لازم پکڑنا یہ گویائی اور گفتگو سے بہتر ہے۔ جس شخص کی گویائی گفتگو زائد ہو جائے اس کی غلطیاں بھی زائد ہو جاتی ہیں۔

غیبت، یہ تو طاعات کو ہلاک اور برباد کر دینے والی چیز ہے۔ غیبت کرنے سے بندہ اپنی نیکیاں برباد کر دیتا ہے اور اس کی عبادت اللہ تعالیٰ منظور نہیں کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شب معراج میں دوزخیوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو کہ مردار کھا رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیلؑ نے بیان کیا کہ یہ لوگ انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ یعنی دنیا میں غیبت کرتے تھے اور اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتے تھے اور یہ دوزخ کے کتے ہیں۔

جائز اور مباح

جائز اور مباح کلام۔ اس کی چار شکلیں ہیں۔

۱۔ کراماً کاتبین کو ایسے امور کے ساتھ مشغول کرنا کہ جس میں کوئی خیر اور فائدہ نہیں تو انسان پر واجب اور ضروری ہے کہ ان سے شرمائے اور ان کو ایذا اور تکلیف نہ دے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کو لغو اور بے کار باتوں کا پہنچنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیے۔

۳۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال نامہ پڑھا جائے گا وہ دن مصیبتوں کا دن ہوگا۔

۴۔ بے ہودہ کلام پر ملامت اور عار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے حجت اور حیاء کا درواز

Marfat.com

ہے۔ تو اس وجہ سے فضول اور لغوی امور سے احتراز کرنا چاہیے۔ یعنی اپنی زبان کو بند

چاہیے۔

:

یہ تمام اعضاء میں حضوری کے اعتبار سے بہت بلند، اثرات قبول کرنے کے اعتبار

فائق، معاملات کے اعتبار سے دقیق، اصلاح کی حیثیت سے مشکل اور احوال کے

سے دشوار ہے۔

مُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ (المومنین ۱۹:۴۰)

: اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور جو دلوں میں پوشیدہ ہے وہ بھی جانتا

هُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ (الاحزاب ۵۱:۳۳)

: اور (اے لوگو) اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔

عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (الانفال ۴۳:۸)

: بیشک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔

مبارکہ ہے

لّٰه لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اَجْسَامِكُمْ وَاِنَّمَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ

: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور کھالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر فرمانے کا مقام ہے۔ اس لیے اس کو پاکیزہ مزین اور خوب صورت

تا کہ اللہ تعالیٰ عیب، برائی، گندگی اور آفت کو اس میں نہ دیکھے۔ قلب بمنزلہ بادشاہ کے

Marfat.com

ہے اور جب بادشاہ راہ راست پر ہو تو رعایا خود بخود راہ راست پر ہوتی ہے۔ قلب بدن کا ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ راست پر ہو تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور جب خراب ہو تو سارا بدن خراب ہوتا ہے۔

پیٹ:

پیٹ کی حفاظت کرنا عبادت کے طلب گار کے لیے ہے۔ پیٹ کی حفاظت اور اس کی اصلاح کی حاجت ہے۔ کوشش کرنے والوں کے لیے بہ اعتبار اصلاح کے یہ تمام اعضاء میں سب سے مشکل اور ایسے ہی مشقت اور شغل کے اعتبار سے زائد اور نقصان و اثر انداز ہونے کی وجہ سے بلند ہے کیونکہ معدن اور منبع ہے اور اس سے تمام اعضاء کا تعلق قوت اور کمزوری اور بے حیائی کے اعتبار سے اولاً اس کو حرام اور مشتبہات کے مقامات سے بچانا چاہیے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی ہمت ہو تو فضول حلال شے سے بچنا ضرورت ہے۔ حرام سے تین طریقوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

اول: نار جہنم سے بچنے کی وجہ

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا۔ (التحریم ٦:٦٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔ (النساء ١٠:٤)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں

میں آگ اور وہ عنقریب جھونکے جائیں گے بڑھکتی آگ میں۔

مشتبہ چیزوں کا کھانے والا مردود ہے۔ اس کو عبادت الٰہی کی توفیق نہیں ہوتی۔

یے کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت اور عبادت پاک اور صاف ادا کر سکتا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنبی اور ناپاک آدمی کو مسجد میں داخل

اور بے وضو آدمی کو قرآن پاک کو مس کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جُنُباً اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا (النسآء ۴: ۴۳)

: اور نہ ناپاکی کی حالت میں مگر جب مسافر ہو، یہاں تک کہ تم غسل کرلو۔

جب تم لوگ جنبی ہو اور پانی نہ ملے تو روانگی سے پہلے تیمم کرلو اور بعد روانہ ہو جاؤ

راستہ میں مسجد یا اور جگہ پانی مل جائے تو وہاں غسل کر کے اپنے آپ کو پاک اور صاف

اور پھر اپنے راستہ پر روانہ ہو جاؤ۔ حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص

ز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام ہو۔ آفت یہ ہے کہ جو شخص زائد کھاتا ہے تو

قلب سخت ہو جاتا ہے اور اس کے نور اور روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ جو شخص زیادہ کھاتا ہے

تا ہے اس کا قلب مردہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہو جاتا ہے۔

ھانے میں تمام اعضاء کو فتنہ میں مبتلا کرنا اور فضول اور فاسد کاموں پر آمادہ کرتا ہے۔

لیے کہ انسان جب سیر ہو تو اس کی آنکھیں امور حرام کی طرف دیکھتا ہے۔ اور تمام اعضاء

ے رہتے ہیں، کان سننے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، زبان بولنے اور شرمگاہ خواہش کرنے

م اس کی طرف چلنے کی تمنا کرتے ہیں۔ اگر انسان بھوکا ہوگا تو تمام اعضاء ساکن اور

Marfat.com

تھکے ہوں گے۔ اور کسی چیز کی خواہش نہیں ہوگی۔ زائد کھانا فہم اور سمجھ کو ختم کر دیتا ہے
کھانے والا عبادت نہیں کر سکتا۔ زائد کھانے سے شہوت زائد پیدا ہوتی ہے۔ ہر
زیادہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر بیماری کا علاج بھوک اور پرہیز ہے۔

جو شخص زیادہ کھانا کھاتا ہے اس کے تمام اعضاء بھوکے ہوتے ہیں۔ اور
کام کے لیے تیار ہیں۔ جو شخص بھوکا اور پیاسا رہتا ہے اس کے تمام اعضاء سیر ہو
اور کسی حرام شے پر اس کی نظر نہیں لگتا اور ہر بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔

فقیر کی دس صفات کے متعلق

فقیر کی دس صفتیں درج ذیل ہیں۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(البقرہ ۲:۵)

ترجمہ: یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب (کی توفیق) سے اور یہی دونوں جہانوں میں کامیاب ہیں۔

اول: زبان اور ہاتھ کو اپنے قابو میں رکھنا۔

حدیث مبارک میں ہے کہ

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

ترجمہ: مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

دوم: غیبت سے بچنا۔

جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات ۴۹:۱۲)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔

سوم: کسی کو حقیر نہ جانے اور اس کی ہنسی نہ اڑائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ۔

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔(الحجرات ۴۹:۱۱)

ترجمہ: نہ تمسخر اڑائے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا، شاید وہ ان مذاق اڑانے

Marfat.com

والوں سے بہتر ہوں۔

چھارم: محارم پر نظر نہ ڈالنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ (النور ۲۴:۳۰)

ترجمہ: آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہوں کو۔

پنجم: راستی اور راستبازی سے کام لیں۔

حکم خداوندی ہے

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔ (الانعام ۶:۱۵۳)

ترجمہ: اور جب کوئی بات کہو تو انصاف کی کہو۔

ششم: انعامات واحسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے، تاکہ نفس تکبر اور غرور میں مبتلا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ۔ (الحجرات ۴۹:۱۷)

ترجمہ: بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی۔

ھفتم: اپنا مال ومتاع راہ حق میں صرف کرے نہ کہ اپنے نفس کی خواہشات میں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا۔ (الفرقان ۲۵:۶۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی۔

ھشتم: اپنے نفس کے لیے بہتری اور بھلائی نہ چاہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ (القصص ۲۸:۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس (کی نعمتوں) کو ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی۔

نہم: نماز پنجگانہ کی حفاظت کرتا ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ ۲:۲۳۸)

ترجمہ: پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتے ہوئے۔

دہم: سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہنا۔

ارشاد ربانی ہے

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام ۶:۱۵۴)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں

☆ توبہ .... گناہ کو
☆ جھوٹ .... رزق کو
☆ غیبت .... نیک اعمال کو
☆ غم .... عمر کو
☆ صدقہ .... بلا کو
☆ پشیمانی .... سخاء کو
☆ تکبر .... علم کو
☆ غصہ .... عقل کو
☆ نیکی .... بدی کو
☆ عدل .... ظلم کو

کبھی ترجیح نہ دو

☆ گمراہی کو .... ہدایت پر
☆ کفر کو .... ایمان پر
☆ شک کو .... یقین پر
☆ جہل کو .... علم پر
☆ نفاق کو .... اخلاص پر

Marfat.com

ہلاکت کو .... نجات پر

دوزخ کو .... جنت پر

بدعت کو .... سنت پر

مجلس میں سب کے یکساں ہونے کے متعلق

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَعَلٰى نُوْرٍ مِنْ رَّبِّهٖ۔

(۲۲:۳۹)

: بھلا وہ (سعادت مند) کشادہ فرما دیا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ رب کی طرف سے دیے ہوئے نور پر ہے۔

قبلہ بابا مبارک کی مجلس میں کسی شخص کو بیٹھنے والے کو یہ گمان کبھی بھی نہ ہوتا تھا کہ کے نزدیک اس سے زیادہ اس مجلس میں کسی کو بھی وقعت وعزت ہے۔ جولوگ آپ بض صحبت سے دور ہو جاتے تھے تو آپ ان کا حال دریافت فرماتے تھے اور ان کو دعا ساتھ یاد کرتے اور ان کو ہر وقت یاد رکھتے اور کسی محب کو بھول نہ جاتے اور اگر مرید یا ت دنیا سے پردہ کیے ہوئے ہوتے تو ان کو ہر وقت دعا میں یاد کرتے اور ان کے حق میں رتے اور اگر مریدین میں سے کسی مرید سے قصور سرزد ہو جاتا تو آپ اس سے درگزر تے اور جو کوئی آپ کے سامنے کسی بات پر قسم کھاتا تو خود اس کی تصدیق کرتے تھے۔ س کے متعلق آپ اپنا راز مخفی رکھتے اور اگر کسی وقت غصہ میں آجاتے تو بددعا کر کے پھر وقت اس کے لیے دعا طلب کرتے تھے۔ اور دعا میں یہ بات کہتے تھے کہ یا اللہ اس

بددعا کو دعائے فیض میں تبدیل کرایا جاوے اور جس شخص پر گزار کرتے تو اس شخص سدھر جاتا۔ بگڑتا نہیں یعنی ہر مرید کا یہ عقیدہ تھا کہ قبلہ بابا مبارک جب غصہ ہو جاتے مجھے گالی اور بددعا دے دے۔ وہ گالی یا گزار یا بددعا اس وقت دعا میں تبدیل ہو جا وہی مرید کامیاب ہو جاتا تھا۔

قصہ بہادر شاہ باباؒ کے متعلق

ایک دن حافظ محمد یوسف نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور طبیعت خراب ہے۔ شاہ باباؒ کے دربار میں میرے ساتھ جاویں۔ میں نے بجواب کہا کہ بھائی اب قبل مبارک کے آنے کا وقت ہے اور اس کے لیے جگہ تیار کرنا ہے۔ حضور کا کل انتظام می سپرد تھا اس وقت اصغر شاہ اور فتح شاہ اور غلام مصطفیٰ تمام نے مل کر مجھے مجبور کیا کہ تم روا گے۔ مجبوراً میں راضی ہو گیا۔ جاتے وقت میں نے محمد نواز خان کو کہا کہ جب قبلہ بابا مب آجاویں تو ان کے لیے جگہ بیٹھنے کے لیے بنوا دے اور ہم روانہ ہوئے تو نواز خان نے تم تمام کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا محمد یوسف بیمار ہے۔ حضرت پیر بابا بہادر شاہ باباؒ ک دربار جاتے ہیں۔ محمد نواز خان نے ذمہ داری اٹھائی اور کہا کہ جاؤ میں قبلہ کے لیے جگ کر لوں گا۔ اس پر ہم دربار سے روانہ ہو گئے۔

بہادر شاہ باباؒ کے دربار میں پہنچے تو وہاں پر دعا کی اور محمد یوسف نے ایک ر تلاوت فرمائی اور بعد میں دعا کے بعد وہاں سے رخصت ہو کر چھاؤنی سیالکوٹ کے چلے گئے۔ چھاؤنی میں ایک جامع مسجد نیا بنایا گیا تھا جو اس وقت تیار ہوا تھا۔ اس کے د

ے لیے چلے گئے۔ مسجد میں داخل ہو کر ملاخطہ کیا گیا اور ہم تمام مسجد کے تعمیر پر خوش ہو کر
پس بازار آئے اور وہاں چائے نوش کی۔ جب ہم چائے پینے سے فارغ ہو کر واپس
بار ہوئے تو قبلہ بابا مبارک گھر سے دربار آئے تو میرا پوچھا گیا۔ محمد نواز خان نے میری
ایت کی اور کہا کہ پیر صاحب تو اپنے دادا صاحب پیر بہادر شاہ باباؒ کے دربار گئے ہیں۔
ں پر قبلہ بابا مبارک بہت ہی غصے ہوئے اور جلال میں آ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ہم تمام
پس آئے تو میں پہلے جا کر قبلہ بابا مبارک کو سلام کر کے قدم بوسی کی اور ہاتھ چومتے
ئے مجھے کہنے لگے یہ بہادر شاہ ہے۔

میں یکدم سمجھ گیا اور جواب دیا اور ساتھ ہی قسم کھایا اور کہا کہ میں تو امان صاحب
ے واسطے سودا لایا ہوں اور گھر لے گیا ہوں۔ اس پر قبلہ بابا مبارک نواز خان کو غصے ہوئے
ر گالی گلوچ کی اور کہا کہ تم مجھ پر اچھے اچھے مریدین خراب کرتے ہو۔ محمد نواز خان خفا ہو کر
ا گیا اور میں بھی خفا ہو کر چلا آیا۔ باقی ماندہ میرے ساتھی بھاگ گئے تھے۔ اتنے میں ایک
ئل آیا اور اس نے اپنے ساتھ کپڑے اور ترے لا کر پیش کیے اور قبلہ کے سامنے رکھ
یے۔ اس وقت حضور کے پاس کوئی مرید موجود نہ تھا۔ تو قبلہ بابا مبارک نے آواز دی اور
واز پر مولانا سید الرحمٰن استاد دوڑ کر گئے تو قبلہ نے ان کو حکم دیا کہ پیر صاحب کو بلا لے آؤ۔
ید الرحمٰن نے مجھے (پیر صاحب میر زمان شاہ) بلایا اور کہا کہ قبلہ یاد کرتے ہیں۔ جلدی
ؤ، میں دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ جب قبلہ کے سامنے ہوا تو قبلہ نے آواز دی کہ پیر شہزادہ جلدی
ؤ اور یہ کپڑے وغیرہ لوگوں میں تقسیم کر دو اور ساتھ ہی سید الرحمٰن استاد کو کہا کہ تمام مریدین

Marfat.com

کو بلوا لے اور سید الرحمٰن استاد نے تمام مریدین کو بلایا۔ جب تمام مریدین حاضر ہوئے میں نے کپڑے اور دوسرا سامان تقسیم کرنا شروع کیا اور قبلہ بابا مبارک پشتو میں ایک مصرع کہہ رہے تھے اور ساتھ ہی اشارہ کر رہے تھے کہ یہ ہے۔

پشتو کا شعر

دبنکمۃ راغلل فوجونا
پہ ھر چہ پیر یوۃ غمونا

ڈمبنے ڈیرہ شویہ مردان
غوغا شوپہ درست جھان

ترجمہ: کلکتہ سے فوج آگئی ہر کسی کے اوپر غم کے انبار پڑ گئے۔ پہلے مردان میں ڈیرہ لگایا پورے جہاں میں یہ شور ہوا۔

یہی مصرع بار بار کہہ رہے تھے اور میری طرف اشارہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہے۔ تمام مریدین کو پتہ نہ چلا کہ قبلہ بابا مبارک کیا کہتے ہیں۔ رمز کے شعر پڑھتے تھے اور وقت ایسا گفتگو شروع کر یا اور تمام مریدین کو راضی کر دیا اور اس کے بعد میں گھر چلا گیا اور امان صاحب کو کہا کہ محمد نواز خان نے میرا شکایت کیا ہے۔ اور قبلہ بابا مبارکؒ مجھ سے خفا ہوئے ہیں۔ اگر بابا مبارکؒ نے پوچھا تو یہ سودا میں لایا ہوں۔ سودا لے لو اور امان صاحب

Marfat.com

کہا اور سمجھایا۔ اماں صاحب نے کہا کہ جاؤ میں بابا مبارک کو سمجھا دوں گا۔ کچھ دن
بابا مبارکؒ نے مجھے کہا کہ بچے اپنے داداؤں کو دعا کرتے رہو کیونکہ انہیں نے تم کو
، وسیلے کے سپرد کیا ہے۔ باقی سب کچھ میرے پاس ہے۔ یہاں سے ملے گا۔
نام لیتے رہو۔ میں نے بجواب کہا کہ آئندہ نہیں جاؤں گا۔ حضور نے کہا نہیں بچے
ہو دگی میں کبھی اپنے دادا کے دربار نہیں جانا میرے بعد ضرور جایا کرو اور زندہ فقیر
ہیں جانا ضروری ہدایت ہے۔

ت قبلہ بابا مبارک اپنے جد کے مزار پر جانے کے متعلق

جب کبھی اپنے جد امجد کے مزار اقدس پر جانا ہو تو پہلے پاؤں کی طرف جا کر کہہ دو
سَلَامُ عَلَیْکُمْ یَا جَدِّیْ" بعد میں مزار اقدس کے قبلے کی طرف ہو کر قبلہ
ف کے قبر کی طرف منہ کر کے پشت قبلہ کی طرف کرو اور بیٹھ جاؤ۔ اور دعوت شروع
عوت یہ ہے۔

درود شریف

نہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۵
نْ اَلْفِ شَھْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ
مْرٍ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ (ایک مرتبہ اور) سُبُّوْحٌ
رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ یہ کلمات اکیس مرتبہ چار ضربی سے
ر اس وقت مراقبہ ہو جائیں اور دل سے خطراب دور کر لے اور دل کو اس بزرگ

Marfat.com

کے سامنے رکھے تو اس بزرگ کی روح کی برکت زیارت کرنے والے کے دل میں جو کچھ ہوگا اور جو مطلب ہوگا اس کو ظاہر ہو جاوے گا اور صاحب مزار کا دیدار بھی ہو گا۔ اگر روحانیت غالب ہے تو کچھ وقفہ کے بعد اپنا مراقبہ چھوڑ دے اور دعا کرے کافی ہے۔ یعنی اس طرح سے کرتا رہے۔ آخر صاحب مزار ایک نہ ایک دن ملاقات کرے گا اور زائرین کی تمنا پوری کرے گا۔

عہد شکنی پر آپ کا گرفت کرنے کے متعلق

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (الفتح ۴۸: ۱۰)

ترجمہ: پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر جس نے ایفا کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

جب کوئی مرید اپنی قسم یا عہد توڑ ڈالتا ہے تو اس کو بذریعہ خواب ڈرا لیتا۔ چاہیے کہ اپنے مرید کو صاحب قدم رکھے اور اگر صاحب قدم نہیں ہوتا ہے تو بذریعہ خوابات ڈرانا چاہیے تاکہ درود وظائف پر آمادہ ہو جائے اور شریعت پر صا رہے۔ قبلہ باباب مبارکؒ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مثال بابا مبارکؒ:

ایک دن میں قبلہ بابا مبارکؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مشغولہ کر رہا تھا۔ د قبلہؒ نے کہا کہ بچے سید جمال بادشاہ کو جب میں نے حج سے روکا اور دربار لایا تو

نا تھا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ آہستہ آہستہ خفگی نے زیادہ زور پکڑا تو روٹی کھانا چھوڑ
اپڑا رہتا تھا۔ ایک دن رات کے وقت حضرت موسیٰ تشریف لائے اور سید جمال
ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ یہ کعبہ ہے۔ یہاں تمہارا حج ہے۔ اور یہاں پر
ے۔ صبح سویرے قبلہ کے پاس جا کر معافی مانگ لی اور اس کے بعد کسی طرح سے قبلہ
ہ کیا۔ قبلہ نے فرمایا آج کل ایک موتی ہے دریا میں۔ حکم خداوند تعالیٰ میں نے اسی
ن مجید کے حکم کو دیکھا اور کہا کہ قبلہ مبارک کے ءَ اَنذَرْتَهُمْ سے کام لے لیا
الیٰ کا حکم پورا کیا گیا۔

فقیر کو ایسا کرنا چاہیے تا کہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خراب نہ ہو
ور اسلام میں ثابت قدم رہے۔ فقیر کو ایسا کرنا چاہیے۔ ظاہری میں اس کو ایسا
ر کے کہا جاوے کہ میں نے تمہیں حق کی دعوت دی تھی۔ مگر تم نے اسے قبول نہیں
ں نے تم کو بار بار منع کیا مگر تم منع نہ ہوئے اور باز نہ آئے۔ میں نے کتنا ہی تمہیں
ن تم ذرا بھی نہ شرمائے۔ میں نے تم کو مہلت دی۔ مدتوں تک تم واپس نہ لوٹے میں
خوشخبری دی اور اسلام کے حقیقت پر سمجھایا اور تمام احکامات سنائے مگر مجھ سے
فرت ہے جو کہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اور تم اپنے کرتوتوں سے باز نہیں آتے ہو
کو بند نہیں کرتے ہو۔ تم نے مجھ سے وعدہ کر کے اپنا عہد کو توڑ ڈالا ہے۔ اگر میں
وک رکھوں اور تم سے بیزار ہو کر تمہارا عذر نہ مانوں اور تمہیں اپنے پاس نہ آنے
ہارا کیا حال ہوگا؟ تمہیں یاد نہیں کہ تم کس عاجزی اور انکساری سے ہمارے پاس

Marfat.com

آئے تھے اور اب تم مجھ سے منحرف ہو گئے ہو۔ تعجب ہے کہ جو شخص ہماری محبت
ہے مگر پھر بھی وہ جوانمردی سے کام نہیں لیتا ہے۔ جو شخص کہ ہماری محبت کی شراب
اور اس کو معلوم نہیں ہے تو پھر کیونکر ہم سے بھاگتا ہے۔ بیشک اگر تم اپنے معاہد
صادق ہوتے تو ضرور تم ہم سے موافقت کرتے۔ تمہاری اگر ہم سے ذرا بھی انسیت
تم ہرگز ہم سے خلاف نہ ہوتے اور ہمارے حکم کو نہ توڑتے۔ ہماری تکلیف تمہار
عین راحت ہوتی۔ دوست دوست کے دروازے سے واپس نہیں جاتا۔ اور اگر
کیے جاتے تو اچھا ہوتا۔ لیکن جب تم پیدا کیے گئے ہو تو تم جانو کہ کس لیے پیدا ہوں
اب بھی نیند سے جاگ جاؤ اور غفلت شعاری سے باز آؤ۔ آنکھیں کھول کر
کہ تمہارے سامنے عذاب الٰہی کا لشکر جما ہوا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا فضل و کرم
شامل حال نہ ہوتا تو اب تک کبھی کی تم پر اس نے فتح حاصل کر لی ہوتی۔ برادر تمہی
بھاری سفر درپیش ہے اس کی تیاریاں رکھو۔ اپنی عمر کی زیادتی، مال و دولت، جا
عزت کے دھوکے میں نہ رہو اور فرصت کو غنیمت جانو ورنہ دنیا غدار تمہیں ا۔۔ مکر
پھنسائے بغیر نہ رہے گی۔ تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ شیطان تمہارے سر پر تلوار
ہوئے کھڑا ہے۔ موقع پاتے ہیں وہ تم پر اپنا وار کر کے رہے گا۔ تم جیسے بہت
جال میں پھنسا چکا ہے۔ مگر ابھی اس کی طمع نہ مٹی ہے۔ اور نہ آئندہ مٹے گی۔ پھر
اس کا وار چل جائے اور تم کو قبر میں پہنچا دے گا تو اب تم قبر میں اور خواہ میدان محشر
ہی حسرت واویلہ کرو گے اور بجائے آنسو کے خون رو گے تو کیا ہوتا ہے اور ا

Marfat.com

ال ہو گا جواب دیا جاوے۔

لر واپس اپنے توبہ کے عہد پر ہوئے تو اسلام کے راستہ پر روانہ کیا جائے گا ورنہ اس کو اپنے
سے فسخ کیا جاوے اور اس پر کوئی نہ کوئی زندگی کی ایک بھوج ڈالا جاوے تاکہ اس کو اٹھا نہ
سکے اور اس کے زیر بار رہے۔

مرید کے فسخ کرنے کا طریقہ کے متعلق

بابا مبارک کے مرید فسخ کرنے کا طریقہ یوں ہے کہ پیر صاحب اپنے مریدین
ں سے چار مریدین کو جمع کر کے اپنے پاس بلوا لیتے اور ایک کاغذ پر اس مرید کا نام لکھتے
س کو اپنے سے فسخ کرنا ہو۔ ان مریدوں کی طرف متوجہ ہو کر حکم کرتا ہے کہ میں نے فلاح
رید کے ساتھ بہت محنت کیا مگر وہ راستہ نہیں پکڑتا۔ اور صاحب قدم نہیں ہوتا ہے۔ لہذا تم
نام روز قیامت میں گواہ ہوں گے کہ میں نے اس مرید کو اپنے سلسلہ سے نکال دیا ہے اور
ں نے اپنے اسباق کا اثر کھینچ لیا ہے اور اس کے بعد یہ سبق پڑھ کر وہی کاغذ جس پر فسخ شدہ
رید کا نام لکھا ہوا ہے آگ میں ڈال دیا جاتا۔

**ـل هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یَا جِبْرَائِیْلُ اَللّٰهُ الصَّمَدُ یَا مِیکَائِیْلُ لَمْ یَلِدْ یَا
سْرَافِیْلُ وَلَمْ یُوْلَدْ یَاعِزْرَائِیْلُ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔**

حروف تین بار پڑھ کر کاغذ کو آگ میں پھینک دے۔ پھینکنے سے پہلے جو تکلیف اس پر رکھتا
ہے اور کتنا مدت رکھتا ہے۔ حکم کر کے کاغذ کو آگ میں ڈال دے۔ قبلہ نے میرے سامنے
یسا کیا ہے۔ مندرجہ ذیل مریدین جو کہ اپنے سلسلہ سے فسخ کیے گئے ہیں وہ درج ذیل
یں۔

۱۔ ملنگ بونیر

۲۔ اخوندزادہ ہزارہ

۳۔ محمد اسحاق عرف کونڑے

۴۔ عبدالقیوم پشاوری

۵۔ محمد ظریف پشاوری

۶۔ نظام الدین پشاوری

میرے روبرو مندرجہ بالا کے لیے یہ حکم کیا تھا کہ میں ان کو معاف نہیں کرتا ہو اور اگر میرے بعد تربیت پر آئیں اور میری اولاد سے معافی مانگ لیں تو ان کی مرضی ہے معاف کر دیں یا نہ کریں۔ ان کو اختیار ہے۔ باقی مریدین میں سے عجب گل، محمد ادریس ا یعقوب شاہ سے انتہائی خفاء تھے۔ اور ان کے لیے حکم کیا گیا تھا کہ یہ مریدین میرے پا نہ آیا کریں۔ میرے سامنے محمد ادریس کو کہا تھا کہ میرے سامنے بالکل نہ آیا کرو اور وہی کہ قبلہ کے مرگ پر تجہیز و تکفین کے بعد آیا تھا۔ قبلہ کا منہ مبارک نہ دیکھا تھا۔

مراتب درویش اور مراتب فقیر میں فرق کے متعلق

الَّذِی جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ
تٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ ۔ (انعام ۱۶۶:۶)

اور وہی ہے جس نے بنایا تمہیں (اپنا) خلیفہ زمین میں اور بلند کیا ہے تم میں سے بعض پر درجوں میں تاکہ آزمائے تمہیں اس چیز میں جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہے

تب درویش:

ہمیشہ کے لیے ظاہر میں برباد ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لیے لوح محفوظ سے میں رہتے ہیں۔

درویش بمنزلہ مریض کے ہوتے ہیں۔

درویش کی نظر سے ہر ایک کا دل بیدار ہوتا ہے۔

ایک مصرع ہے۔

تہ چہ د گل صفت کوئے خوزانہ گل جوڑ کڑا او کہ گل نشے
ے دے نہ زانہ بلبل جوڑ کڑا نو خدے واحد او گنڈا.

تم پھول کا صفت کرتے ہو تو اپنے آپ کو پھول بنا، اور اگر پھول نہیں بن سکتے ہو تو پ کو بلبل بنا مگر اللہ جل شانہ کو واحد مانو۔

دوسرا شعر ہے

راز درون پردہ رندان زمست پرس
کیں حال نیست زاھد عالی مقام راہ

Marfat.com

ترجمہ: اندرون پردے کے متعلق رندوں سے پوچھ کیونکہ زاہدوں کو عالی مقام کا حال نہیں ہوتا۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ (الطور ۵۲)

ترجمہ: پس آپ سمجھاتے رہے آپ اپنے رب کی مہربانی سے نہ کاہلی اور نہ مجنون۔

تشریح رند مجذوب کے متعلق

یہ وہ ہستی ہے کہ بظاہر مخلوق کے سامنے بدنام جگہوں میں نشست و برخاست ہے یعنی کنجر خانوں میں، شراب خانوں میں، قمار خانوں میں جاتے رہتے ہیں۔ اور کے لیے ان کی خواب گاہ گندی نالیوں میں پر ہوتی ہے۔ زبان سے ہمیشہ کے لیے الفاظ نکالتے رہتے ہیں اور گالی گلوچ سے باتیں کرتے ہیں۔ جو شخص سامنے کو آتا ہے ساتھ گڑ بڑا کرتے ہوئے چلا جاتا ہے۔ بعض وقت پتھر بھی مارتے ہیں۔ اس کی تمام شریعت کے برخلاف ہوتی ہیں۔ فرشتوں کے ذریعہ سے ان کا اعمال نامہ خراب ہو دنیا کے لوگ اس کو برا بھلا کہتے ہیں مگر وہ کسی کی پروہ نہیں کرتا ہے اور اپنے خدا انس رکھتا ہے۔ عاشق مزاج ہوتا ہے۔ ہمیشہ کے لیے ظاہر میں برباد ہوتا ہے۔ مگر لوح محفوظ کے مطالعہ میں رہتا ہے۔ بمنزلہ مریض کے ہوتا ہے۔ اس کی ایک نظر ایک کا دل بیدار ہوتا ہے۔ اس کو درویش کہتے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے عبادت تفکر مشغول رہتا ہے۔ تفکر عبادت افضل ہے۔

مراتب فقیر کے متعلق

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ○ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ○ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (القلم ۶۸: ۵۰ تا ۵۲)

ترجمہ: پھر چن لیا اس کو اس کے رب نے اور بنا دیا اس کو اپنے نیک بندوں سے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کفار پھسلا دیں گے آپ کو اپنی (بد) نظروں سے جب وہ سنتے ہیں قرآن اور کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہے حالانکہ وہ نہیں مگر سارے جہانوں کے لیے وجہ عزو شرف۔

مراتب فقیر:

فنا فی اللہ غرق توحید و معرفت الٰہی ہے۔ بمنزلہ طبیب کے ہوتے ہیں۔ فقیر کی نظر سے طالب روشن ضمیر اور اپنے نفس پر حاکم ہو جاتا ہے۔ نور ذات میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ دنیا اور دنیا کی کل سلطنتیں اور سیم و زر اس کے سامنے حقیر نظر آتا ہے۔ اور اپنے رب کو پہچان لیتا ہے۔ اور اس کا زبان بند ہو جاتا ہے۔ فقیر وہ ہے کہ صاحب مراتب عین البیان ہو اور دو جہاں اس کا عاشق و مبتلا دل و جان سے اس پر فدا ہوں۔ فقیر کو چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے اور تفکری عبادت زیادہ کرے اور ہر وقت ذکر خفی میں مشغول رہے۔

رند صاحب شریعت کے متعلق

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۔ (البقرہ ۲: ۲۰۷)

Marfat.com

ترجمہ: اور لوگوں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لیے اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر۔

یہ ہستی صاحب شریعت ہوتی ہے۔ مگر وقتاً فوقتاً ایسا فعل کر لیتا ہے کہ دنیا کے لوگ اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

مثال:

۱۔ جیسا کہ عثمان ھارونؒ درمسال جا کر خداوند تعالیٰ کو سجدہ کیا۔

۲۔ جیسا کہ شیخ جنید بغدادیؒ رمضان کے مہینے میں روزہ نہ رکھا۔

۳۔ جیسا کہ بازید بسطامیؒ پر بادشاہ کے دربار میں ایک کنجری نے الزام لگایا۔

۴۔ جیسا کہ قبلہ و کعبہ بابا مبارک ہمیشہ کے لیے کیا کرتے تھے کہ جس ملک میں پہلی مرتبہ جاتے تھے وہاں کے لوگ بہت عزت کیا کرتے تھے۔ اور جب دوبارہ جاتے تو وہاں کے لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور قبلہ پر قسما قسم کے الزامات لگانا شروع کر دیے اور جب لوگ قبلہ بابا مبارک کے پاس آجاتے تو قبلہ بابا مبارک ان کا بہت عزت کرتے اور یہ مصرع پڑھتے۔

پشتو کا مصرع

ننه به شی صاح به شی ته زمنگا رورئے یو کالو سر به گورے

ترجمہ: آج کا دن اور کل دن ہو اور تم ہمارا بھائی ہو اور ایک مکمل سال گزارو گے۔

یہ مصرع اس مرید کے سامنے بھی کہا کرتے تھے جو صاحب قدم نہ ہوتے تھے اور ہمیشہ جھگڑا فساد قبلہ کے ساتھ کرتے تھے۔

Marfat.com

سکوت کے متعلق

۱۔ اَلسَّكُوتُ تاجُ الْمُؤْمِنِيْن

ترجمہ: کم گوئی مومنین کا تاج ہے۔

۲۔ اَلسَّكُوتُ مِفْتَاحُ الْعِبَادَاتِ

ترجمہ: سکوت عبادت کی کنجی ہے۔

۳۔ اَلسَّكُوتُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: سکوت رحمت الٰہی ہے۔

۴۔ اَلسَّكُوتُ حِصَارٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ

ترجمہ: سکوت شیطان سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

۵۔ اَلسَّكُوتُ نَجَاةٌ مِّنَ النَّاسِ

ترجمہ: سکوت لوگوں کے شر سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔

۶۔ اَلسَّكُوتُ سُنَّةُ الْاَنْبِيَاءِ

ترجمہ: سکوت انبیاء کی سنت ہے۔

۷۔ اَلسَّكُوتُ قُرْبُ الرَّبِّ

ترجمہ: سکوت قرب الٰہی ہے۔

۸۔ اَلسَّكُوتُ غَرَقٌ فِیْ نُوْرِ التَّوْحِيْدِ

ترجمہ: سکوت توحید نور الٰہی میں غرق ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ سکوت لاحق سزاوار ہے کہ طالب کو ہمیشہ حضور مشاہدہ میں رکھتا ہے اور اسے لامکاں مقام لاہوت میں پہنچاتا ہے۔ اصل سکوت یہ ہے کہ جسم سے جان جدا کرے اور اسے لامکاں میں پہنچا کر غرق کرے۔ یہ تمام کام تصور سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے خاموشی اختیار کرتا ہے۔ خاموشی لازمی ہے۔

قبلہ بابا مبارک ہمیشہ کے لیے اپنے جان سے روح نکال کر لامکاں بھجواتے تھے۔ میری موجودگی میں کئی بار ایسا کیا تھا جبکہ میں ان کے بدن پر ہاتھ رکھتا تو بالکل ٹھنڈا اور مردے کی شکل اختیار کیے ہوئے معلوم ہوتا۔ حدیث مبارکہ ہے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کل لسانه۔

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا اور جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کا زبان بند ہوا۔

یہ سکوت کا کمال ہے۔ سکوت عبادت کا ایک منبع ہے جس نے اخلاص سے اللہ کہا ازل سے ابد تک دنیا و عقبیٰ و معرفت الٰہی کے کل مقامات اس پر کشادہ ہو جاتے ہیں۔ اور نعمت جاودانی اسے حاصل ہوتی ہے۔ یہ تمام کام تصور اور سکوت سے حاصل ہوتا ہے۔

عمل صالحہ کے متعلق

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (البقرہ ۲:۲۷۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور کرتے رہے اچھے عمل اور صحیح صحیح ادا کرتے رہے

Marfat.com

ور دیتے رہے زکواۃ کو ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس نہ کوئی خوف
ہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جو شخص کہ مالک حقیقی سے سچائی اور راستبازی اختیار کر کے تقویٰ و پرہیزگاری
کرتا ہے وہ شب روز اس کے ماسوا سے بےزار رہتا ہے۔

دل کی کدورت نہیں جا سکتی تاوقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے۔

جب تک کہ نفس اصحاب کھف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ
، اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی اور اگر پیدا ہو گئی تو اس وقت یہ خطاب
ملے گا کہ

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○
خُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (الفجر ۸۹: ۲۷ تا ۳۰)

: اے نفس مطمئن واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی
) وہ تجھ سے راضی پس شامل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری
میں۔

اس وقت وہ حضرت القدوس میں بھی بازیابی حاصل کر سکے گا اور تو جہات و نظر
ت کا کعبہ بنے گا۔ اس کی عظمت اس پر منکشف ہو گا اور مقام رفیع اعلیٰ سے اسے سنائی
نے لگے گا۔

عَبْدِیْ وَکُلّ عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَاَنَا لَکَ

Marfat.com

ترجمہ: اے بندے اور میرے ہر ایک بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے

جب تک اس حال میں مدت تک اسے تقریب الٰہی حاصل رہے گا تو ا

خاصان خدا میں سے ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے ا

مطلع ہو سکے گا۔ اور یہ شخص خداوند تعالیٰ کا امین ہو گا اور اب اس لیے خداوند تعالیٰ نے د

دنیا میں بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے۔ گم

کے بیابانوں میں راہ حق سے گم شدہ لوگوں کو راہ حق پر لا نکالے پھر اگر کسی مردہ دل پر اس

گزر ہوتی تو وہ زندہ دل کرا دیتا ہے۔ اور اگر گنہگار پر اس کی گزر ہوتی ہے تو اسے نصیح

کراتا ہے اور بدبخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔ اولیاء اللہ ابدال کا غلام اور ابدال انبیاء

غلام اور انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام ہیں۔

نصیحت کے متعلق

نصیحت: اے میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کرو

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف ۶۱:۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو تم خود کرتے نہیں ہو۔

خداوند تعالیٰ کو ایک جانو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ جس کا کہ خداوند تعالیٰ

راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے۔ یا ہوا ہے۔ خداوند تعالیٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فر

ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔

Marfat.com

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق

تکُن مّنکُم اُمّۃ یّدعُون الی الخیر ویامُرُون بالمعروف
نھَون عن المُنکر واُولٰئک ھُم المُفلحُون (آل عمران ۳: ۱۰۴)

مہ: ضرور ہونی چاہیے تم میں سے ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دے
ئی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔

تبلیغ کی حقیقت

امر بالمعروف یقیناً واجب ہے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور حکم سب کے لیے عام ہے۔
اس کی دو قسمیں ہیں۔

م اول: خطاب خاص ہے

م دونم: خطاب عام ہے

عام تو ہر جگہ اور ہر شخص پر ہے۔ یہ کسی فرد بشر سے ساقط نہیں ہے۔
خاص صرف علماء دین پر واجب ہے۔

ماں باپ کے ذمہ واجب ہے کہ اپنی اولاد کو نماز، روزہ اور دیگر ضروریات دین کی
ت کریں۔ خاوند پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کو احکام شرعیہ پر مجبور کرے۔ آقا کے لیے
ہے کہ اپنے نوکر چاکر اور جوان کے ماتحت ہوں۔ انہیں نیکی کی طرف راغب کرے۔
کو جب ان کی عمر سات سال ہو جاوے تو نصیحت کرے اور جب دس سال کا ہو
ے تو مار کے پڑھاوے۔ الغرض ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنے ماتحتوں کو امور خیر کا حکم
ے اور خلاف شرع باتوں سے روکے۔

Marfat.com

طریقہ تبلیغ:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ۔ (النحل ۱۶:۱۲۵)

ترجمہ: اے محبوب، بلائیے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (مناظرہ) اس انداز سے کیجئے جو بڑا پسندیدہ اور (شائستہ) ہو۔

فنا کے متعلق

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ۔ (التوبہ ۹:۱۱۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے خرید لیں ہیں ایمانداروں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس عوض میں کہ ان کے جنت ہے۔

تم حکم الٰہی کو مدنظر رکھ کر مخلوقات سے اور اپنے نفس و خواہشات سے اور ارادے کو مدنظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کرو تو اس وقت تم علم الٰہی کے لائق ہوسکو گے۔

مخلوق سے فنا ہونا:

مخلوق سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ ان سے تمہارا تعلق منقطع ہو جائے ان کے نفع سے تم ناامید اور ان کے ضرر سے بے خوف رہو۔

Marfat.com

نی ہستی، اپنے نفس اور اپنی خواہشات سے فنا ہو جانا

نْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ
اْوٰى (النّٰزعٰت ۷۹: ۴۰، ۴۱)

رجو ڈرتا رہا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے اور اپنے نفس کو روکتا ہوگا
ہش سے یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہری
ھالو اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کرو اور نہ اپنے لیے کچھ اپنا بھروسہ سمجھو بلکہ اپنے
وسونپ دو جس نے کہ اولاً تصرف کیا ہے۔ وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا۔

ارادے سے فنا ہو جانے کے متعلق:

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى
(۵۲: ۹، ۱۰)

یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پس وحی کی
اپنے محبوب بندے کی طرف جو وحی کی۔

اپنے ارادوں سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ خشیت الٰہی کے سامنے تمہارا
ادہ نہ ہو بلکہ اس کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور اعضاء اس کے فعل سے خاموش
ر دل مطمئن اور خوش رہے۔ اور ذرہ بھی متقیض نہ ہو اور تمہارا باطن معمور، اور تمام
سے مستغنی رہے اور خود تم قدرت الٰہی کے ہاتھ میں ہو جاؤ۔ وہ ہر جو کچھ بھی تم پر اپنا

Marfat.com

تصرف کرے زبان ازلی سے اس وقت تمہیں پکارے گی اور علم لدنی تمہیں حاصل
جمال کا لباس پہنو گے اور پھر ارادہ الٰہی کے سوا تمہارے اندر کچھ اور نہ رہے گا۔

تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تمہاری طرف منسوب ہوں
درحقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا اور نشاط آخری ہے پھر جب تم اپنے دل میں کوئی ارادہ
خداوند تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کا خیال کرو اور اپنے وجود کو حقیر جانو یہاں تک کہ
وجود پر قضائے الٰہی وارد ہوں۔ اس وقت تمہیں لقا حاصل ہوگی کیونکہ فنا حد ہے۔
کہ اکیلا خداوند تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق خدا کو پیدا کرنے سے پہلے بھی اکیلا
حالات فنا کا ہے۔ جب تم خلق سے جدا ہو جاؤ گے تو کہا جائے گا کہ "رَحِمَکَ
وَتَعَالٰی وَاَحْیَاکَ" یعنی خداوند تعالیٰ تم پر اپنی رحمت اتارے اور زندگی حقیقی
نصیب کرے تو اس وقت تمہیں حقیقی زندگی نصیب ہوگی کہ جس کے بعد موت نہیں
حاصل ہوگی کہ جس کے بعد پھر فقر نہیں، اور وہ عطا حاصل ہوگی کہ جس کے بعد
نہیں، اور وہ امن حاصل ہوگا کہ جس کے بعد خوف نہیں، اور وہ نیک بختی حاصل
جس کے بعد بدبختی نہیں، اور وہ عزت حاصل ہوگی کہ جس کے بعد ذلت نہیں، اور
حاصل ہوگا کہ جس کے بعد بعد نہیں، اور وہ عظمت اور بزرگی حاصل ہوگی کہ جس
ذلت اور حقارت نہیں، اور پاکی حاصل ہوگی کہ جس کے بعد نجاست متصور نہیں ہوسکتی

رازِ الٰہی کے متعلق

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ سِوَائِیْ۔ (حضرت غوث الاعظمؒ)

ترجمہ: میرے ایسے بھی دوست ہیں، جو کہ میرے قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا

Marfat.com

ن سکتا۔

اولیا، اللہ دلہنوں کی طرح چشم اغیار سے مخفی رہتے ہیں۔ صاحب راز کے سوا انکے مراتب کو اور کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی پہچانتا ہے۔ غوث الاعظم فرماتے ہیں ں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہ وہ میرے قباء کے نیچے ہیں۔ ان کے مراتب کو جانتا اور نہ وہ خود پہچانتے ہیں۔

تفصیل اسماء اللہ تعالیٰ کے متعلق

لاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِیْٓ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (الاعراف ۷:۱۸۰)

ر اللہ ہی کے لیے ہیں نام اچھے اچھے سو پکارو اسے انہیں ناموں سے اور چھوڑ دو روی کرتے ہیں اس کے ناموں، انہیں سزا دی جائے گی جو کچھ وہ کیا کرتے

حق تعالیٰ کے تین ہزار (3000) نام ہیں۔ یعنی ایک ہزار (1000) نام کے پاس ہیں۔ ایک ہزار (1000) نام انبیاء کے پاس ہیں۔ تین سو (300) نام ں ہیں۔ تین سو (300) نام زبور میں ہیں اور ایک نام علم الٰہی میں مخفی ہے۔ علماء ظاہری بتلایا کہ وہ نام اللہ ہے۔ یارحمٰن، یارحیم ہے میں سے ہیں۔ مگر کسی کو ں ہے۔ یہ نام ام الکتاب میں موجود ہے۔ یعنی قرآن پاک میں موجود ہے۔ جو کو معلوم ہے جو ثابت کرتے ہیں۔ اپنا مدعا وجدان کے ساتھ اور تابع دین سماوی

ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام جو کہ مخفی ہے اور ان کے علم میں ہے، اس کو اسم اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو شب معراج میں بتلایا تھا اور علم لدنی سکھایا تھا او کے معنی سکھلائے تھے اور ہدایت ہوئی کہ یہ چیزیں سینہ بسینہ تا روز قیامت ج ظاہری نہیں ہے۔ اگر کسی نے ظاہر کیا تو احوال بند ہو جائیں گے۔

وسیلہ کے متعلق

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (المآئدہ ۵:۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ ا کرو اس کی راہ میں تا کہ تم فلاح پاؤ۔

مندرجہ بالا آیت میں تین حکمتیں ہیں۔

۱۔ جہاد ۲۔ وسیلہ ۳۔ نسبت جو کہ چھپا ہوا ہے

ہاد تین قسم پر ہے۔

۱۔ مالی ۲۔ بدنی ۳۔ نفسی

وسیلہ کی وضاحت اس آیت میں بھی ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (ال عمر

ترجمہ: اے محبوب، آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے

Marfat.com

ری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

یلہ میں تین حکمتیں ہیں۔

۔ واسطہ ۲۔ رابطہ ۳۔ برزخ

اسطہ:

کسی کام کو کسی کے ذریعہ سے کیا جاوے تو اس کو واسطہ کہتے ہیں۔

ابطہ:

کسی دو چیزوں کے سروں کو بذریعہ رسی باندھ لینے کو رابطہ کہتے ہیں۔ اِقْـــرَارٌ الِلّسَانِ وَتَصۡدِیۡقٌ بِالۡقَلۡبِ کے ذریعہ مرید اور پیر مانے گئے ہیں۔ قبلہ بابا مبارک رماتے تھے کہ پیر اور مرید کا خمیر ایک ہوتا ہے۔ قبلہ بابا مبارک نے کہا کہ اگر کسی شخص نے یجوا سے طریقہ کیا تو اس کو تمام دنیا پر اعلیٰ سمجھے گا۔ ہر ایک شخص کو اپنا پیر غوث نظر آتا ہے۔ برزخ کسی دو افراد کے درمیان یا کسی دو چیزوں کے درمیان پردہ مقرر کیا جانا تاکہ ایک دوسرے کو نظر نہ آوے یا مل نہ سکے۔ اس پردہ کو برزخ کہتے ہیں۔

مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ○ بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ (الرحمن ۵۵:۱۹،۲۰)

ترجمہ: اس نے رواں کیا دو دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے ہیں، ان کے درمیان آڑ ہے آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے۔

جیسا کہ الف اور م کے درمیان لام کا پردہ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح پیر اور مرید کے درمیان ھاتف کا پردہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ھاتف کا پردہ ہے۔ مندرجہ بالا پردہ ذکر فکر و شکر اور صبر سے دور ہوتا ہے۔ جب پردہ دور ہو جاتا ہے تو تصور

Marfat.com

مکمل ہو کر تصدیق بن جاتا ہے۔ اور انسان اپنے منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ جب یہ پردہ مرید اور پیر کے درمیان سے دور ہو جاتا ہے تو مرید کا تصور پیر پر جم جاتا ہے۔ رابطہ مکمل کر رفتہ رفتہ تصور مکمل ہو کر تصدیق بن جاتا ہے۔ اور پیر کے ساتھ ہر وقت ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ ۲:۱۱۵)

ترجمہ: سو جدھر بھی تم رخ کرو وہیں ذات خداوندی ہے۔

جس طرف دیکھتا ہوں اسی طرف اپنا پیر نظر آتا ہے۔ اور مرید پیر کی محبت میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ بغیر دیدار پیر کے اطمینان نہیں ہوتا۔ اور مرید کا نظر اور کسی چیز پر نہیں پڑتا۔ اس کے بعد جب پیر کو معلوم ہو جاتا ہے تو اس کو کسی جگہ میں تعینات کر دیتا ہے۔ محنت کرنے پر مقامات اور درجات بلند ہو جاتا ہے۔ خلیفہ الارض کہلانے کا حق دار ہو جاتا ہے اور اس کو زمین کا اختیارات دے دیا جاتا ہے۔

حکم وسیلہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء ۴:۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی۔

تصدیق وسیلہ:

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۴:۸۰)

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

Marfat.com

سیلہ کیا ھے:

آ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الانبیاء ۲۱:۱۰۷)

مہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو، مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔

یعنی وسیلہ رحمت ہے

یعار رحمت:

آ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا۔ (سبا ۳۴:۲۸)

مہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔

وحانی باپ کا ھونا اور ان سے تعلق رکھنا:

ا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ
نَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا (الاحزاب ۳۳:۴۰)

جمہ: نہیں ہیں محمدؐ (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے
سول اور خاتم النبین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ۔ (ال عمران ۳:۱۴۴)

جمہ: اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ جس کا تعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اتھ ہو دراصل یہی وسیلہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نسبت لگانا جائز ہے۔ ب دونوں کے درمیان نسبت لگ جائے تو وہی شخص اللہ تعالیٰ کو پہنچ جاوے اور یہی نسبت

اصحابوں میں زیادہ تھی۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ نزدیک تھے۔

نسبت کی کئی اقسام ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ

اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ طَرِیْقُ۔

ترجمہ: جب تم راستے پر چلتے ہو تو اپنے ساتھی لے لو یہی نسبت ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وسیلہ اشارہ ہے۔ عبد کو اس لیے اللہ تعالیٰ نے اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو "عبدہ" کا اشارہ کیا ہے۔ "عبد" اور چیز ہے اور "ہو" ا ہے۔ "عبد" کی وساطت سے "ہو" کا دیدار کر سکتے ہیں۔ "عبد" کی ابتدا بھی انتہا بھی ہے۔ مگر "ہو" کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ و ہر فعل جو تھا وہ اللہ تعالیٰ کا تھا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ (الانفال ۸:۱۷)

ترجمہ: اور (اے محبوب) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشتِ خاک) جب آپ نے پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تھا اور کنکر پھینکنے کا فعل اللہ تعالیٰ کا تھا گویا ہاتھ "عبد" کا تھا اور فعل "ہو" کا تھا۔ اس سے "عبد" کا عین ثبوت مل گیا ہے۔ اسی طرح شق القمر میں بھی اشارہ "عبد" کی انگلی کا تھا اور چاند کو دو ٹکڑے کرنے دینے کا فعل "ہو" کا تھا۔ صورت جو آیت مذکورہ ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ (القمر ۵۴:۱)

ترجمہ: قیامت قریب آ گئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔

Marfat.com

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا تھا اور اسی طرح سے ہر شیخ کا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

اَلشَّیۡخُ فِی الۡقَوۡمِ کَالنَّبِیِّ فِی الۡاُمَّۃِ۔

ترجمہ: شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔

اگر درمیان میں عبد کے ساتھ نسبت نہ ہو تو "ہو" کا دیدار مشکل ہے یعنی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لیے موسیٰ کو برائے تعلیم حضرت خضر کے پاس بھیجا تھا کہ عبد سے تعلیم حاصل کرے اور عبد کے ساتھ نسبت قائم کر دے تو اللہ جل شانہ کا دیدار کرے گا۔ چونکہ انہوں نے نسبت قائم نہ کی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا کہ **لن ترانی** اور جب دیدار سے مشرف کرایا تو گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادنیٰ امتی دیدار کر سکتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس امتی کو نسبت قائم ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ امتی "ہو" کا دیدار کر سکتا ہے۔

نسبت کے متعلق

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ وَجَاهِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔ (المآئدہ ۵:۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تا کہ تم فلاح پاؤ۔

تصوف کے جتنے طریقے ہیں ان سب کا مقصد یہ ہے کہ طالب کے نفس ناطقہ کے

Marfat.com

اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہو جائے۔ اس کیفیت کا نام نسبت ہے۔ اس کو نسبت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کیفیت عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتساب اور ارتباط سے اس کو سکینہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کیفیت نفس ناطقہ کے اندر حلول کرتی ہے۔ اور ملکہ سے مشابہ ہوتی ہے اور اس کی نگاہ عالم جبروت حقائق پر پڑتی ہے۔ اور ان کا مشاہدہ کرتی ہے۔ چنانچہ اس نسبت کی بہت سی قسمیں ہیں اور اگر سچ پوچھئے تو طریقت کے اشغال و وظائف سے دراصل یہی ہے کہ طالبان نسبتوں میں سے کسی ایک نسبت کو حاصل کرے اور وہ نسبت اس کے نفس ناطقہ کے لیے بحیثیت ایک مستقل ملکہ بن جائے۔ یہ گمان کسی کو نہ گزرے کہ اس نسبت کو صرف صوفیاء لوگوں کے ان اشغال و وظائف ہی کے ذریعہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بے شک اس نسبت کے حصول کا ایک ذریعہ یہ اشغال و وظائف ضرور ہیں۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ صحابہؓ اور تابعین اس نسبت سے بہرامند ہوئے اور وہ ان اشغال و وظائف اسی طریقہ سے نہیں کرتے تھے یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ قرب الٰہی کی یہ نسبت اور طریقوں سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

اگے یہ طریقے بتا دیں گے کہ جن کے ذریعے صحابہؓ اور تابعینؒ اس نسبت کو حاصل کرتے تھے۔ مثلاً ان میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ وہ پورے خشوع اور حضوع کے ساتھ تنہائی میں نماز پڑھتے تھے۔ تمام رات نوافل پڑھا کرتے تھے۔ قرآن شریف کی تلاوت ہر وقت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اور ہر وقت باطہارت رہتے تھے۔ اور موت کو ہر وقت اور آخرت کو ہر وقت برابر یاد کرتے تھے۔ اسی طرح سے ان کو نسبت

Marfat.com

...مل ہو جاتی تھی۔ اس نسبت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ چنانچہ

...نسبت عشق و محبت کی نسبت دل کی مستقل ہوتی ہے۔

...۔ نفس شکنی اور اس کی لذتوں سے برات کلی کی نسبت، اس نسبت کو نسبتِ اہل بیعت کا نام دیا کرتے تھے۔

...۔ مشاہدہ کی نسبت ہے۔

...۔ تلاوت قرآن پاک کی نسبت ہے۔

...۔ عبادات یعنی نوافل کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔

...۔ ذکر، فکر، شکر، صبر کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔

۷۔ موت کو ہر وقت یاد کرنے سے اور آخرت کا ذکر ہر وقت کرنے کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری کے بہت سے رنگ ہیں۔ ان میں کبھی تو محبت کا رنگ ہوتا ہے اور کبھی ان کے علاوہ یاداشت کا رنگ ہوتا ہے۔ جب بھی طالب کے نفس ناطقہ میں اس رنگ کا مستقل ملکہ پیدا ہو جاتا ہے تو ملکہ نسبت کہلاتا ہے۔ نسبتیں بہت سی ہیں۔ اور بزرگان صاحبان جو صاحبانِ سرہوں وہ ان نسبتوں میں سے ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہیں۔ اور طریقت کے اشغال و وظائف سے دراصل مطلب بھی یہی ہے کہ طالبان نسبتوں میں سے کسی ایک نسبت کو حاصل کر لے اور اس پر وہ برابر قائم رہے اور اس نسبت میں اسے استغراق حاصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ یہ نسبت طالب کے

Marfat.com

نفس ناطقہ کے لیے ایک مستقل ملکہ بن جائے۔ اشغال کی قسمیں یہ ہیں۔

- ☆ اشغال محمودہ
- ☆ اشغال نصیر
- ☆ اشغال صوت سرمدی
- ☆ اشغال پاس انفاس
- ☆ اشغال غائب
- ☆ اشغال میت
- ☆ التقویر
- ☆ البصیر
- ☆ التجلی
- ☆ تنفس نور
- ☆ متبادل
- ☆ حبس دم
- ☆ تصورات
- ☆ مراقبات
- ☆ تسخیرات
- ☆ مشق اسم اللہ
- ☆ اسم محمدؐ
- ☆ شکل پیر
- ☆ گنبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وغیرہ وغیرہ کے ذریعہ سے نسبت لگ سکتی ہے۔

Marfat.com

کلمات طیبات کے متعلق

، لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۵۳)

: اور آپ حکم دیجئے میرے بندوں کو کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہت عمدہ ہوں۔

مات طیبات :

جس طرح تفسیر فقہ، اصول منطق، فلسفہ، ریاضی، ادب اور احادیث کے امام ۔اسی طرح سے تصوف اور سلوک کے بھی امام ہیں۔انسانیت کے متعلق جس قدر علوم و رف تلقین فرماتے ہیں ان کو انسان کے جسم میں لطائف ثلاثہ یعنی عقل جس کا تعلق دماغ ساتھ ہے۔ارادہ جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔تدبیر بدن جس کا تعلق جگر کے ساتھ ۔یعنی انسانی جسم تین حصوں پر تقسیم ہیں اور ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنی تینوں قوتوں عام انسانیت کے اصول پر مکمل کر دے۔خداوند تعالیٰ نے نوع انسان کا نمونہ قائم کیا ے۔اس کے قریب پہنچنا ہر انسان کا طبعی فرض ہے۔اس سے کوئی انسان مستثنیٰ نہیں ہوسکتا ے۔پس جو انسان اس نمونہ کے جتنا قریب ہوگا وہ اتنا ہی اچھا ہوگا اور جو انسان اس نمونے ے جتنا دور ہوگا اتنا ہی برا ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ موت پر انسانیت کا خاتمہ نہیں مانا جاتا ہے۔بلکہ اس کے بعد اس کے لطائف کی تکمیل کا سامان ملتا رہتا ہے۔ان مثال کو بطور سول موضوعہ تسلیم کر لیا جائے تو حکمت پسند دماغوں کو بحث اور فکر کے لیے علیحدہ موقع بہم ہنچائے جائیں گے۔اور اس اصول کو تسلیم کرنے والے اگر اپنے نفس کی تکمیل کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے تو اسے سلوک کہا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اب صورت یہ ہے کہ صوفیاء یعنی سلوک والوں کے نزدیک علم دین کی تحص
تصوف کی پہلی منزل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا صو
لوگوں کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے سنبھال رکھا ہے۔ اگر یہ فرقہ صو
نہ ہوتا تو دین اسلام کا کیا حال ہوتا؟ یعنی اسلام نہ رہتا اور اسلام رہنے کا بھی یہی وجہ
کہ ان فرقہ صوفی میں سے ایک کافی تعداد حق والے بزرگوں کی بھی برابر موجود رہتی تھی
اور اب تک موجود ہے۔ جو تصوف کو شریعت کے تابع کرنے اور صوفی جماعتوں ضابطوں
کے پابند بنانے پر زور دیتی رہتی ہے۔ اور اب تک زور دے رہے ہیں۔ یہ بزرگ تصوف
کے اشغال واذکار اور افکار کی تلقین بھی فرماتے ہیں۔ طالب علموں کو دینی درس بھی دیتے
ہیں اور راست مندوں کے نفوس کا تذکیہ بھی کرتے ہیں۔ اور بادشاہوں کو نیک مشورہ بھی
دیتے تھے اور انہیں خلق خدا کی بہبودی اور مظلوموں کی دادرسی کی طرف متوجہ بھی کرتے تھے
اور یہی وجہ ہے کہ اسلام یہاں تک مکمل پہنچ گیا ہے۔ اور یہ صوفی لوگوں کی ہمت ہے۔ اگر
کسی صوفی میں یہ عمل نہ ہو تو وہ صوفی علم سلوک والا نہیں بلکہ وہ خود غرض ہے اور صاحب
"ہیض" ہے۔ نہ کو صاحب "فیض" ہیں۔

ہماری بحث ان صوفیاء سے نہیں جو علم سے بے بہرہ اور عمل سے عاری ہیں۔ یا ان
کا علم تھا مگر بے عمل تھے یا نمونہ صوفی کا تھا مگر اندر سے خالی تھے۔ یہاں ان کی بحث نہیں
بلکہ ہماری مراد تو ان صوفیاء سے ہے جو دین سے بھی آگاہ ہیں اور ان کے پاس مکمل نور بھی
ہے۔ اور صاحب راز بھی ہیں۔ ان لوگوں کی یہاں بحث ہے اور وہ لوگ حکمت وفلسفہ کی

Marfat.com

اقتوں اور ان کی خام خیالیوں کو بھی سمجھتے تھے اور اعمال و اخلاق اور جماعتی زندگی کے
بطوں اور قواعد کی ضرورت سے بھی آشنا تھے، مکمل خبر رکھتے تھے۔ ہدایت کے تمام راستے
پر کھلے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت
ا گنج بخشؒ حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اور ان کے علاوہ اور بھی بڑے
ے بزرگ صوفیاء کرام گزرے ہیں جو برابر اس بات پر زور دیتے رہے کہ ہر حقیقت جو
یعت کے خلاف ہے گمراہی ہے۔ اور ہر شریعت جو کہ حقیقت سے خالی ہے۔ یہ ایک
طل چیز ہے۔ جیسا کہ امراء اور بادشاہ بھی۔ ان کی نصیحتوں پر کان دھرتے تھے۔ یعنی
ش اور خواجہ بختیار کاکیؒ، علاؤ الدین اور خواجہ چراغ الدین دہلیؒ، خواجہ باقی باللہؒ اور اکبر
شاہ، خواجہ نظام الدینؒ، فیروز تغلق اور ان کے بعد مجدد الف ثانیؒ اور جہانگیر الغرض
رنگزیب کے سلسلہ تک زمانہ مسند تصوف سے تعلق رہا ہے۔ خواجہ معین الدینؒ نے
ندوستان کو سنبھال لیا ہے اور اس کے بعد تمام اسلامی ملکوں میں سے بزرگان دین وقتاً فوقتاً
ئے ہیں۔

جیسا کہ چوہدویں صدی کے اندر تاج الدین باباؒ، ناگپور محمد شاہؒ، دریائی گجراتیؒ،
صطفیٰ باباؒ، شہر حیدر باباؒ، شیر آغا جانؒ کوئٹہ، نقب صاحبؒ حیدر آباد سے اور حضور سید
افظ باباؒ، الحسنی والحسینی چشتی صابری علاقہ بونیر سے دکن حیدر آباد سے آئے تھے اور انہیں
نے بھی اپنا علم تصوف کا درس و تدریس دیا ہے اور ان سے عقیدت مند مسلمانوں نے فیض
اصل کیا ہے۔ اور ان کے بعد جو اولیاء آئے ہیں انہوں نے اپنا کام مکمل کیا ہے۔ اور

Marfat.com

اسلام کو یہاں تک پہنچایا ہے جو کہ اس وقت بھی اسلام کے بزرگان دین کے علم تصوف کا کام ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں اور اپنے حلقوں میں بیٹھ کر اسلامی تبلیغ کرتے ہیں۔ او مسلمانوں کو اسلام میں قائم کرتے ہیں۔

بیعت کے متعلق

سب سے پہلے اس امر پر بحث کیا جاتا ہے کہ آیا صوفیاء میں مرید سے جو بیعت لینے کا رواج ہے، یہ قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رو سے جائز ہے یا کہ نہیں؟ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خلافت راشدہ اور ان کے بعد جو تابعین کا زمانہ تھا اس میں اس قسم کی بیعت کا کہیں پتہ نہیں ملتا ہے۔ اس زمانے میں مسلمانوں میں صرف ایک ہی بیعت کا رواج تھا اور وہ بیعت خلافت تھی۔ لیکن اس کے بعد ایک اور دور آیا جس میں صوفیاء نے مریدوں سے بیعت شروع کی۔ مسلمانوں میں بیعت تصوف کا رواج کیوں ہوا؟ اس کو با تفصیل بیان کرتا ہوں جو کہ قرآن پاک اور احادیث میں صاف درج ہے۔

بیعت تصوف کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ احادیث سے بیعت کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے کہ صحابہؓ جب اسلام قبول کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سے بیعت لیتے تھے۔ یہ بیعت اسلام تھی۔

۲۔ اسی طرح سے ہجرت کے لیے بیعت لی جاتی تھی۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جہاد کے لیے بھی بیعت لی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تقویٰ اور پرہیزگاری وغیرہ پر بھی
...ے قائم رہنے کے لیے بیعت کا لینا بھی ثابت ہے۔

کسی سے سوال نہ کرنے پر بیعت لی گئی ہے۔

مردوں پر نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی گئی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے بھی صحابہؓ سے بیعت لینا مروی ہے۔
...راشدہ میں خلیفہ راشد کے ہاتھ پر جو بیعت ہوتی تھی یہ بیعت ان سب امور پر
...ی۔ لیکن جب تابعین کا زمانہ آیا تو خلافت کی وہ پہلی حیثیت قائم نہیں رہی تھی۔ لیکن
...ر میں بیعت خلافت کے علاوہ اس بیعت کا اس لیے رواج نہ ہو سکا کہ اس پر بیعت
...ت کا گمان ہوتا تھا۔ اور ظاہر تھا کہ اس سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا۔

لیکن پھر ایک اور دور آیا کہ جس میں ایک طرف تو بیعت خلافت کی رسم ہی جاتی
...ور دوسری طرف حکومت کو مسلمانوں کے تزکیہ نفوس، اصلاح اخلاق نیز امر بالمعروف
...عن المنکر سے کوئی تعلق نہ رہا۔ ان حالات میں صوفیاء کرام کے لیے اس بات میں کوئی
...ت نہ رہی کہ وہ مریدوں سے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیتے۔ چنانچہ یہی وہ زمانہ ہے
...ب صوفیاء کے طریقے وجود میں آتے ہیں۔ اور ان میں بیعت کا یہ سلسلہ اسلام کی
...خ کے ایک خاص دور میں ملت کی تہذیبی اور اخلاقی اور اجتماعی ضرورتوں کی بنیاد پر وجود
...یا ہے۔ اس لیے اگر بیعت تصوف سے یہ مقصد پورا ہوتا ہے تو اس کے ناجائز ہونے کی
...وجہ نہیں ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

دوسری فصل میں بیعت کی شرائط سے بحث کی گئی ہے کہ بیعت کرتے وقت مر
ہاتھ اپنے مرشد کے ہاتھ میں دینا۔ اس فصل کی نفسیاتی اعتبار سے کیا اہمیت ہے؟ ان
کے اندر جو باطنی کیفیات پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ سے اس طرح متعلق کر رہا ہے گویا یہ اق
واعمال ان نظر نہ آنے والی باطنی کیفیات کا قائم مقام بن گئے ہیں۔ اس اقوال واعما
دوسری جگہ میں رسوم کا نام دیا ہے۔ رسول کے بغیر انسان کی کوئی باطنی کیفیت اس دنیا
مشکل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے یہ کیفیت پیدا کرنے کے لیے لامحالہ ان رسوم کی ضرورت
ہے۔

چنانچہ انسانی سیرت کی تعمیر اور اس کی شخصیت کو بنانے میں ان رسوم کو جو اہمی
حاصل ہے اس کو آج کل اس زمانے میں ماہرین نفسیات بھی مانتے ہیں۔ انسانوں
اکثریت اپنی شخصیت کو رسوم ہی کے ذریعہ نشو ونما دے سکتی ہے۔ اور اسی بناء پر اس کا یہ قو
ہے کہ میرا ایمان ہے کہ یعنی رسوم اجتماعی زندگی کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔
شک یہ رسوم نصب العین تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ جب کوئی شخص توبہ کرتا ہے اور تر
معاصی کا عہد کرتا ہے اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے تو اس کا عزم نفس
ایک داخلی کیفیت ہے۔ اس داخلی کیفیت کا قائم مقام صوفیاء نے بیعت کو بنایا ہے۔

بیعت کرنا درحقیقت قرآن پاک اور احادیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
حکم فرمایا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے امتی کو کہہ دو کہ مجھ سے ڈرے
میرے لیے وسیلہ ڈھونڈے یعنی بیعت محض ایک بے کار رسم نہیں ہے۔ اگر بے کار ہو

تعالیٰ قرآن مجید اور احادیث میں حکم نہ دیتے بلکہ اس رسم کے پیچھے ایک نفسی کیفیت
ہے جو بیعت کے کرنے والے کے باطن میں پیدا ہوتی ہے۔ یعنی بیعت کرنا ضروری
ہے۔

مرشد کی خصوصیات کے متعلق

مرشد یعنی بیعت لینے والے میں کیا کیا خصوصیات ہونی چاہیں وہ درج ذیل
ہیں۔

1۔ مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن مجید اور احادیث کا عالم ہو۔
2۔ عادل اور متقی ہو۔
3۔ دنیا سے بے نیاز ہو۔
4۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عامل ہو۔
5۔ طبیعت میں تذبذب نہ ہو۔
6۔ عقل تام رکھتا ہو۔
7۔ صاحب مروت ہو۔
8۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک مدت دراز تک مشائخ کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کر چکا ہو۔
9۔ مرشد یعنی بیعت کرنے والے کے لیے فقراء نے اس کا عاقل و بالغ ہونا اور شوق و رغبت رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

مرید کی تعلیم وتربیت کا بیان

اس سلسلے میں مرید کے لیے سب سے پہلی چیز قرآن پاک اور حدیث و رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق عقیدے کو ٹھیک کرنا اور پھر انبیاء کی نبو بالعموم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت پر بالخصوص ایمان لانا ہے۔ اس کے مرید کو چاہیے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچنے اور صغیرہ گناہوں کے ارتکاب پر نادم ہو عہد کرے۔ اور ارکان اسلام کو ان کی تمام شرطوں کے ساتھ بجالائے اور معاشی ضروریا خانگی معاملات اور خرید وفروخت وغیرہ کی طرف متوجہ ہو اور ان کو سنت رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم کے مطابق سرانجام دینے کی کوشش کرے۔

اس ضمن میں مرید کے لیے ضروری ہے کہ وہ ریا کاری کی عبادت اور ریا کاری سخا، غرور، تکبر، حسد، کینہ، بے حیائی، شہوت پرستی، حسن پرستی، لالچ اور طمع سے اپنے آپ پاک وصاف رکھے اور ذکر، فکر، شکر، صبر میں پابندی کرتا رہے۔ اور صبح وشام اپنی جگہ باہر نہ نکلے اور ہر وقت مراقبات، تصورات، تخیرات میں رہا کرے، سوتے وقت تمام را خفی ذکر میں رہا کرے۔ اپنے سلسلہ کے ذکر واذکار کے حلقوں میں اور مساجد میں حا ہوتا رہے۔

جب مرید کو ان عقائد واعمال اور آداب میں رسوخ حاصل ہو جائے تو پھر ا صوفیاء کے باطنی اشغال کی طرف توجہ کرنی چاہیے کہ ان اشغال کو ایک طرح کی نفس ریاضتیں سمجھنا چاہیے۔ جن کے کرنے سے سالک کی طبیعت میں یکسوئی حاصل ہوتی

Marfat.com

راسی طرح اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنی توجہ کو دنیا کی چیزوں سے ہٹ کر پہلے اپنی طرف ربعد میں ذات حق کی طرف مرکوز کر دے۔ صوفیاء نے ان اشغال کو جس مقصد کے لیے عتیار کیا ہے وہ مقصد قرآن وحدیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کا بن منشاء اور مطلوب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی کو احسان سے تعبیر رمایا ہے۔ اور اسلام اور ایمان کے بعد کے درجہ میں اسے رکھا ہے۔

صوفیاء کے ان اشغال باطنی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص جسمانی کثرت کرتا ہے۔ نڈ پیلتا ہے اور اسی طرح اپنے جسم کو خوب مضبوط بناتا ہے۔ اور اس سے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی جسمانی طاقت کو کسی نیک کام میں لائے۔ ظاہر ہے اس شخص کا کثرت کرنا فی نفسہ نیک کام نہیں ہے۔ لیکن یہ کثرت ذریعہ نیک بختی ہے۔ اس لیے یہ نیک کاموں میں شمار ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے کیوں ان اشغال کو نہیں کیا؟ تو اب اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں ایسی تاثیر تھی کہ قرب الٰہی اور حضوری قلب کے لیے صحابہؓ کو اس اشغال کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں بھی ایک حد تک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تاثیر کا اثر رہا لیکن جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا، ایک طرف تو پہلو کا اثر زائل ہوتا چلا گیا اور دوسری طرف نئے نئے فتنے پیدا ہوتے گئے۔ اس لیے بعد والوں کو قرب الٰہی کے حصول کے لیے ان نفسی ریاضتوں سے مدد لینے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ بالکل اسی طرح سے جیسے کہ ایک شخص پیدائشی طور پر مضبوط و توانا ہے اور اس کی طبیعت بھی صالح ہے۔ تو ظاہر ہے اسے اپنی

Marfat.com

تندرستی کیلئے زیادہ ورزش کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ایک آدمی جو نسبتاً کمزور ہو
تندرستی کے اس معیار تک پہنچنے کے لیے ظاہر ہے کہ سخت ورزش کرنی پڑے گی۔

صوفیاء کے اس اشغال کے جواز میں لکھتے ہیں کہ تم مجھ سے پوچھو گے کہ آخر
میں اس طرح ضربیں لگانے اور زور زور سے بولنے اور اس ضمن میں دائیں زانوں، بائیں
زانوں اور قلب کی رعایت کرنے میں کیا حکمت ہے؟ سو بات یہ ہے کہ انسان طبیعتاً
ایسا واقعہ ہوا ہے کہ وہ فوراً اِدھر اُدھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر آواز پر کان لگا لیتا ہے۔ اور
کے دل میں ہر وقت طرح طرح کے خیالات چکر لگاتے رہتے ہیں۔ مشائخ نے ذکر میں
طریقہ اس لیے وضع کیا ہے کہ اس سے ذکر کرنے والے کی توجہ اپنے سوا کسی اور طرف نہیں
جاتی اور باہر کے خیالات اس کے دل پر نہیں آنے پاتے۔ چنانچہ شروع میں ذاکر کی توجہ
سب سے ہٹ کر اپنے نفس پر مرکوز ہوتی ہے اور پھر بتدریج وہ اپنے نفس سے ہٹ کر ذات
حق کو اپنا مرکز بنا لیتی ہے۔

غرضیکہ ذکر و افکار اور مراقبے کی یہ اشغال طبیعت کو یکسوئی دے کر اللہ تعالیٰ کی
طرف متوجہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے تھے اور ان اشغال کی اہمیت اس لیے اب اور بڑھ
گئی ہے کہ صدیوں سے لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں نے انہی اشغال کو توجہ الی اللہ کا
ذریعہ بنایا ہے۔ اتنے لمبے عرصے تک انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کا غیر معمولی خلوص اور
انہماک کے ساتھ ان اشغال کو برابر کرتے رہنا اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان اشغال کو
کرتے کرتے کمال کے اس درجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اب ان کی تاثیر کا کوئی بھی انکار نہیں
کرسکتا ہے۔ علاوہ ازیں صوفیاء کے ان اشغال کی ایک اور اہمیت بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ

ـس جانتا ہے کہ صوفی محض اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کو عقل کے ذریعہ
ـنے پر اکتفا نہیں کرتا ہے۔ وہ خدا کو اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہے۔

ـیٓ اَنۡفُسِكُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ۔ (الذاریات ۵۱:۲۱)

ـمہ: اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

جب اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں ہے تو وہ چشمِ دل سے اسے دیکھنا چاہتا ہے۔
وہ اس کے ساتھ رابطہ وضابطہ رکھنا چاہتا ہے۔ اور وہ اس کے قرب اور ہیبت کا طلب گار
ـرہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں عقل ونقل سے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ ان کے لیے
ـہدہ وحال کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ مشاہدہ حال صرف وجدان ہی کے ذریعہ ممکن
ـا ہے۔ ذکر جہر، ذکر خفی، مراقبات اور اشغال صوفیاء نے واضع فرمائے ہیں۔ ان کا ایک
ـیہ بھی ہے کہ ان کے کرنے سے طبیعت میں گرمی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس گرمی میں طبیعی
ـانیت کا شائبہ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ صوفی ان اشغال سے پہلے ہی طاقت وعبادت اور
ـال صالح کے ذریعہ اپنے نفس کا تذکیہ کر چکا ہوتا ہے۔

چنانچہ اس گرمی کی تاثیر سے اس پر محویت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور اس
ـفیت میں وہ اپنی حیلتوں، شکنجوں اور عقل کی زنجیروں سے آزاد ہو کر وجدان کی سرحد پر
ـچتا ہے۔ اور پھر جتنی اس کے اندر صلاحیت ہوتی ہے اس کے مطابق اس پر روحانی حقائق
ـشف ہوتے ہیں۔ تصوف کے جتنے طریقے ہیں ان سب کا مقصد یہ ہے کہ طالب کے
ـس ناطقہ کے اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہو جائے۔ اس کیفیت کا نام نسبت ہے اور اس کو
ـبت کہا جاتا ہے۔ اس کے کئی رنگ ہیں۔

Marfat.com

بیعت کی حقیقت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْ
فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَ
اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (الفتح ۴۸:۱۰)

ترجمہ: اے جان دو عالم! بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پس جس نے تو اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا، اور جس نے ایفاء کیا اس عہد اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تو وہ اس کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

مشہور احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے کہ صحابہؓ آ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیا کرتے تھے۔ کبھی بیعت ہجرت کے لیے اور کبھی جہاد کے لیے ہوتی تھی اور کبھی ارکان اسلام کو پابندی سے ادا کرنے کے لیے تھی اور کبھی میدان جنگ میں کفار کے خلاف ثابت قدمی کے ساتھ لڑنے کے لیے ہوتی اور کبھی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے اور بدعت سے بچنے اور اطاعت و عبادات کو زیادہ زیادہ شوق و رغبت سے کرنے کے لیے بیعت لی جاتی تھی۔

اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلی علیہ والہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے مردوں پر نوحہ نہ کرنے کی بیعت لی تھی اور کبھی لو سے کسی چیز کا سوال نہ کرنے کی۔ چنانچہ ان کی یہ حالت تھی کہ اگر ان میں سے کسی کے

Marfat.com

ے کرورہ گر پڑتا تو خود گھوڑے سے اتر کر اٹھالیتا لیکن اس کے لیے بھی کسی سے سوال نہ کرتا
ا۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت جریرؓ
ے بیعت لی اوران سے یہ شرط کی کہ وہ خدا کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی
مت سے نہ ڈریں اور جہاں بھی ہو حق بات کہیں۔ چنانچہ ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ امراء
رعوام کے روبرو برملا طور پر غیر حق کی تردید اور اس کا انکار کرتے اور یہ ثابت ہے کہ آپؐ
نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی اور ان سے یہ شرط کی کہ وہ مردوں پر نوحہ نہیں کریں گی
رلڑکیوں کو قتل نہیں کریں گی۔

الغرض یہ سب معاملات جن کے متعلق ان سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
یعت لی ہے ان کا شمار خلافت میں نہیں ہوسکتا ہے بلکہ ان کا تعلق تزکیہ نفس، اخلاق اور امر
المعروف و نہی عن المنکر سے ہے۔ چنانچہ ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ بیعت محض
ظلافت تک محدود نہیں ہے، دراصل حقیقت یہ ہے کہ بیعت کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان
یں سے ایک بیعت خلافت ہے اور باقی بیعتیں اسلام کے ارکان پر ہیں۔ یعنی اسی طرح
تقویٰ اور پرہیزگاری وغیرہ ہیں۔

بیعت کی شرائط کے متعلق

بیعت کی شرائط درج ذیل ہیں۔

ـ اب تم پوچھوں گے کہ بیعت واجب ہے یا کہ سنت؟

Marfat.com

۲۔ بیعت کے شروع ہونے میں کیا حکمت ہے؟

۳۔ بیعت لینے والے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟

۴۔ بیعت کرنے والے کی کیا شرائط ہیں؟

۵۔ بیعت کرنے والے کے لیے بیعت کو پورا کرنا اور بیعت کو توڑنا کیسا ہے؟

۶۔ کیا ایک سے زیادہ عالموں سے ایک شخص کا بیعت کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

۷۔ سلف سے بیعت کے کون سے الفاظ منقول ہیں؟

۸۔ نسبت کیا ہے؟

جوابات

۱۔ تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ بیعت سنت ہے یا کہ واجب ہے؟ بیعت واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ اس لیے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت کی ہے اور بیعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہا۔ لیکن اس ضمن میں کہیں اس بات کی دلیل نہیں ملتی ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت نہ کی وہ گنہگار رہو اور نہ کسی امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت نہ کرنے والوں کو برا قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس امر پر سب کی اجماع ہے کہ بیعت واجب نہیں سنت ہے۔ اس لیے سنت ہے کہ جو حکم قرآن پاک پر نازل ہے وہ فرض ہے اور جو حکم حدیث نبوی پر نازل ہوا وہ واجب اور سنت ہے۔ چونکہ اس کو سنت اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی ہے۔ قرآن پر عمل کرنا فرض ہے اور قرآن کے حکم پر چلنا یہ سنت رسول اللہ صلی

Marfat.com

ﷲ علیہ والہ وسلم ہے۔ مگر یہ زمانہ بہت خراب ہے۔ اس لیے ہر شخص یعنی مرد وزن کو چاہیے
ہ بیعت کرنا لازمی سمجھے۔ کیونکہ نفس اور شیطان غالب ہے۔ ان کو مغلوب کرنا لازمی بات
ہے تو ہر شخص مسلمان پر فرض ہے کہ اس زمانے میں بیعت طریقت کر لے تا کہ قرب الٰہی
صل ہو جائے اور صاحبان خدا میں شامل ہو جائے اور شیطان کے دھوکہ سے بچ جائے۔

قرآن کریم میں صاف حکم آیا ہے کہ بیعت کرلو بیعت کرنا مرد وزن پر سنت ہے۔

آ یُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

المآئدہ ۵:۳۵)

جمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اس اس تک پہنچنے کا وسیلہ۔

اس آیت کی رو سے بیعت کرنا سنت ہوا اور جائز ہے۔ اس آیت کی رو سے
سول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمان مرد وزن سے بیعت لی اور حکم کیا ہے کہ ہر
سلمان مرد وزن پر بیعت سنت ہے۔

اب رہا دوسرا سوال کہ بیعت کے شروع ہونے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا
جواب یہ ہے۔ سو تمہیں جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں یہ قانون جاری ہے کہ نفوس
نسانی کے اندر جو نظر نہ آنے والی پوشیدہ کیفیات ہیں اس نے ان کو ظاہری افعال و اقوال
کے ذریعہ ضبط میں لانے کا دستور بنایا ہے اور ان ظاہری افعال و اقوال ہی کو اندرونی نفسی
کیفیات کا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ
والہ وسلم و یوم آخرت پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا نفس کی ایک نظر نہ آنے والی

Marfat.com

اندرونی کیفیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے زبان سے اقرار کرنے کو ظاہری میں اس کا قائم مقام بنایا ہے۔ اسی طرح دوائیوں کا کسی چیز کی خرید و فروخت کے متعلق ایک ہونا ایک مخفی معاملہ ہے۔ لیکن خرید و فروخت کرنے والے کا زبان سے ایجاب قبول کرنا اس کا ظاہری قائم مقام بن گیا ہے۔

یہی مثال نکاح شرعی کا بھی ہے کیونکہ ظاہری میں زبان سے ایجاب قبول کرنا اس کا مخفی معاملہ ظاہری میں قائم مقام بن گیا ہے۔ یہی مثال بیعت طریقت کی بھی ہے جبکہ ایک مسلمان توبہ کرتا ہے اور ترک معاص کا عہد کرتا ہے اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے تو ایک نفس کی داخلی کیفیت ہے۔ اسی نفس کی کیفت کا قائم مقام بیعت طریقت کو بنایا گیا ہے۔

تیسرا سوال بیعت لینے والے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مرشد کے لیے ایک شرط تو یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم رکھتا ہو، سنت کے علم سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اس میں درجہ کمال پر فائز ہو، مرشد کے لیے قرآن پاک کا علم اتنا ہی کافی ہو کہ اسے تفسیر مدارک یا تفسیر جلالیں یا ان جیسی کوئی اور تفسیریں پڑھی ہوں اور کسی عالم سے قرآن پاک کی تحقیق کی ہو اور اس کے معنی حل کیے ہوں۔ مشکل الفاظ کو سمجھا ہو، مرشد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ قرآن پاک کا حافظ ہو اور نہ لازمی ہے کہ اس نے قرآن، فقہ، حدیث سے فارغ التحصیل ہو صرف اتنا سمجھ کافی ہے کہ یہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچ جاتی ہے۔ بس یہ کافی ہے کہ بیعت لینے

Marfat.com

لے کے لیے علم کی شرط صرف اس لیے لگائی ہے کہ بیعت سے دراصل عرض امر
روف ونہی عن المنکر تسکین باطن کے حصول کی تلقین اور برائیوں کے دور کرنے اور
ئیوں کے حاصل کرنے کی ترغیب وارشاد سے ہے اور چونکہ بیعت کرنے والے مرید
لیے ضروری ہے کہ وہ ان تمام باتوں سے اپنے مرشد کی اطاعت کرے اس لیے کہ اگر
مد عالم نہیں تو اس سے ان امور کو سرانجام دینے کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟

چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ مرشد کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف
ی عن المنکر پر عامل ہو اور اپنی رائے میں پختہ ہو مذبذب خیال کا نہ ہو کہ نہ اس کی اپنی
ئے ہو اور نہ اس کا اپنا فیصلہ ہو نیز مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وہ صاحب مروت اور عقل
م رکھتا ہو کہ جس کے کرنے کو وہ کہے اور جس سے منع کرتے ہیں اس میں پورہ اعتماد کیا
ئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ گواہی ان کی مقبول ہے کہ جس گواہوں کو تم
ند کرو جب گواہوں کے معاملہ میں یہ حال ہے تو پھر تمہارا کیا حال ہے کہ بیعت لینے
لے مرشد کے لیے ضروری نہیں ہوگا اس میں عدالت اور تقویٰ ہوتا کہ مرید پورا اعتماد کر
سکے۔ مرشد کے لیے گناہ کے خیال سے کم عمروں والے لڑکوں سے بیعت کرنا بھی جائز قرار
یتے ہیں۔ اس کا پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ بیعت کو توڑنے اور اس کو پورا کرنے سے کیا مراد
ہے تو اس کے متعلق تمہیں جاننا چاہیے کہ بیعت جو صوفیاء میں نسلاً بعد نسلاً چلی آتی ہے۔ اس
کی کئی شکلیں ہیں۔

(الف) گناہوں سے توبہ کرنے کی بیعت ہوتی ہے۔

(ب) ایک بیعت صالحین کے سلسلہ میں تبرک کے طور پر شریک ہونے کی ہے۔ جس طرح کہ حدیث راویوں میں تبرک کے خیال سے شامل ہوتے تھے اس لیے کہ اس میں برکت ہے۔

(ج) صوفیاء کے بیعت کی تیسری قسم یہ ہے کہ احکام الٰہی کے لیے سب سے کنارہ کش ہونے کے جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کو ظاہراً و باطناً ترک کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو وابستہ کرنے پر عدم بالجزم کیا جائے اور اس کے لیے بیعت کی جائے۔ بیعت کی پہلی دو شکلیں ہیں کہ ان کو پورا کرنے کے معنی ہوں گے کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ ہوں اور اطاعت وعبادت میں جو واجب ہیں جو چیزیں سنت موکدہ ہیں ان کی پابندی کی جائے۔ یہ تو ہوا بیعت کا ایفائے عہد۔

بیعت کا توڑنا:

اس کے اعمال کو پورا نہ کرنا یہ نقص بیعت ہوگا اور اس نوع کی بیعت تیسری قسم ایفائے عہد یہ ہے کہ احکام الٰہی کے لیے دنیا سے کنارہ کشی کے عزم اور اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے بچنے کی سعی کوشش پر مرید برابر قائم رہے۔ یہاں تک کہ وہ سکنہ قلب کے نور سے منور ہو جائے اور یہ نور اس کے بطور ایک عادت خلق اور طبیعت کے ہو جائے۔ جب مرید اپنے اندر یہ حالت پیدا کر لے تو اس وقت اسے ان چیزوں کے کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے جو شریعت نے مباح قرار دی ہیں وہ دنیاوی لذتوں سے مستفید ہو

ہے۔ دنیا سے کنارہ کشی کے عزم اور اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے بچنے کی پر برابر قائم نہ رہنا یہ اس بیعت کی خلاف ورزی اور عہد شکنی ہے۔

ال:

ایک دفعہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور ایمان لایا یعت کے کچھ دن بعد اس کے دل میں کچھ خلل پیدا ہوا۔ اور اس پر بہت سی بلائیں نازل ں اور اندھا بھی ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں دین اسلام کو منحوس ٹھہرایا ہے۔ مجھے بیعت سے رہا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یا کہ اسلام بیعت سے نہیں چھوڑا جاتا ہے یا تو مسلمان ہوں گے یا کافر ہوں گے بیعت تو ڑا جاتا لہذا یہودی واپس روانہ ہوا اور واپسی پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مرتد ہو ۔ جس طرف سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا یعنی کافر ہو گیا۔

ثال قبلہ بابا مبارک:

ایک دن نجیب الدین مولانا صاحب جو کہ قبلہ کا پیر بھائی اور کابل کا رہنے والا تھا مبارک کو کہا کہ کیوں اتنا محنت کرتے ہو اور گھر بہ گھر مریدوں کے پیچھے پھرتے ہو؟ نے بجواب کہا کہ یا تو خدا کے دوست کرا دوں گا یا کافر رہ جائیں گے۔

سوال نمبر 6 کا جواب یہ ہے کیا ایک سے زیادہ عالموں سے ایک شخص کا ایک بار ے زیادہ بیعت کرنا جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اصحاب سے بار بار بیعت ے۔ اسی طرح سے صوفیاء کا بھی کئی بار بیعت لینا مذکور ہے۔ قبلہ بابا مبارک نے بھی کئی

Marfat.com

بارا پنے مریدوں سے بیعت لی ہے۔

باقی رہا مسئلہ کہ ایک سے بیعت کرنے کے بعد دوسرے سے بیعت کی جائے کہ نہ کی جائے؟ تو اس کی صورت یہ ہے کہ جس مرشد سے پہلی بیعت کی ہو اگر اس میں کوئی خلل ظاہر ہو تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنے میں کوئی ہرج نہیں یا اسی طرح پہلے مرشد کی موت پر یا اس کے لا پتہ ہونے پر دوسرے مرشد سے بیعت کیا جا سکتی ہے۔ لیکن پہلی بیعت کو چھوڑ کر دوسرے مرشد سے بغیر کسی عذر کے بیعت کرے، یہ تو ایک کھیل ہے اور اس سے یہ ہوگا کہ بیعت میں برکت نہ رہے گی اور مرشدوں کا دل مرید کی خبر گیری سے ہٹ جائے گا۔ یعنی یہ مرید کسی دوسری جگہ سے بالکل بیعت نہیں کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق دوبارہ لکھا جاتا ہے کہ پیر مرتا نہیں لہذا مرید دوسری جگہ سے بیعت بالکل نہیں کر سکتا ہے۔ بیعت توڑا نہیں جاتا ہے اور بیعت سے رہا نہیں ہوسکتا ہے۔ البتہ مرید پیر سے طریقہ ہوا ہے اور پیر نے اسباق نہیں دیا ہے اور اس کو راستہ پر روانہ نہیں کیا ہے تو اس مرید کو چاہیے کہ کسی دوسرے پیر کے پاس جا کر اسباق ختم کرے مگر اپنے سلسلہ میں سے اسباق ختم کرے اور طریقہ نہ کرے اور اگر پیر صاحب اس کو فیض دیتا ہے اور مناسب سمجھتا ہے تو طریقہ کرے۔

ساتویں سوال کا جواب یعنی بیعت کے کون سے الفاظ سلف سے منقول ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیعت لیتے وقت تمام سلسلوں کے بزرگ اپنے اپنے سلسلے کے مطابق الفاظ بولتے ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہت جانتے ہیں۔

Marfat.com

بیعت مستورات کے متعلق

ـہا النّبیُّ اِذا جآءَک الْمُؤمِنٰتُ یُبایِعْنَک علیٰ اَنْ لّا
رکْنَ باللّٰہِ شَیْئاً وّلا یسرِقْنَ وَلا یزْنِینَ وَلا یَقْتُلْنَ اَوْلادھُنَّ
یاْتِیْنَ بِبُھْتانٍ یّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلا یَعْصِیْنَک
مَعْرُوفٍ فَبایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَھُنَّ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(ـہ ۶۰:۱۲)

: اے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تا کہ آپ سے ت پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوریں ں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا جو انہوں نے گھڑ لیا ہو، اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی ں گی کسی نیک کام میں، تو (اے میرے محبوب) انہیں بیعت فرمالیا کرو اور اللہ سے ان لیے مغفرت مانگا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ث مبارکہ ہے کہ

ـاس کَانُوا یُبَایِعُوْنَہٗ تَارَۃً عَلیٰ ھِجْرَۃٍ وَجِھَادٍ وَتَارَۃً عَلیٰ
ـاعَۃٍ کَمَا صَحَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَایَعَتْہُ نِسْوَۃُ
الْاَنْصَارِ عَلیٰ اَنْ لَّایَتْرُکْنَ اِقَامَۃً لِّاَرْکَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَۃً
ثُبَاتٍ مِّنَ الْفِرَارِ فِیْ مَعْرَکَۃِ الْکُفَّارِ۔

ترجمہ: لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت کرتے تھے ہجرت کے لیے او
کے لیے اور آپ کی اطاعت پر قائم رہنے کے لیے۔ جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت
کا سی طرح انصار کی عورتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کرتی تھیں کہ وہ
کے ارکان پر عمل کو ترک نہیں کریں گی اور انصار آپ کی بیعت کرتے تھے کہ وہ کفا
ساتھ معرکہ میں ثابت قدم رہیں گے، بھاگیں گے نہیں۔

عورتوں سے یہ بیعت لی جاتی تھی:

۱۔ حرص، حسد، بغض، کینہ لالچ، طمع، سوال سے بچتی رہیں گی۔

۲۔ مردوں پر نوحہ نہ کریں گی۔

۳۔ عبادت نہ چھوڑیں گی۔

۴۔ کسی سے سوال نہ کریں گے یعنی یہاں تک کہ اگر تمہارے ہاتھ سے کروڑہ بھ
گر جائے تو خود اتر کر اٹھالینا سوال نہ کریں گی۔

۵۔ اسلام کے ارکان میں سستی نہ کریں گی۔

۶۔ ہر مسلمان کی خیر خواہی لازم ہونے پر تیار رہیں گی۔

۷۔ اسلام میں ثابت قدم رہیں گی۔

۸۔ کفاروں سے جنگ کرتے وقت نہ بھاگیں گی۔

۹۔ دھوکہ دکھاوا نہ کریں گی۔

۱۰۔ حرام مال کو استعمال نہ کریں گی۔

Marfat.com

غیبت نہ کریں گے اور نہ کسی بے گناہ پر عیب لگائیں گی۔

ریا کاری کے عبادت سے اور ریا کاری کے سخا سے بچتی رہیں گی۔

اپنی اولاد کو شریعت کے پابندی کریں گی۔

اپنی اولاد کو شر سے بچائیں گی۔

جو کوئی شخص طریقت کیلئے آجاوے اسکے متعلق

جو کوئی شخص تمہارے پاس بیعت کرنے کے لیے آجائے تو اس سے مندرجہ ذیل
ت کا جواب لیا جائے اور بعد میں بیعت کیا جائے۔

اگر پہلے طریقہ کیا ہو اور اس کا پیر زندہ ہو تو اس کو طریقہ نہیں کرنا چاہیے اور سبق بھی
دینا چاہیے۔ دعا کر کے رخصت کر دیا جائے۔

دریافت کیا جائے کہ اگر پیر اس دنیا سے پردہ کر گیا ہو تو اس کے اسباق اسے سنانا
اور سوچنا چاہیے کہ قابل بیعت ہے یا کہ نہیں۔

دریافت کیا جاوے کہ پہلے فقیر کے ساتھ کتنا مدت گزادیا ہے؟

اس کے بعد اس سے کہا جاوے کہ تم آیا جایا کرو دیکھیں گے۔

جب دو تین بار آجائے تو اس کا باطنی حال معلوم ہو جاوے گا۔ اگر یہ قصوروار ہو تو
کے سامنے پہلے پیر کے پیچھے باتیں خراب کرے گا اور اس کی غیبت کرے گا تو اس
کو رخصت کر دو اور طریقت سے انکار کر دو۔ اگر پہلے پیر کے پیچھے یا اور فقیروں کے
اب خراب باتیں نہیں کرتا ہے تو تمام آزمائش کے بعد اس کو استخارہ اپنے سلسلے کا دیا

Marfat.com

جاوے۔ بعد استخارے کے کاروائی کی جائے اور اس کے ساتھ تمام باتیں کی جائیں پر قسما قسم کے سوالات ڈال دیے جایا کرے اگر درست نکلے تو کاروائی کی جاو بصورت دیگر اگر طالب دنیا ہو تو طریقہ نہ کیا جاوے ٹال مٹول کر کر رخصت کیا جائے۔

۶۔ کسی قسم کے عامل کو طریقہ نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک کہ اتنا طاقت نہ ہو کہ عمل کو جلا سکے تو پھر بھی طریقہ نہیں کرنا چاہیے اور اگر اس کا عمل جلا سکتے ہو تو جلا دو طریقہ کر دو مگر پھر بھی ہدایت کرتا ہوں کہ اس شخص عامل کو طریقہ نہ کیا جاوے کیونکہ خ ہوتا ہے۔ اپنے عمل سے باز نہیں آتا ہے۔ اگر سائل جنات کا عامل ہو تو اس کو کبھی بھی نہیں کرنا چاہیے۔ سخت خطرناک ہوتا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ کسی قسم عامل کو طر کرنا چاہیے۔ اس پرہیز کرنا چاہیے۔

مثال بابا مبارک:

قبلہ نے کہا کہ میں نے نور گلال عرف شاہ جی کو بیعت کیا ہے مگر جنا توں نہیں آتا ہے اسی طرح محمد بلال کو بیعت کیا تھا مگر وہ قصدہ پردہ کے عمل سے باز نہ آیا کار دونوں اپنے طرف واپس چلے گئے۔

۷۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ طریقہ نہیں کرتے ہیں مگر فقیروں کے پاس جا اور فقیروں کو تنگ کرتے ہیں اور پھر پیچھے اس فقیر کو گالی گلوچ کرتے ہیں اور ان کے مـ کو خراب کرتے ہیں اور ان کے عقیدوں میں فرق ڈالتے ہیں۔ تو اس شخص کو اپنے چھوڑا کریں اور جب معلوم ہو جاوے تو اسے دریافت کریں کہ پہلے کس کس فقیر

Marfat.com

ہو وہ خود بخود ظاہر کر دے گا اور انہیں کے پیچھے تمہارے سامنے گالی گلوچ کریگا، برے
ط نکالے گا۔ ایسے شخص کو اپنے پاس نہ چھوڑیں اور اس کو طریقہ نہ کریں، رخصت کر لیں
پنی جان چھڑا لیں۔ اگر سائل قابل بیعت ہو تو درج ذیل کاروائی کی جائے۔ شیخ کو اس
قوت ہونا چاہیے کہ جب کوئی شخص بہ نیت ارادت طریقت بیعت آ جاوے تو شیخ کو
یے کہ اپنی نگاہ سے اس کے دل سے دنیاوی رنگ دور کر دے اور اس کے سینے میں جو
ا ہو نکال ڈالے اور موافق آئینہ کے روشن کر دے۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے طالب جو بہ
ہ طریقت آیا ہو اس کے ہر حرکت و سکنات نفوس ثلاثہ پر نظر ڈالے، پہلے دیکھے کہ نفس
ہ تو نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

آ أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ (یوسف ۱۲: ۵۳)

مہ: اور میں اپنے نفس کی برات (کا دعویٰ) نہیں کرتا، بے شک نفس تو حکم دیتا ہے برائی

، نفس عمارہ درست ہو جاوے تو پھر نفس لوامہ پر نگاہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (القیمۃ ۷۵: ۲)

: اور میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی (کہ حشر ضرور ہوگا۔

آدمی کا دل کھیل اور مزوں میں غرق ہوتا ہے۔ ہر گز نیکی کی رغبت نہیں رکھتا۔ جب
لوامہ درست ہو جاوے تو پھر اس کے نفس مطمئنہ پر نظر کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

Marfat.com

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(الفجر ۸۹: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: اے نفس مطمئن واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے را(ضی)

(اور) وہ تجھ سے راضی ہے۔

نفس مطمئنہ کو دیکھے کہ اس میں اوصاف سلیم ہیں یا کہ نہیں اور تمام مذکورہ بالا باتوں کو خو(ب)

اچھی طرح دیکھ لے۔ بعد اس کے طریقت بیعت کر دے اور اگر مذکورہ شخص ابھی

درست نہ ہو جاوے تو طریقت سے انکار کر دے اور کہے کہ میں نے کوشش کی مگر تم صا(ف)

قدم نہیں ہوئے اور اس کو دعائے خیر کر کے رخصت کرے۔ (راحت القلوب 23)

باطنی سلسلہ قائم ہونے کے متعلق

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

(المآئدہ ۵: ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (ال عمران ۳: ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب، آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے (ہو)

میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

وَمَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (النساء ۴: ۸۰)

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

Marfat.com

ﻮ اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (النسآء ۵۹:۴)

: اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی۔

، سا رسول وسیلہ ہو؟

مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ (ال عمران ۱۴۴:۳)

: اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس کا تعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

ہو دراصل وہی وسیلہ ہے اور اس کے ساتھ نسبت لگانا جائز ہے۔ حکم رسول اللہ صلی اللہ

الہ وسلم ہے۔

ﻴْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

: لازم ہے تم پر اے مسلمانوں کہ میری سنتوں کی تابعداری کرو اور میرے خلفائے

رین کی سنتوں کی تابعداری کرو۔

ث مبارکہ ہے کہ

صْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ فَاهْتَدَيْتُمْ۔

: میرے اصحاب تمام کے تمام ستارے ہیں جو کوئی بھی ان میں سے کسی کی اقتداء

ے گا وہ ہدایت حاصل کرے گا۔

اصحاب دو قسم پر ہیں۔

یہ وہ اصحاب ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے جسم کی

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھا ہو اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت حاصل کی

۲۔ دوسرے اصحاب وہ ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھتے ہوں اور حضور کے ساتھ روحانی تعلقات ہوں۔ یعنی جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات میں اویس قرنیؓ کا تھا اور اب تک اسی زمانے سے لے کر اس زمانے تک حضور کے ساتھ رابطہ اور بیعت ہے۔ درجہ دوئم اصحاب کے لیے حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ ترجمہ: جب تم راستہ پر چلتے ہو تو پہلے ساتھی لے لو۔ یہی نسبت ہے۔

حکم خدا تعالی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کپڑے تقسیم کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ ایک خرقہ قرنیؓ کو دیا جاوے اور دوسرا خرقہ اس کو دیا جاوے جو کہ میرے بندوں کی عیب پوشی کرے گا اور ان کا عیب کسی پر ظاہر نہیں کرے گا اور فقر کو اختیار کرے گا تو راشدین میں سے خرقے کا لائق ہے اس کو پہنایا جاوے اس حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خلفائے راشدین یعنی

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ

(ب) حضرت عمر فاروقؓ

(ج) حضرت عثمان غنیؓ

(د) حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

ان تمام اصحاب کو طلب فرمایا۔ سردار دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
چار پر سوال کیے تو پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
م کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کروں گا اور اپنے مال خدا اور خدا کے رسول کے راستہ
خرچ کیا کروں گا اور میری بیٹی کے ساتھ نکاح پر خوش رہوں گا۔ دوبارہ کہا کہ صدق اور
اص اختیار کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی بہت بندگی کروں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا نیکی کی
ف لوگوں کو لاؤں گا اور بدی سے لوگوں کو روکا کروں گا اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنوں گا
میرا کام عدل ہوگا، عدل کروں گا۔ حضرت عثمان غنی نے کہا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاؤں گا،
لوں کو کپڑے پہناؤں گا اور تلاوت قرآن مجید زیادہ پڑھوں گا اور حیاء اختیار کروں گا۔
ضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے کہا کہ تلوار سے جہاد کروں گا اور ہمیشہ روزہ رکھوں گا، غریبوں
ر عاجزوں کی مدد کروں گا، خدا کے بندوں کی عیب پوشی کروں گا اور ان کے بھیدوں کو ظاہر
ہیں کروں گا، فقر کو اختیار کروں گا۔

اسی وقت حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ خرقہ اس کو دیا جائے جو کہ میرے بندوں کی عیب پوشی کرے گا اور
وگوں کا بھید کسی پر ظاہر نہیں کرے گا اور فقر اختیار کرے گا وہ خلفائے راشدین میں سے اس
خرقے کا لائق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خرقہ مبارک حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو پہنا دیا۔ سر العارفین صفحہ نمبر 31 پر درج ہے۔

اس حکم کے مطابق قبلہ بابا مبارک اپنا خرقہ مبارک اپنے مریدین کو پہنایا کرتے

Marfat.com

تھے اور کہتے تھے کہ اسی طرح سے میری ہدایتوں پر عمل کیا کرو اور ہمیشہ اپنے اولاد کو اور خلفا
کو کہتے تھے کہ میرے کپڑوں میں ہو جاؤ، پھر پشتو کا مصرع کہا۔

دغنم دانے شپگ دی خوک چل معشوقے برہ ورزی قدم ب
شپہ گیری

ترجمہ: گندم کے دانے چھ ہیں جو کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے تو اسے چاہیے ک
آدھی رات کے بعد جائے۔

یعنی انور چھ قسم پر اگر کوئی حاصل کرنا چاہتا ہے تو رات کو جاگنا اور تنفس نور میں رہ
تو دیدار ہو جاتا ہے۔

سرور دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے 124000 اصحاب تھے۔ بعض
کتابوں میں 136000 اصحاب بتاتے ہیں۔ آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وال
وسلم معراج سے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کا حکم اور ہدایت کے مطابق راشدین کو طریق
کرایا گیا۔ طریقہ سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر سوال کیا کہ اے علی ایک بڑے سا
دار درخت کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ سے بڑا سایہ دار درخت کون سا ہے؟ یہ ایک معتبر حدیث موجو
ہے۔ یہاں سے طریقت شروع ہوئی۔ جب چاروں راشدین کو طریقت بیعت کرایا گیا
پھر تمام اصحابوں کا چار حصوں پر تقسیم کر کے خلفائے راشدین کے حوالے کیے گئے اور انہو
نے ان تمام کو بیعت کرائے گئے، یعنی چار سلسلے تیار کر کے باطنی کا سلسلہ یہاں سے جار
ہوا۔

Marfat.com

☆ نقشبند سلسلہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ہے۔

☆ قادری سلسلہ حضرت عمر فاروقؓ سے ہے۔

☆ سہروردی سلسلہ حضرت عثمان غنیؓ سے ہے۔

☆ چشتیہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ہے۔

اور اب تک یہ چاروں سلسلے جاری ہیں اور چلے آرہے ہیں۔

نبوت کے متعلق

حرف "م" سے اسم پاک کے نبوت کو اشارہ ہے۔ یعنی بحساب ابجد کے م کے چالیس عدد ہوتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چالیس برس ہوگی۔ یعنی 23 سال ظاہری دنیا میں اور 18 سال معراج میں یعنی کل اکتالیس سال ہوتے ہیں، چونکہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو وحی بند ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔ (المائدہ ۵:۳)

ترجمہ: آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ (ال عمران ۳:۱۹)

ترجمہ: بے شک دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

تو اس وقت سے ظاہری وحی بند ہوئی اور ایک سال بعد کپڑے تبدیل کیے۔ یہ

Marfat.com

ایک سال اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخفی راز میں مشغول رہے۔ یہ سال سالِ شمار نہیں ہے کیونکہ راز کرنے والوں کے لیے تعلیم کا راستہ قائم کر رہے تھے۔ یعنی چالیس سال سرور دو جہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دنیا میں نبوت کی ہے اور یہ نبوت تا قیامت رہے گا قیامت کے بعد بھی یہی نبوت ہو گی اس کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آ سکتا اور نہ آئے چونکہ یہ سال خفی راز اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر کے کرامت کا سلسلہ قائم کیا اور آج تک کرامت کا سلسلہ جاری ہے اس لیے نبوت کا چالیسواں حصہ کرامت ہے اور یہی ایک مکمل دلیل جو کہ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے۔ یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دنیا باطن کے حوالہ کیا گیا ہے۔ ہر پیغمبر کی جگہ ایک ولی کام کرتا ہے اور اسی پیغمبر کا معجزہ اسی کے پاس ہوتا ہے جب دنیا سے پردہ کرتا ہے تو اسی پیغمبر کا معجزہ ظاہر کرتا ہے۔

نماز کے لیے وسیلہ کعبہ کے متعلق

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرہ ۲:۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے پسند فرماتے ہیں، اب پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو) جہاں کہیں پر تم ہو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف۔

نماز کے لیے عابد اور معبود کے درمیان وسیلہ کعبہ ہے۔ علاوہ کعبہ کے نماز نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

نماز کے لیے وسیلہ وضو کے متعلق

ہا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِ
اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ط

ائدہ ۵:۴)

ہ: اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کے لیے تو (پہلے) دھولو اپنے چہرے اور اپنے
کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک۔

وسیلہ نماز اور نماز گذار کے درمیان وضو ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

تَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ

جمہ: نماز کی کنجی وضو ہے۔

وسیلہ امت کے متعلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امت کے درمیان شیخ وسیلہ ہے۔

شَّیْخُ فِی الْقَوْمِ كَالنَّبِیِّ فِی الْاُمَّتِ۔

جمہ: شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔

وسیلہ شیخ:

شیخ اور خدا کے درمیان وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ بغیر وسیلے کے
نسان اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ وسیلہ کامل چاہیے جیسا کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰہَ وَکُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

(التوبہ ۹:۱۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ

رازِ الٰہی کے متعلق

حدیث قدسی ہے

کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

ترجمہ: میں چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے دوست رکھا اس بات کو کہ پہچانا جاؤں تو پیدا کیا خلقت کو۔

لفظ خلقت کے معنی مفسرین نے کیا ہے کہ حقیقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں جیسا کہ آیات اور حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد رسول اللہ کے نور کو تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے پیدا کیا۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ تم کب پیدا کئے گئے ہو؟ جبرائیلؑ نے بجواب کہا کہ مجھے تو علم نہیں ہے کہ میں کب پیدا کیا گیا ہوں مگر اس قدر یاد ہے کہ جب میں نے دیکھا تو ایک ستارہ قطب کی طرف کھڑا تھا

Marfat.com

ستارہ ستر ہزار (70,000) سال کے بعد غروب ہوتا تھا اور ستر ہزار سال کے بعد یہ ستارہ نکلتا تھا اور میں نے اس ستارے کو بہتر ہزار (72,000) مرتبہ دیکھا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

ا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُّوْرِیْ 〈الحدیث〉

جمہ: تخلیق میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

لُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ 〈الحدیث〉

جمہ: تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا ہے۔

لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْكَوْنَيْنِ 〈الحدیث〉

جمہ: اگر آپ کا وجود بابرکت نہ ہوتا تو دونوں جہان پیدا نہ کرتا۔

لَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ 〈الحدیث〉

جمہ: میں نے آدم کو اپنے صورت مشابہت سے پیدا کیا۔

نْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ 〈الحدیث〉

جمہ: جس نے محمد رسول اللہ کو دیکھا تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

تصور کے بارے میں

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرہ گردن جھکائی دیکھ لی

حدیث مبارکہ ہے کہ

اَلنَّظَرُ عَلیٰ وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ

ترجمہ: علی کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

خَیَارُ مَنْ عِبَادِ اللهِ الَّذِیْنَ اِذَا رُاُوْاُذُکِرَ اللهُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ جب انہیں دیکھو تو خدا یاد آ جائے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کو دیکھنے سے یاد آتا ہے اور ان سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کے صحبت سے یاد یکھنے سے خدا یاد آتا۔ جس بندے میں یہ صفت نہ ہو وہ کامل نہیں ہے۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے اور لازم ہے کہ و جہل کی طرح منکرانہ، معترضانہ یا منافقانہ حیثیت سے کامل اور برگزیدہ لوگوں کی خدمت میں حاضر نہ ہوں کیونکہ آئینہ میں اپنی شکل نظر آتی ہے یا اپنے خیالات کا عکس پڑتا ہے۔

Marfat.com

دوبارہ بیعت کے متعلق

دوبارہ بیعت ہوسکتی ہے کیونکہ بیعت سے پھر جاوے یا توبہ میں شک پڑ جاوے تو
نو بیعت کرنی چاہیے۔

اگر پیر دنیا سے پردہ کر چکا ہو تو ان کے کوئی کپڑا وغیرہ کو سامنے رکھ کر بیعت کرایا
ے مگر یہ اس مرید کے لیے ہے کہ جس کا اسباق ختم ہو اور موذن کے عہدے پر فائز ہو۔
مریدوں کے لیے دوسری جگہ سے بیعت کرنی چاہیے۔

قبلہ بابا مبارک ہمیشہ سالانہ دوبارہ بیعت مریدین سے کیا کرتے تھے۔ اس کے
ں محمد زمان سکنہ سوھاوہ گاؤں جب وہ رخصت ہوتا تھا تو قبلہ نے کہا کہ مولوی صاحب
ایا اور میرے کپڑے دی جاوے میں نے قبلہ سے کہا کہ آپ حضور کا ایک قمیص اور ایک
میرے پاس ہے ان میں ایک دے دوں؟ تو اس وقت قبلہ نے مجھے منع کیا اور کہا کہ
میرے ساتھ جو کپڑے لائے ہو ان میں سے مولوی صاحب کو ایک جوڑا دے دو اور
ے پاس جو قمیص اور شال ہے اس کو اپنے پاس سنبھال رکھو یہ کام آ جاویگا اور اس کے
ں مکمل ہدایت کی جو کہ میرے پاس اب تک موجود ہیں۔ دو جوڑے تسی بھی میرے
موجود ہے جو کہ قبلہ بابا مبارک نے مجھے دی ہے اب تک موجود ہے۔

لفظوں کے معنی

شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت کے متعلق

شریعت

راستہ، یہ ایک مقررہ راستہ ہے جو کہ تابع دین سماوی ہے۔

Marfat.com

☆ طریقت

صبر شکر، جو کوئی مندرجہ بالا راستہ پر چلے گا تو چلنے والے کو صاحب طریقت کہتے ہیں۔

☆ معرفت

ذکر فکر، جو کوئی مندرجہ بالا راستہ کے ارد گرد ملاحظہ کرے گا اس کو معرفت کہتے ہیں۔

☆ حقیقت

نتیجہ، جو کوئی مندرجہ بالا راستہ کی آخری حد پر اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائے اس کو حقیقت کہتے ہیں۔

مثال بابا مبارک:

ایک دن باپ نے اپنے بیٹے کو پیسے دیے اور کہا کہ بچے جا کر دودھ لاؤ۔ بچے نے کہا ابا جان دودھ کا دوکان کہاں ہے؟ باپ نے بچے کو سمجھایا کہ گھر سے نکل کر بجلی کا کھمبا کھڑا ہے، پھر آگے جا کر رنگ ساز کی دوکان ہے، پھر آگے جا کر فلاں چمار بیٹھا ہے اس کے بعد دودھ کی دوکان ہے۔ بچہ روانہ ہوا، آگے جا کر دیکھتا ہے کہ بجلی کا کھمبا کھڑا ہے بچے نے دل میں سوچا کہ ابا جان نے درست کہا ہے۔ آگے گیا تو وہی چمار بیٹھا تھا جوتے سینے کا کام کر رہا ہے اس کے ساتھ ہم کلام ہوا پھر آگے گیا تو دودھ کا دوکان ہے دیکھا۔ دودھ والے کو پیسے دے اور دودھ لے کر گھر واپس آیا۔ باپ کو کہا کہ ابا جان

ں۔ میں ٹھیک تمہارے حکم کے مطابق گیا ہوں اور دودھ خرید کر لایا ہوں۔

جمہ: شریعت راستہ ہے۔ اس پر چلنے والا طریقت ہے راستہ کے دائیں بائیں کرنا معرفت ہے اور آخری حد اپنے جائے مقصود کو پہنچنا حقیقت ہے، جیسا کہ اس سے ثابت ہے۔

هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْماً فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الانعام ۶:۱۵۴)

اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور ں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں جو حکم دیتا ں جن کا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

راستہ شریعت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے جو کہ قرآن سے ثابت ہے۔

تفصیل وار نام راستے مع تشریحات

صراط مستقیم

یہ ایک سیدھی راہ ہے متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جو کہ آیت مندرجہ بالا سے ثابت ہے۔

صراط السویٰ

یہ ایک متوسط یعنی درمیانی راہ ہے جو کہ درج بالا آیت سے ثابت ہے۔

Marfat.com

فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اهۡتَدٰیo

(طٰہٰ ۲۰:۱۳۵)

ترجمہ: تم عنقریب جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ (پر چلنے) والے اور کون ہدایت یافتہ ہیں۔

وَهُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ. (الحج ۲۲:۲۴)

ترجمہ: اور دکھایا گیا تھا انہیں راستہ اللہ تعالیٰ کا جو تعریف کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ یہاں صفات کی ذات میں بھی رفتار کر سکتا ہے۔ یہاں سے ابدی شروع ہوتا ہے۔ یعنی عمر بھر کی زندگی ہوتی ہے۔ اس کے بعد مرتا نہیں۔ مبارکہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہمارے سمجھانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس لکیر کے دائیں بائیں چند اور خط کھینچے اور فرمایا یہ بھی راستے ہیں ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان کھڑا ہے۔ جو کہ سالک کو اپنے راستے کی طرف بلاتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے "وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا" مکمل پڑھا۔ (بخاری و مسلم)

نقشہ راستہ کے متعلق

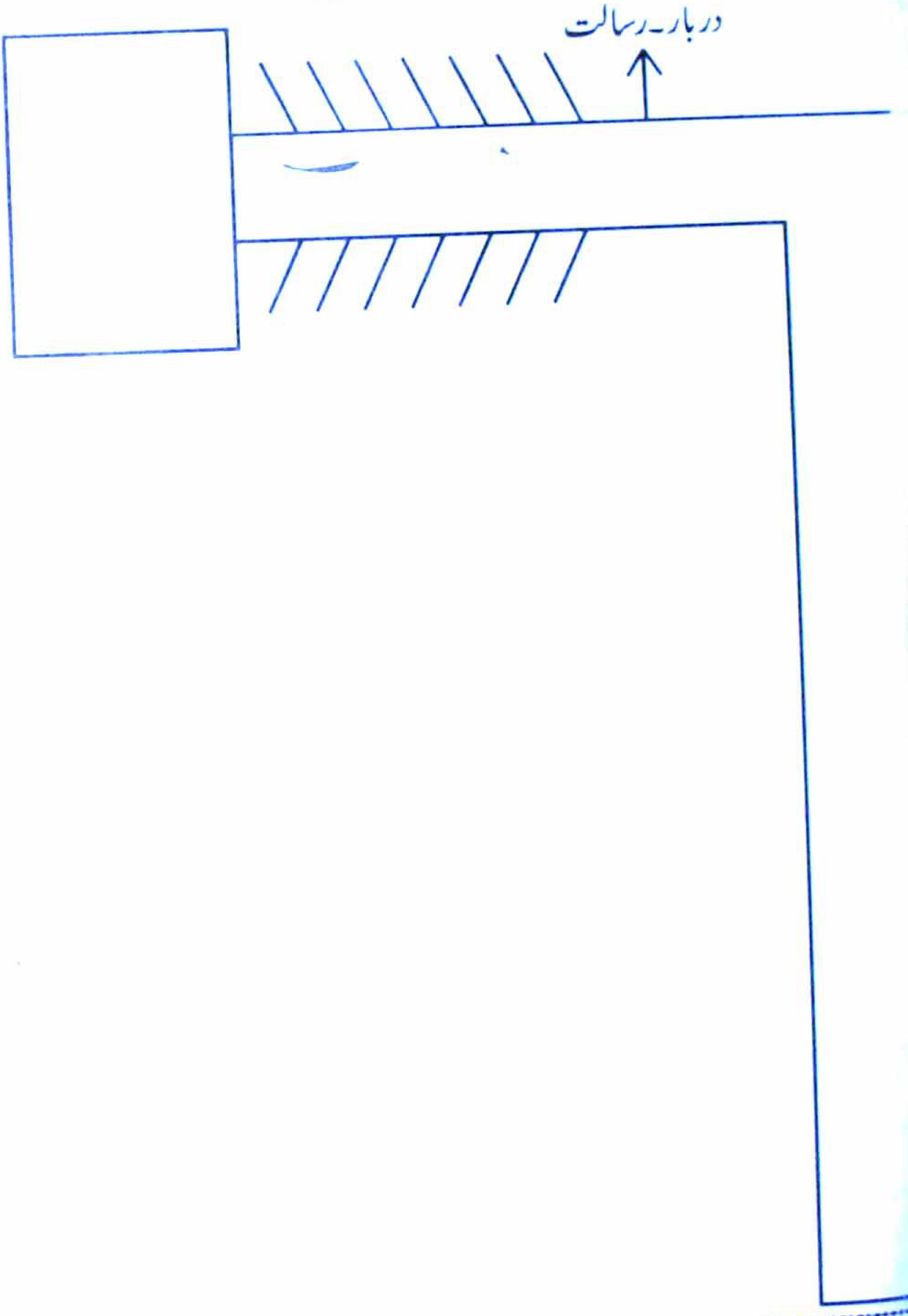

Marfat.com

متمام شریعت تین حصوں پر تقسیم ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُو السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ
بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام ۶:۱۵۴)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ، سواس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں (ورنہ) وہ جدا کریں گے تمہیں اللہ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں حکم دیتا ہے تمہیں جن تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

یہ راستہ شریعت ہے۔ اس راستہ کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ دائرہ شریعت ہے جو دربارِ رسالت تک جاتا ہے جو کہ مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ صراط سوی

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ۔ (طٰہٰ ۲۰:۱۳۵)

ترجمہ: تم عنقریب جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ (پر چلنے) والے۔

۲۔ صراط حمیدہ

وَهُدُوْا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِيْدِ۔ (الحج ۲۲:۲۴)

ترجمہ: اور دکھایا گیا تھا انہیں راستہ اللہ تعالیٰ کا جو تعریف کیا گیا ہے۔

اِلٰی رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا۔ (النزعت ۷۹:۴۴)

ترجمہ: آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔

یہاں علاوہ صفات کے ذات بھی رفتار کر سکتا ہے۔ یہاں سے ابدی زندگی شروع ہوتا ہے۔ یعنی عمر بھر کی زندگی ہوتی ہے اس کے مرتا نہیں۔ یعنی مرنے سے پہلے اس وقت سالک کی رفتار صراط مستقیم پر ہوتی ہے اور جب ہدایت حاصل کر لیتا ہے تو اس سالک کی رفتار صراط السوی پر ہو جاتا ہے اور جب واصل اللہ ہو جاتا ہے تو سالک کی رفتار صراط الحمیدہ ہو جاتی ہے۔

مقام شریعت:

ظاہری علم یعنی قرآن مجید اور احادیث یعنی فقہ، اصول، منطق، فلسفہ، ریاضی، ب وغیرہ پڑھ کر اور اس پر باعمل ہوں اور تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہوں اور عالم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدم قدم چلتے ہو تو یہ عالم مقام شریعت میں کامل ہو جاتا ہے۔ اس کو دائرہ شریعت کہتے ہیں۔

۔ صراط مستقیم:

جب یہ عالم اس شریعت پر عمل کرنا شروع کر لیتا ہے تو اس وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ اس عالم کا رفتار صراط مستقیم پر درست ہے۔ مگر یاد رہے کہ اسی وقت اس عالم کے ساتھ یک شیطان مقرر ہو جاتا ہے۔ جتنا جتنا اپنے علم پر عمل کرتا ہے اتنے ہی شیطان تعداد میں ھتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ عالم فارغ التحصیل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار (70,000) شیطان کھڑے رہتے ہیں اور اس کو دھوکہ دے کر اپنے طرف کرتا ہے جو عالم دا کا دوست ہو اور اپنے عمل کے ساتھ عبور ہو تو ہر وقت شیطان کو جواب دیتا ہے کہ دلائل دا ایک ہے۔

Marfat.com

تعریف صراط مستقیم:

یہ ایک سیدھی راہ متعابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے جو کہ اقوال احوال و اخلاق میں صالحین، صدیقین، اولیاء اللہ اور انبیاء کی راہ کی ہے۔ اے اللہ ہمیں ثابت قدم رکھ یہ دین اسلام اور سنت سید الانام علیہ صلواۃ والسلام کی ہے۔

بہت بڑا نکتہ:

یہ ہے کہ دکھا تو ہمیں سیدھی راہ یعنی اپنی ذات کی محبت اور مشاہدہ سے مشرف ر[کھ] تاکہ اپنی طرف اور تیری غیر کی جانب التفات کرنے سے آزاد ہو کر ہم بالکل تیرے غیر جانب سے آزاد اور تیرے ہی گرفتار ہو جائیں اور تیرے سوا نہ ہم کچھ جانیں اور نہ تیرے [سوا] ہم کچھ دیکھیں اور تیرے سوا ہم کچھ اور خیال نہ کریں۔ ہمیں ایسی توفیق عطا کر دے کہ بالکل تیرے ہو جاویں۔

دوسرا نکتہ:

وہ یہ ہے کہ دکھا تو ہمیں سیدھی راہ اور وہ راہ جو تیری ذات پاک کو ہر موجود کے ساتھ ہے کہ وہ موجود اس راہ کے بغیر کچھ ظہور نہیں رکھتا اور بے اس کے اپنے خیال [کی] انتہا کو نہیں پہنچتا تاکہ ہر حال میں تیرے سوا نہ ہم کچھ دیکھیں اور نہ ہم خیال کریں اور تیرے غیر سے ہم آزاد رہیں اور ان لوگوں کی راہ جن کو نبوت رسالت ولایت، صدیقت، صلاح کی نعمت دے کر یا ان لوگوں کی جو کہ اہل ہو کر کیونکہ وہ قبول شریعت ہے اور جمال نع[مت] باطن سے کہ اسرار حقیقت کی واقفیت ہے۔ ان کو تو نے عزت بزرگی بخشی ہے وہ ہمیں ع[طا] دے۔

جب کوئی مرید مجاہدہ کر کے مشاہدہ کے ذریعہ محبت الٰہی حاصل کرے وہی سیدھی اہ ہے اس کے لیے۔ ہر مسلمان پانچ وقت نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو سوال پیش کرتا ہے۔ جب الب اور مطلوب ایک دوسرے کو نہ دیکھے تو محبت پیدا نہیں ہوتی حالانکہ خوبصورتی اور فت سن لیتا ہے۔ مگر جب طالب اور مطلوب ایک دوسرے کو دیکھ کر مشاہدہ کر لیتا ہے اور یک دوسرے کے دل میں محبت کا اسرار پیدا ہو جاتا ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ ہو ہاتا ہے تو عشق حقیقی پیدا ہو جاتا ہے اور وہی عشق دائمی ہے جس کو نسیان نقصان نہیں دے سکتا ہے اور وہی سیدھی راہ ہے جو کہ خاصان خدا کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ مستقیم راہ ہے۔

مثال:

مولانا روم صاحب پہلے سے عاشق نہیں تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسن و جمال سے اچھی طرح سے واقف تھا۔ جب حضور شمس تبریزؒ نے دیدار کرا دیا اور جب الگ ہوا تو عشق کا روگ لگ گیا اور عاشق ہو کر عشق کے فریاد میں مثنوی شریف لکھ دی ہے جو کہ مشہور کتاب ہے۔ فارسی کا شعر ہے

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

ترجمہ: مولانا روم اس وقت تک مولوی نہیں بن سکتا جب تک کہ شمس تبریز کا غلام نہ بن جائے۔

یہ تمام چیزیں خود انسان کے سینے میں پیدا ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خود عاشق اور خود معشوق ہے اور خود عابد ہے اور خود معبود ہے۔

صراط السویٰ:

جب انسان ہدایت حاصل کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے قرب میں جگہ دے دیتا ہے تو اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب یہ سالک صراط السویٰ کی رفتار پر ہے اور جب ایمان سلام ہو جاتا ہے تو کہا جائے گا کہ اب اس سالک کا رفتار صراط الحمیدہ پر ہے۔

صراط الحمیدہ:

اس راستے کی انتہا رب تعالیٰ ہے۔

وَاِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَا۔

یہاں علاوہ صفات کے ذات میں بھی ذکر، فکر کر سکتا ہے۔ یہاں سے ابتدائے حیات ابدی شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی عمر بھر کی زندگی ہے اور اس کے بعد مرتا نہیں۔ صراط مستقیم کے ساتھ ہی ساتھ ملحقہ اور راستے بھی چھوٹے موجود ہیں اور ہر ایک راستہ پر شیطان کھڑا ہے سالک کو یعنی راستہ چلنے والے کو دھوکہ دے کر اس کو غلط راستہ پر لانا چاہتا ہے۔ بہت بڑے بڑے سالکین صراط مستقیم سے برطرف کیے گئے ہیں مثلاً سی 125000 مریدوں کے ساتھ اور بلغم اعورؒ اور اپنے زوجہ کے ساتھ شیطان کے دھوکے میں پھنس کر صراط مستقیم سے غلط راستہ لے جا کر دوزخ کی خوراک بن گئے ہیں لیکن صراط حمیدہ میں کسی قسم کا دھوکہ کھانے کا احتمال نہیں ہے۔ ان دونوں سالکوں کا ذکر قرآن مجید میں درج ہے۔

حیات ابدی حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کو کہا کہ کیسے مارتے ہو اور کیسے زندہ کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ جلہ شانہ نے کہا اے میرے خلیل تمہارا یقین نہیں ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا یقین تو ضروری ہے مگر مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے کہا اگر مشاہدہ کرنا چاہتے ہو تو

۔ کبوتر لو جو کہ ہمیشہ کے لیے لوگوں سے مانوس اور ہلا رہتا ہے اس کو مار ڈال اور خلق سے رشتہ الفت توڑ دے۔

۱۔ مرغ ہمیشہ شہوت کی طرف مائل رہتا ہے اس کو ذبح کر اور اپنے آپ کو شہوت کی قید سے چھڑا دے۔

۲۔ کوا جو کہ بالکل حریص اور طمع ہے اس سے قتل کر ڈال تا کہ حرص و طمع چھوڑ دے۔

۳۔ مور جو کہ سرتا پا زینت ہے اس کا سر اتار دے اور دنیا کی آرائش سے اپنی ہمت کی آنکھ بند کر لے۔

جو شخص مجاہدہ کی تلوار سے ان چاروں بڑی صفتوں کو ذبح کرے گا وہ حیات ابدی کو پا کر ہمیشہ کے لیے زندہ رہے گا۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ
قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْ
هُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ (البقرہ ۲:۲۶۰)

ترجمہ: اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیمؑ نے اے میرے پروردگار دکھا مجھے کہ تو مردوں کیسے زندہ کرتا ہے فرمایا (اے ابراہیم) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے، عرض کی ایمان تو ہے لیکن (یہ سوال اس لیے ہے) تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا تو پکڑے چار پرندے پھر مانوس کر لے انہیں اپنے ساتھ، پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا، پھر بلا انہیں آئیں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے۔

جب حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں سمجھایا کہ انسان میں یہ چار صفت موجود ہے۔ یہ ہر چار صفتوں کو اپنے بدن سے نکالا اور ان کو قتل کر کے حیاتِ ابدی حاصل جائے گا۔ یہ تمام مجاہدہ سے ہوتا ہے۔

عربی زبان میں اس کا نام روح اور شعور ہے اور علم تصوف میں ان کا نام مخفی اخفی ہے۔ دونوں کے درمیان روح کا مقام ہے اور ام الدماغ میں شعور کا مقام ہے۔ روح کے مقام کو اردو میں منفی کہتے ہیں اور شعور کے مقام کو بہشت کہتے ہیں۔ روح کے مقام انگریزی میں نیگٹو کہتے ہیں اور شعور کے مقام کو انگریزی میں پازیٹو کہتے ہیں۔ ان دونو کے درمیان ایک پردہ ہے جس کو عربی میں پردہ بڈریٹ کہتے ہیں اور اردو زبان میں اس پردہ کو پردہ کانٹی کہتے ہیں۔ جب یہ پردہ ذکر و فکر سے روح اور شعور میں حلول کر دماغ کے عین درمیان میں ایک بال کھڑا ہو جاتا ہے اور روح اور شعور آپس میں مل کر آلہ بن جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں **Transmetter** (ٹرانسمیٹر) کہتے ہیں ج

Marfat.com

ہر سے خبریں لیتا ہے اور باہر کی خبریں بھیجتا ہے۔ اس کا معنی بھیجنے والا ہے۔ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے خطبہ میں اپنے جرنیل کو آواز دیا کہ **یَا سَارِیَۃُ اِلَی الْجَبَل** خطبہ پڑھتے آواز دیا۔ جرنل نے اپنے آقا کی آواز سن کر حکم قبول کر لیا اور تعمیل کی اور اپنے لشکر کو پہاڑ کے دامن میں کر دیا۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ آخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اگر آواز نہ دیتا تو شاید کہ مسلمانوں کو شکست ہو جاتا۔ یہ آج کے سائنس دانوں نے درست ثابت کیا۔

- تبدیل کرنے والا آلہ **Trasformer-2**

ایک برقی رو کو دوسری مختلف قوت کی رو میں تبدیل کرنے والا آلہ۔

۲۔ پہنچانے والا آلہ۔ **Transmetter Lasalki**

ارسال کرنے والا آلہ روانہ کرنے والا آلہ

لاسلکی کا آلہ یعنی بھیجنا، چلنا۔

۳۔ بے تار کا لاسلکی آلہ۔ لاسلکی پیغام کا آلہ۔ وائرلیس **Wirless**

لاسلکی پیغام وصول کرنے کی مشین یا آلہ۔

لاسلکی: بلا تار کی برقی رو جس سے ریڈیو وغیرہ چلتے ہیں اس کو وائرلیس کہتے ہیں

۴۔ **Television**

لاسلکی کے ذریعے ان واقعات یا اشیاء کا مشاہدہ کرنا جو فاصلہ کی وجہ سے آنکھوں سے اوجھل ہے۔ دور دراز کے واقعات کا اشیاء کا لاسلکی کے ذریعے مشاہدہ کرنے کو لاسلکی

Marfat.com

آلہ کہتے ہیں۔

۵۔ **Telepathy**

تعلق روحانی ایک قلب کا اثر بلا کسی مادی واسطہ کے دوسرے قلب پر پہنچانے وا
علم۔

۶۔ **Hypnatism**

عمل تنویم۔ عمل توجہ۔ مسمریزم۔ توجہ سے نیند طاری کرنے کا علم۔ توجہ نوم نیند
لانے والی خواب آور نوم توجہ کی حال میں **Hypnatism**

Marfat.com

نقشہ سر کے لطائف کے متعلق

یہ ایک گول دائرہ ہے۔ یہ انسان کا سر ہے۔

روح اور شعور کے درمیان پردہ بشریت ہے جو کہ روح اور شعور کو علیحدہ کرتا ہے۔

ر میں دو لطیفے ہیں۔ ایک کا نام لطیفہ خفی ہے اور دوسرے کا نام اخفی ہے۔

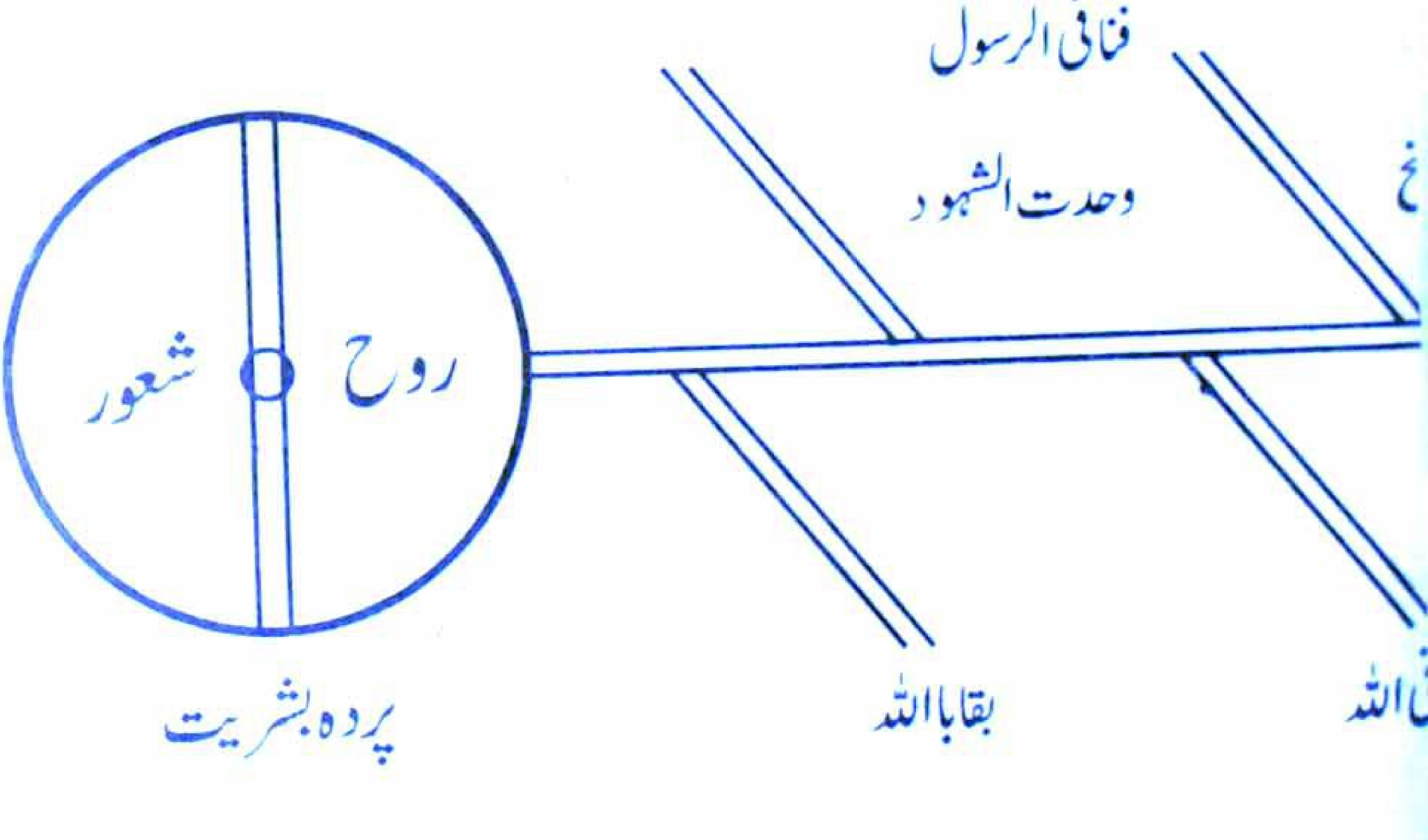

نچ درجوں میں پانچ مقامات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

ناسوت ۲۔ ملکوت ۳۔ جبروت

لاہوت ۵۔ ہائے ہوت

Marfat.com

روح کے متعلق

جسم روح ایک لطیف نورانی پیکر ہے اور اس کی شکل اس جسم کی شکل کے
مطابق ہوتی ہے۔ جس بدن کا وہ روح ہے قد وقامت اور ہیت میں ہو بہو اس کے م
ہوتی ہے۔ روح کے لیے ابتدا ہے مگر روح کے لیے انتہا نہیں۔ یعنی روح کے لیے فنا
ہے۔ اگرچہ روح جسم سے جدا ہو جاوے مگر پھر بھی زندہ ہے اور قائم ہے۔

وَدَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَاجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَادِلَّةُ الْ
عَلٰى اَنَّ الرُّوحَ جِسْمٌ مُخَالِفٌ بِالْمَاهِيَةِ لِهٰذَا الْجِ
الْمَحْسُوسِ وَهُوَ جِسْمٌ نُورَانِيٌّ عَلَوِيٌّ خَفِيفٌ حَيٌّ مُتَحَرِّ
يَنْفُذُ فِى جَوَاهِرِ الْاَعْضَاءِ كَسَرَيَانِ الْمَاءِ فِى الْوَرْدِ وَسَ
الدُّهْنِ فِى الزَّيْتُونِ وَالنَّارِ فِى الْفَيْحِ۔ (کتاب الروح ابن قیم)

ترجمہ: روح کی تعریف کتاب وسنت اجماع صحابہ اور عقل دلائل سے ہے کہ ایک
جسم ہے جو اپنی ماہیت کے لحاظ سے اس محسوس جسم عنصری کے مخالف ہے۔ وہ جسم
ہے اور ہلکا ہے اور زندہ ہے، متحرک ہے جو تمام بدن میں نفوذ کر جاتا ہے۔ بدن میں
سریان ایسا ہے کہ جیسا کہ گلاب کے پھول میں پانی ہے، زیتون کے درخت میں روغن
اور کوئلے میں آگ ہے۔

جب میں بدن آدم کو پورا بنایا اور اس میں روح پھونک دیا تو معلوم ہوا کہ
بدن کے بعد نفخ روح ہے اس سے ثابت ہوا کہ بدن اور روح دو مختلف چیزیں ہیں

Marfat.com

وح کا نفخ کیا جاتا ہے اور نفخ جسم کا ہوتا ہے۔ اس سے روح کا جسم لطیف ہونا ہوتا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو نئی صورت میں۔ یعنی پہلے جسم بنایا اور
کے بعد اس میں روح پھونکی اور تمام بدن میں سریان کر گئی اس سے روح کا جسم حقیقت
ابت ہوا اور اس طرح یہ روح جسم لطیف رکھتی ہے جو کہ کثیف میں سرایت کیے ہوئے
ابوقاسم سہیل نے فرمایا ہے کہ روح کی پیدائش نفخ سے ہے جو مضاف فرشتہ کی طرف
ہے اور فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے۔ اس لیے روح ملائکہ سے زیادہ لطیف ہے۔
ن کا سانس اس کے جسم سے زیادہ لطیف ہے۔ اسی طرح ملائکہ کا سانس ان کے جسم
زیادہ لطیف ہے۔ روح پہلے بھی تھا اور اس کے بعد بھی موجود ہوگا۔ روح سنتا ہے،
ا ہے، کلام کرتا ہے، مصافحہ کرتا ہے، پھرتا ہے۔ روح کے حصے روح روان، روح
ہیں۔

روح امر ربی ہے۔ یہ شعور کی تربیت کرتا ہے اور اس کو اعلیٰ بلندیوں پر پہنچانے کا
ہ ہے۔

الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔
اسرائیل ۱۹:۸۵)

، بتائیے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں علم مگر تھوڑا سا۔

یہودی کا روح کے متعلق سوال:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد نبوی میں

Marfat.com

تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک یہودی آیا۔ اس یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ
سے سوال کیا کہ آپ روح کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب
کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرلوں گا۔ چونکہ قرآن کریم تین طرح پر نازل ہوا ہے یعنی فعل
تو آیات نازل ہوئیں یا فعل ہونے والا تھا تو آیات نازل ہوئیں یا فعل ہو گیا تھا تو آ
نازل ہوئیں۔ یعنی حال، ماضی، مستقبل۔ اسی طرح سے مندرجہ بالا آیت کا بھی
ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بغیر خداوند تعالیٰ کے حکم جواب نہیں د
تھے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم ۵۳:۳،۴

ترجمہ: اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی۔
اتنے میں جبرائیل تشریف لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہودی کو سمجھایا کہ روح اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور اس کا علم تم لوگوں کو کم دیا گیا۔
یہودی تو چلا گیا مگر اصحاب جو کہ وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ہم تو پریشان ہو گئے کہ ہمیں روح کا علم کم ہے تو پھر ہم پیروی کیسے کریں گے؟
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے بھی دریافت کرلوں گا، اتنے میں جبرائیل
حاضر ہوئے اور حکم لائے کہ اپنے صحابہ کو کہہ دو کہ

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي۔ (الحجر ۱۵:۲۹)

ترجمہ: اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے۔

Marfat.com

کو تسلی ہوئی۔ یہ بات یہودی تک پہنچی تو پھر دوسرے دن ایک یہودی آیا اور کہا کہ خدا کا
کہاں ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا کہ خدا سے دریافت کر لوں گا۔
میں جبرائیل حاضر ہوئے اور آیت پیش کی۔

اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق ۵۰:۱۶)

: ہم اس سے شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

پھر اس وقت صحابہ حیران ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
بھی سمجھایا جاوے اگر اللہ تعالیٰ ہماری شہہ رگ کے نزدیک ہے تو ہم اس کے کتنے
ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے بھی دریافت کروں گا۔
ت حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کہ ان کو کہہ دو

اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ (الذریات ۵۱:۲۱)

: اور تمہارے وجود میں بھی (اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

ان چاروں آیتوں سے پتہ لگ گیا کہ روح درحقیقت میں اللہ تعالیٰ کا امر
نقطہ شعور کے اردگرد جو گناہوں کے پردے ہیں وہ ذکر وفکر سے دور ہوتے ہیں۔ بعد
نقطہ روح کی شعاعیں نقطہ شعور تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں دیتیں۔ نقطہ شعور
روح سے فیضان کرنے لگتا ہے مگر پردہ بشریت بدستور رہتا ہے۔ چونکہ پردہ
ت صاف شفاف ہونے کی وجہ سے شعاعیں اس میں سے گزرتی ہیں اور جب اس کا
اس حد تک ہو جاتا ہے کہ پردہ بشریت نقطہ روح اور نقطہ شعور میں حلول کر سکے اور

Marfat.com

جب نقطہ روح اور نقطہ شعور ہر دو آپس میں مل جائے تو پردہ بشریت کے نہ ہونے کی وجہ
اور دونوں نقطے مل جانے سے ایک آلہ بن جاتا ہے۔ اس آلہ کو انگریزی میں ٹرانس میڈ
ہیں۔ تو اس وقت باہر کی خبریں لیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص سالک کاشف ہے
اس کے کھینچنے کو کشف کہتے ہیں اور اس وقت اس کا تصور مکمل ہو کر تصدیق بن جاتا ہے
فی الشیخ کے درجے میں ہو جاتا ہے اور ہر ایک شیخ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ یہ ایک سید
ہے۔ متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

**وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَ
بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔** (الانعام ۶:۱۵۳)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کر
راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں
ہے تمہیں جن کا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

اس راستہ کو اللہ تعالیٰ نے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

۱۔ صراط مستقیم

۲۔ صراط السوی

۳۔ صراط حمیدہ

جب اللہ تعالیٰ انسان سے کام لینا ہو تو اس کو وجد میں لا کر پردہ بشریت
شعور آپس میں حلول ہو جاتا ہے اور نقطہ روح اور نقطہ شعور مل جاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ

ں کے مطابق کام ہو جاتا ہے تو پھر اس وقت پردہ بشریت نقطہ روح اور نقطہ شعور کے
بان لگ جاتا ہے اور بعد ازاں انسان اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور وہی شخص شیخ کے
جے پر آجاتا ہے۔ شعور وہ طاقت ہے جو کہ انسان کو تمام کائنات سے ممتاز کرتی ہے۔
۔ہی میں ہر تکلیف کے معلوم کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ شعور آلودگیوں سے پاک
نے کا نام ہے۔

شعور برتر سے شعور مطلق تک کے متعلق

شعور کے تین حصے ہیں جس طرح ہمارے جسم کے تین حصے ہیں۔

۱۔ سر و گردن

۲۔ دھڑ

۳۔ پنڈلیاں اور پاؤں

اسی طرح سے انسانی شعور بھی تین حصوں پر تقسیم ہے۔

ـلا حصہ:

رکا ہے جو کہ انسانی جبلت جزیات اور حافظے کا مرکز ہے۔

ـسرا حصہ:

ورکا ہے جو کہ قوت استدلال منطق ریاضی اور ادراک وامتیاز کا اسلحہ خانہ ہے۔

ـسرا حصہ:

ر برتر کا ہے جس کی حدیں انسانی سوچ سے بالاتر ہیں۔

Marfat.com

جب تک ہم بھاگتے رہتے ہیں انسانی شعور کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ جب دما
نیند طاری ہو جاتی ہے تو لاشعور اپنی پوری آزادیوں کے ساتھ جاگ اٹھتا ہے۔ انسانی
کو ایک ایسا اسٹیشن فرض کیجئے جس سے ہر دس سیکنڈ میں خیالات کی ایک نئی ٹرین گ
ہے۔ یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے مگر لاشعور خیالات کی اندرونی قطاروں کا زمین
اسٹیشن ہے۔ اب وہ شعور برتر ہے۔

شعور برتر:

وہ فضا پرواز طیارہ ہے جو کہ انسانی دماغ کے ہوائی اڈے سے اڑ کر زمینی پابند
سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ہم تحلیل نفسی تنویمی نیند اور تعبیر خواب کے ذریعہ ذہنی خیالا
جذبات کی مختلف کڑیوں کو ملا کر انسانی شعور کے کسی دبے ہوئے جذبے اور کچلی
خواہش یا بھٹکی ہوئی جبلت کا کھوج لگا سکتے ہیں اور استدلال و ادراک منفطق کے ذ
سے کام لیکر شعور کی رفتار اور اس کے اتار چڑھاؤ کو معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن شعور برتر کا
فرمائیوں کا علم دلیل بازیوں اور منطق جوڑ توڑ کے ذریعہ ممکن نہیں کیونکہ وہ ان پابندیوں
سے آزاد ہے۔

خیالات کے متعلق

خیالات: آپ کے شعور کے ریلوے اسٹیشن سے ہر لمحے خیالات کی ایک
ٹرین گزرتی ہے اور آپ بیداری کی حالت میں دم لئے ہوئے اور ستائے بغیر خیالات کی
اس بھیڑ بھاڑ سے دوچار رہتے ہیں۔ لیکن آپ شعور سے کوئی اہم کام لینا چاہتے ہیں تو

نے ہیں؟ مثلاً کسی الجھے ہوئے مسئلے پر سوچ و بچار یا کسی مشکل موضوع پر غور و فکر، کسی قصے کا حل ہو تو آپ کیا کرتے ہیں؟ یہ کہ خیالات کی تمام لوکل گاڑیوں کو بیرونی سگنل دے دیتے ہیں۔ اسی طرح شعور کا بڑا پلیٹ فارم خالی ہو جاتا ہے۔ پھر کسی خاص سٹاپ غور کرنا چاہتے ہیں تاکہ تیز گام ٹرین آہستہ آہستہ ریلوے اسٹیشن میں داخل ہو جاتی یہ عمل توجہ کے ذریعہ واقع ہوتا ہے۔

زندگی کا کوئی شعبہ لے لیجئے، کامیابی صرف ان انسانوں کو حاصل ہوتی ہے جو کہ ماغی پلیٹ فارم پر خیالات کی لوکل ٹرینوں کی بھیڑ بھاڑ نہیں ہونے دیتے بلکہ صرف اور عظیم الشان منصوبوں اور عندیوں کی فرسٹ کلاس ریلوں کو ذہن کی سطح پر نمودار کی اجازت ملتی ہے۔

شعور پر کنٹرول

شعور کی سرگرمیوں کو مدغم یا شعور پر کنٹرول کر کے لاشعور کی قوت کو بروئے کار لانے لیے فطرت نے نیند کو پیدا کیا ہے جب ہم سوتے ہیں انسانی شعور بالکل معطل نہیں ہوتا سست ضرور پڑ جاتا ہے۔ جس طرح لاشعور جاگتے میں اپنی حد کے اندر اپنے فرائض دیتا رہتا ہے لیکن ہم بیداری کی حالت میں بھی استغراق۔ مراقبہ اور توجہ کامل کی ت پیدا کر کے شعور کو آوارہ گردیوں سے باز رکھ سکتے ہیں۔ جب شعور کی پوری "رو" ایک نقطے یعنی پوائنٹ کی طرف مرکوز کر دیا جاتا ہے تو ہم رفتہ رفتہ شعور کی سطح سے اٹھ ور برتر کی سطح پر پہنچ جاتے ہیں۔ میں خود فکر و سخن میں غرق ہوتا ہوں تو مجھ پر ایسی محویت ا جاتی ہے اور آپ خود جب کسی خاص مسئلے پر غور کرتے ہیں تو اپنے ماحول سے بے خبر

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ روزمرہ کا تجربہ نہیں ہے تو پھر سمجھ لیجئے کہ ان کو پوری توجہ کہتے ہیں کی پوری رفتار کو ایک ڈگری پر ڈال دینے گویا تمام خیالات کو ہٹا کر صرف ایک خیال کی ساری قوت لگا دینے کا نام مراقبہ ہے۔

مشاہدہ:

اپنی توجہ کو کسی ایک نقطے پر مرکوز کر دینا آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ شعور کی مثال کی ایک چنچل اور شریر بندر کی سی ہے۔ ابھی دماغ کی ٹہنی پر لٹک رہا ہے اور اس شاخ پر جا چڑھا اور وہاں سے اچھلا تو پیڑ کے تنے سے لپٹ گیا۔ اس عالم میں بھی مسلسل بل رہی ہے۔ ذہن کی بے قابو حرکتوں اور شعور کی لگاتار اچھل کود کو بس میں لانے کے لئے مشاہدہ کا طریقہ ایجاد کیا گیا ہے۔ یعنی کسی ایک چیز پر نظر جما کر دیکھا اس مشق نظر سے ساتھ خیال کی پوری طاقت کو بھی مشہود یعنی جس چیز پر آپ کی نظر جمی ہوئی ہے اس کی طرف دینا اگر آپ چاہتے ہیں کہ توجہ کی مرکزیت اور قلب کی یک سوئی حاصل ہو جاوے۔ تو آپ کو مسلسل اور لگاتار مشاہدہ کی مشق کرنا پڑے گی تاکہ دماغ توجہ کامل کا عادی ہو جاوے۔ کیونکہ نظر شعور کا صدر دروازہ ہے۔ پہلے تم اپنی نظر کو ایک نقطہ پر جمانا جب وہ توجہ ایک نقطہ پر جم جائے تو اس نفس کے اندر ایک عجیب قوی کو ابھرتے ہوئے دیکھے گا ایسا کرنے والا چند لمحہ بعد جو بات ہونے والی ہے اسے انجان طریقہ پر جان لیتا ہے

استغراق کے متعلق

تصورات کے درمیان میں جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ عالم غیب کے مناظر ہوتے ہیں اور ہمارے اپنے لاشعور اور حافظے کی پرچھائیوں کے سلسلے میں صدہا تجربات ہے

۔ان تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز کو پلک جھپکائے بغیر نظر جما کر
تا ہے تو اس پر رفتہ رفتہ شعور کی بے ربطی کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ منظم سلسلہ خیال ٹوٹ
ا ہے، منظم سلسلہ ٹوٹ جانے کا نتیجہ وجد یا بے خودی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی
قبہ کے بعد استغراق اور ایسی ہی حالت میں کسی نہ کسی لمحے انسانی دماغ یکا یک اور
تک کائنات کے شعور مطلق سے اپنا رشتہ قائم کر کے زمان اور مکان کی پابندیوں سے
اد ہو جاتا ہے۔ استغراق کے عالم میں انسانی دماغ کی اس منزل کو شعور برتر کی طرف
ُوب کرتے ہیں۔ کائنات کے شعورِ مطلق یا عالم ارواح یا عالم اعیان یا عالم امثال سے
بطہ پیدا کرنے کے لیے بعض اور طریقے بھی اختیار کیے جاتے ہیں۔

اعصابی عمل کے متعلق

ـوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ○ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ○ ثُمَّ
طَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقۃ ۶۹: ۴۴ تا ۴۶)

جمہ: اگر وہ خود گھڑ کر باتیں ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر
ں کاٹ دیتے اس کی رگِ دل۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ شعور برتر کو جگانے یا غیب سے رابطہ پیدا کرنے کے لیے
بے روک ٹوک مشاہدہ کی اہمیت کتنی بنیادی عمل ہے۔ جب آپ کسی مشہور ابجکٹ کو غور سے
یال کی پوری طاقت کے ساتھ نظر جما کر دیکھتے ہیں تو دماغ کے مرکز احساسات کا "غدۃ
لغمیہ" متحرک ہو جاتا ہے اور عامل پر استغراق یعنی نیم خوابی کی کیفیت طاری ہو جاتی

Marfat.com

ہے "غدة بلغميه" کا عمل تیز ہوتے ہی دماغ کی دوسری گلٹی اپنا کام شروع کر
ہے۔ دماغ کی یہ دوسری گلٹی جسے "غدة صنوبری" کہتے ہیں بلاشبہ ہمارے
برتر کا مرکز ہے۔ جس طرح شعور کا مرکز دماغ کا پچھلا حصہ اور ریڑھ کی ہڈی کا اعصابی
مشاہدہ سے دماغ کی قوتیں حرکت میں آتی ہیں، جو فاصلے اور مسافت نیز وقت و زمان
قید سے آزاد ہیں جنہیں سچ مچ ابدی اور ارنی کہا جاسکتا ہے۔

اعصاب:

یہ ایک رگ ہے جو کہ دماغ سے شروع ہوتی ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں ایک
نام حس ہے اور دوسری کا نام حرکت ہے۔ یہ اعصاب تمام رگوں اور پٹھوں پر کمان کرتا ہے۔
جس وقت صاحب تصور یا صاحب مراقبہ کا خیال درست ہو جاوے تو یہ اعصاب اسی و
کمان ظاہری میں شروع کر لیتا ہے اور کمان شروع کرنے کے وقت ایک اور یعنی شین ش
کان سے نکلتی ہے۔ صاحب مراقبہ سمجھتا ہے اور یہ آواز ایسا آتا ہے جیسا کہ اونچے جگہ سے
پانی نیچے جگہ پر یکساں گر رہا ہے۔ تو اس وقت یہ خیال کرنا چاہیے کہ میرے مرشد کے
سے نور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتر کر میرے سینے پر گر رہا ہے۔ تو اس وقت یہ آواز اصل آواز
بن جاتی ہے۔ یہ آواز بے نظیر ہے جس کو موسیٰ نے کوہ طور پر سنا تھا۔ اس آواز کو غیب کی ندا
بھی کہتے ہیں۔

وہم سے یقین تک کے متعلق

ا یَتَّبِعُ اَکثَرُھُم اِلَّا ظَنًّا، اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغنِی مِنَ الحَقِّ شَیئًا، اِنَّ
ہٗ عَلِیمٌ بِمَا یَفعَلُونَ (یونس ۱۰:۳٦)

مہ: اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے اکثر مگر محض وہم وگمان کی، بلاشبہ وہم وگمان بے ہیں کرسکتا حق سے ذرہ بھر، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے، جو وہ کرتے ہیں۔

"التباس خواص" یعنی نظر کا دھوکہ اور خیال کا فریب کسی مرض کے سبب پیدا ہوتا ، یا کسی شے کے دوران یا دونوں حالتوں میں شعور کی بے ترتیبی یا خیال کے لگے بندھے توں کا ٹوٹ جانا۔ اس کی بنیادی شرط یعنی مراق مالیخولیا، خفقان، ہسٹریا، مرگی، جنون رض ہر قسم کی دماغی اور اعصابی اختلال میں پہلے خیالات اپنے جگہ پر کھڑا نہ ہونے کی یفیت پیدا ہوتی ہے۔ بعض کو طرح طرح کی شکلیں نظر آتی ہیں اور قسماً قسم کی آوازیں نائی دیتی ہیں۔ مگر وہ سب بصورت وسماعت اور حس لآ کے دھوکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان وہاں سے یقین تک کس طرح پہنچا جاوے۔ یعنی التباس خواص کی گھر کو چیر کر حقیقی مشاہدہ یا ین الیقین کے درجے تک کس طرح رسائی نصیب ہو جاوے یعنی جب کوئی آواز آجاوے تو اس کو اسی وقت شریعت کی کسوٹی سے پرکھا جاوے۔ اگر شریعت پر پورہ نکلے تو اس پر اعتبار کرنا چاہیے۔ اور اگر شریعت کے برخلاف ہو تو یہ بصارت وسماعت حسِ لآسہ کا دھوکہ ہے۔ اس آواز پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

مثال:

ایک دفعہ پیرانِ پیر عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی کو آواز آیا کہ تم پر سب کچھ ح
ہے تو حضور نے جواب دیا کہ حلال، حلال ہے اور حرام حرام ہے۔ لہذا شریعت سے جوا
دیا گیا۔

مثال:

نظام الدین محبوب الٰہی کو ایک دن آواز آیا کہ کیا چاہتے ہو؟ حضور نے کو
جواب نہ دیا۔ دوسرے دن پھر جبکہ مراقبہ میں مشغول تھے آواز آیا کہ کیا چاہتے ہو؟ ا
وقت اپنے پیر صاحب کے پاس پہنچے اور حضور کو کہا کہ یا حضور مجھے ہر روز آواز آتا ہے کہ کیا
چاہتے ہو؟ تو قبلہ بابا فرید گنج نے کہا کہ اس کا جواب فلاں گاؤں میں ایک آدمی ہے
ہندو کے بٹے پر آگ جلانے کا کام کرتا ہے۔ وہاں جا کر اس سے جواب طلب کریں۔
تمہیں سمجھا دے گا۔

نظام الدین محبوب الٰہی گئے اور وہاں پر ملاقی ہوا۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو ہ
کا نوکر ہوں۔ کل کام سے چھٹی کروں گا، تم کل آنا۔ نظام الدین محبوب الٰہی چلا گیا اور و
شخص بٹے کی آگ جلاتے جلاتے مر گیا۔ ہندو کو رپورٹ ہوئی، ہندو مالک نے مسلمانو
جمع کر کے رقم دیا کہ اس مسافر کو اپنے طریقہ سے دفن کیا جاوے۔ مسلمانوں نے اٹھا
ایک گھڑے میں پھینک دیا اور اس پر اپنا چادر ڈالا۔ صبح سویرے نظام الدین محبوب الٰہی آ
ہندو نے کہا کہ وہ تو کل کا مر گیا ہے۔ حضور نے کہا کہ مجھے اس کی قبر بتلا دی جائے۔ ہ

Marfat.com

ک مسلمان سے کہا کہ اس مہمان کو اس کا قبر بتلا دیا جاوے۔ جب یہ دونوں مردے
س پہنچ گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گدھ مردے کی آنکھ کھینچ رہے ہیں۔ نظام الدین محبوب
نے سلام کیا اور بعد سلام کے کہا کہ عجب بات ہے کہ میں جس کے لیے آیا تھا وہ تو پو
۔مردے سے جواب ملا کہ میں عاشق ہوں، دنیا میں بھی مجھ پر تکلیف اور آخر میں بھی
ے۔ دیکھو گدھ میرے مرنے کے بعد میری آنکھیں کھا رہے ہیں۔ جب تم کو دوبارہ
آئے گا تو عشق طلب نہ کرو، معشوق کا جواب دیدو اور مجھے دفن کر دو۔ محبوب الٰہی نے
و تکفین کے بعد اس کو دفن کر دیا اور مکمل قبر تیار کر کے واپس آیا۔ چونکہ پیر اس کا زندہ تھا
و جواب پیش کر دیا۔ حضور نے کہا کہ اب ٹھیک ہے جب دوبارہ آواز آیا تو حضور نے
یت کی طلب کی، طلب سن کر جواب آیا کہ تم کو محبوبیت مبارک۔ وہ چونکہ اس کا پیر زندہ
ں لیے اس نے شریعت کا حکم اپنے پیر سے لے لیا اور کام ہوا۔

مسئلہ تقلید کے متعلق

ادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا
شْعُرُوْنَ۔ (البقرہ ۲:۹)

مہ: فریب دینا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو اور (حقیقت میں) نہیں
ب دے رہے مگر اپنے آپ کو (اور اس حقیقت کو) نہیں سمجھتے۔

بعض لوگ محض چالبازی کرنے کے لیے پیری کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنے شعور
ے ناجائز کام لیتے ہیں اور شعور کو دھوکے میں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بچنا اور نیک

Marfat.com

لوگوں کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ حکم خداوندی ہے۔

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل ١٦:٤٣)

ترجمہ: پس دریافت کرو اہل ذکر سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

اسی لیے نظام الدین محبوب الٰہی نے قرآن کے مطابق اپنے پیر سے دریافت کر کے حل کر لیا۔

شعور برتر کی دریافت کے متعلق

وہ علم جو حواس کی مدد کے بغیر حاصل ہوں یہاں تصوف کے فن لطیف سے نہیں ہے۔ تصوف روحانی زندگی کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ ہم جیسے گرفتار حواس اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ القا، وجدان، استغراق، کشف کرامات اور مشاہدات، غیب، حضور، اور روحانی ترقی کے وہ مدارج ہیں جن کی معرفت برگزیدہ لوگوں کے حصے میں ہے۔ ماورائے خواس کی دماغی صلاحیت ادراک، ماورائے خواس کی قوت کا تعلق انسان کے شعور برتر سے ہے۔ اگر آپ اس شعور برتر کو دریافت کرنا چاہتے ہیں تو مشاہدے اور مراقبے یعنی توجہ کی عادت ڈالیے۔

عمل صرف پندرہ منٹ کے لیے:

ہمارے دن رات کے چوبیس (24) گھنٹے یا 1440 منٹ ہوتے ہیں۔ شام کے صرف پندرہ منٹ کسی تنہا گوشے میں بیٹھ جائیں اور نظر سے دو یا تین فٹ کے فاصلے پر آئینہ جس میں آپ کا عکس نمودار ہو سکے اس پر اپنی پوری قوت لگایا کریں۔ کوشش

ر کہ دماغ کا پلیٹ فارم خیالات کی مال گاڑیوں اور نت نئی مسافر گاڑیوں کے ہجوم سے
درہ منٹ کے لیے خالی ہو جائے۔ بے شک یہ انتہائی مشکل کام ہے۔ لیکن اگر ہم چاند
ں زمینی راکٹ اتار سکتے ہیں تو اس پر بھی قادر ہیں اور قابو پا سکتے ہیں۔ پندرہ منٹ تک
یالات کی باقاعدہ ٹریفک کو روک دیں۔ چند ہفتے کی مشق میں معلوم ہو جائے گا کہ شعور
تر کی تجلیاں دماغ پر چمک رہی ہیں۔ انسان کا شعور برتر کائنات کے شعور سے جڑا ہوا
ہے۔

جونہی ہمارا شعور برتر حرکت میں آتا ہے زمانی اور مکانی کائنات کی تمام گہرائیاں
مبائیاں اور چوڑائیاں انسان کی دسترس میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ یہ شعور مطلق ہی تو ہے جو
کائنات پر حکمران ہے۔ اگر آپ حضرات ارواح کے سوال و جواب کی تشریح شعور برتر کی
روشنی میں کریں تو مشاہدہ باطنی قوتوں کا بھید سمجھ میں آسکے یاد رکھیں کہ مشاہدے اور توجہ کی
اس لگاتار مشق میں بار بار آپ کو فریب نظر، فریب سماعت اور فریب خواص سے دو چار
ہونا پڑے گا۔ آپ کو طرح طرح کی شکلیں بھی دکھائی دیں گی اور طرح طرح کی آوازیں
بھی سنائی دیں گی۔ حس شامہ خوشبوئیں کا بھی احساس ہوگا اور کہیں کہیں یہ محسوس ہوگا کہ کوئی
ان دیکھی قوت آپ کو چھو رہی ہے۔ آپ ان خبروں سے دھوکہ نہ کھائیں اور برابر خیال کی
تمام توانائیوں کے ساتھ ایک ہی نقطے پر اپنی نظر جمائے رکھیں۔ یہاں تک کہ التباسات کی
کہر چھٹ جائے گی اور آپ اپنے دماغ کی سطح اور خواص کی زمین سے بلند ہو کر شعور برتر
کی فضا میں پرواز کے قابل ہو جائیں گے۔

نوٹ: بغیر میرے اجازت یہ عمل نہ کریں۔

Marfat.com

نفس کے مقام کے متعلق

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ (یوسف ۱۲:۵۳)

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کی براءت (کا دعویٰ) نہیں کرتا، بے شک نفس کو حکم دیتا ہے برائی کا، مگر وہی (بچتا ہے) جس پر میرا رب رحم فرمائے۔ یقیناً میرا رب غفور رحیم ہے۔

نفس کا مقام دو انگلی ناف کے نیچے ہے۔ یہ ایک گول رطوبت کا ٹکڑا ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں اور جسم میں یکساں گزرتے ہیں۔ ایک کا تعلق سائنس کے ساتھ ہے یعنی پیڑوں میں سے گزرتا ہے۔ دوسری شاخ کا تعلق آنکھوں کے درمیانی پردے کے ساتھ ہے۔ اس لیے حکماء نفس کو سائنس کہتے ہیں اور علماء نفس کو گوشت کا ایک ٹکڑا کہتے ہیں۔ مگر یہ دونوں غلط ہیں۔ یہ ایک جما ہوا رطوبت ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں ایک کا تعلق پیڑوں کے ساتھ ہے جو کہ پیڑوں میں داخل ہو کر باہر آ جاتا ہے اور پھر اندر جاتا ہے اور دوسری شاخ کا تعلق دل میں داخل ہو کر آنکھوں کے ساتھ ٹکرا کر واپس اسی راستہ سے داخل ہو جاتا ہے اور اپنے رطوبت کے ساتھ ٹکرا کر پھر باہر آ جاتا ہے۔ اسی طرح کے رفتار جاری ہے یعنی چوبیس گھنٹوں میں 24000 بار یہ نفس آتا ہے اور اندر جاتا ہے۔ دوسرے شاخ کا فعل یہ ہے کہ جب دل کے ذریعہ سے آنکھوں کے پردے سے ٹکرا کر کسی خوبصورت شے کو دیکھ لیتا ہے تو اس وقت نفس وسوسے دل میں ڈال دیتا ہے اور اس انسان سے خراب کام کر لیتا ہے۔

آنکھوں کے متعلق

...م نجعل لہ عینین۔ (البلد ۹۰:۸)

...مہ: کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں۔

آنکھیں: اسی طرح سے آنکھوں میں تین پردے ہیں اور سات رطوبت ہے۔

...ں آنکھوں کا نظر تین حصوں پر تقسیم ہے۔

پہلا حصہ نظر کا ہے۔

- دوسرا حصہ نفس اور شیطان یعنی قہاریت کا ہے۔
- تیسرا حصہ روح اور شعور یعنی رحمانیت کا ہے۔

نظر کا دوسرا حصہ جب دونوں پر غالب ہو جاتا ہے تو سیدھا دل میں ہوتا ہوا ...یطان کے ساتھ آنکھوں کے درمیانی پردے پر جا گرتا ہے۔ تو یہاں پر پردہ قہاریت اور ...س وشیطان تینوں مل کر وسوسے ڈال دیتا ہے۔ جس وقت قہاریت کے حالت میں آجاتا ...ہے تو نفس اور شیطان مل کر دوسرے پردے سے یک دم شوٹ کر کے آخری پردے یعنی ...حمانیت کے پردے پر غالب ہو جاتا ہے اور انسان وہ خرابی کر لیتا ہے۔ دل میں شیطان کا ...بلکہ شیطان کا تعلق نفس کے ساتھ بھی ہے اور آنکھوں کے ساتھ بھی ہے۔ یعنی نفس اور ...شیطان یک جا کام کرتا ہے۔ جس وقت نفس اور شیطان غالب ہو جاتا ہے تو روح اور شعور ...مغلوب ہو جاتے ہیں اور اسی زائچے کا اختیار لے لیتا ہے اور ہمیشہ کے لیے اُسے ابدی کرا ...دیتا ہے اور وہ انسان شیطان کا تابع ہو جاتا ہے۔ اور جب روح اور شعور غالب ہو جاتا ہے تو

Marfat.com

نفس اور شیطان مغلوب ہو جاتا ہے۔ تو یہ انسان اللہ تعالیٰ کے تابع ہو جاتا ہے اور اچھے کرنے لگتا ہے۔ اور نیک بندہ بن جاتا ہے اور وہ اپنے نفس کا ایک ایک سانس کا نگہبان جاتا ہے کہ کہیں غافل نہ ہو جاؤں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور فضل سے ہوتا ہے۔

آنکھیں جب باہر سے خوبصورت چیز کو دیکھ کر اس کو دل اسی وقت پسند کر لیتا۔ نفس یکدم وسوسے ڈال دیتا ہے اور شیطان شیطانیت کا کام بتلا دیتا ہے اور نفس نفسانی خواہشات بتلا دیتا ہے۔ تو یہ زائچہ وہی کام کر لیتا ہے۔

نتیجہ:

آنکھوں کی نظر تین حصوں پر تقسیم ہے۔ جب نظر کا حصہ اتنا غالب ہو جائے قھاریت اور رحمانیت دنوں پردوں کو اپنے میں خلول کر دے تو اس عامل کا نظر کھڑا ہو جائے گا اور اس کے نظر میں مقناطیسی اثر پیدا ہو جائے گا۔ جس شخص کو قھاریت سے دیکھے گا تو شخص کو نقصان مل جاوے گا اور جس شخص کو رحمانیت سے دیکھے گا تو اس شخص کو فائدہ جائے گا اور اس عامل کو صاحب تصور کہتے ہیں کیونکہ اس میں قوت ارادی پیدا ہو جاتا۔ آنکھوں میں قوت ارادی یا قوت مقناطیسی پیدا کرنا یہ تمام کام تصور سے ہے۔

آنکھوں میں مقناطیسی طاقت پیدا کرنے کا طریقہ

یعنی کھینچنے کا طریقہ

مقناطیس اس پتھر کو کہتے ہیں جو کہ لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ ہندی زبان میں اس پتھر کو چمک دار پتھر بھی کہتے ہیں۔ حقیقت میں اگر غور کیا جاوے تو مقناطیس کے

معنی کشش کے کہے جاتے ہیں جو در حقیقت قابل تسلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کشش تمام لم کی موجودات ومخلوقات کے ہر فرد و بشر کو بخشی ہوئی ہے اور ہر ایک چیز میں یہ طاقت جود ہے۔ اگر یہ طاقت نہ ہوتی تو قانون قدرت میں فرق آجاتا اور دنیا کا کوئی کام نہ تا۔

اگر غور اور توجہ سے دیکھو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ تمام کاروبار جہاں کے شش کی خاصیت سے چل رہے ہیں۔ علم ہیت کے جاننے والے جانتے ہیں کہ سورج ں ایک کشش موجود ہے جو کہ دیگر سیاروں کو سورج کے گرد حرکت کرنے پر مجبور کئے ہوئے ہے۔ جس کے سبب سے سب سیارے سورج کے گرد پھرتے ہیں اور ان کی کشش سے دیگر یارے ان کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ جن لوگوں کا یقین ہے کہ زمین کے گرد سیارے پھرتے ہیں تو وہ زمین میں کشش اور سیاروں میں حرکت بتلاتے ہیں۔ سیاروں کی قوت جاذبہ کا اثر جو زمین پر پڑتا ہے وہ اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ سورج کی کشش سے کائنات برقرار ہے۔ چندرما (مہتاب) کی کشش سے تمام رسوں کی پیداوار ہے۔ زحل کی تاثیر سے مادہ لوہا ہو جاتا ہے۔ کہروبا ایک قسم کا گوندھ ہے جو دریاب کے جگ سے قدرتی طور پر تیار ہوتا ہے جو گھاس کے تنکے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ شمع کی روشنی کی کشش پروانہ کو گھائل کر دیتی ہے۔

الغرض قوت کشش ہر چیز میں موجود ہے لیکن کچھ میں زیادہ ہوتی ہے۔ ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف جلد کھنچے جاتی ہے۔

Marfat.com

كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ۔

ترجمہ: ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

انسان، انسان کو دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے مگر حیوان حیوان کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے اس کی کشش ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ایسی متبرک اور نادار الوجود قوت کشش کو اپنے جسم کے اندر پیدا کر کے پیدا کریں جس کے جذبہ سے ہم قوت ایزدی کے رازوں سے واقف ہو کر دنیا و عاقبت کی مشکلوں کو حل کر لیں اور بظاہر جسمانی قوتوں کو باطنی روحانی قوت سے حاصل کر لیں۔

روحانی طاقت نعمت غیر متبرکہ ہے جو کہ حاصل ہوتی ہے یکسوئی قلب سے، یکسوئی حاصل ہوتی ہے، تصور سے، تصور حاصل ہوتا ہے، اجتماع خیالات سے، اجتماع خیالات کا بڑا بھاری مرکز دل ہے مگر یہ دل اپنی مرضی کا مالک نہیں ہے۔ یہ اپنے مشیروں کا محتاج ہے جو کہ اس کو اپنے اصلی مدعا پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ وزیر باتدبیر اس کی آنکھیں ہیں اور مشیر اس کے کان ہیں جو اس پر ہمیشہ غالب رہتے ہیں اور یہ دل ان کا مطیع اور فرماں بردار ہے۔ کیونکہ انتشار خیالات اس وقت ہوتا ہے جب کوئی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام خواہشوں کا مرکز دل ہے جس میں طرح طرح کی خواہشات پیدا ہوتی ہیں جن میں ایک تو اس کی اپنی خواہش ہوتی ہے جو کہ اس کو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام اندرونی خواہش ہے اور دوسری خواہش کا نام بیرونی خواہش ہے جو اس کے کانوں سے سن کر

Marfat.com

ہوتی ہے۔ مگر یہ اندرونی خواہش پر جلد غالب آ جاتا ہے اور یہ اس کا مرید ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے۔

چونکہ یہ وزیر با تدبیر اس شے کی اصلیت و ماہیت کو اچھی طرح سے دیکھ کر اس کو آگاہ کر دیتا ہے جس کے مشورہ سے اس کو اس کی مقبولیت ہوتی ہے۔ اگر آپ کو اس میں اعتراض ہے تو خود تجربہ کیجئے اور دیکھ لیجئے کہ آپ اپنے خیال کو ایک طرف لگائیے یعنی کسی چیز کی خواہش دل میں کیجئے۔ یوں ہی جب کہ کام میں کسی عجیب و غریب خبر کی آواز اس قسم کی پہنچے گی تو فوراً آپ کی وہ خواہش معدوم ہو کر آپ کا دل اس طرف چلا جائے گا اور آپ کو اس عجیب و غریب واقع کے معلوم کرنے اور دیکھنے کی خواہش پیدا ہو جائے گی۔

پس یہی انتشار خیالات ہے جس کے روکنے سے یکسوئی قلب پیدا ہو کر طاقت روحانی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا تعلق زیادہ تر دل اور آنکھوں میں پایا جاتا ہے۔ دیکھو جب ہم کسی شخص کی طرف مخاطب ہو کر اس کو کچھ کہنا چاہتے ہیں تو وہ پہلے ہی ہمارے مطلب کو سمجھ لیتا ہے۔ یہ اس کی یکسوئی قلب کا نتیجہ ہے جس سے وہ قبل از بیان ہمارے دل کے منشاء پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اس لیے یکسوئی قلب کا ہونا ہر حالت میں ضروری ہے اور زیادہ تر معاملات تصورات میں یکسوئی ہونا از حد ضروری ہے۔

یکسوئی قلب کے متعلق

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا ؕ وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

(النحل ۱۶:۱۲۰)

ترجمہ: بلاشبہ ابراہیم ایک کامل مرد تھے، اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے، یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے اور وہ مشرکوں سے نہ تھے۔

یکسوئی قلب سے مراد ہے کہ اپنے خیالات کو ایک مرکز پر قائم کرنا چاہیے۔ مگر بدون استقلال اور یقین کامل کے قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ پس جس انسان میں استقلال اور یقین کامل نہیں وہ انسان بے اعتقاد ہے۔ اس کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور کسی کام میں کامیابی بھی نہیں اٹھا سکتا ہے۔ دیکھو بعض لوگ جب کوئی کام شروع کرتے ہیں تو باعث بے اعتمادی اور بے استقلال کے ان کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور ان کا اصل مدعا حاصل نہیں ہوتا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہر ایک کام کی ابتداء میں خواہ اس کا نتیجہ نیک ہو یا بد اس میں دلی توجہ سے ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہیے اور دل میں یقین کامل رکھنا چاہیے کہ ہم اپنے ارادے میں کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ کامیابی ہو جائے گی۔ نتیجہ کے لیے استقلال اور وقت کا منتظر رہنا چاہیے۔ مشاغل کو اپنے شغل میں ایسا مستغرق ہونا چاہیے کہ سوائے اپنے اندرونی مدعا کے بیرونی چیزوں کے سننے اور دیکھنے سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کر دے گا۔

ابتدائی حالت میں ایسی مصروفیت ہونی محال ہوتی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ عادت ڈالنے اور خیال کو ایک طرف لگانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ یکسوئی قلب کے لیے سب سے پہلے تصور ہونا چاہیے۔ جب تک کوئی بیرونی چیز کا اندرونی نقشہ دل پر نہ ہو گا تب تک تصور کا قائم ہونا سخت مشکل ہے۔ بلکہ ناممکن ہے۔

Marfat.com

اہل ہنود نے یکسوئی قلب کے لیے سب سے ادنیٰ درجہ بت پرستی کا قائم کیا تھا کہ
ب مقررہ وقت پر ایک چیز کی طرف توجہ دینے سے قوت خیالی کو ترقی ہو اور جڑ مورتیوں
ے تصور کے بعد انسان چیتن مورتیوں کا تصور کر کے روحانی طاقت حاصل کرے۔ کیونکہ
ور بدن کسی چیز کو مرکز قائم کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ پس اہل ہنود شوالو اور
ردوں میں اگر بتوں کو پوجتے ہیں تو اہل تصوف خیال کو اپنا رہبر بناتے ہیں۔

پس جو لوگ جڑ مورتیوں کو اپنا رہبر کامل سمجھ کر پوجتے ہیں اور تمام عمر اس میں
ان و ہچان رہتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ وہ روحانی طاقتوں کے حاصل کرنے
ے کوسوں دور رہتے ہیں۔ یہ اصول ابتدائے یکسوئی قلب کے لیے تھا، نہ کہ ہمیشہ کے
ے۔ پس اگر کوئی شخص ہمہ اوست کے خیال سے بت پرستی کرتا ہے تو مضائقہ نہیں کہ وہ
ں کے ذریعہ ہی قدرت ایزدی کے تماشہ دیکھتا ہے۔ اور جو لوگ تصور کی رموز سے واقف
ظاہری نظر میں بت پرستی کو تو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں۔ تجربہ صاف بتلا رہا ہے کہ فقراء
سب سے اول اپنے مرید کی کسی شے پر تصور بیٹھلانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ یا اپنے
کا تصور بتلاتے ہیں تاکہ اس کا یکسوئی قلب ہو جاوے اور یہ تصور خدا کے لیے ایک
یعہ بن جاتا ہے۔

صوفیائے کرام یکسوئی قلب کے لیے عشق مجازی کی ہدایت کرتے ہیں تاکہ دل
طرف لگ جائے اور خیالات میں انتشار نہ ہونے پائے۔ بے شک یکسوئی قلب کے
عشق مجازی کی لٹک بہت آسان ہے اور نہایت پر تاثیر ہوتی ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ یہ

Marfat.com

بڑی خطرناک ہے۔ لاکھوں میں سے ایک صاحب قسمت نکلتا ہے جو کہ اس گوہر مقصود سے دامن امید بھرتا ہے ورنہ عموماً تمام عمیق دریا میں ڈوب کر اپنی زندگی بھی حرام کر بیٹھتے ہیں۔

عاشقانِ صادق کے متعلق

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (مریم ۱۹:۴۱)

ترجمہ: اور ذکر کیجئے آپ کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ بڑا راستباز نبی تھا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (مریم ۱۹:۵۴)

ترجمہ: اور ذکر کیجئے کتاب میں اسماعیل کے بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول نبی تھے۔

صادق عاشقوں کے قصے اور حکایت سننے اور پڑھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ جذبہ محبت میں ان کی روحانی طاقتیں کس قدر اور کس حد تک بڑھی تھیں اور انہوں نے اس کے ذریعہ وہ کام کیے ہیں جو کہ انسانی طاقت سے بعید تھے۔ یعنی فرہاد شہزادی شیریں کی تصویر دیکھ کر عشقِ مجاز کا دلدار بنا اور تن تنہا تیشہ سے پہاڑ کو کاٹ کر نہر چلانا ظاہر میں ناممکن معلوم ہوتا ہے مگر بہ نظر غور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یکسوئی قلب اور قوت روحانی کا کرشمہ ہے۔ مجنوں کا عشق لیلیٰ میں مست و محو ہو کر جنگلوں کی خاک چھاننا اور سر پر کلہاڑی کی ضرب سر پر کھا کر لیلیٰ کا نام لینا یہ تصور اور اجتماعِ خیالات کا ہی نتیجہ ہے۔

Marfat.com

مگر افسوس کہ آج کل کے لوگ ان حکایات اور قصوں کو سن کر ان سے نفع نہیں
تے بلکہ اپنے خیالات کو پراگندہ کر کے زندگی حرام کر دیتے ہیں۔ جہاں تک دیکھا جاتا
.کوئی شخص زمانہ حال میں روحانی مادہ پیدا کرنے کے لیے عشق مجازی کا پیروکار نہیں ہوتا
شہوت پرستی کے بے لگام گھوڑے پر سوار ہو کر ایسے اندھیرے کنویں میں جا گرتا ہے
ں سے پھر اس کا نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تجربہ اس بات کا گواہ ہے کہ جب محبت کا
ت سر پر سوار ہوتا ہے تو انسان اپنے جامہ ہستی سے بے خبر ہو کر اپنی زندگی کو تلخ کر دیتا
۔ پس اگر وہ جذبہ محبت میں اپنے خیالات کو ناجائز افعال سے روک کر روحانی افعال
لگا لے تو بے مبالغہ قدرت ایزدی کے رازوں سے آگاہ ہو جاویں۔

مگر اب معاملہ دگرگوں ہو رہا ہے۔ لذت نفسانی اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی
اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پس جس غرض اور جس مقصد کے لیے عشق مجازی کا طریقہ
یز کیا گیا تھا وہ غرض زمانہ حال میں پوری نہیں ہوئی اور اکثر لوگ بجائے فائدہ کے
ان اٹھاتے ہیں۔ پس جو لوگ مندرجہ طریقہ سے منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں تو وہ
انی طاقت کے حاصل کرنے کے لیے دیگر وسائل اختیار کر لیں۔

تصور کی دو ضروری قسموں کے متعلق

ت ہے کہ

نّی اَنظُرُ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلیٰ الْمِنبَرِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ
ـ اَرخٰی طَرَفَیْھَا بَیْنَ کَتفَیْہِ ﴿مُسلم﴾

Marfat.com

ترجمہ: حریث بن عمر نے فرمایا کہ مجھے نبی کا یوں تصور کیا ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپؐ کے عمامہ کے دونوں پلے حضورؐ کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

تصور کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مگر اصل میں تصور کے دو مقام ہیں۔ آنکھیں دل۔ جن میں ظاہر اور باطن پوشیدہ رہتا ہے اور اس لیے قسمیں بھی ان کی دو ہی ہیں یعنی

۱۔ تصور اندرونی ۲۔ تصور بیرونی

مگر یاد رکھیں کہ جب تک اول تصور بیرونی نہ ہو تب تک اندرونی تصور نہیں ہ ہے کیونکہ جب تک ہم کسی چیز کا آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر لیتے تب تک اس کو قبول ن کرتے۔ ہاں بعض وقت شنیدہ باتوں کا خیال ضروری ہو جاتا ہے مگر بدوں ان کے د سے تصور میں ان کا آنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ پس ظاہری تصور آنکھوں میں سمایا رہتا ہے اگر تصور سچا ہے اور دل سے کیا گیا ہے تو ظاہری آنکھوں سے نکل کر باطنی آنکھوں کے پردوں میں جا کر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے اور ہم اس نورانی روشنی میں اپنے مطلوب کی صورت دیکھتے ہیں۔ اس کی حرکات و سکنات پر حاوی ہو جاتے ہیں اور اس نورانی روشنی قدرت ایزدی کے دلچسپ رازوں کا نظارہ کرتے ہیں۔

پس جب تک ظاہری تصور نہ ہو باطنی تصور کا ہونا مشکل ہے۔ اکثر عالموں نے اس کے برخلاف پیشتر ہی باطن کے تصور کے لیے ہدایت کی ہے مگر میں پھر بھی کہوں گا تصور کی دوسری منزل ہے۔ اس میں کلام نہیں کیونکہ اس میں بہت مشکلات پیش آتی

ن لوگوں کے دل کدورت سے پاک اور صاف ہیں وہ اس منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر
می جب تک انہوں نے کسی چیز کی شکل نہ دیکھی ہو وہ ہرگز اسے تصور میں نہیں لا سکتے
۔

آسان طریقہ یہ ہے کہ جب تمہارا تصور ظاہری طور پر سے مکمل ہو جاوے تو پھر
ا تصور آسان ہوتا ہے۔ یعنی رات کو اپنے بستر پر چت لیٹ کر اپنی آنکھوں کو بند کر کے
ے شیخ پر تصور جما دو اور دل میں پختہ ارادہ کرو کہ میرا شیخ میرے سامنے مجسم کھڑا ہے۔ اسی
ل میں سو جاؤ۔ اسی طرح سے کرتے رہو آخر کار شیخ کی صورت خود بخود حاضر ہو جاوے
اور پھر جس طرح تم تصور کرو گے موجود ہو گی۔

معلوم ہوا کہ سب سے پہلے آنکھوں کا تصور ضروری ہے۔ کیونکہ جس شخص نے
نے آنکھوں سے کوئی چیز ظاہری نہیں دیکھی ہو وہ کس طرح اس کا تصور کر سکتا ہے؟ کیونکہ
اۓ ظاہری تصور کے اس عمل کا کرنا خواہش پر مبنی ہے۔ اور خواہش دل سے پیدا ہوتی
۔ پس جس خواہش کی تصویر ہم آنکھوں سے نہیں دیکھی ہو وہ کس طرح ہمارے خیال میں
لتی ہے۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ خواہش یعنی خیال دل سے پیدا ہوتا ہے اور تصور اس
خیال میں ہوتا ہے۔ کیونکہ دونوں آنکھوں کے گوشوں میں نور موجود ہے اور یہ نور بغیر
ر شیخ کے جمتا نہیں۔

ـهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
ـحُوْنَ (آل عمران ۳:۲۰۰)

Marfat.com

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بست (خدمت دین کے لیے) اور (ہمیشہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ (اپنے مقصد) کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور صاحب رہنے اور رابطہ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان چاروں اصولوں سے رابطہ میں تص مضمر ہے جو کہ اولی الابصار کے واسطے کافی دلیل ہے۔

تصور شیخ

حدیث نبوی ہے کہ

ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لبوں میں مسواک لیے ہوئے تصور رکھتا ہوں۔ (مسلم شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ

كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلىٰ الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْ[دَاءُ] وَقَدْ اَرْخىٰ طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتْفَيْهِ ﴿مسلم ۱/۴۴﴾

ترجمہ: حریث بن عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے نبی کا یوں تصور پکا ہے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ممبر پر تشریف فرمائے ہوئے ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپؐ کے عمامہ طیبہ کے دونوں پلے حضورؐ کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

قوت خیالی کے متعلق

انسان میں سب سے زیادہ قوت خیال کا جوہر ہے۔جس کے بھروسے پر یہ نیک کام کرتا ہے۔بعض وقت یہ اپنے خیال سے بہادر اور جوانمرد بن جاتا ہے اور بعض وقت بزدل اور خوف زدہ ہو جاتا ہے۔اور بعض وقت دقیق خیال میں پڑ کر اپنے جسم سے بھی بے خبر ہوتا ہے اور اس خیال کی عکس تصویر اس کے دل پر ایسی نقش ہو جاتی ہے کہ گھنٹوں اس میں مست و محو ہو کر اس کے وجود کو قائم کر لیتا ہے۔ بلکہ کسی شکل اور مبہم بات کو کر لیتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے خیالات کا میدان انسان کے لیے وسیع بنا دیا ہے کہ جس میں دل کے بے لگام گھوڑے پر سوار ہو کر نیچے اوپر ہوتا ہوا ہر لحظہ اور ہر گھڑی چشم زدن میں کروڑوں منزلوں کی مسافت طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور اسی طرح پر اپنے اصلی مقام پر واپس آ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس خیال کو ہمہ صفت موصوف رکھا ہوا ہے۔کوئی شخص اس کی صفات اصلی سے باہر نہیں ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ وہ قوت ارادی کو کام میں نہیں لاتا۔قوت ارادی وہ جوہر ہے جس کے ذریعے ہم ایسی چیزوں پر غالب آ جاتے ہیں جو ہماری طاقت سے باہر ہوتی ہیں۔

پس غور سے دیکھنے پر ثابت ہوتا ہے کہ خیال قوت کی کامیابی کا زینہ قوت ارادی ہے۔پس جب تک خیال پر قوت ارادی یہاں تک غالب نہ ہوں کہ انسان محویت کے عالم میں پڑا ہوا دنیا کے دھندوں سے بے خبر ہو جائے جیسا کہ گہری نیند میں سویا ہوا ہو۔تب تک اصلی غرض سے محروم رہتا ہے۔ تجربہ سے دیکھ لو یہ چیزیں ہیں جو نیند میں بھی موجود رہتی ہیں۔

Marfat.com

مثال:

ایک دن ایک طالب علم کو مدرسہ میں استاد نے کچھ لکھنے کو دیا جو اس لڑکے کی علم طاقت سے باہر تھا۔ لڑکا اس کو دیکھ کر چکر کھانے لگا۔ مگر اس کا خیال اس طرف ہو گیا کہ میں اس کو لکھ لوں گا۔ استاد کا مشورہ لے کر گھر آیا اور رات بھر خیال دوڑایا مگر اس کی عقل چکرانے لگی اور وہ اسی حالت میں سو گیا۔ چونکہ اس کو سوال کا غم تھا تو کچھ دیر کے بعد خواب غفلت سے اٹھا اور چراغ روشن کر کے اس نے تمام سوال کو لکھ کر حل کر کے رکھ دیا اور خود پھر سو گیا۔ صبح اٹھا تو مسودہ اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھ کر متعجب ہو گیا اور اس خیال میں پڑا سوچنے لگا کہ میرے دستخطی مسودہ کون لکھ گیا ہے۔ اسی خیال میں لڑکا مدرسے چلا گیا اور اپنے استاد سے رات کی ساری کیفیت بیان کر کے مسودہ دکھا دیا۔ استاد صاحب لڑکے کی بات سن کر متعجب ہوا اور استاد کو خیال پیدا ہو گیا کہ درحقیقت یہ کوئی عجیب راز ہے، اس کو معلوم کرنا چاہیے۔

دوسرے روز استاد نے اس سے بھی مشکل مسودہ اس کو دیا۔ چونکہ لڑکے کا خیال پہلے مسودہ کو دیکھ کر کچھ مضبوط ہو رہا تھا اس نے بلا انکار وہ مسودہ لے لیا اور اسی طرح سے گھر میں واپس آیا۔ استاد اس دلچسپ کیفیت کو دیکھنے کے لیے رات کو اس کے گھر میں اس کی کوٹھڑی یا کمرے کے اندر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ لڑکا اسی حالت میں غور و فکر کرتا ہوا سو گیا اور کچھ دیر بعد اٹھا اور بدستور کاغذ قلم لے کر اپنا مسودہ لکھنے لگا۔ مسودہ لکھ کر نیچے اپنے دستخط کر دیے اور صبح کو اٹھا تو مسودہ لکھا ہوا پایا۔ لڑکا سکول میں گیا اور استاد صاحب کو دکھلایا اور کہا کہ

تو حال بدستور ہے نہ معلوم کہ میرا مسودہ کون رات کو لکھ کر رکھ جاتا ہے۔

چونکہ استاد نے تمام ماجرا خود دیکھا تھا۔ لہذا استاد صاحب نے لڑکے سے کہا کہ عزیز! تو اپنی اصلی حالت سے بے خبر ہے۔ یہ سب تیرے ہی کام اور تیرا ہی کیا ہوا ۔ یہ قوت خیال پر قوت ارادی اس قدر غالب ہے کہ لڑکے نے بے علمی کی حالت میں یق سوال کو حل کر کے دکھلایا۔

سری مثال:

ایک پیر کا مرید گداگری کرنے کے لیے جاتا تھا اور شام کے وقت واپس آتا تھا۔ ا پر راستہ میں اندھیری جگہ ایک بھوت نظر آتا تھا۔ اس نے پیر کو بتایا کہ میں اس سے تا ہوں۔ پیر نے کہا آج جاتے وقت اپنے ہاتھ کو کالا کر دو اور جب بھوت نظر ے تو یہ کالا ہاتھ اس کے منہ پر مل دو۔ وہ پھر تمہیں نظر نہیں آوے گا۔ دوسرے روز اس ر نے اسی طرح سے کیا۔ جب واپسی پر اسی جگہ آیا تو بھوت نظر آیا۔ اس نے اپنے کے کہنے کے مطابق اس کے منہ پر کالا ہاتھ مارا اور اپنے جگہ رہا۔ اپنے استاد کو ایسا کہا نے کہا کہ تم آئینہ لاؤ اور آئینہ میں دیکھو۔ جب آئینہ میں دیکھا تو اس کا منہ کالا تھا۔ ا ہوا۔

استاد نے ہدایت کی کہ یہ تمہارے خیال کا نتیجہ ہے۔ دیکھ لیجئے خیال نے اس کا وہم ڈالا اور قوت ارادی نے جائے مقررہ پر اس سے علیحدہ کیا۔ پلس قوت خیالی ت ارادی کا جو ہر انسان میں موجود ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر وقت اس کو

Marfat.com

تلاش کرنا چاہیے۔ کیونکہ قوت خیال کی طاقت بڑی پرتاثیر ہے۔

تجربہ:

آپ کسی تندرست وتوانا اور مضبوط آدمی کو کہیں کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ دن
آپ کا چہرہ مرجھاتا جارہا ہے اور بے رونق ہوتا جارہا ہے۔ آپ کیوں علاج نہیں کر۔
وہ شخص متفکر ہوکر آئینہ میں اپنا چہرہ بار بار دیکھے گا اور دیگر لوگوں سے بھی دریافت کر۔
کیا میں نسبتاً پہلے سے کمزور ہوں؟ اس کے کہنے پر بھی دوسرے شخص بھی کہیں گے
معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ پس اس کے دل میں خیال پختہ بیٹھ گیا اور تم جب بھی اس
ساتھ دوسرے تیسرے دن ملنے پر اصرار یا ضرور یاد کرایا کرو کہ بھائی اپنا علاج کرلو
ہے۔

اس طرح چند روز کہنے پر وہ آدمی خود بخود لاغر اور بیمار ہونا ظاہر کرے گا اور وا
فکر میں پڑ کر حقیقتاً بیمار ہو جائے گا۔ بعض کمزور اور بزدل آدمی تو اسی وہم اور فکر میں مر
ہیں۔ یہ کوئی جادو نہیں ہے صرف خیالی قوت کی طاقت اس کے دل پر ایسی بیٹھ جاتی
مغلوب ہوکر فکر میں پڑ جاتا ہے۔ اگر اس شخص کے ساتھ قوت ارادی نہیں ہے تو یہ شخص
کار ہو جاتا ہے۔

دوسرا تجربہ:

جب آپ رات کو سوتے ہیں ہیں تو اپنا نام لیکر یہ کہیں کہ اے فلاں مجھے فلاں
وقت بیدار کر دینا تاکہ میں نماز تہجد ادا کروں۔ پس اسی وقت پر آپ کی آنکھ کھل جائے گی

Marfat.com

ے تجربے کیے گئے ہیں جو درست معلوم ہو رہے ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے مشاہدوں کو
ھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے خیال میں بڑی طاقت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اجتماع
لات سے تصور اور تصور سے یکسوئی قلب اور اس سے روحانی طاقت اور روشنی میسر ہو
تی ہے۔ اس لیے ہم اس کے متعلق ابتدائی طریقہ درج کرتے ہیں جس پر عمل کرنے سے
ت جلد آدمی کامیاب ہو جاتا ہے۔ بیشتر جو طریقے بیان کیے گئے ہیں وہ روشن ضمیر کے
ول سے باہر نہیں ہیں کیونکہ جب ان میں تصور اور یکسوئی قلب کو روحانی طاقت حاصل
نے کا پہلا زینہ مقرر کیا گیا ہے تو روشن ضمیر ہونے کا بھی اس کو واحد مرکز جاننا چاہیے۔
لہ اس میں عامل کو نفس حیوانی پر قابو پا کر دوسروں کو اس کے ذریعہ مغلوب کرنے کی
ت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ اندازہ کر سکتا ہے کہ درحقیقت اس کے تہہ میں کچھ اور
پوشیدہ ہے۔ اور وہ ان شعبدہ بازیوں کو چھوڑ کر نفس روحانی کو بیدار کرتا ہے تا کہ بجائے
ول کے وہ خود دنیا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو جائے۔

آپ کو معلوم ہے کہ فقیر لوگ دوسروں کے اسراروں سے واقف آگاہ ہو جاتے
کیونکہ ان کا دل مصفا ہوتا ہے۔ اس لیے ان کا دل آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہوتا
۔ اور آئینہ دل میں دوسروں کے حالات کا عکس اسی طرح سے پڑتا ہے کہ گویا وہ مقام
وب ان کے سامنے موجود ہوتا ہے اور وہ چشم ظاہری اور چشم باطنی سے ان کو یکساں
تے ہیں۔

پس انسان کے دل کی مثال ایک سمندر کی سی ہے اور حواس ایک تیز ہوا ہے اور

Marfat.com

سمندر میں لہریں ہوا سے اٹھتی ہیں۔ اور جب تک ہوا تیز وتند چلتی ہے تو لہریں پیدا ہوتی ہیں اور بگڑتی بھی ہیں۔ اور جب ہوا بند ہو جاتی ہے تو لہریں بند ہو جاتی ہیں۔ سمندر کا پانی صاف مثل آئینہ کے ہو جاتا ہے اور اس میں چہرہ نظر آنے لگتا ہے۔

بزرگان دین کا قول ہے کہ دل جسم کا آفتاب ہے اور حواس اس کی شعاعیں ہیں یعنی کرنیں ہیں جس طرح طلوع آفتاب سے شعاعیں نمودار ہوتی ہیں اسی طرح سے انسان کے حواس بھی اس قالب عنصری میں جان پڑتی ہے۔ آفتاب کی شعاعوں کی طرف چھپ جاتے ہیں اور آخر کار جس طرح غروب آفتاب کے وقت اس کی شعاعیں پھر اسی میں غائب ہو جاتی ہیں اسی طرح سے انسان کے حواس اس قالب عنصری کو چھوڑنے پر سب اس نورانی روشنی میں سما جاتے ہیں۔ جن کا تجربہ ہر فرد و بشر کو روزمرہ ہو رہا ہے۔ دیکھو جب انسان جاگتا ہے تو ہر لحظہ اس کو رنگ برنگ کی خواہشات پیدا ہوتی رہتی ہیں اور جب وہ سوتا ہے تو اس کی تمام ظاہری خواہش معدوم تو نہیں ہوتیں مگر ایک جگہ پر رک جاتی ہیں۔ لیکن اس وقت پھر بھی روح حیوانی اس پر غالب آ کر اس کے ارادہ اور خیال کے موافق بعض چیزوں کی مجسم حالت میں دیکھتا ہے اور بعض وقت اس کے ارادہ اور خیال کے برخلاف نا معلوم چیزوں کا اس کو مشاہدہ کراتا ہے جس کو ہم خواب بولتے ہیں اور بیداری کی حالت میں اس کو بھول جاتے ہیں۔

پس اس دل کو جسم پر پورہ پورہ اختیار حاصل ہے۔ جسم اس کا گھر ہے۔ اس گھر میں بیٹھا ہوا جو چاہتا ہے سو کروا دیتا ہے۔ غرضیکہ اس دل کو نیکی اور بدی دونوں میں

اری طاقت حاصل ہے۔ پس جو شخص اپنے دل پر قابو پا لیتا ہے وہ دنیا کی محسوسات اور
ات سے منہ موڑ کر روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے، فارسی کا شعر ہے

دل بدست اور کہ حج دل بھتر است
از ھزاراں کعبہ یک دل بھتر است
کعبہ بنیاد خلیل از راست
دل گزر گاہ خلیل اکبر است

مہ: دل کو کنٹرول کر کیونکہ دل کا حج سب سے بہتر ہے۔ ہزاروں قبلوں سے ایک دل
ر ہے۔ کعبہ وہ ہے کہ جس کی بنیاد خلیل نے رکھی اور دل خلیل اکبر یعنی خدا تعالیٰ کی گزرگاہ
ہے۔

•

جن لوگوں کا دل قابو میں نہیں ہوتا وہ دنیا کی خواہشوں میں تمام عمر بھٹک کر
زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہ محسوسات میں جکڑے ہوئے ہیں اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں
اللہ تعالیٰ کے وصل سے محروم رہتے ہیں۔ دیکھو صابران و شاکر طالبان حق نے اس دل کو
میں کرنے کے لیے جس قدر ریاضتیں عبادتیں کرنے میں تکلیفیں اٹھائیں ہیں۔

Marfat.com

یہ نقشہ انسان کا سینہ ہے

یعنی دل کا حال جس میں چار لطیفے ہیں

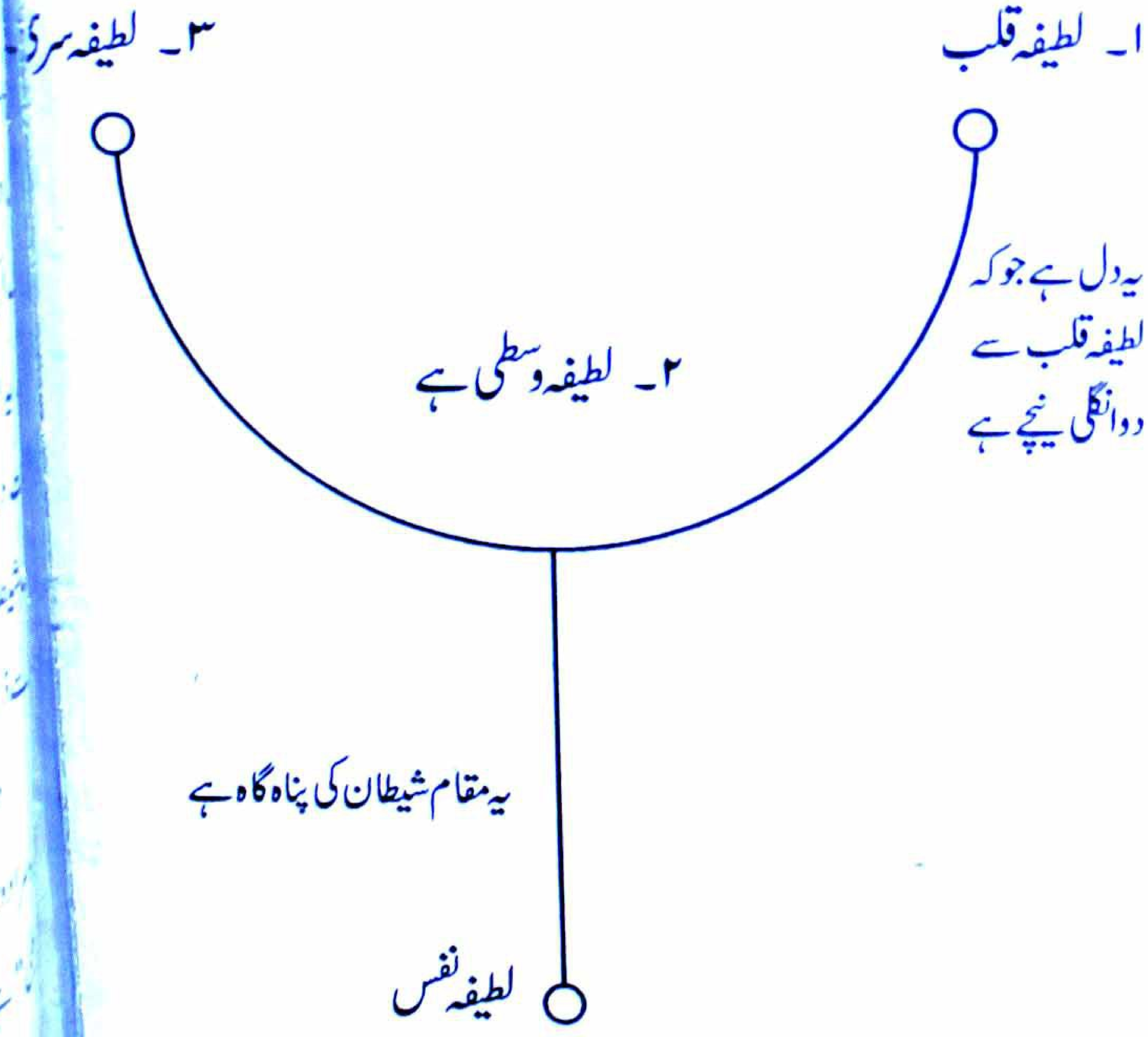

Marfat.com

رکبن طبقا عن طبق (الانشقاق ۸۴:۱۹)

مہ: تمہیں (بتدریج) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔

جاء ربہ بقلب سلیم (الصفت ۳۷:۸۴)

مہ: جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں قلب سلیم کے ساتھ۔

انسان کے سینے میں چار لطیفے ہوتے ہیں۔

لطیفہ قلب یہ دو حصوں پر تقسیم ہے۔ ایک کا نام اوزن ہے اور دوسرے کا نام بطن ۔ یعنی انسان کے دل میں دو لطیفے ہیں مگر اس کو ایک ہی لطیفہ کہا جاتا ہے۔ کتابوں میں درج ہیں مگر سائنس والے اس کو دو کہتے ہیں۔ کیونکہ ہر دونوں لطیفوں کے سروں میں ایک سوراخ ہے۔ ان سوراخوں کو دل کے کان کہتے ہیں۔ یہ دل کے کام بھی ہیں۔ ر یہ اللہ تعالیٰ کی جگہ ہے جس میں ایک فرشتہ رہتا ہے اور اس انسان کو نیکی اور بھلائی کی ت دیتا ہے اور اس کا نام ملہم ہے۔ جو کہ الہام پر تعینات ہے اور دوسرے سوراخ میں شیطان تعینات ہے جو کہ برائی کی دعوت دیتا ہے۔ اس کا نام وسواس ہے جو کہ دل میں سے ڈالتا ہے اور انسان کو برائی پر آمادہ کرتا ہے۔

دونوں کانوں سے ایک رگ گزرتا ہے۔ اس رگ کا ایک سرا ایک کان میں ہے دوسرا دوسرے کان میں ہے۔ یعنی دونوں کانوں میں یکساں گزرتا ہے۔ اس رگ کا نام ورطی" ہے اور انگریزی میں اس کو "ارٹا (Arta)" کہتے ہیں اور جب اس رگ میں ن سفید ہو جاتا ہے تو اس شخص پر انوار اترتا ہے اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شمار جاتا ہے۔

Marfat.com

تشریح اورطی رگ کے متعلق

اس رگ کو "اورطی" کہتے ہیں۔اس کے ایک سرے سے 363 چھوٹے بڑے رگ لگے ہوئے ہیں اور تمام بدن میں پھیل کر دوسرے سرے پر لگے ہوئے جب خراب خون ایک طرف سے دل میں گزرتا ہے تواوزن اس خون کو صاف کر کے بطن طرف لاتا ہے۔بطن خون کو اوپر کی طرف زور سے پھینکتا ہے تو اوزن زور سے نکلتا جب ٹک ٹک کی آواز آتا ہے اس آواز کو دل کا دھڑک کہتے ہیں انگریزی میں اس آ (Palpilation of the Heart) کہتے ہیں۔

تو سالک کو چاہیے کہ اس آواز ٹک ٹک کے بجائے اللہ اللہ کہے۔ جب اللہ کے ساتھ خون کو پھینکتا ہے اور جب یہ عمل پختہ ہو جاوے اور قرار پکڑ لے تو پھر یہی شخص دوست ہو جاتا ہے اور پھر اس کو زبان سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے لہذا اس شخص کو صاحب قلب کہتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنْ اُمَّةٍ مُّحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پیشتر امتوں میں صاحب الہام گزرے ہیں پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔

تو اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ آواز کر لیتا ہے کہ فلاں شخص خدا کا دوست ہے فرشتے آسمان سے اتر کر زمین پر آواز کر لیتا ہے کہ فلاں شخص خدا کا دوست ہے تو لوگ

...ن در جوق اس کے پاس آتے ہیں اور ہر ایک انسان کے منہ سے یہ آواز پیدا ہوتا ہے کہ
...ں شخص اچھا ہے، بزرگ ہے اور قسما قسم صفت کرتے ہیں اور اس شخص پر انوارِ تجلیات
...ی ہو جاتا ہے تو انوار کے ذریعہ سے آواز آتا ہے اور اس آواز کو ہاتف کہتے ہیں۔

انوار اور لطائف کی قسمیں

انوار چھ قسم کے ہیں اور لطائف بھی چھ ہیں جو کہ اگلے صفحے پر نقشہ سے ثابت
...۔ اس شخص کو القا ہوتا ہے۔ اس شخص کو اندر حجاب یا من در حجاب یا پس پردہ کے ذریعہ تمام
...نات کا حال معلوم ہو جاتا ہے یعنی یہ شخص ایسا دیکھتا ہے جیسا کہ ظاہری نظر سے دیکھتا
...۔

...یث شریف سے صاف ظاہر ہے اگر اس شخص کا دل چیرا جاوے تو بغیر سفیدی کے اور کچھ
...ہوگا اور دوسرے سوراخ میں شیطان کی جگہ ہے اور اس کا کام برائی ہے اور اس شخص کو
...ی پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر اس کا دل چیرا جاوے تو بغیر سیاہی کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔

Marfat.com

نقشہ لطائف ستہ 6 کے متعلق

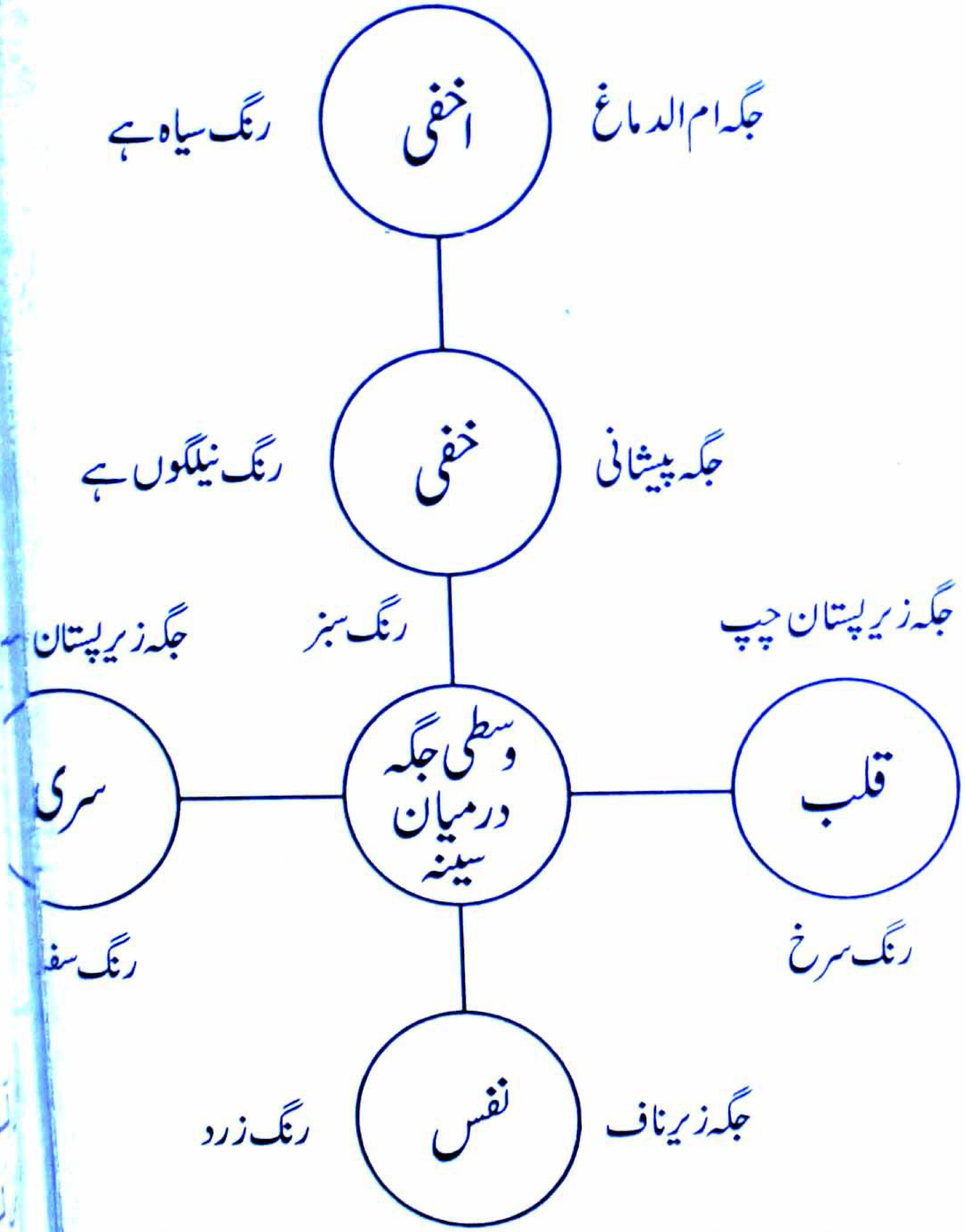

نقشبند والے ایک لطیفہ ناک میں بتلاتے ہیں جو کہ خفی ہے اور اس لطیفہ کو سانس کے ذریعے کھولتے ہیں۔

Marfat.com

تشریح لطائف سیتہ کے متعلق

واضح ہو کہ انسان کے تمام جسم میں چھ مقامات نہایت فیض و برکت کے ہیں۔

جسم میں اول لطیفہ قلب ہے مقام اس کا دو انگشت زیر پستان چپ کے ہیں اور نور اس کا سرخ ہے۔

- لطیفہ دوئم وسطی ہے مقام اس کا درمیان سینہ ہے جہاں دونوں طرف کے پسلیاں ملی ہوئی ہیں جہاں ہوا ہے اس کا نور سبز ہے۔
- لطیفہ سوئم لطیفہ سری ہے مقام اس کا دو انگشت نیچے زیر پستان راست ہے اس کا نور سفید ہے۔
- لطیفہ چہارم لطیفہ نفس ہے۔ مقام اس کا دو انگشت نیچے زیر ناف ہے اس کا نور زرد ہے۔
- لطیفہ پنجم لطیفہ خفی ہے۔ مقام اس کا عین پیشانی یا دونوں بھنوؤں کے درمیان سے اوپر کو جہاں ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ نور اس کا نیلگوں ہے۔
- لطیفہ ششم لطیفہ اخفی ہے۔ مقام اس کا ام الدماغ ہے اور نور اس کا سیاہ ہے۔

ل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ كَىٰ لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ۔ (النور ۲۴: ۳۰)

جمہ: آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی رمگاہوں کی یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے

ان کاموں پر جو وہ کرتے ہیں۔

ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہے کہ آدمی کے ڈیل ڈول میں شیطان کی قاصد آنکھ ہیں اور ہمیشہ گناہ کا شکار کرتا ہے۔ نفحات میں حضرت شبلیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے آیت کے معنی یہ کیے ہیں کہ سامنے کی آنکھیں ان کی طرف سے بند کریں جن پر نظر حرام ہے اور دل کی آنکھ سور ہے۔ اللہ کی طرف سے بند کرلیں اور بچائیں اپنی شرمگاہ ناف سے گھٹنے تک۔ یہ آنکھ بند کرنا اور فرج بچانا بہت پاکیزہ اور فائدے کی بات ہے کے واسطے دنیا اور آخرت میں بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے اور وہ جو کرتے ہیں نگاہ اور حرام پر اور ہاتھ پاؤں سے جو عبادت اور گناہ کرتے ہیں۔

لہذا طالب کو چاہیے کہ پہلے لطیفہ قلب کو بیدار کرنے کی کوشش کرے کیونکہ قلب کی روشنی ہو جانے سے طالب سردار ہو جاتا ہے۔ قلب بمزل بادشاہ کے ہے اور دیگر لطائف بمزل رعایا کے ہے جو کہ بادشاہ کے تابع ہو جانے سے رعایا خود بخود تابع ہو جاتے ہیں۔

امانت کے آٹھ اجزاء کے متعلق

اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ آٹھ اجزاء بطور امانت دیں ہیں اور ہدایت فرمائی کہ ان اجزاء کو تا قیامت محفوظ رکھو اور ان کا استعمال غلط نہ کرو اور روز قیامت کو یہ آٹھ اجزاء امانت صحیح سلامت لوں گا۔ اجزاء درج ذیل ہیں۔

۱۔ آنکھیں ۲۔ کان

زبان ۴۔ دل

پیٹ ۶۔ شرمگاہ

ہاتھ ۸۔ پاؤ

کھیں:

آنکھوں سے برے کام کی طرف نہ دیکھنا اور اپنی نظروں کو نیچے کرنا ضروری ہے۔

وں کے نیچے کرنے سے حیاء مراد ہے۔

ن:

کان سے فضول اور لغوی باتیں نہ سننا قوت سمع کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

ان:

زبان کی حفاظت کرنا اس لیے کہ یہ سرکش ہے اور بے حیائی کے اعتبار سے دلی

ن ہے اور فساد کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔

ل:

دل کی نگرانی کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک وسوسے کی جگہ ہے۔ شیطان دل میں

وسہ ڈالتا ہے اور دل قبول کر کے خرابی کرتا ہے۔ دل میں شیطان کی جگہ بائیں طرف

ہے۔

یٹ:

حرام مال سے پرہیز کرے یعنی شریعت کے برخلاف جو مال حاصل ہو اس سے

Marfat.com

بچتا رہے کھانے پینے میں بھی تجاوز نہ کرے۔ پیٹ کا تیسرا حصہ ہمیشہ خالی رکھا کرے۔ ایک حصہ میں غذا حلال اور دوسرے حصے میں پانی اور تیسرا حصہ خالی رکھے۔

شرمگاہ:

اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور محرمات سے بچتا رہے۔

پاوں:

اپنے پاؤں کو غلط کام کے پیچھے جانے سے روکنا جس چیز کا شریعت حکم نہیں د ہے اس کے ارتکاب کرنے سے بچے۔

ھاتھ:

حدیث مبارکہ ہے

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَيَدِہٖ

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے ہر مسلمان محفوظ رہے) (بخاری مسلم، مشکواۃ جلد اول۔

نفس پر پختہ ارادہ کے ساتھ قائم اور ثابت قدم رہے اور ہر مصیبت سے اس روکے اور ہر فضول شے کے ارتکاب سے نفس کو محفوظ رکھے غرضیکہ جب تو اس کلیہ پر کار ہو جائے گا تو اس وقت اپنی آنکھوں اور کانوں اور دل و پیٹ اور شرمگاہوں، زبان اور ہا پاؤں میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ حاصل کرنے والا ہو جائے گا اور جس کو تقویٰ کا لگام ڈال دے تو نفس میں تقویٰ کے استعمال کا طریقہ معلوم ہو جائے گا۔

Marfat.com

تصور شیخ کے متعلق

ثبوت تصور شیخ از قرآن مجید:

ہا الَّذِیۡنَ اٰمَنُو اصۡبِرُوۡا وَ صَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ

حُوۡنَ (ال عمران ۳: ۲۰۰)

ہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو

مت دین کے لیے) اور (ہمیشہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ (اپنے مقصد میں)

یاب ہو جاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم

نے اور رابطہ پیدا کرنے اور تقویٰ کی تلقین فرمائی ہے۔ ان چاروں اصولوں سے رابطہ میں

ر شیخ مضمر ہے جو کہ اولی ابصار کے واسطے کافی دلیل ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

نِّیۡ اَنۡظُرُ اِلیٰ سَوَاکِہٖ تَحۡتَ شَفَتَیۡہِ

مہ: ابو اشعری نے فرمایا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لبوں میں مسواک لئے

ئے کا تصور رکھتا ہوں۔

یث نبوی ہے

اَنِّیۡ اَنۡظُرُ اِلیٰ رَسُوۡلِ اللّٰہِ عَلیٰ الۡمِنۡبَرِ وَعَلَیۡہِ عِمَامَۃٌ سَوۡدَاءُ

دۡ اَرۡخیٰ طَرَفَیۡھَا بَیۡنَ کَتِفَیۡہِ۔

مہ: حریث بن عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یوں تصور پکا ہے گویا کہ

Marfat.com

میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ممبر پر تشریف فرمائے ہوئے ہیں اور سیاہ باندھے ہوئے ہیں اور آپؐ کے عمامہ طیبہ کے دونوں پلے حضورؐ کے دونوں شانوں درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

تصور شیخ:

یعنی مرشد کا تصور ضروری رکھے اور محبت مرشد میں ہر وقت غرق رہے بلکہ یہ رکھے کہ میرے مرشد کے سینے سے نور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آکر ایک لاٹ بج مقام کر رہی ہے اور اپنا دل مرشد کے دل کے نیچے بطرف آداب سے ملحوظ رکھے اور سمجھ وہ نور میرے مرشد کے سینے سے اتر کر میرے دل پر آرہا ہے۔ بابا مبارک ہمیں پشتو کا مصرع سناتے تھے۔

دوا سپوت خویوزمرئے ما تکڑئے

ترجمہ: دو کتوں نے ایک شیر کو پھاڑ ڈالا۔

فارسی

دو دل یک شد بکشند کوہ را

ترجمہ: جب دو دل ایک ہو جاتے ہیں تو پہاڑ کو کاٹ دیتے ہیں۔

قبلہ بابا مبارک پشتو کا ایک غزل پڑھا کرتے تھے۔

بچیہ مونگا سرہ خودے خوک تولہ شبہ کینی دا خود کہ گیڈ
میریدانان دی وائی چہ شهنشاہ و شهنشاہ.

: بچہ ہمارے ساتھ کوئی تمام رات نہیں بیٹھتے یہ تو پیٹ کے مرید ہیں کہتے ہیں کہ شہنشاہ

ہ ہے۔

ہ پہ سربنکاری نارے کڈے تاز یانو اوشلول دعاڑے زنجیرونہ.

: شکاری آواز دیتا ہے اور کتے زنجیر توڑ کے پہنچتے ہیں۔

پھر کہا جب مرشد اور طالب کا دل ایک ہو جاتا ہے تو نور حقیقی اور اسرار الٰہی اس

ں پر نمودار ہو جاتا ہے اور روشنی لگ جاتا ہے اور علم حقیقی اس کو نصیب ہو جاتا ہے۔ اگر

ے گا تو طالب کوئی امید کسی قسم کی مرشد پر نہ رکھے اور نہ کسی فیض سے حصہ لے سکتا

اپنا یقین کامل کر کے اور محبت مرشد پر قائم کر کے ایسے کام کو کریں ورنہ فضول ہے۔

ہے کہ اپنا دنیاوی کاروبار کرے۔

قبلہ بابا مبارک ہر روز جب گھر سے اتر آتے تو ان چند مریدین کو ایسے کہتے تھے

ے ماوے نہ کرو اپنی عمر کو خراب نہ کرو ذکر الٰہی میں مشغول رہو ورنہ بہتر ہے کہ اپنے

چلے جاؤ اور اپنا کاروبار کرو۔

برزخ ذات صفات کے متعلق

شدومد، تخت و فوق عاشقان رامے نماید نفس ذوق شوق

: عاشقوں کو باندھ کر کھینچتا ہے فواق وضبطی پر اس حالت میں یہ عاشق مزاج جوق در

جارہے ہیں ان شعاعوں کی طرف۔

Marfat.com

تفصیل:

ہر وقت ذکر وفکر میں خیال رکھے اور اپنی صورت وشکل سر تا پا۔ پیر کی شکل بنا اپنے ظاہری اور باطنی کو پیر کا ظاہری اور باطنی سمجھو اور ہر آن پر یہ خیال کرنا چاہیے ذات وحدہٗ لاشریک لہ، بصورت مرشد میں آئی ہے اور وہ صورت مرشد کی میری ہے اور عالم کی ہے اور ہر جگہ موجود وجلوہ گر ہے۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

ہمیشہ کے لیے اپنے اولاد کو اپنے مریدین کو یہی ہدایت کرتے تھے اور کہتے تھے میرے کپڑوں میں ہو جاؤ اور خاص کر عبدالحلیم کو کہا کرتے تھے کہ میرے کپڑوں میں جاؤ۔ یعنی میرے جیسے بن جاؤ۔

Marfat.com

نظم جنت کا پھول سونگھنے کے متعلق

نظم

برگ درختان سبز درنظر ہوشیار
ہر ورقے دفتر یست معرفت کردیگار

تجلی تری ذات کی سو بہ سو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

شکل انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

باوجودیکہ تیرا شد وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ تھا
اگرچہ قرآن میں لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہو کہ سلطانِ حقیقت اس آب و گل میں
در بدر مثل گدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

Marfat.com

پھول جو آتا تھا جنت سے کہ سونگھو اس کو
اس کی تکمیل پہ بھی درد قضا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بعد سہ سال کے جو غار سے فرمایا ظہور
بَـــل اَحیَـــاءٌ کے راز کا نکتہ مجھے معلوم نہ تھا

مدفن کی جگہ پہ تھا شجر کے کٹنے کا ذکر
کل نفس کا یہاں جلوہ مجھے معلوم نہ تھا

پانچ سالوں کے لیے مجھ کو مصائب بخشا
اس میں بھی مسئلہ رضا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہفت شہزادوں میں سردار ہوئے عبدالحلیم
شاہ مسلمان کو دربان کیا مجھے معلوم نہ تھا

مصطفیٰ اور مکرم در دولت پہ وہیں
کبریا نے یہ تقرب کیا مجھے معلوم نہ تھا

میرے مخدوم زمان ہشت سے برتر اکبر
باسلمان لقب ساقی دیا مجھے معلوم نہ تھا

مخزن کشف کرامات عطا دونوں پر
پیر شہزادہ اور سلمان با صفا مجھے معلوم نہ تھا

اسم صفدر تو عرف بھائی عمر مرد جوان
ایک ہی مخفی نشان کا اختیار اس کو دیا مجھے معلوم نہ تھا

ہر خلافت کے لیے مرد علمدار ہیں دو
پیر شہزادہ اور سلمان با حیاء مجھے معلوم نہ تھا

جو کہ درشاد ہے امانت خمسہ سال
اس کی تکمیل کا نکتہ مجھے معلوم نہ تھا

والدہ صاحبہ کو پہنچانا ہے دکن میں ضرور
پھر فراغت کا ہے فرمان بجا مجھے معلوم نہ تھا

اس ضیا نور کا جو جلوہ دیکھا یا قدرت
لفظ شاہ صاحب کے مرقد کو کہا مجھے معلوم نہ تھا

دائرہ دادا کے منبع کو نہ محسوس کرو
جد امجد کا یہ منبع ہے مجھے معلوم نہ تھا

باقی یہ ریل کے روکنے پہ ہے تحریر ختم
کبریا نے بخشی ہے فقراء کو رضا مجھے معلوم نہ تھا

آپ کا پیر یہ مخدوم ثناء خوان قدیم
قبلہ و کعبہ نے دیا زمین و زقا مجھے معلوم نہ تھا

سوائے ذات مطلق کے کوئی معبود، موجود، مطلوب مقصود، درپیش نہیں ہونا چاہیے
قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(الحدید ۵۷:۳)

Marfat.com

...: وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اب تو اس آیت پاک میں غور کرو اور ہر وقت اس کو یاد کرو اور تیرا کوئی سانس بغیر ...ہی کے غافل نہ جائے یعنی پاس انفاس کرتے رہو تا کہ خداوند تعالیٰ سے لو لگی رہے۔

انفاس کا طریقہ قبلہ نے مجھے دکن حیدر آباد میں بتلا دیا تھا جو کہ اب تک کر رہا ہوں۔

نظم

اے دل خیال یار میں ہر دم جو تو رہے
قائم تیری نماز ہو دائم وضو رہے

دل میں تو نام یار کا مخفی ہو دل میں ھو
اس ذکر کے سوا نہ کوئی گفتگو رہے

اور شاعر کا مصرع ہے

جو دم غافل ہو سو دم کافر ہے

قبلہ نے سمجھایا ہے کہ تیرا کوئی سانس اسم ذات کے سوا نہ گزرے اور ہر وقت ھوھو کی آواز آتی رہے۔ بطریق پاس انفاس کرتا رہے یہ ضروری ہے۔

Marfat.com

طریقہ پاس انفاس کے متعلق

وَقُل رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ

(بنی اسرائیل ۱۷:۸۰)

ترجمہ: اور دعا مانگا کریں کہ اے میرے رب، جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ۔

طریقہ:

اوپر سانس کو ساتھ اسم ذات اللہ کے ناف سے اوپر کو کھینچ کر دماغ تک پہنچا اور آہستہ آہستہ نیچے کی سانس ساتھ ہو کے قلب پر لائے اسی سے نفی اثبات کا طریقہ۔ اسی طرح سے اثبات اور ذات اور کل صفات کا طریقہ ہے۔

قبلہ بابا مبارک نے مجھے دکن حیدر آباد میں اثبات کا طریقہ بتلایا ہے اور اس طرح سے کیا کرو۔ عاشق کے اوراد اسم پہلے اور صفات پیچھے پڑھا جاتا ہے اور معشوق کے اوراد صفات پہلے اور اسم پیچھے پڑھا جاتا ہے۔ سال 1942ء میں جبکہ میں دکن حیدر آباد برائے شادی عبدالحلیم بادشاہ گیا تو وہاں پر اللہ الصمد کا چلہ بھی کیا گیا اور مندرجہ بالا اثبات بھی قبلہ نے سمجھایا تھا جو کہ اب تک میں باقاعدہ کر رہا ہوں اور اثبات میں مجھے فیض ملا گیا ہے۔

Marfat.com

تفصیل رات دن کے متعلق

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا (نوح ۷۱:۵)

ترجمہ: نوحؑ نے عرض کی اے میرے رب، میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات کے وقت اور دن کے وقت۔

رات دن کے چوبیس گھنٹے اور 1440 منٹ ہوتے ہیں اور انسان چوبیس گھنٹوں میں 124000 بار سانس لیتا ہے۔ اگر کسی انسان کی سانس میں کمی بیشی ہو تو یہ انسان بیمار ہوگا۔ تقسیم سانس 100000 بار سانس انسان کے کاروبار میں صرف ہو اور 24000 بار خدا کو یاد کرو تب وہ انسان خداتعالیٰ کا دوست ہے ورنہ خدا کے نزدیک مردہ ہے۔ حدیث مبارکہ ہے

كُلُّ نَفْسٍ يَّخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ

ترجمہ: جو دم بغیر یاد الٰہی کے گزرے وہ خدا کے نزدیک مردہ ہے۔

اس شغل سے سینہ بہت ہی صاف ہو جاتا ہے۔ اس کو خفی ذکر کہتے ہیں۔

طالبان حق کے متعلق

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۹)

ترجمہ: اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن پاک کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر

ہدایت قبلہ بابا مبارک برائے نمازِ تہجد

رات کو تین حصوں پر تقسیم کرو پہلا حصہ امر معروف، دوسرا حصہ زوجین اور اولاد تیسرا حصہ شب بیدار رہے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ دن کو بھوکا رہنا اور رات جاگنا یہ افضل عبادت ہے۔ اس سے انسان بہت ہی مقام اعلیٰ کو جا پہنچتا ہے۔

خفی راز کے متعلق

اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّکَ مَا یُوْحٰٓی ۝ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ (طٰہٰ ۲۰:۳۹)

ترجمہ: جب ہم نے وہ بات الہام کی تمہاری ماں کو جو الہام ہی کیے جانے کے قابل تھی کہ رکھ دو اس معصوم بچے کو صندوق میں پھر ڈال دو اس صندوق کو دریا میں، پھینک دے گا اسے دریا ساحل پر پھر پکڑ لے گا اسے وہ شخص جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچے کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ) میں نے پرتو ڈال تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے (تاکہ جو دیکھے فریفتہ ہو جائے) اور (اس تدبیر کا منشاء یہ تھا) کہ آپ کی پرورش کی جائے میری چشمِ کرم کے سامنے۔

جس وقت کوئی انسان خلوص نیت سے کسی مرشد کامل کا طالب ہوتا ہے تو وہ مرشد اس کو راستہ بتلاتا ہے اور اس کو سمجھاتا ہے کہ فلاں کام کرو اور فلاں ذکر کیا کرو اور دل کو صاف کر، نظر کو صاف کر، کانوں سے لغوی گفتگو نہ سن، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو کر اس کا

Marfat.com

تا رہے۔ مرشد اس مرید کو فنا فی الشیخ کے مقام میں غرق کرتا ہے یعنی مرشد اپنا تصور
وراس تصور سے آئینہ دل کی زنگ دور کر لیتا ہے اور اس کے دل میں انوار رسالت
جاتا ہے اور مقصد دل کا اور محبوب خدا بننے کا وسیلہ ہو جاتا ہے۔ جب نور رسالت
ل پر دکھلائی دیتا ہے اور مخلوق کے دلوں پر محبت پھیل جاتی ہے اور تمام لوگ زیارت
جوق در جوق آنا شروع ہوتا ہے اور یہ صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے
کی ذات پاک سے حاصل ہوتی ہے اور یہ سلسلہ بیعت سے یہ خفی راز کھل جاتا
میسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

عُوا کُلَّ اُناسٍ بِاِمَامِھِم۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۱)

ہ دن جب ہم بلائیں گے تمام، انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ۔

ہمیشہ کے لیے قبلہ بابا مبارک اپنے مریدین کو جبکہ اکٹھے بیٹھ جاتے تھے تو باتوں
ں یہی ہدایت کرتے تھے کہ میری طرف دیکھو۔ ان الفاظ پر کوئی نہیں سمجھتا تھا مرشد
ں لسان الفقراء انسف الرحمٰن ہوتی ہے۔ کامل مرشد کی نظر دوربین ہوتی ہے۔ غیب
رویا کی خبر رکھتی ہے۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کامل مرشد کی نظر کام کر سکتی
طالب کو لازم ہے کہ حق الیقین مرشد کا شیدا ہونا ضروری ہے اور لازم ہے جو طالب
یقین نہیں ہوتا ہے وہ منزل مقصد تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

مرشد کامل کا بتلایا ہوا اوراد و وظائف پڑھنا ضروری ہے۔ مرشد کے ارشادات پر
ضروری ہے۔ جو کوئی مرید اپنے مرشد کے ارشادات پر عمل نہیں کرتا وہ مرید نہیں

Marfat.com

ہے، مردود ہے۔ مرشد صادق مرید کا امتحان لیتا ہے یعنی چلہ کشی یا درود و وظائ
رکھنے کے لیے دیتا ہے تاکہ مرید اپنے مرشد کا حکم تسلیم کرتا ہے یا کہ نہیں۔
چھوڑتا ہے یا کہ ثابت قدم ہوکر مجاہد بن کر دکھلاتا ہے۔

ہدایت قبلہ بابا مبارک:

قبلہ بابا مبارک ہمیشہ ہمیں کہا کرتے تھے کہ بچے میرا مرید کسی دوسر
طریقہ بیعت نہیں کرسکتا ہے۔ پھر کہا کہ بچے میرے کسی مرید نے یا اولاد نے اگر
کی مقدار کے برابر مجھ سے محبت کیا تو اس کو نہیں چھوڑوں گا مگر میرے ساتھ کسی
نہیں کیا اور نہ مجھے کسی نے پہچانا ہے۔ اگر روٹی ہے تو کہتے ہیں شہنشاہ شہنشاہ اور
نہیں ہے تو پھر کہتے ہیں کہ شہنشاہیت نہیں ہے اور ہنستے ہیں۔ مجھے کوئی شخص ایسا نظ
ہے میں نے تمام مریدین اور اولاد کو خدا تعالیٰ پر امانت کیا ہے اور قبلہ و کعبہ تاج
جولی میں ڈال دیا ہے۔ قبلہ جانے اور اس کا کام۔ پھر کہا کہ میرے ساتھ کوئی مرید
نہیں بیٹھتا اور کوئی مرید مجھ سے پوچھتا نہیں ہے، کوئی مرید سبق نہیں لیتا ہے۔ میں
سے اسباق دیتا ہوں۔ میں ننگا پاؤں اور ننگا سر گھر بہ گھر پھرا کرتا ہوں۔

نجیب اللہ مولانا صاحب جو کہ قبلہ کا پیر بھائی تھا اور قبلہ بابا مبارک کے س
کرتا تھا کہتے تھے کہ چھوڑ دو تو قبلہ بابا مبارک نے کہا کہ نہیں چھوڑتا ہوں یا
جاوینگے یا خدا کے دوست کرا دونگا۔ میری پیچھے میرے اولاد اور میرے مریدین
گے مگر پھر وقت گزر گیا ہوگا مگر اس وقت کوئی بھی سمجھتا نہیں۔ خداوند تعالیٰ ان

Marfat.com

میرے طرف سے تمام مریدین اور اولاد کو دعا ہے۔ میں نے اپنی اولاد اور کو قربان کر دیا اور اپنا کل اختیارات تاج شہنشاہ کے حوالے کر دیا۔ تاج شہنشاہ رخدا، میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ میں بری الذمہ ہوں۔

مندرجہ بالا جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قبلہ نے اپنا امانت تقسیم نہیں کیا ہے۔ کل ین میں ان کے ساتھ امانت ہوا۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ مزار سے فیض ہو گی جب بائے۔

پیر کے متعلق

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ جِدَلَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (الکھف ۱۸:۱۷)

یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے (حقیقت یہ ہے) کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت ی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو تُو نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی مددگار راہنما۔

راہ سلوک میں پیر اس کو کہتے ہیں جس کو مرید کے باطن پر تصوف حاصل ہو اور ہر ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے اور اس کے آئینہ صاف کر سکے۔ اگر یہ کام کرنے کی قابلیت ہے تو پھر پیر طریقت کہلانے کا مستحق ہے ہے۔ اگر مرید کے اندر اپنا تصرف کر سکتا تو قابل طریقت ہے ورنہ نہیں ہے۔

Marfat.com

مریدِ صادق کے متعلق

مرید صادق اس کو کہتے ہیں کہ جو کچھ حکم پیر کرے بجا لائے اور جو دکھلائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو حاضر و ناضر سمجھے جو کچھ مرید کے دل میں خیالات گزرے ان کا اظہار اپنے پیر سے کرے تا کہ پیر اس کی تربیت کر سکے۔ کے دل میں ذرہ بھر خیال پیر کے برخلاف پیدا ہو جاوے تو وہ صادق مرید نہیں بلکہ ہے۔ اس مرید نے خود اپنے فیض کا دروازہ بند کر لیا ہے، آخر میں پشیمان ہوگا۔

مرید کی قسموں کے متعلق

مرید کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ رسمی ۲۔ حقیقی ۳۔ رواجی

رسمی مرید:

وہ یہ ہے کہ پیر اسے تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نہ دیکھی ہوئی اور سنی چیزوں کو نہ سنی ہوئی سمجھنا اور سنت والجماعت کا پابند رہنا اور ذکر، فکر، شکر اور صبر چاہیے۔

حقیقی مرید:

وہ یہ ہے کہ جسے پیر تلقین کے بعد فرمائے کہ سفر و حضر میں میرے ساتھ رہنا یا تیرے ہمراہ رہوں گا۔ حقیقی مرید کی شرط اور بھی کہ وہ تین غسل ہر وقت کرتا رہے کہ مرید کہلانے کا مستحق ہو۔

Marfat.com

سل اول:

وہ یہ ہے کہ اپنے بدن کو جنابت وغیرہ سے پاک وصاف رکھنا تاکہ آخرت میں
شرمندہ نہ رہے۔

سل دوئم:

وہ یہ ہے کہ طریقت پر قائم رہے اور ہر وقت تجرد اختیار کرتا رہے۔

سل سوئم:

وہ یہ ہے کہ باطن پر توجہ کرتا رہے اور اسی پر قائم رہے۔

حقیقی مرید وہ ہے کہ پیر جو حکم کرے اس پر فوراً یقین کرے اور کسی قسم کا شک وشبہ
دل میں نہ لائے۔ کیونکہ پیر بمنزلہ مشاط ہے جو کچھ وہ کہتا ہے وہ مرید کی کمالیت کے لیے کہتے
ہے۔

پیر صاحب اپنے مسند پر تشریف رکھے ہوئے تھے اور مریدین پیر کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے۔ پیر صاحب نے ایک مرید کو حکم دیا اور اس مرید نے حکم کی تعمیل نہ کی اور الٹا
جواب دیا تو باقی ماندہ مریدوں کو چاہیے تھا کہ خود بخود اس کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار نہ
رہے اور سوال پیش نہ کرے جب تک پیر صاحب خود بخود کسی دوسرے مرید کو حکم نہ کریں۔

مثال بابا مبارک:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بابا مبارک کے ساتھ تین مریدین سفر پر جا رہے تھے تو قبلہ
بابا مبارک نے ایک مرید کو حکم دیا کہ یہ جنگل ہے اور اس درخت کے نیچے جاؤ۔ ہم واپس

Marfat.com

آ کر تم کو ساتھ لے لیں گے۔ اس مرید نے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارا حال معلوم نہیں کہ کب آؤ گے تو میں یہاں اکیلا ہوں گا اور یہاں کیا کھاؤں گا؟ اسی وقت ان میں سے ایک مرید نے کہا کہ قبلہ میں بیٹھ جاؤں تو قبلہ نے اس کو گالی گلوچ کی اور غصہ ہو کر خفا ہوا کیونکہ اس مرید پر تو آزمائش تھی لہذا وہ مرید تو آزمائش میں فیل ہو گیا اور دوسرے مرید سے خواہ مخواہ پیر صاحب خفاء ہوئے۔ تو ایسے مریدوں کو ایسا کرنا چاہیے یہ معاملہ اور صورت حال قاضی صاحب عبدالخالق سکنہ ترلاندی کے ساتھ ہوا ہے۔ میں نے یہ تصدیق کریم کاکا سے کیا کیونکہ وہ بھی حضور کے ساتھ تھے۔

سوئم رواجی مرید:

یہ وہ ہے کہ پیر صاحب اس کو تلقین کر کے سب کچھ سمجھا دیتا ہے مگر یہ مرید پیر کی تلقین اور ہدایت پر اعتبار نہیں کرتا ہے اور ہر وقت پیر کا حکم بجا نہیں لاتا ہے۔ پیر کو بالکل ناسمجھ ہو کر سمجھتا ہے یعنی پیر کو معصوم خیال کرتا ہے۔ پیر کے ہر حرکت کو ناجائز سمجھتا ہے اور ہر وقت پیر پر اعتراض کرتا ہے۔ مرید کے دل میں ہر وقت پیر کے خلاف ناجائز خیالات ہوتے ہے۔ ہر وقت پیر کے ساتھ لڑائی اور گالی گلوچ میں مشغول رہتا ہے۔ اور ہر وقت دھوکہ اور ریاکاری سے پیسے لوگوں سے لیتا ہے۔

انکشاف نکات کے متعلق

چار ضرب تک فنافی الشیخ ہونا ضروری ہے کیونکہ تصور مکمل ہو کر تصرف بن جاتا ہے اور جس وقت تصور مکمل ہو جاتا ہے تو فنافی الشیخ ہونا چاہیے جس سے خود بھی شیخ کی شکل اختیار

Marfat.com

ں شیخ ہی کی شکل نظر آتا ہے تو اس وقت کشف القبور ہوتا ہے یعنی قبروں کی حالت جاتی ہے اور مقام ناسوت کی کیفیت تحقیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہفت روزہ در بند ں الرسول ہوتا ہے۔ یعنی ہر شکل میں اور اپنے آپ میں بشکل اور اس کے بعد کشف ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کے حالات سامنے آتے ہیں اور مقام ملکوت مکمل ہوتا ت در بند سے نو دار تک فنا فی اللہ ہوتا ہے یعنی اپنے آپ میں سر ملکوت اس مقام کا نام ں کے بعد نو دار سے سلطان الاشکار تک بقا باللہ ہوتا ہے اور مقام جبروت روشن ہوتا ں وقت بندہ اور اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور ربوبیت تحقیق ہوتی ہے۔ کشف الکروب یر گاہ ہے۔ مشاہدہ اور افکار و اشغال یہاں پر ختم ہے جو ہے سو فکر ہے۔ یہ مقام نہ ہے اور نا شنید ہے در حقیقت یہی جو دید گاہ ہے مشاہدہ ہے۔

لا نا روم

بعد اذان ازین وان پران شوم
آنچہ اندر وھم نایدان شوم

عالم ارواح سے دنیا میں آیا، پھر دنیا سے عالم ارواح سے بھی ضروری ہے خلافت اور ذلیل حرکت کرنا نقصان ہے۔

خلاف پیغمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواھد رسید

جو کوئی بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف چلتا ہے وہ ہرگز منزل حاصل نہیں کر

Marfat.com

۱۔ مرشد کا عاشق صادق اور فرمانبردار رہنا۔

۲۔ اپنے آپ کو صاحب کرامت ظاہر کرنا اور دیگر دنیاوی اغراض سے جامہ پہننے سے احتراز کرے۔

۳۔ بے حیائی، شہوت پرستی، حسن پرستی، غصہ، حرص، حسد، رشک، تکبر، بغض غیبت یعنی کسی شخص کو ناجائز تکلیف دینے سے محتاط رہنا ضروری ہے۔

مقامات کے متعلق

۱۔	**ناسوت**	دریائے شور	اسرافیل	روح لطیف
۲۔	**ملکوت**	دریائے وحدت	عزرائیل	روح فنا
۳۔	**جبروت**	دریائے رحمت	جبرائیل	روح کثیف
۴۔	**لاھوت**	دریائے مغفرت	میکائیل	روح بقاء

یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ۔ (المجادلۃ ۵۸:۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے۔

نظم

رفتہ گزین پردہ کہ بر جان تست
بے مدد پیر نہ امکان تست

Marfat.com

ترجمہ: ناممکن ہے کہ پیر کو ہاتھ دینے کے بغیر تو اپنے منزل مقصود تک پہنچ جاوے۔ اور پردہ تم پر کھل جاوے۔ بغیر اپنے پیر کی امداد کے منزل پر پہنچنا ممکن نہیں۔

مقامات میں درجات کے متعلق

مشائخ اولیائے طریقت نے بالا تفاق سلوک کے ایک سو اسی (180) درجے رکھے ہیں۔ لیکن اولیاء طریقہ جندرح نے سو درجے رکھے ہیں اور اولیاء طریقہ ذوالنونؒ نے ستر درجے رکھے ہیں اور طبقہ ابراھیمؒ نے اور بشر حافیؒ نے کل پچاس درجے رکھے ہیں اور خواجہ بایزید بسطامی اور عبداللہ تشتریؒ اور خواجہ سفیان سوریؒ نے پنتالیس درجے رکھے ہیں اور اولیاء طریقہ شجاع کرمانیؒ اور سمنون محبؒ نے اور خواجہ مرعشؒ نے بیس درجے رکھے ہیں اور ہمارے مشائخ قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ دراصل سلوک میں پندرہ ہی درجے ہیں۔ لہذا اس لیے ہمارے کلمہ شریف کے پندرہ اسباق ہیں۔ ان درجات میں ایک درجہ کشف و کرامت کا ہے چاہے کہ اس درجہ میں اپنی ذات کو پوشیدہ رکھیں جس نے اپنے ذات کو درجہ کشف و کرامات میں ظاہر کیا تو وہ آئندہ ترقی سے رہ جائیگا اور درجات سے بے بہرہ رہے گا۔

کشف کرامات اس طرح پر ہے کہ جن کے نزدیک سلوک میں ایک سو اسی درجے ہیں۔ ان میں اسی درجے کشف و کرامات کا ہے۔ طبقہ جندرح میں ستر درجہ کشف و کرامات ہیں۔ طبقہ بصریہؒ میں تیسواں درجہ اور طریقہ ذوالنونؒ مصری میں پچیسواں درجہ کشف و کرامات کا ہے اور طبقہ شاہ شجاع کرمانیؒ کے نزدیک دسواں درجہ کشف و کرامات کا

ہے اور ہمارے مشائخ قبلہ عالم کے نزدیک ایک درجہ یعنی پہلا درجہ کشف وکرامات کا ہے۔

بس مرد وہی ہے کہ مرتبہ کشف وکرامات میں اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے۔ جب تک کہ سلوک کے کل درجات حاصل نہ ہو جاویں کشف وکرامات کے اظہار سے بقیہ درجات سے محروم رہنا پڑے گا۔ سلوک میں یہ درجات مشائخ طریقت نے اس لیے کہے ہیں کہ راہ سلوک کو آسانی ہوئے اور وہ اپنے حالات و مقامات سے واقف ہو کر اس کی ایزدی کوشش کرے اور امت محمدی میں ایسے ایسے مرد بھی گزرے ہیں اور موجود بھی ہیں کہ ان کے درجات کو حاصل کر کے ہزار ہا درجات انہوں نے حاصل کیے ہیں اور ایک ذرہ اسرار دوست کا باہر نہیں نکالا ہے اور مطلق اس امر کا خیال بھی نہیں کیا ہے کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں ہمیشہ کے لیے قبلہ بابا مبارک اپنے آپ کو چھپانے کے لیے اپنے پیر کا نام لیتا کہ کام تاج شہنشاہ نے کیا ہے۔ میں تو قبلہ کا ایک خدمتگار ہوں۔

Marfat.com

تصور کن کن چیزوں کا جائز ہے اور کن کن کا ناجائز ہے

واسطہ + رابطہ + برج

مندرجہ ذیل تصورات تابع دین سماوی ہیں

۱۔ اسم اللہ تعالیٰ

۲۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

۳۔ چہرہ شیخ

۴۔ دل

۵ قرآن مجید

۶۔ گنبد خضریٰ

۷۔ کعبۃ اللہ

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مندرجہ بالا تابع دین سماوی ہیں تصورات میں تکلیف ہوتی ہے مگر پائیدار اور دائمی ہیں۔

مندرجہ ذیل تصورات تابع دین سماوی نہیں ہیں

۱۔ پتھر اس میں بت بھی شامل ہیں

۲۔ کلوح اس میں بناوٹی چیزیں بھی شامل ہیں

۳۔ گل

۴۔ چانداس میں ستارے بھی شامل ہیں

۵۔ سورج

۶۔ پانی کی اشیاء

۷۔ سرسبز درخت

۸۔ آگ

۹۔ مویشیاں

مندرجہ بالا عاملان تصور پکانے میں تصور جلدی پک جاتا ہے اور تصور قائم ہو جاتا ہے مگر تابع دین سماوی نہیں۔ اس عمل کو کالا علم کہتے ہیں کرنے والا کافر ہے۔

مطلب تصور

تصور: اپنے خیال کو کسی شے پر درست طور سے جمانے کو تصور کہتے ہیں۔

خیال: اپنے مقصد کی کوئی شے تلاش کرنے کو خیال کہتے ہیں۔

فکر: اپنے مقصد کی کوئی شے بار بار تلاش کرنے کو فکر کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا ہر شے ایک ہی ہے جو کہ دل میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ سینے کا علم ہے جب کہ سینہ نور سے پرنور ہو جاتا ہے تو علم ظاہر ہو جاتا ہے۔

تصور کے چھ حصے ہیں

۱۔ نسبت: حکم برابر طرفین کو شک کہتے ہیں۔ تصور نامکمل ہے

۲۔ وہم: کم طرف حکم کو وہم کہتے ہیں۔

Marfat.com

ظن: زیادہ طرف حکم کو ظن کہتے ہیں۔ تصور کاذب ہے

کذب: انکاری حکم کو کذب کہتے ہیں۔

یقین: تسلیم حکم کو یقین کہتے ہیں۔ تصور مکمل ہے

تسلیم: حکم جس پر کہ یقین کامل ہو اس کو تصدیق کہتے ہیں۔

خیالات

حدیث مبارکہ ہے کہ

لکونُ خَیَالٌ وَھُوَ حَقٌّ فِی الحَقِیقَۃِ

بے شک کون خیال ہے اور وہ حقیقت ہے۔

:

فلک القمر کے نیچے کون ہے؟ یعنی آسمانوں اور زمینوں کے درمیان۔

ن:

تمام علم یعنی آسمانوں اور زمینوں میں جو ہو۔

مثال بابا مبارک تصور کے بارے

استاد صاحب نے کہا کہ زید کھڑا ہے۔

شاگرد نے اگر کھڑا ہونے یا نہ کھڑا ہونے پر برابر یقین کیا کہ کھڑا ہے یا کھڑا نہیں

ہے تو یہ شک ہے۔

۳۔ شاگرد نے اگر زیادہ کھڑا ہونے پر یقین نہ کیا تو یہ وہم ہے۔

۴۔ شاگرد نے اگر زیادہ کھڑا ہونے پر یقین کیا تو یہ ظن ہے۔

۵۔ شاگرد نے اگر یقین کیا کہ بالکل کھڑا نہیں ہے اور استاد کے حکم کو جھوٹا تسلیم
تو یہ کذب ہے۔

۶۔ شاگرد نے اگر یقین کیا کہ بیشک زید کھڑا ہے اور شاگرد نے استاد کے حکم
کیا اور تسلیم کیا تو یہ تصدیق ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ
هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ۚ اِنَّهٗ لَا
الظّٰلِمُوْنَ۔ (یوسف ۱۲:۲۳)

ترجمہ: اور بہلانے پھسلانے لگی انہیں وہ عورت جس کے گھر میں آپ تھے کہ
مطلب براری کرے اور (ایک دن) اس نے تمام دروازے بند کر دیے اور (
کہنے لگی بس آ بھی جا۔ یوسف (پاکباز) نے فرمایا خدا کی پناہ! (یوں نہیں ہو سکتا)
خاوند) میرا محسن ہے، اس نے مجھے بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے، بے شک ظالم فلا
پاتے۔

تصور کی تعریف کے متعلق

تصورات بنانا کسی شے پر اپنا خیال جمانا کسی کی صورت کو ذہن میں لا

Marfat.com

لیتے ہیں۔ بغیر تصور کے کوئی شخص خالی نہیں ہوتا ہے۔ تصور کی دو قسمیں ہیں۔ اول صادق، ئم کاذب۔

صور صادق:

تصور صادق میں جن کو کمال حاصل ہو جاتا ہے ان کو مراقبہ و توجہ کے ذریعے سے ہام و کشف کرامات حاصل ہوتا ہے۔ کرامات خرق عادات اس سے پیدا ہوتی ہے اور دعا یرہ تصور ہی کے اثر سے موثر ہے کیونکہ قلب روح ہی کا اس میں دخل ہے اور روشنی ہر دو نکھوں کے گوشوں سے فنا کے ہر چار درجات اسی تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی فنا فی شیخ + فنافی الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم + فنافی اللہ + فنافی الوجود

صور کاذب:

ہر انسان پر ہر آن میں ہوتا ہے اور قسما قسم کی واردات میں مشغول رہتا ہے اور خیال تصور بدلتا رہتا ہے اور حدیث نفس کے مقابلہ کرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے کہ مقصود کا تصور دل صادق میں پختہ ہو جاوے اور غیر کا خیال آئے تو فوراً دفع کر کے یک سوئی اختیار کر لے۔ جب تصور پختہ ہو جاتا ہے تو ہر حالت میں وہی نقشہ سامنے رہتا ہے اور ہٹانے سے بھی ہٹتا نہیں ہے۔ پس یہی کامیابی ہے یہی درجہ سہل اور پائیدار ہے اور توحید تشبیہی بھی اسی کا نام ہے۔

بعض علماء اہل طریقت بغیر تصور کے براہ راست قرب الٰہی چاہتے ہیں۔ ان کے لیے بجائے تصور کے ہر چیز کو نفی کرنا پڑتا ہے اور آہستہ آہستہ تمام سفلی اور علوی کے گزر جاتے

Marfat.com

ہیں اور آگے بڑھتے جاتے ہیں حتیٰ کہ لامکاں تک پہنچ جاتے ہیں اور یہی مقام ان کی منزل مقصود کا پہلا زینہ ہے۔ جہاں کہ بے خودی اور محویت طاری ہوتی ہے اس کا نام بھی رابطہ ہے اور توحید نیز یہی ہے مگر یاد رہے کہ اتنا مشکل ہے کہ یہ بغیر مکمل عالم کے نہیں کرسکتا ہے مکمل عالم اپنے علم کی وجہ اور زور سے بچ جاتا ہے۔ ہر سالک کے ارد گرد ستر ہزار شیطان بیٹھے رہتے ہیں۔ ان سے بچ جانا ممکن نہیں۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

ایک دن مجھے کہا کہ بچے میں اپنے پیر قبلہ شہنشاہ کی زندگی میں بہت محنت اور ریاضت کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا کہ میں نے منزل مقصود کا پہلا زینہ چڑھ کر دیکھا تو وہاں ایک باغ تھا۔ اس باغ میں گر کر بے ہوش ہوگیا۔ مجھ پر سارا دن سورج گزر گیا اور رات کو مجھ پر بارش ہوئی اور پانی میں ڈوب گیا تھا۔ صبح جب ہوش آیا تو مولوی صاحب نجیب الدین جو کہ میرا پیر بھائی تھا اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ کہاں گئے تھے اور کپڑے برباد کر دیے ہیں۔ میں نے بجواب کہا کہ بارش میں گر گیا ہوں۔ مولوی صاحب نے میرے کپڑے اتروا کر دھوئے اور اس کے بعد میں قبلہ شہنشاہ کے پاس آیا کرتا تھا تو مجھے گالی گلوچ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ چور ہے چور کا لفظ استعمال کرتا تھا اور اس پر میرے پیر بھائی بھی میرے خلاف ہوتے تھے اور مجھے دربار میں نہیں چھوڑتے تھے۔ اس کے بعد بٹوارا کرنے کا وقت آیا تو مجھے بٹوارے کے لیے طلب کیا گیا اور نشان میرے حوالے کر دیا گیا اور اسی وقت 78 کسان بٹوارے میں نکالے گئے تھے۔ اسی وقت سے میں شیخ کے در

Marfat.com

ا۔ اس لیے میں اپنی اولاد کو بھی کہتا ہوں کہ میرے کپڑوں میں ہو جاؤ ظاہر میں بھی اور
ں میں بھی۔

ہدایت قبلہ بابا مبارک اپنی اولاد اور مریدین کو برائے اپنی شکل کے

بابا مبارک اپنی اولاد کو اور مریدین کو ہر وقت یہ ہدایت کرتے تھے کہ ذکر فکر میں
ل رکھو اور اپنے صورت و شکل سرتاپا پیر کی شکل بنا دو اور اپنی ظاہری اور باطنی کو پیر کا ظاہری
. باطنی کو پیر کا ظاہری اور باطنی سمجھو اور ہر آن پہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ذات وحدہ لا
ریک لہ بصورت مرشد آئی ہے اور وہ صورت مرشد کی میری ہے اور تمام عالم کی ہے اور ہر
ہ موجود اور جلوہ گر ہے۔ یہی ہدایت کرتے تھے مگر کوئی مرید نہیں سنتا تھا بلکہ ایک دو
ریدین قبلہ کی بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا جھوٹ کہتے ہیں بلکہ اور بھی
تیں کیا کرتے تھے۔

رجہ شیخ:

لشَّیْخُ فِی الْقَوْمِ کَالنَّبِیِّ فِی الْاُمَّۃِ۔

رجمہ: شیخ اپنے قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔

شیخ کی پہچان:

حدیث مبارکہ ہے کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُر

Marfat.com

اَحَدُ کُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے سو ذرا دیکھ بھال لیا کرے کہ کس کے ساتھ دوستی کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ پیر سے اعلیٰ درجہ کی محبت ہوتی ہے اور جب معمولی دوستی دین کے اندر موثر ہے تو اتنی بڑی دوستی اس تاثیر سے کیسے خالی رہ جائے گی؟ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ پیر کے عقائد و اعمال و اخلاق کا اثر مرید میں سرایت کرتا ہے۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم تھوڑی ہی کے درجہ میں ضروری اثر کرتا ہے۔ اگر پیر کی حالت خراب ہوئی تو مرید کا حالت خراب ہو ظاہر ہے۔ اس لیے تلاشِ پیر میں بڑی احتیاط چاہیے جس کی اصلاح واجب ہے۔ پہچان علم شریعت سے بقدر ضرورت واقف ہونا چاہیے خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء کرام سے تاکہ فسادِ عقائد و اعمال سے محفوظ رہے اور طالبین کو بھی محفوظ رکھ سکیں ورنہ،

ھر چیز که در کان نمک رفت نمک

ترجمہ: ہر چیز جو نمک کی کان میں گر گئی تو نمک ہو گئی۔

Marfat.com

پیر میں یہ خصوصیات ہونی چاہیں

عقائد واخلاق واعمال میں شرع کا پابند ہو۔

۔ تارک الدنیا اور راغب آخرت ہو ظاہری و باطنی طاعات پر مداوت رکھتا ہو۔

۔ کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبہ دنیا ہے۔

۔ بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہو اور ان سے فیض و برکات حاصل کیے ہوں۔

۔ تعلیم وتلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہے اور ان کی کوئی بری بات سنے یا دیکھے تو ان کو روک ٹوک کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔

۔ اس زمانے کے منصف علماء ومشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں۔

۷۔ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم اور دیندار لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں۔

۸۔ جو لوگ اس سے بیعت میں ہیں ان میں اکثر کی حالت باعتبار اتباع شرع قلت مرض دنیا کے اچھی ہو۔

۹۔ اس کی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دین کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔

۱۰۔ خود بھی ذاکر وشاغل ہو اور مرید کو بھی ذاکر وشاغل کردے کیونکہ بدوں عمل یا عزم عمل تعلیم میں برکت نہیں ہوتی ہے۔

۱۱۔ مصلح ہو نرا صالح کافی نہیں یعنی شیخ ہونے کے لیے دونوں کے جمع کی ضرورت ہے کہ صالح بھی ہو اور مصلح بھی۔ یعنی دونوں کا جاننا اور اس میں مہارت ہونا ضروری ہے تا

Marfat.com

کہ کوئی مرید مرض باطن بیان کرے اس کو بہت توجہ سے سن کر اس کا علاج تجویز کرے اس سے دم بدم نفع ہوتا چلا جائے اور اس کو اتباع کی دولت روز بروز حالت درست ہو جاوے۔ جس فقیر میں یہ علامات ہوں پھر نہ دیکھے گا اس سے کوئی کرامت بھی صادر ہے یا نہیں۔ یا یہ شخص صاحب تصرف ہے یا نہیں۔ اس شخص کو کشف ہوتا ہے یا کہ نہیں۔ اس طرح سے یہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا کہ نہیں کیونکہ یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں۔ اصل میں یہ ایک نفسیاتی تصرف ہے جو مشق سے ہو جاتا ہے۔ غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کرسکتا ہے اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیونکہ اس اثر کو بقا نہیں ہوتا ہے۔ صرف مرید غبی کے لیے جو ذکر سے اصلاً متاثر نہ ہوتا ہو۔ چند روز تک شیخ کے اس عمل سے اس میں ایک گونہ تاثیر وانفعال قبول اثار ذکر کا پیدا ہوتا جاتا ہے یہ نہیں کہ خوامخواہ لوٹ پوٹ ہو جاوے۔

تفصیل اورطی (Arta)

قلب کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک کا نام اذن اور دوسرے کا نام بطن ہے دونوں حصوں میں برابر گزرتا ہے اس رگ کو "اورطی" کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس رگ کو Arta کہتے ہیں۔ اس رگ میں وسوسہ نفس پیدا ہوتے ہیں کیونکہ وسوسہ ڈالنے والا آدمی شیطان ہے جس کا نام وسواس ہے اور وہ اس رگ کے سر پر جگہ ہے جو اس کے دل کے کان بولتے ہیں۔ اس رگ کے بائیں کان میں وسواس کا مقام ہے اور وہ اس رگ میں وسوسہ ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خرابی کراتا ہے ہمیشہ کے لیے اس انسان کو تصور کاذب میں

کرتا ہے اور انسان کو خداوند تعالیٰ سے دور رکھتا ہے۔ دوسرا کان ایک رگ کے دائیں طرف سراخ ہے۔ اس سراخ میں ایک فرشتے کا جگہ ہے۔ اس کو ملہم کہتے ہیں جو الہام کرتا ہے اور نیکی اور بھلائی کی دعوت دیتا ہے۔ یعنی دل کے دو کان ہیں ایک وسواس کا جگہ ہے اور دوسرا ملہم کا جگہ ہے۔ یہ دونوں یک جا کام کرتے ہیں۔ اگر وسواس غالب ہوا تو یہ انسان شیطانی کام کرتے ہیں اور اگر ملہم غالب ہے تو یہ انسان خدا کا دوست ہے اور اچھے کام کرتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

(المآئدہ ۵:۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا، اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (القصص ۲۸:۱۰)

ترجمہ: اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا، قریب تھا کہ وہ ظاہر کر دے اس راز کو ہم نے مضبوط نہ کر دیا ہوتا اس کے دل کو تا کہ وہ بنی رہے اللہ کے وعدہ پر یقین کرنے والی۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝

(الرحمٰن ۵۵:۱۹،۲۰)

ترجمہ: اس نے رواں کیا ہے دونوں دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے ہیں۔ ان کے درمیان آڑ ہے آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے۔

Marfat.com

امہات کے متعلق

امہات اصل جگہ سینے میں ہے قلب انسان میں اصل جگہ ہے جہاں سے وسو
پیدا ہوتے ہیں۔ اس جگہ کو "اورطی" کہتے ہیں۔ وہ خطرے کا مقام ہے جس سے آواز
ہے۔

تفصیل واسطہ، ربط، برزخ کے متعلق

ذریعہ باندھنا پردہ

واسطہ:

واسطہ کسی کام کو کسی کے ذریعہ کیا جاوے اس کو واسطہ کہتے ہیں۔ امنت باللہ
ذریعہ سے مرید بنایا گیا ہے۔

رابطہ:

کسی دو چیزوں کے سروں کو بذریعہ رسی ملا کر باندھنے کو رابطہ کہتے ہیں۔ اِقْرَ
بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ کے ذریعہ مرید اور پیر باندھے گئے ہیں۔

مثال بابا مبارک:

قبلہ بابا مبارک فرمایا کرتے تھے کہ پیر اور مرید کا خمیر ایک ہوتا ہے۔ قبلہ
مبارک نے کہا کہ اگر کسی شخص نے ہیجڑا سے طریقہ کیا تو اس کو تمام دنیا سے اعلیٰ سمجھے گا۔
ایک شخص کو اپنا پیر غوث نظر آتا ہے۔ قبلہ بابا مبارک نے ایک پیر عبدالرحمن جو کہ شاہ بادش

Marfat.com

ید تھا بابا نے کہا کہ تمہارے پیر خراب ہو گیا ہے تم مجھ سے بیعت کر لو۔اس مرید نے بابا کو
ہا کہ اگر وہ خراب ہے تو میں بھی خراب ہوں اور اگر وہ کافر ہے تو میں بھی کافر ہوں۔ بابا
بارک یہ سن کر خوش ہوا اور اس مرید کو دعائے خیر کر دی اور کہا کہ ایسا مرید ہونا چاہیے۔

رزخ:

کسی دو فرد کے درمیان پردہ مقرر کیا جانا تا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آوے اس
ردے کو برزخ کہتے ہیں۔جیسا کہ "الف" اور "م" کے درمیان "ل" کا پردہ رکھا گیا
ہے تا کہ پھر نہ ملیں۔ پیر اور مرید کے درمیان "ہاتف" کا پردہ ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ اور
ندے کے درمیان ہاتف کا پردہ ہے۔اسی طرح مندرجہ بالا پردہ ذکر فکر اور شکر وصبر سے دور
ہوتا ہے۔ جب پردہ دور ہوتا جاتا ہے تو تصور مکمل ہو کر تصدیق بن جاتا ہے اور انسان اپنی
منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ یہ پہلا پردہ مرید اور پیر کے درمیان سے دور ہوتا ہے اس لیے
کہ مرید کا تصور پیر پر جم جاتا ہے۔ رابطہ مکمل ہو کر رفتہ رفتہ تصور مکمل ہو کر تصدیق بن جاتا
ہے اور پیر کے ساتھ ہر وقت ملاقات ہوتی رہتی ہے۔جس طرف دیکھتا ہے اسی طرف اپنا
پیر نظر آتا ہے اور مرید پیر کی محبت میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ بغیر دیدار کے دل میں اطمینان
نہیں ہوتی اور مرید کی نظر اور کسی چیز پر نہیں پڑتی اور پیر اس کو کسی جگہ پر تعینات کر دیتا ہے۔
محنت کرنے پر درجہ بلند ہو جاتا ہے اور خلیفہ کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں درس تصوف پر اعتراض کے متعلق

قادیانی، مودودی، وہابی پنج پیری، چکرالی اور دیو بندی یعنی غیر متعلقہ فرقے کہتے

Marfat.com

ہیں کہ ان کے اشغال ہندوؤں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ قرآن پاک میں بھی ان کا ذکر ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی اور نہ اصحابہ کا یہ مسلک یہ سب کچھ بعد میں یونان اور ہندوستان کے علوم سے تصنیف کیا گیا ہے چونکہ اہل تصـ ابتداء سے بحث و مباحثہ کو برا سمجھتے ہیں اور اہل قال سے مخاطب ہونا پسند نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ ان اعتراضات کا جواب نہیں دیتے ہیں اور ان کے سلوک کو حریف اس کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ صوفیوں کہ پاس کچھ جواب نہیں ہے اور لا جواب ہونا اس کی دلیل ہے کہ تصوف کو قرآن مجید اور اسلام کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے اور یہ بات ...ت ہے۔

قادیان کے مرزا محمود نے ذکر الٰہی کے نام پر ایک کتاب لکھی ہوئی تھی اور اس اس قسم کے بے شمار اعتراضات اہل تصوف کے اذکار و اشغال پر کیے تھے۔ حال میں ا... اور مخالف نے صوفیوں کے اشغال سلوک پر حملہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ صوفیوں نے پا... اشغال نصیرہ واشغال محمودہ، اشغال سلطان الاذکار سری کرشن کی کتاب گیتا سے نکالے کیونکہ سری کرشن نے ارجن کو اس قسم کے اشغال کی تعلیم دی تھی جو مذکورہ اسلام کے اشغ... کے طریقوں سے بالکل متشابہ ڈھکوسلہ قائم کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ا... منسوب کر دیا ہے کہ ان کے ذریعہ سے یہ تعلیم ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے د...

جواب:

مجھ کو اپنے بزرگوں کی روش کے مطابق سکوت مناسب معلوم ہوتا تھا مگر...

Marfat.com

ریشے سے کہ ناواقف اور کم علم مسلمان گمراہ نہ ہو جائیں اور تصوف کو سچ مچ قرآن مجید کے
اف نہ سمجھنے لگیں۔ مختصراً قرآن پاک کا ایک حوالہ لکھ دیتا ہوں اور ضروری سمجھتا ہوں جہاں
سوف کا پورہ پورہ درس ایک ہی جگہ پر پروردگار نے تعلیم فرمائی ہے اور حد یہ ہے اشغال
کے نام بھی قرآن پاک میں مذکورہ ہوئے ہیں۔

قرآن پاک کا فرمان اور اشغال کے نام بھی موجود ہیں

نم الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ
نَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا ○ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ
عسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ
ـدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ
سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۸ تا ۸۰)

ترجمہ: نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعد رات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجئے)
نمازِ صبح بلاشبہ نمازِ صبح کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو اور نمازِ تہجد ادا
کرو، تلاوت قرآن پاک کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے یقیناً فائز فرمادے
گا آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر، اور دعا مانگا کریں کہ اے میرے رب! جہاں کہیں تو
مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آ سچائی کے ساتھ لے آ
اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

صوفیوں کی مروجہ اصطلاح میں جن پر اعتراض ہے کہ ان کے نام و نشان کا

Marfat.com

قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے میں بتلا دیتا ہوں کہ پورے کے پورے نام کے ساتھ م
بالا آیات میں موجود ہے۔ مشہود کے لفظی معنی شہادت دیا گیا موجود پر اور موقعہ حاضری
ہیں اور صوفیوں نے مقام مشہود کو اسی لفظ سے نکالا ہے۔ حالانکہ وحدۃ الشہود اور وحدۃ ال
پر اعتراض ہے کہ یہ صوفیوں کی ایجاد ہیں۔ صوفیوں کے شغل محمود کا نام بھی موجود ہے۔
نصیر کا نام بھی موجود ہے۔ شغل سلطان الاذکار کا نام بھی موجود ہے۔ پاس انفاس کی صو
میں عمل بھی موجود ہے۔ پاس انفاس کے متعلق یہ ہے سانس کے اندر لیجانے اور باہر لا
اور اس میں ذکر کرنے کو کہتے ہیں۔

درج بالا آیات مقدسیہ کو جب اہل تصوف اپنی تعلیم کی بموجب غور سے پڑ
ہیں تو ان کو تصوف پورا پورا درس ان حاصل طریقوں کے ساتھ ملتا ہے جو پاس انفاس و
نصیرہ اور محمودہ اور سلطان الاذکار میں ان کو مشائخ طریقت بتاتے ہیں۔ اہل شریعت کا
الفاظ ظاہر اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان آیات میں پانچوں نمازوں کے اوقات ب
کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد آیات کے باطنی معانی کی نسبت ان کا خیال ہے کہ صلواۃ کا م
ذکر الٰہی ہے، سورج ڈھلنے رات کی تاریکی تک ذکر الٰہی کا مطلب ہے کہ آنکھ کے نور سے
بھوں کی تاریکی کے رخ شغل کیا جائے۔ اسی کا نام محمودہ ہے۔

فجر کا قرآن انوار ذات کا ابتدائی ظہور ہے جس کے مراقبہ سے جلوہ شہود ظاہر ہوتا
ہے، رات کے نوافل تہجد کے سبب وعدہ ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ مقام محمود حاصل ہوتا
ہے۔ نماز تہجد میں جب ناک کی پشت پر توجہ کے لیے شغل کیا جاتا ہے تو مقام نصیر کا کشف ہوتا
ہے۔ جس دم کی شرائط خاص کے ساتھ جب سانس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور

Marfat.com

نس کے اندر لیجانا اور باہر لانا میں صدق کامل کے ساتھ ذات کا تصور ہوتا ہے تو پاس
س ادا ہو جاتا ہے اور اسی سانس کی آمد و رفت کو صداقت کے تصور آراستہ کر لیا جاتا ہے
موت سرمدی کا نغمہ دماغ کے اندر ذات کے مشاہدات کے ساتھ جلوہ نما ہوتا ہے تو وہ حد
ہوتی ہے جس کے لیے سلطان الاذکار کیا جاتا ہے۔

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکوند
ارے ارے میکم باخلق عالم کا زیست

مہ: لوگ کہتے ہیں کہ خسرو بت پرست ہیں جواب میں بت پرست ہوں لوگوں کا
رے ساتھ کیا کام ہے۔

کافر عشقم مسلمانی مرادر کار نیست
ہر رگ من تار گشتم حاجت زنار است

جمہ: مجھے مسلمانی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں عشق میں کافر ہوا۔ میری ہر رگ تار ہو
لی ہے اب مجھے زنار کی ضرورت نہیں۔

اس کے بعد کیا نتیجہ نکلتا ہے اس کو قرآن پاک نے حق کی آمد اور باطل کی فنا کے
فاظ میں ادا کیا ہے کہ خودی اور ہستی موہوم ایک باطل شے ہے اور ذات واجب الوجود حق
ہے۔ پس ان اشغال سے باطل فنا ہو جاتا ہے اور حق چاروں طرف محیط اور مسلط ہو جاتا
ہے۔

مقام صدق:

قرآن پاک میں جگہ بہ جگہ صادقین اور صدیقین کا ذکر آیا ہے۔ آیات مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ صدق کیا چیز ہے اور صادق کون ہوتے ہیں۔ پاس انفاس کے ذریعے یعنی سانس کی آمد و رفت میں ذکر الٰہی کو جمانے سے جو یکسوئی اور اطمینان کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کا نام صدق ہے اور جن کو یہ یکسوئی حاصل ہے اور خطرات باطل سے آزاد ہیں انہیں صادق کا مقام حاصل ہے۔ اسی کو صادق اور صدیقین کہتے ہیں۔

اشغال کے متعلق

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ۔ (یٰسٓ ۳۶:۵۵)

ترجمہ: بے شک اہل بہشت آج اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

☆ اشغال محمودہ — دائیں۔ بائیں۔ سامنے کو۔ اوپر کو
سامنے کو دیکھنا

☆ اشغال نصیر — دائیں بائیں۔ نیچے کو
ناک کی چونچ پر نظر جمانا

☆ اشغال صوت سرمدی — دائیں بائیں۔ نیچے کو
مراقبہ کو کہتے ہیں

☆ اشغال میت — سامنے اپنے انگوٹھوں کی طرف
آنکھیں بند کر کے دیکھنا

Marfat.com

یہ بھی مراقبہ کی شکل ہے، اٹھنا اور سجدہ بھی اسی میں شامل ہے

کل تیرہ قسم پر ہے۔

صورت سرمدی کے متعلق

نْ اَبِیْ بَکرٍ قَالَ عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ا الدُّعَآءَ وَفِیْہِ اَنْ تَرْزُقَنِیَ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ وَعِلْمَہٗ وَاَنْ

اِلطَہٗ بِلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ

مہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے دعا

ائی ہے اور اس دعا میں یہ بھی ہے کہ مجھ کو قرآن پاک اور اس کا علم عطا فرمایا اور اس علم کو

ے گوشت اور خون اور گوش چشم میں پیوست اور مخلوط کر دیے ہیں۔

یث مبارکہ ہے

اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ الدُّعَآءَ عَنْ قَلْبٍ لَاہٍ

مہ: بے شک اللہ تعالیٰ غیر متوجہ قلب کی دعا قبول نہیں فرماتے۔

پس ان دونوں حدیثوں سے اس دعا کے وقت کا تصور و استحضار ضروری ہوا اور اللہ

لیٰ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا نام اس تصور میں مساوی ہیں۔ پس ہر وقت منہ سے **اَللّٰہُ ہُوَ**

جاری ہونے کا تصور اس سے نافع ہونا ثابت ہو گیا جو اس شغل کا طریقہ ہے وہ یہ ہے سر

ے قدم تک اپنے وجود سے ہر وقت پوری ہمت کے ساتھ متوجہ ہوں یعنی یہ سمجھے کہ نفس کے

نے جانے میں ہر بال کی جڑ سے **اَللّٰہُ ہُوَ** جاری ہے۔ اس کا اچھا وقت آخری شب ہے

یعنی تہجد کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لیکن جس دم نہ کریں جب تک ذکر دم میں متوجہ نہ ہو سینہ قائم نہ ہو، جس دم نہ کریں کیونکہ آج کل اکثر ایسے قلب و دماغ دونوں پاگل ہو جا ہیں۔ صرف آنکھیں ویسے ہی بند کر لیں اور کانوں کو انگشت شہادت سے زور سے بند کر لیں۔ اس سے کانوں میں ایک آواز یعنی صوت "لَاتَقِفُ عِنْدَ اَحَدٍ" پیدا ہوگی۔ آواز کی توجہ قلب کو متوجہ رکھیں اور زبان سے یا دل سے اسم ذات کا ورد رکھیں تاکہ اتنا غفلت میں نہ گزرے کیونکہ اس صورت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت نعوذ باللہ تعالیٰ کی صفت تو ہے لیکن جیسا کہ بعض لوگوں کو دھوکہ ہو گیا ہے بلکہ عالم غیب میں سے مخلوق کو بھی نہیں صرف اس کے دماغ میں ہوا بند ہو کر (لہر مارنا یا مجزن ہونا) ہونے لگتی۔ باوجود اس کے پھر اس کی طرف مشغول کرنا صرف اس کے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صوت مخصوص ہے اور لذیز ہے۔ بلکہ بعض اوقات اس کے اندر ایک نہایت دلفریب آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ مشاغل کو محو کر دیتی ہیں اور محسوس دلآویز چیزوں کی طرف متوجہ ہونے سے دوسرے خطرات گم ہو جاتے ہیں۔ تو اس سے ذہن کو ایک طرف توجہ کام کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ پھر شغل چھوڑ کر اس توجہ کو مقصود حقیقی کی طرف متصرف کر دیتے ہیں۔ جس کی طرف اولاً متوجہ ہونا بوجہ اس کے غیب عن الخواص ہونے کے احیناً محتاج تکلف تھا۔

حبس بصر:

حدیث مبارکہ ہے کہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ لَآ اشارۃ (ابوداؤد)

ترجمہ: نماز میں رسول اللہ کی نگاہ آپؐ کے اشارہ باب سبابہ سے آگے نہ بڑھتی تھی۔

Marfat.com

حدیث مبارکہ ہے

...رُکَ حَیْثُ تَسْجُدُ (رواہ بیہقی)

...مہ: رسول اللہ نے فرمایا اے انس اپنی نگاہ کو سجدہ کی جگہ پر رکھو۔

حبس بصر ایک شغل ہے کہ کسی چیز کی طرف نگاہ جما کر دیکھا جائے۔ مقصود اس ...اور جمع اشغال سے اجتماع خواطر و یکسوئی ہوتی ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے اس کا ...ت ہوتا ہے نیز تجربہ سے ثابت ہوا کہ اس عمل سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

...یُصَلِّیْ وَجَوْفُہٗ یَزِیْزُ کَازِیْزِ الْمِرْجَلِ یَعْنِیْ یَبْکِیْ (رواہ نسائی)

...مہ: رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے آپ کے سینہ میں سے ایک ایسی آواز آتی تھی جیسے ...دم ہوتا تھا کہ آپ رو رہے ہیں۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ کیفیت غلبہ تھا اور اس کے ضبط سے ہوتی ہے اور یہ بھی ...بہ سے ثابت ہے کہ غلبہ کے وقت ضبط کرنے سے سانس روک جاتا ہے۔ پس جو امر ...ور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لازم آگیا اس کو محمود نافع ہونے میں تو شبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ ...اگر کوئی اس کا تحصیلا (حاصل) واکتسابا (کمال) التزام (لازم) واہتمام (انتظام) ...ے تو کیا ہرج ہے یعنی جائز ہے۔ اگر شیخ کامل مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اور ...کا اتباع کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ اور تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبہ وحدۃ ...وو اس کے خواص کی وجہ سے مضر ہوتا ہے۔

اشغال پاس انفاس کے متعلق

جس وقت پاس انفاس کا شغل کرتے ہو تو اسی شغل کی روشنی سے دل کو ایک آواز

Marfat.com

سنایا جاتا ہے کہ جس آواز کو ہندی زبان میں انحد کہتے ہیں اور عربی زبان میں صوت سرمدی کہتے ہیں۔ یہ آواز بے مثال ہے اور خوش کن ہے۔ لطیف اور سہانا ہوتا ہے جس طرح مطرب خوش آواز کا تان ترانہ ہوتا ہے۔ جس کو سننے سے مستی آجاتی ہے اور کیسی مستی آتی ہے کہ جس سے نماز، روزہ، اور دوگانہ ہی بھول جاتا ہے۔ تو اسی لذت میں جیکر زبان مجاز کا آواز شروع ہو جاوے تو وہ سرمدی نہیں سنا جاتا ہے۔ زبان کی آواز کو گھڑیال کہتے کیونکہ یہ گھڑیال زبان جو کہ عقل کے بجانے میں بجتا ہے۔ حکم کیا گیا ہے کہ بچے اس گھڑیال کو باہر نکالدو کیونکہ گھڑی گھڑیال کو بجتا ہے اور وصل کی رات کو گھٹاتا ہے۔ پس اس کو نکالدو کیونکہ آج تو پیا میرے گھر میں آئے ہوئے ہیں جس سے یہ رمز ہے کہ اپنے کن رمزوں سے بو آتی ہے۔

اشغال صوت سرمدی کے متعلق

شغل صوت سرمدی کا طریقہ یوں ہے کہ آنکھیں، ناک، کان بند کر کے آنکھ کی پتلیوں کو لطائف خفی اور اخفی کی طرف سے جماوے اور تصور جمائے اس طرح پر کہ جیسے کہ پانی گرنے کی آواز کے تصور میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ پانی کسی اونچی جگہ سے نیچی جگہ پر یکساں گر رہا ہے۔ اس تصور کے حالت میں اسم ذات کا شغل بھی قلب اور لطیفہ خفا میں جاری رکھا جاوے۔ رفتہ رفتہ اس تصور کی آواز اصل آواز بن جائے گا اور غیب کی واسطہ سنائی دینے لگے گی جس کی کہ طلب ہر ذی روح کو ہے۔

یہ مراقبہ کا شغل ہے۔ اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ حضور قبلہ بابا مبارک نے جس کو بیان

Marfat.com

یا اس کو ایسے ہی شغل کی تعلیم دی ہے۔ قبلہ بابا مبارک کا شغل نصیر تھا اور جوانی میں شغل محمودہ پر کام کرتے تھے کیونکہ حضور کے فوٹو سے ظاہر ہوتا ہے اور آخری عمر میں اشغال نصیر پر کام کرتے تھے کیونکہ میں ان کی خدمت میں تھا۔ میں نے خود دیکھا کہ جبکہ بابا مبارک کیلئے ہوتے تھے تو اپنی جھولی کی طرف دیکھتے۔ جب میں ان کے حضور کے پاس آتا تو سر کو اٹھا کر کہتا کہ کیا کرتے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضور نصیر میں کام کرتے تھے اور مجھے پاس نفاس اور شغل واشغال کا طریقہ سکھلایا ہے۔ میں بدستور اس پر کام کرتا ہوں۔

اشغال نصیر کے متعلق

اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح وشام کے وقت قبلہ رو، دوزانوں بیٹھ کر اور دل کو یکسوئی کر کے دونوں آنکھوں کی نظر ناک کی چونچ پر جمائے اور پلک نہ جھپکنے دے۔ اس دید میں ایک غیر متعین کا تصور رکھے۔ شروع شروع میں آنکھوں سے پانی بہے گا اور درد ہوگی۔ مگر رفتہ رفتہ یہ عادت ہو جائے گی اور ایک نور دیکھنے لگ جاوے گا اور اسی شغل میں منزل کٹ جائے گی اور اپنے مقصد کو پہنچ جائے گا۔ شغل کے لیے یہ نشست بہت ہی خوب ہے۔ یہ تصور کا شغل ہے۔

تشخیص کے متعلق

مراقبات تصورات یعنی دونوں حال میں جب زیادہ دیر ہو جاتی ہے تو کنپٹیاں پھٹنے لگ جاتی ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسا کہ ریڑھ کی ہڈی میں سوئیاں چبھ رہی ہیں یا کھٹمل کاٹ رہے ہیں۔ یہ اندرونی قوت کی بیداری کی علامت ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا

Marfat.com

ہے کہ منہ پر جگہ جگہ سوئیاں چبھ رہی ہیں ایسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر خارج ہوتا ہے۔ علامت انوار کی ہے اور اندرونی قوت کی بیداری ہے۔ جب یہ علامت ظاہر ہو جاوے تو تصور کنندہ جان لے کہ میرا عمل صحیح ہے اور درست ہے تو اس پر پورہ زور دینا چاہیے۔

اشغال محمودہ کے متعلق

اس کا طریقہ یوں ہے کہ صبح و شام روبہ قبلہ بیٹھ کر اپنے نظروں کو دونوں بھنوؤں کے درمیان میں اس جوڑ پر جمانا چاہیے کہ ناک کے اوپر اور پیشانی کے نیچے واقع ہے جہاں کہ ٹلہ لگایا جاتا ہے۔ اس شغل سے نماز میں بھی جب خطرات نہیں آتے ہیں اور شغل سے روح روشن ہو جاتی ہے۔ اور جب روح روشن ہو جاتی ہے تو یہ مشاغل روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ خطرات بہت مجربات ہے تصور کا شغل ہے۔

غائب کا تصور جمانے کا طریقہ

اگر پیر غائب ہو تو اس کی صورت خیال میں لا کر سب قوی ظاہری اور باطنی سے متوجہ قلب صنوبری کے ہو اور جو خطرہ پریشان کرے اس کی نفی کرے تا کہ کیفیت بے خودی کی حاصل ہو۔ اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ بہت نزدیک اور سہل نہیں ہے۔ اکثر ہوتا ہے کہ مرید میں ایسی قابلیت ہو کہ پیر اس کے بدن میں تصرف کرے تو پہلی ہی دفعہ میں مشاہدہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اشغال تصور ہے۔

جب پیر اس کے پاس نہ ہو اور غائب ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے اور پیر کے دونوں ابرو کے درمیان جہاں کہ ٹیکہ لگایا جاتا ہے نظر

حمائے یہاں تک کہ آنکھوں سے پانی جاری ہو جائے اور بطریق محبت اور تعظیم خیال کرتا ہے تو اس کی صورت وہی فائدہ دیتی ہے جو کہ اس کی صحبت دیتی ہے۔ تصور شیخ کا درمیان فیض اور مستفیض کے ایک واسطہ ہے اور غیر مقصود ہوا کرتا ہے۔ صرف حصول طلب کے اسطے اس کی طرف حاجت پڑتی ہے نہ کہ مقصود بالذات تصور شیخ ہوتا ہے۔

نظم تصور کے متعلق

جب تصور بن گیا تصویر کی حاجت نہیں
عشق کے پابند کو زنجیر کی حاجت نہیں

لا حول تیغ برہنہ جس کے ہاتھوں میں رہے
پھر اسے تیر اور تبر شمشیر کی حاجت نہیں

قدرت داور کے جو ماحول میں آکر رہے
پھر اسے تدبیر اور تقدیر کی حاجت نہیں

جس کی خوداری ہو غیروں کے لیے ضربِ کلیم
باعمل ہے پھر اسے تدبیر کی حاجت نہیں

اشغال میت کے متعلق

اشغال میت کا طریقہ یوں ہے کہ صبح و شام دونوں وقت چت لیٹ کر دونوں پاؤں کے انگوٹھے باندھ لے اور یکسو ہو کر حبس دم کرے یعنی زیر ناف لفظ اللہ کو سانس ساتھ اٹھایا جاوے اور ام الدماغ میں سانس کو روک کر صوت سرمدی کا تصور کیا جاوے۔ کچھ دیر کے بعد جبکہ حبس دم کی طاقت ختم ہو جائے تو آہستہ آہستہ سانس ھو کہہ کر ناک کے راستے چھوڑ دے۔ اس میں مشاغل مردہ کی طرح بے حس و بے حرکت ہو کر شغل ہے اور صورت بھی میت کی سی بناتا ہے۔ اس لیے اس شغل کو اشغال میت کہتے ہیں۔

Marfat.com

مشائخ سلسلہ چشتیہ کے اشغال

مَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (الشوریٰ ۴۲:۴۳)

مہ: اور جو شخص صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت

کاموں میں سے ہے۔

سلسلہ چشتیہ میں جب شیخ مرید کو تلقین کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ مرید کو ذکر جہر پر ادے اور اس کو ہدایت کرے کہ بوقت ذکر چار زانو بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کے ٹھے اور اس کے ساتھ انگلی سے اپنی اس رگ کو دبائے جو کہ کیاس کہلاتی ہے۔ کیاس وہ ہے جو زانوں کے نیچے سے ران کی طرف آتی ہے اور اس رگ کے دبانے سے یہ فائدہ کہ اس سے دل میں جو وسوسہ اور خراب خیالات پیدا ہوتا ہے تو وہ دور ہوتے ہیں۔ لب کی یکسوئی ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے دل میں بڑی گرمی آ جاتی ہے اور جب گرمی اہو جاتی ہے تو پھر طالب اپنی نشست بدل لے اور نماز کی بیٹھک بیٹھے اور ذکر نفی اثبات وع کرے۔

ی اثبات:

نفی اثبات کا طریقہ یوں ہے کہ لا کے لفظ کو ناف سے نکالے اور سے اتنا کھینچے کہ ئیں بازو تک لے جائے اور الہ کو دماغ کی جھلی سے نکالے۔ پیٹھ کے پیچھے پھینک دے اور ں سے الا اللہ کی ضرب پوری قوت کے ساتھ دل پر لگائے۔ اسی طرح سے کرتا رہے ب سیر ہو جائے تو پھر بس کر دے اور اپنے باقی اوراد کو پورا کر دے۔ اس کے بعد ذکر خفی مشغول ہو جائے۔

ذکر خفی:

سلسلہ چشتیہ میں اس کا طریقہ یوں ہے کہ شیخ کو چاہیے کہ اپنے مرید کو تلقین د
اور اس کو چار زانوں بیٹھا دے اور الا اللہ کے خفی ذکر کی تلقین کرے۔ لفظ الا اللہ کو ناف
طرف کھینچے اور زور سے دائیں بازو تک لے جاوے اور دماغ کی جھلی پر لے جا کر ھا کو
میں چھوڑ دے اور پھر اسی طرح سے کرتا رہے۔ یعنی سانس کو دو حصوں پر تقسیم کرے۔ د
طالب کا دل الا اللہ سے منور ہو جاوے تو پھر مراقبہ کا تلقین کردے۔ منور ہونے کا یہ علا
ہے کہ طالب کے دل میں ذکر کا شوق بڑھتا رہتا ہے اور یہ بھی علامت ہے مگر اس میں ا
ضروری چیز یہ بھی ہے کہ اپنا دل اپنے شیخ کے ساتھ مضبوط طور سے باعتبار اس کی محبت
تعظیم کے ساتھ باندھے۔ یہ ضروری ہے۔

مراقبہ چشتی سلاسل:

اس کا طریقہ یوں ہے کہ شیخ اپنے طالب کو مراقبہ پر بٹھادے اور بیٹھتے وقت
اپنے زبان سے یا دل سے کہے کہ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ
شَاهِدِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ اور پھر خفی ذکر الا اللّٰہُ میں مشغول ہو جاوے۔ جب تک
ہو گا لگا رہے اور ذکر خفی کو نہ چھوڑے پڑھتا رہے اور اپنے سانس کی نگاہ بانی کرے گا یاد
رکھیں کہ خفی ذکر کے شروع کرنے سے پہلے تنفس نور کے تین پانچ یا سات چکر لگایا کر
یہ ضروری ہے۔

مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال

اس کا سلسلہ یوں ہے جو کہ قادریہ اور چشتیہ میں موجود ہے اسی طرح سے نفی ...ت کا طریقہ بھی ایک ہی ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔

...سلہ نقشبندیہ میں ذکر خفی:

اس کا طریقہ یوں ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ میں نقش کو بند کرے یعنی مشائخ کو چاہیے ...ول مرید کو تلقین کرے بعد میں اس کو رو بہ قبلہ چار زانوں بٹھادے اور سمجھادے کہ لا الہ ...وحبس دم کے ذریعہ کرے۔ یعنی ایک سانس میں کلمہ توحید اس طریقہ پر کرے کہ دونوں ...ں کو بھینچ دے اور زبان کو تالو کے ساتھ چسپاں کردے اور آنکھیں بند کردے اور سانس ...ی بند کردے اور ایک سانس میں پہلی بار کلمہ لا الہ اللہ تین مرتبہ کہے اور سانس لے۔ پھر ...س کو بند کردے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جائے یہاں تک کہ وہ ایک سانس میں اکیس ...یہ کلمہ توحید کو پڑھے اور آہستہ آہستہ بڑھتا جائے۔

مگر یاد رکھے کہ طاق مرتبہ ہی کہے۔ جب طالب طاق مرتبہ یعنی اکیس مرتبہ تک ...تو دیکھے کہ جذب کا دروازہ کھلتا ہے یا کہ نہیں۔ اس کے باوجود اگر اس کے اندر جذب ...اللہ تعالیٰ کی طرف باطنی دروازہ نہیں کھلتا ہے تو اس کو چاہیے کہ پھر ہمہ تن اللہ تعالیٰ کے ...خفی میں مشغول ہو جائے اور باقی مشاغل ترک کردے۔ اور جب یہ جان لے کہ ابھی ...کا عمل مقبول نہیں ہوا تو پھر از سر نو خفی کلمہ توحید پڑھنا شروع کردے اور پھر ایک سانس ...تین مرتبہ سے پڑھا کرے۔ اور پھر آہستہ آہستہ پڑھتا جائے حتیٰ کہ اکیس مرتبہ تک چلا

Marfat.com

جائے۔

اس سلسلہ میں ذکر نفی اثبات لا الہ الا اللہ کا راہ سلوک کے لیے زیادہ مفید ہے ذکر اثبات اللہ نقشبند میں ذکر راہ جذب کے لیے زیادہ موثر رہتا ہے اور اثبات مجرد کا ط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پوری قوت سے ناف تک نکالے اور اس کو کھینچتا ہوا دماغ کی جھ لے جائے اور دوران میں سانس کو برابر روکے رکھے یعنی حبس دم کرے اور پھر آہستہ سے ذکر کی رفتار بڑھاتا جائے۔ اس ذکر کے کرنے والے ایسے بھی ہیں کہ ایک بار میں بار کرتے ہیں۔ یعنی ایک سانس میں لا الہ الا اللہ کرتا ہے۔ نقشبند میں ذکر کے تین ط ہیں۔

۱۔ ذکر جہر ۲۔ ذکر خفی ۳۔ حبس دم

اس طریقہ کو وہ لوگ مراقبہ بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایک شرط ضروری ہے کہ مرشد کا تصور ضرور رکھے اور اس کی محبت میں غرق ہو جائے۔ اور اگر مرشد موجود نہ ہو کی طرف توجہ باطنی رکھے اور مرشد کے دونوں ابرو کے درمیان نظر جمائے۔ یہ تصور بھی وہی فائدہ دے گا جو کہ پیر کے پاس موجود ہونے سے فائدہ ملتا ہے۔

سلسلہ نقشبند کی اصطلاحات

سلسلہ نقشبند میں آٹھ اصطلاحات ہیں۔

ہوش دردم	۲۔	نظر برقدم
سفر در وطن	۴۔	خلوت در انجمن
یادکرد	۶۔	بازگشت
نگہداشت	۸۔	یاداشت

خواجہ مجدد الف ثانیؒ نے اس میں تین نام اور زیادہ کیے ہیں۔

وقوط زمانی ۲۔ وقوف قلبی ۳۔ وقوف عددی

ش دردم:

ہوش ورم کے معنی ہیں کہ اپنے ایک ایک سانس پر طالب اپنے دل کو بیدار رکھے
رایک لحظہ اپنے نفس پر طالب کی نگاہ رہے کہ آیا وہ غافل ہے یا کہ ذکر میں مشغول ہے۔
ے بتدریج کرتے ہوئے طالب دوام حضور کی منزل پر پہنچتا ہے۔ یہ شغل راہ سلوک
بتدی کا ہے جو طالب سلوک میں اس سے آگے اور دوسرے درجے میں پہنچے تو اسے
ے کہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے نفس کی ٹوہ لگائے اور دیکھے کہ یہ گھڑی جو اس پر گزر
ہے اس میں اس پر غفلت کا اثر تھا یا نہیں۔ چنانچہ اگر وہ محسوس کرے کہ اس پر غفلت کا
ھا تو وہ توبہ کرے اور استغفار کرے اور وعدہ کرے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اس سے
ب دوام کے اشغال پر پہنچ جاتا ہے اور اس دوام کا نام وقوف زمانی ہے۔

نظر بر قدم:

نظر بہ نظر سے مراد یہ ہے کہ سالک جب چلے تو اپنے قدموں کے سوا کسی
کی طرف نہ دیکھے اور جب بیٹھے تو صرف اپنے سامنے ہی نگاہ رکھے اور ادھر ادھ
نقوش اور طرح طرح کے دل کش رنگوں کو نہ دیکھے، کیونکہ ایک تو سالک کی باطنی کیفی
خلل آ جاتا ہے اور دوسرے جس چیز کی وہ طلب میں ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس
میں بھی رکاوٹ پید ہو جاتی ہے اور اس کا اثر طالب پر پڑ جاتا ہے۔ نظر بر قدم کی یہ
مبتدی کے لیے ہے۔ باقی وہ منتہی کا معاملہ اس سلسلہ میں اس کو چاہے کہ وہ اپنا سارا
اس بات پر دے کہ وہ انبیاء میں سے کسی نبی کے قدم پر چل رہا ہے اور دراصل بات
کہ اولیاء اللہ میں سے بعض ولی تو ایسے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ق
پر چلتے ہیں۔

اس کا مطالب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرح ان میں بھی
جامعیت ہوتی ہے اور بعض ان میں سے حضرت موسیٰؑ کے نقش قدم پر چلتے ہیں
طرح تمام پیغمبروں کی جگہ اولیاء اللہ قیاس کر لو۔ الغرض جب راہ سلوک کا منتہی ان
میں اپنے پیشوا کو جان تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے احوال و کوائف کو اپنے پیشوا کے اح
کوائف کے مطابق بنائے۔ قبلہ بابا مبارک ہمیشہ ہمیں کہا کرتے تھے کہ میرے کپڑ
ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ اس کے نظر بر قدم کے شغل ہے۔ اگر اپنے پیشوا کے قدم پر نہ ہو
نہیں ہے۔

Marfat.com

دروطن:

سفر دروطن سے مراد یہ ہے کہ طالب کا پست انسانی صفات سے ملکی فضائل میں نامراد ہے۔اس مقام کے حصول کے لیے سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی خوب بن کرے اور دیکھے کہ کہیں اس میں ماسوائے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت کے کچھ اور نہیں۔اگر وہ محسوس کرے کہ اس کے نفس میں یہ محبت جا گزین ہے تو از سر نو توبہ لرنی چاہیے۔اس ضمن میں طالب ماسوائے اللہ تعالیٰ کی محبت کو یوں سمجھے جیسے کہ وہ ن اور اس کو توڑنے کے لیے وہ گرز لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے۔

یعنی وہ اس بات کا برابر اقرار کرتا رہے کہ میں فلاں چیز کی محبت کو دل سے محو کر رہا ۔اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اثبات کرتا ہوں اور سالک کو اس کی ضرورت اس نی ہے کہ انسان کے دل میں محبت کی بہت سی چیزیں پوشیدہ رکھیں ہیں اور ان کو دل ل کر باہر کرنا اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا ہے جب تک ان کی خوب جانچ پڑتال نہ کی ۔اس کے علاوہ سالک کو اس سلسلہ میں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس کے دل میں کسی ں،حسد یا کینہ یا کوئی اور مخالفت تو نہیں۔تو برابر ذکر لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا رہے جب سد،بغض،کینہ مخالفت دور نہ ہوئے اور سینہ صاف نہ ہو تو ذکر جگہ نہیں پکڑتا۔

ت درانجمن:

خلوت درانجمن کے معنی یہ ہیں کہ سالک کسی حال میں ہو یعنی وہ پڑھ رہا ہو،گفتگو ف ہو،کھا پی رہا ہو،چل پھر رہا ہو الغرض وہ کسی بھی حال میں ہو اس کا دل برابر اللہ ے ذکر میں مشغول رہے۔ان کے لیے ضروری ہے کہ سالک اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

طرف توجہ کا ایک ایسا ملکہ پیدا کر لے کہ ان کاموں کی مصروفیت کے باوجود اس کی
تعالیٰ سے نہ ہٹے۔

قبلہ بابا مبارک کا فرمان ہے کہ جب تم بستر پر سوتے ہوتو ذکر خفی یعنی پاس
شروع کرلو اور آرام کرلو۔ اس ضمن میں واضح رہے کہ فقراء کا لباس پہننا اور اللہ تعالیٰ ک
ہمہ وقت متوجہ رہنا اس پر بسا اوقات ریا کاری اور شہرت پسندی کا بھی گمان ہوتا ہے۔
کہ جب سالک اس مقام پر ہوتو اصحاب علم دینداروں اور عبادت گزاروں کی وضع
لے اور دل کو برابر اللہ تعالیٰ سے متعلق رکھے۔ خواجہ صاحب نے کیا اچھا کہا ہے۔

اندرون شو اشنا و ازبرون بیگانہ وش
این چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

ترجمہ: اندر سے آشنا ہو جاؤ اور باہر سے بیگانہ ہو جاؤ یعنی اللہ تعالیٰ سے واصل اغ
سے جدا ہو جاؤ۔

یاد کرد:

یاد کرنا سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ خواہ ذکر نفی اثبات ہو یا اثبات ہو
الف ثانیؒ نے اس کی تفصیل کی ہے۔

بازگشت:

اس میں بہت بڑی شرط یہ ہے کہ سالک کو چاہیے کہ اس سے ذرہ بھی غفل
کرے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ سالک ہر دفعہ تین مرتبہ ذکر کرنے کے بعد د

Marfat.com

[illegible]

۔[illegible]

ہ داشت

[illegible]

اشت

تو وہ واجب الوجود کی حقیقت کی طرف خالص توجہ کرنے سے ہے۔

وف قلبی

وقوف قلبی یہ ہے کہ سالک کی توجہ دل کی طرف رہے۔

وف عددی

اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر اذکار میں طاق گنتی ہو۔ یہ ہمیشہ نظر رہے۔

Marfat.com

مشائخ سلسلہ قادریہ کے متعلق

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا١ؕ اِعْدِلُوْا١۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَاتَّقُوا اللّٰهَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المآئدہ ۵:۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ اکسائے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

ذکر جھر:

پہلے مرید کو ذکر جہر کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کی شرط یہ ہے جہر بہت زیادہ بلند آواز سے نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زور سے نہ بلاؤ جیسا کہ تم کسی بہرے یا غائب کو بلا رہے ہو۔ یہ ذکر جہر اسم ذات ہے اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور یہ ذکر ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی اور چہار ضربی ہوتا ہے۔

ذکر یک ضربی:

یک ضربی یہ ہے کہ مرید اللہ تعالیٰ کو شد و مد اور دل اور خلق کی تمام قوت کے ساتھ زور سے کہے اور پھر تازہ دم لے تاکہ اس کا سانس تھک جائے۔ اس کے بعد پھر اللہ اللہ کو کہے اور برابر کہتا جائے جب تک کہ سیر نہ ہو پڑھتا جائے۔

ر دو ضربی:

ذکر دو ضربی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں ویسے بیٹھے اور اللہ
ی کی ضرب ایک بار دائیں زانوں میں اور دوسرے بار دل پر لگائے۔ اور اسی طرح بار
لے اور دل پر پوری قوت کے ساتھ ضرب لگاتا جائے۔ اس سے طبیعت میں یک سوئی
ئے گی اور اللہ تعالیٰ کا اثر چڑھ جائے گا۔

ر سہ ضربی:

ذکر سہ ضربی کا طریقہ یوں ہے کہ ذاکر چار زانوں بیٹھے اور ذکر شروع کرنے سے
ضرب ذکر دائیں زانوں پر اور دوسرا بائیں زانوں پر اور تیسرا ضرب دل پر سخت اور
ز ضرب لگائے۔ اسی طرح سے بدستور لگاتا رہے جب تک کہ سیر نہ ہو جائے لگاتار
ار ہے۔

ر چہار ضربی:

ذکر چہار ضربی کا طریقہ یوں ہے کہ ذاکر چار زانوں بیٹھے اور ایک بار دائیں اور
ا ضرب بائیں زانوں اور تیسرا بار دل پر، چوتھی بار اپنے سامنے سینے پر ضرب لگائے مگر
ا ضرب سخت تر اور بلند تر ہونی چاہیے۔ لگاتار کرتا رہے جب سیر ہو جائے تو پھر بس کر
ے۔

ی اثبات کا ذکر۔

ذکر جہر میں نفی لا الہ اور اثبات الا اللہ کا بھی اسی طرح ہے۔ اس کا طریقہ یوں ہے

Marfat.com

ہے کہ ذاکر نماز کی نشست بیٹھے اور اس کا منہ رو قبلہ ہو اور آنکھیں بند کر دے اور کہے "
اور "الا" اسی طرح پر کہے کہ گویا "لا" ناف سے نکال رہا ہے اور "لا" کو اتنا کھینچے
دائیں مونڈھے تک پہنچ جائے۔ پھر الہ کو اس طرح پر کہے گویا کہ دماغ کی جھلی سے نکال
ہے۔ پھر "الا اللہ" کی پوری زور اور قوت سے ضرب لگائے اور جب وہ "لا الہ"
گویا اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر محبوب اور ہر مقصود کی نفی کر دے اور "الا اللہ" میں اللہ تبار
تعالیٰ کے لیے تینوں اوصاف کا اثبات کرے۔

شاید تم مجھ سے یہ پوچھو کہ آخر ذکر میں اسی طرح ضربیں لگانے اور زور زور
ذکر کرنے اور ذکر میں دائیں زانوں اور قلب کی رعایت کرنے کی شرطوں میں کیا حک
ہے۔ سو یہ بات ہے کہ قدرت کی طرف سے انسان کی تخلیق اس طرح پر ہوتی ہے کہ
ادھر توجہ کرنے اور نعمتوں اور سرودوں کے اندر چڑھاؤ کی طرف کان لگانے پر مجبور
اس کے دل میں طرح طرح کی باتیں اور خیالات برابر چکر لگاتے رہتے ہیں۔

مشائخ طریقت نے ذکر میں یہ طریقے اس لیے واضح کیے ہیں کہ اس سے ذ
توجہ اپنے سوا کسی اور طرف نہیں جاتی اور باہر کے خیالات اس کے دل میں نہیں آپاتے
طرح ذکر کرنے سے شروع میں ذاکر کی توجہ سب طرف سے ہٹا کر اپنے نفس پر مرکوز
ہے اور بتدریج اپنے نفس کو ہٹا کر اس کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص
جاتی ہے۔

سالکوں کو چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد حلقہ ذکر بنائیں اور مل کر ذکر کریں او

Marfat.com

نے میں بڑے فوئد ہیں جو اکیلے کو تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے۔ کچھ عرصہ ذکر جلی
نے کے بعد جب سالک پر اس کے آثار ظاہر ہونے لگیں گے اور اس کو اپنے اندر کا ذکر
ھائی دینے لگے تو اس کو ذکر خفی کی تلقین کرنی چاہیے۔ ذاکر میں جلی کے آثار ظاہر ہونے
نی یہ ہیں کہ اس کے دل پر شوق و رغبت پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس
ل کو اطمینان ہو جائے اور ادھر ادھر کے خیالات اس سے دور ہو جائیں۔

داد ذکر:

اللہ تعالیٰ کو سب پر مقدم سمجھنے لگے۔ طریقہ یوں ہے کہ اسم ذات یعنی اللہ تعالیٰ کا
40 چار ہزار مرتبہ ذکر کرے۔ اور تقریباً دو سال کے لگ بھگ مدت برابر ذکر کرتا رہے
ینا اس کے اندر ذکر کے آثار دکھائی دینے لگیں گے خواہ وہ کتنا ہی کند ذہن ہو۔

قادریہ سلسلہ میں ذکر خفی

اس کا طریقہ یوں ہے کہ ذاکر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ہونٹوں کو بھینچ لیں اور دل
زبان سے کہیں **اَللّٰهُ سَمِيعٌ، اَللّٰهُ بَصِيرٌ، اَللّٰهُ عَلِيمٌ** ذاکریں ان کلمات کو
طرح کہیں گویا کہ وہ نا کو اپنی ناف سے سینے کی طرف کھینچتے ہیں اور سینے سے دماغ اور
غ سے عرش کی طرف ان کلمات کو پہنچا رہے ہیں۔ اس کے بعد ذاکرین **اَللّٰهُ عَلِيمٌ،**
للّٰهُ بَصِيرٌ اَللّٰهُ سَمِيعٌ ، کو اس طرح پر کہیں گویا جس طرح انہوں نے پیچھے سے
ھینچا تھا۔ اسی طرح اب اس آیت کو عرش سے دماغ اور دماغ سے سینے اور سینہ سے ناف کی
طرف نیچے کھینچیں۔

Marfat.com

یہ ذکر خفی کا ایک دور ہے۔ بعض بزرگ لوگ قدیر کا اضافہ کرتے ہیں۔ اسی نفی اثبات کا طریقہ بھی ہے اور جب خفی ذکر ذاکرین پر اثر کر جائے تو پھر مراقبہ کی کریں۔ ذاکرین کو چاہیے کہ مراقبہ کے وقت زبان سے یہ الفاظ کہیں۔ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مُشَاہِدِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ یا دل سے حروف سے خیال کریں اور یوں تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے روبرو موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خفی ذکر میں مشغول ہو جائیں۔

ذکر اور سجدہ کے متعلق

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (الحجر ۱۵:۲۹)

ترجمہ: اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے تو گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ

(البقرہ ۲۰:۳۴)

ترجمہ: اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

حدیث مبارکہ ہے

مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ

ترجمہ: جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

Marfat.com

ں دوسری حدیث میں ہے کہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ جس

ے تم گزرو جنت کے باغوں سے تو تم وہاں سے کھایا کرو میوے۔ اصحاب نے عرض کیا یا

ول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کون سے ہیں جنت کے باغ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

م نے فرمایا کہ جو لوگ شب روز اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں وہ جنت کے باغ ہیں۔ ان کا

دار کیا کرو اور ان سے فائدہ اٹھایا کرو اور جو مسائل قرآن پاک اور حدیثوں سے ثابت نہ

ں تو ان سے دریافت کیا کرو۔

سْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل ۱۶:۴۳)

رجمہ: پس دریافت کرلو اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔

یک دوسری جگہ فرمایا

فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ (الذریات ۵۱:۲۱)

ترجمہ: اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

فَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۔ (الانعام ۶:۵۰)

ترجمہ: تو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (ال عمران ۳:۱۹۱)

ترجمہ: اور غور وفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُ

ولِي الْاَلْبَابِ۔ (ال عمران ۳:۱۹۰)

Marfat.com

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلے (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کے لیے۔

ان آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی مخلوق کو د... سے ہی خالق کا نشان ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا طریقہ:

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ

(بنی اسرائیل ۱۷:۷۲)

ترجمہ: جو شخص اس دنیا میں اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

اگر میں تاج شہنشاہ کو خدا کہوں تو میرے لیے جائز ہے۔ کیونکہ انہوں نے خدا تک پہنچا دیا ہے۔ صرف اس قدر منہ بند ہے کہ میں صاحب راز اور صاحب شر... ہوں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَ... فٌ بِالْعِبَادِ (البقرہ ۲:۲۰۷)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنود... حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر۔

مثال بابا مبارک:

بابا مبارک نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے اور پہنچاننے کا طریقہ یہ نکالا ہے کہ جس طر...

Marfat.com

...غ لگانے سے مال مل جاتا ہے، ویسا ہی اللہ تعالیٰ کے مقربین انسانوں کو دیکھنے سے
...ق ملتا ہے۔ پشتو کا ایک شعر ہے

دغـد پسـد بـنـکـاری نـار کـم نـے
تـازیـانـوں اشـلاول دغـادنـے زنـجـیـرونـا

...جمہ: شکاری آواز دیتا ہے اور کتے زنجیر توڑ کر پہنچتے ہیں۔

شکاری کتے کی طرح ہے جو کہ اپنے مالک کے ساتھ محبت کرتا ہے، اتنی ہی محبت
...سی نے ہمارے ساتھ کی تو خدا اس کو مل جائے گا۔ ایک رات کو جب سردی کا موسم تھا اور
...م تمام قبلہ بابا مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دریں اثناء مشغولہ قبلہ بابا مبارک نے
...ستاد خان خیل پر سوال کیا کہ اگر پیر کو کسی نے خدا کہا تو گنہگار ہے یا کہ نہیں؟ تو اس وقت
جبکہ استاد سید الرحمن استاد بھی بیٹھے ہوئے تھے تو خان خیل استاد نے جواب دیا کہ کہنے والا
کافر۔ باقی مریدین نے کچھ جواب نہیں دیا میں اس وقت بے دھڑک جواب دیا کہ اگر کسی
نے خدا کہا، ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ مجھے قبلہ بابا مبارک نے بند کر دیا کہ تم کچھ مت کہو۔

پھر قبلہ بابا مبارک نے آہستہ سے کہا کہ اگر میں تاج شہنشاہ کو خدا تو میرے لیے
جائز ہے مگر اس قدر منہ بند ہے کہ صاحب شریعت اور صاحب راز ہوں۔ پھر کچھ دنوں کے
بعد قبلہ بابا مبارک کے ساتھ جا رہا تھا کہ مجھ سے دوبارہ سوال پوچھا گیا کہ تم نے کس طرح
سے یہ الفاظ کہا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور آیات پیش
کیں۔ قبلہ بابا مبارک نے مان لیا اور کہا کسی کے سامنے نہ کہنا۔

Marfat.com

تصور کے متعلق نظم

نقش کو دیکھ کر نقاش پاوے
بنا نقشوں نہیں نقاش آوے

فکر کا حکم قرآن میں آیا
دیکھو قرآن میں کیا فرمان آیا

تصور فکر کا معنے ہے یارو
تصور ذکر کی ہے شرط یارو

بنا شرطوں ہوئے مشروط فانی
بنا مشروط کی ہے شرط فانی

Marfat.com

فکر کے متعلق

ـبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشیّ
ـدون وجھہٗ ولا تعد عینک عنھم (الکھف ۲۸:۱۸)

ـ: اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و
ـطلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے۔

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کامل بندگان خدا کو دیکھنا اور ان کے ساتھ
ـن کا خیال کرنا ہر وقت فرض ہے۔ ایسے خیال رکھنے کو فکر کہتے ہیں اور اسی کو تصور بھی کہتے
ـ۔

ـور:

اپنے خیال کو کسی شے پر درست طور پر جمانے کو تصور کہتے ہیں۔

ـیال:

اپنے مقصد کا کوئی شے تلاش کرنے کو خیال کہتے ہیں۔

ـر:

اپنے مقصد کی کوئی شے بار بار تلاش کرنے کو فکر کہتے ہیں۔

ـث مبارکہ ہے کہ

ـم الذین اذا رأوا ذکر اللہ

ـمہ: وہ لوگ ہیں جب دیکھے جائیں تو اللہ تعالیٰ یاد آئے۔

اِنَّ النَّظَرَ عَلٰی وُجُھِھِمْ عِبَادَۃٌ

ترجمہ: ان کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

خِیَارٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جن کو دیکھا جائے تو خدا یاد آتا ہے۔

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ

ترجمہ: ایک ساعت کا فکر دو جہاں کے عمل سے اچھا ہے۔

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سِنِیْنَ

ترجمہ: یک ساعت کا فکر کرنا کئی سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

Marfat.com

تصورِ حق کے متعلق نظم

حدیث مصطفیٰ شاہد ہے اس پر
کہ دیکھو اس مرد کامل کو نظر بھر

کہ جس کی دید سے حق یاد آئے
خدا کے ماسوائے سب کچھ بھلا دے

تصور صوفیہ کہتے ہیں اسی کو
تصور باصفا کہتے ہیں اسی کو

تصور شیخ ھادی راہ مولا
تصور پیر دلبر سب سے اولیٰ

کہ جس کا دیکھنا افضل ترین ہے
یہ سیدھا راستہ خلد بریں ہے

نقش کو دیکھ کر نقاش پاوے
سوا نقشوں نہیں نقاس آوے

Marfat.com

مثال بابا مبارک:

ہمیشہ کے لیے قبلہ بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ میرے ساتھ کوئی بھی تمام
نہیں بیٹھتا ہے اور اسباق کوئی نہیں پوچھتے ہیں۔ اس کا مطلب کیا تھا کہ میرے مر
مجھ پر تصور جم جائے مگر تمام مریدین قبلہ بابا مبارک سے گریز کرتے تھے اور نزدیک
جاتے تھے۔ ہمیشہ کے لیے جھگڑتے رہتے تھے کیونکہ جھگڑوں سے تصور جمتا نہیں بلکہ
ہوتا ہے۔ تصور محبت سے تعلق رکھتا ہے اور محبت نسبت سے تعلق رکھتا ہے۔ محبت قا
نسبت بن جاتی ہے۔

جب تمام مریدین قبلہ بابا مبارک کے پاس بیٹھ جاتے تھے تو ان میں ے
مرید جس کا نام یعقوب شاہ تھا اور وہ علاقہ بونیر کے رہنے والے تھے قبلہ بابا مبا
مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ هغه سرئے چه په سرئے کئیگی هغه سبق مل جائے۔
قبلہ بابا مبارک نہیں بچے میری طرف دیکھو یہی سبق ہے جو کہ تم کو دیتا ہوں مگر پھر بھ
مریدین نہیں سمجھتے تھے۔ بعد از ان قبلہ بابا مبارک کہا کرتے تھے۔

پہ سمندر میں زان لاھوک
علم کورمے دانگار پہ منزلہ شوا

ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو سمندر میں غرق کر دیا۔ لوگو گھر میرا آگ کے انگاروں پر

پہ سمندر میں حال بتر شو
لکم جوگی ددوڑد کونو پاتے شوما

: میرا حال سمندر سے بھی بدتر ہو گیا ہے۔ جوگی کی طرح دونوں جہانوں سے رہ گیا

نہ مے دین نہ مے دنیا شوا
لکم جوگی ددوڑد کونو پاتے شوما

: نہ دین کا رہا نہ دنیا کا رہا۔ جوگی کی طرح دونوں جہانوں سے رہ گیا۔

ریح:

اے عزیزو جو صوفی لوگ خدا پرست ہیں وہ عشق مولا میں محو مطلق ہیں۔ یہ لوگ
ہ کے وقت ذکر کے ساتھ فکر کو جو ایک لازمی اور ضروری شرط ہے یہ تعظیم محبت کا باعث
دوامی دل میں رکھتے ہیں تا کہ برے خیالوں اور برے فعلوں سے بچ جائیں۔ یہ فکر
داب جو قرآن پاک اور احادیث سے ثابت ہیں اس کو تصور کہتے ہیں۔ جو طالب مولا
ت ذکر و فکر رکھتے ہیں یعنی اپنے مرشد کی صورت کا خیال دل میں جماتے ہیں۔ اس
کی برکت سے ظاہر اور باطن کے فائدے اٹھاتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہے کہ خشک
ن محروم رہتے ہیں۔ تصور کی کہاں تک تعریف کی جاوے تھوڑی ہے۔

ال بابا مبارک:

جنوبی علاقہ مہمند کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے اس وقت بہت ہی مریدان
د تھے اور علاقہ مہمند کے لوگ بھی موجود تھے جو کہ تمام ملاقات کے لیے آئے تھے۔

Marfat.com

جب موضوع جنوبی میں پہنچ گئے تو تمام لوگوں کو قبلہ بابا مبارک نے سر راہ کہا کہ اگر صاحب کے نشان نے سلامی دی تو ہم ان کی مسجد میں داخل ہو جائیں گے اور اگر نشان سلامی نہ کیا تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ جب نشان کے قریب پہنچے تو نشان مذکو طرف دیکھ کر انگلی اٹھائی اور کہا!

ماخالا ایخے پہ خوند در وزوپہ پیوند چہ وران ئے رالانکے ما ایخ
خوارد دے لائق دندارد دے

ترجمہ: میں نے بندیا لگایا ہے بڑے شوق سے ابرو کے درمیان اسے مٹانہ دینا میر بڑی محنت کی ہے دیکھنے کے قابل ہے۔

یہ کہہ کر نشان سلامی ہوا اور اس وقت قبلہ بابا مبارک نے کہا اب داخل ہو جاؤ یہ اڈھے صاحب کے ساتھ تھا کیونکہ ان سے جگہ قبضہ لینا تھا لے لیا اور عبدالودود صاحب کو وہاں تعینات کر لیا اور اس کی جگہ جو کہ پہلے تعینات تھا اس کو ہندوستان تبد دیا گیا۔ اس کا حال مکرم خان کو اچھی طرح سے معلوم ہے کیونکہ وہ شخص عبدالستار صاحب کا خلیفہ تھا اور دہلی میں مکرم خان کے ساتھ یہ باتیں کیا کرتا تھا۔

نظم تصور کی حقیقت کے متعلق

تصور کی حقیقت گر تو جانے
تصور رہبرے مولا تو جانے

نہ کر انکار اس سے یار جانی
تصور مومن کی ہے نشانی

تصور شیخ ھادی راہ خدا ہے
تصور دافع رنج وبلا ہے

تصور سے تو اڑ آسمان جائیں
تصور سے مزا ایمان پاویں

تصور نفس کو کشتہ بنائیں
تصور نفس کو مومن بنائیں

Marfat.com

تصور بن نہیں کچھ یار بنتا
تصور بن نہیں انسان بنتا

تصور قائدہ ہے صوفیاء کا
تصور مائدہ ہے اتقیاء کا

تصور قاعدہ ہے کلمہ یارو
سوا اس کے نہ دینا میں مغز مارو

تصور کا حکم قرآن میں آیا
حدیثوں میں یہ حکم صاف آیا

تصور سے ملے صحبت دوامی
تصور سے ہوئے نفس فانی

بقا پھر طرف حیرت کی لے جاوے
تسخیر اس کو پھر چلدی ملادے

Marfat.com

شال بابا مبارک:

درووازہ کہ دفقیر پر وتیتم سر ستر گے ظھیر پرتیتم غم واباندئے زور
ے

مہ: اپنے پیر کے دروازے میں فقیر کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ لال آنکھوں کے ساتھ غمگین
ہوا ہوں۔

بی مصرع منجانب پیر شہزادہ:

رد دستر گومے پنائے دزڑپہ ستر گود ھمیشہ دیدن کو اما

مہ: ظاہری آنکھوں سے دور ہوں لیکن دل کی آنکھوں سے ہمیشہ دیدار کرتا ہوں۔

ی کا شعر ہے

ھر کہ خواھد ھم نشین با خدا
گو نشیند در حضور اولیاء

مہ: جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی چاہتا ہے وہ اولیاء اللہ کے حضور بیٹھا کرے۔

دایت:

پس ہر انسان پر لازم ہے اور خاص کر طالب مولا کے لیے فرض عین ہے کہ ہر
ت اپنے مرشد کی صورت ومحبت کو دل میں جمائے رکھے کیونکہ کل کتب تصور میں اس کا
طہ شیخ کو رکن اعظم لکھتا ہے۔

رح: کسی دو چیزوں کے سروں کو بذریعہ رسی ملا کر اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ پیر اور مرید کا خمیر ایک ہوتا ہے۔

Marfat.com

رابطہ کے متعلق نظم

رابطہ کیا ہے عینک ہے اے پسر
نور وحدت صاف آتا ہے نظر

لفظ فِی خَلْقِ السَّمَاءِ کہتا ہے حق
عالم راسخ سے پڑھ اس کا سبق

رابطہ کیا ہے دوا ہے اے پسر
دے شفا دل کے مرض کو یہ مگر

مانع وسواس ہے یہ رابطہ
ماسوائے حق کے نہ دیے یہ راستہ

ہے غذائے باطن کا یہ امام
نفس امارہ کو کردے یہ تمام

Marfat.com

اعتراض تصور شیخ کے متعلق

بعض لوگ اپنے زمانے میں تصور شیخ کو شرک کہتے ہیں حالانکہ اس پر شرک کی تعریف صادق نہیں آتی ہے۔ تصور شیخ ہر گز شرک نہیں ہے اس کے شرک نہ ہونے کی ایک ہی دلیل یہی کافی ہے کہ بزرگان دین میں کابرین سے اس کی تعلیم چلی آرہی ہے۔ مشائخ نے اس کو ایک وسیلہ ہدایت و رہنمائی سمجھا ہے اور بالیقین اکثر طالبان حق کو اس طریقہ سے فیض پہنچایا ہے کہ پس اگر یہ شرک یا حرام ہوتا ہے تو مراتب سلوک کیونکر طے کرتا چلا جاتا بس اس کو شرم یا حرام کہنا کوتاہ فہمی ہے۔ جب طالب صادق اپنے شیخ کا تصور کرتا ہے تو وہ اس وقت اس کو معبود نہیں سمجھتا ہے اور نہ شیخ کا ذکر کرتا ہے اور نہ اس کا نام لیتا ہے اور نہ یہ سمجھتا ہے کہ شیخ میرے حالات کو دیکھ رہا ہے بلکہ ذکر خدا کرتا ہے صرف اپنے دل کے پراگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لیتا ہے اور اپنے مرشد کو درمیان میں اپنے اور ھادی کے ایک رابطہ اور واسطہ سمجھتا ہے جیسے کہ کعبہ درمیان عابد اور معبود کے رابطہ ہے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (البقرہ ۲:۱۴۴)

ترجمہ: پس پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے کعبہ عابد اور معبود کے درمیان رابطہ ہے اسی طرح مرشد ھادی اور ہدایت کے درمیان رابطہ ہے۔ نعمت ہدایت یا فیض جس کو ملی ہوتی ہے فقط

Marfat.com

اللہ جلہ شانہ کی طرف سے ملتی ہے۔ کسی دوسرے کو اختیار نعمت بخشی کا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرشد کی ذات پاک کو وسیلہ نعمت بخشی و واسطہ ہدایت رہنمائی بنایا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ جلہ شانہ دینا چاہتا ہے تو مرشد کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ اس واسطے ہر طالب حق کو لازم ہے کہ مرشد کو خدا کے فیض کا تصور کرے کہ مرشد کی طرف سے فیض اور نعمت مجھے مل رہی ہے انشاءاللہ شخص مذکورہ ضرور فیض یاب ہوگا۔ مرشد کو وسیلہ ہدایت اور فیض الٰہی ماننا ہرگز خلاف شرع نہیں۔

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی مے کند
ارئے ارئے مکنم باخلق عالم کار نیست

ترجمہ: خلق کہتی ہے کہ خسرو بت پرستی کرتا ہے ہاں مجھے مخلوق کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

مثال:

بابا مبارک نے فرمایا کہ رکن اعظم دل کا لگانا ہے اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاخطہ کرنا ہے۔

مصرع بابا مبارک

دغرپہ سر بنکاری نارئے کم ئے
تازیانو اوشلاول دغاء زنجیر وتا

ترجمہ: شکاری آواز دیتا ہے اور کتے زنجیر توڑ کر پہنچتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ مظاہر اور کثیر ہے سو کوئی عابد، نبی یا زکی نہیں مگر کہ وہ اس کے مقابل میں ظاہر ہو کر اس کا معبود ہو گیا ہے اور اسی بھید کے سبب سے رو بہ قبلہ وقبلہ ہونا استوا علی العرش کے شرح میں نازل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان رابطہ ہے۔

ہمیشہ قبلہ بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے پیر کی چوکھٹ کی بے ادبی سے بچادے اور میرے مریدین کو بھی اپنے پیر کی چوکھٹ کی بے ادبی سے بچائے۔ اور کہا کرتے تھے کہ پیر کی چوکھٹ پر مرید بے ہودہ بات اور حد شرعی سے نہ گزرے اور ممنوعات شرعی کا مرتکب نہ ہو اور چاہیے کہ خادموں اور فریقوں سے جنگ وجدل نہ کریں۔ دربار میں خاموشی کے ساتھ گزارہ کریں تو بہتر ہوگا۔ کامیابی جلدی حاصل ہوگی اور خصوصیت نہ اختیار کریں اور میرے اولاد کو بھی حق حاصل نہیں ہے کہ میرے مریدین کو خوانخواہ تنگ کرے یا مریدوں کے درمیان طرف داری کرے۔ اچھا نہ ہوگا اور میرے اولاد کے درمیان کسی مرید کو حق حاصل نہیں ہے کہ حصہ لے، دونوں کے لیے اچھا نہیں ہے۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

چــه دمــور ســر پــه عــرس مــولا
بــانــدهــے اولــگــی نــوز پــروانــه کــومــه

Marfat.com

ترجمہ: اگر کسی کی ماں کا سر عرش مولا سے بھی لگے تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

ماں کا برخلاف اور عبدالحلیم کا طرفدار اچھا نہیں ہے اور ماں کا طرف دار اور عبدالحلیم کے برخلاف اچھا نہیں ہے اگر کسی نے عبدالحلیم کے برخلاف کاروائی کی تو اچھا نہیں ہے میرا نصیحت نہیں مانتا۔

حکم قبلہ بابا مبارک یہ ہے کہ جب کوئی خلیفہ میرے پاس آئے گا تو وزیر آباد اسٹیشن سے سیالکوٹ دربار تک ننگا پاؤں اور ننگا سر کر کے آئے گا۔ باقی مریدین کو اختیار ہے کہ جیسا اختیار کرے۔ میں نے سوال کیا کہ باباجی میں اپنی مرضی سے آؤں گا اور اپنی مرضی سے جاؤں گا اور تمام آپ کے اولاد کا تابعدار کروں گا مگر حکم ایک کا مانوں گا۔ تمام کا حکم پورا نہیں کرسکتا ہوں۔

قبلہ بابا مبارک نے منظور کر لیا اور کہا کہ بچے فقیری عقل سے ہوتی ہے۔ ایک حصہ فقیری ہے اور دو حصے عقل سے کام لیا کرو۔ پھر کہا کہ بچے تین دن سے زیادہ مہمان کو دربار میں نہ چھوڑو۔ تین دن کے بعد رخصت کرلو۔ کسی مہمان کو ٹکٹ وغیرہ نہ دیا کرو۔ جب کہ زیادہ ضروری ہو تو عقل سے تقسیم کرو۔ دربار میں زیادہ شور نہ کرو۔ عالموں اور فقیروں کو زیادہ عزت کرو۔ مہمانوں کا جتنا توفیق ہو مہمان نوازی کرو۔ مہمانوں سے زور سے کپڑے وغیرہ نہ لیا کرو یہ میری بدنامی ہے اور میرے نام کی بے عزتی ہے۔

شیخ محمد اللہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ لنگر دعا سے پہلے تقسیم نہ کرو۔ لنگر کے لیے سودا لانا ہو تو دیانت دار مرید سے منگوایا کرو۔ لنگر کا رقم فضول ضائع نہ کرو۔ رزق کی بے ادبی نہ کرو

ب دورے پر باہر ملک جاؤ گے تو پہلے اس ملک کے چشتی خاندان کے ساتھ ملاقات کرا کرو اور بعد میں اپنے مرضی سے اور عقل سے رفتار کرو، رفتار کرتے ہو مگر یاد رکھو کہ دورے بں زیادہ عقل سے کام لیا کرو کیونکہ جنگل کو خالی نہ جانو کہیں کونے میں شیر سویا ہوا ہو اور امر مروف کرتے رہو۔ دن کو بھوکو رہنا اور رات کو جاگتے رہو۔ ضروری ہے پاانفاس میں ہر قت رہو اور تصور میں ہر وقت رہو۔

ہدایت منجانب قبلہ بابا مبارک برائے محفوظی اپنا فقر

فقیری عقل سے ہوا کرتی ہے۔ فضل الٰہی شامل حال ہوتا ہے۔ کبھی بھی اپنا گرفت نہ دیا جاوے۔ چوکنا رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد اور خیر اپنے پیر کے وساطت سے طلب کیا کریں۔

قبلہ بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے شہنشاہ کی وساطت سے خیر اور مدد طلب کرتا ہوں۔ تم بھی اپنے پیر کی وساطت سے خیر اور مدد طلب کرو۔ حضور کا یہی جملہ تھا کہ یا تاج شہنشاہ المدد باذن اللہ۔ کبھی بھی گاؤں کے بازاروں میں یا جس جگہ تعینات ہو اس جگہ کے کوچوں اور بازاروں میں نہیں پھرنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور سردار دو جہاں آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اپنے پیر سے ہر وقت ڈرنا چاہیے۔ ایسا فعل نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اپنا پیر ناراض ہو جائے اور اپنا آخرت خراب ہو جائے۔ اپنی آخری عمر کو خراب نہ کرو۔ اپنے لیے اچھا عمر مانگو۔ غیر عورتوں کے ساتھ تعلقات اور زیادہ ملاقات نہیں کرنا چاہیے اور زیادہ

Marfat.com

پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی نشست سے ناراض ہوتا ہے۔

نذر و نیاز اگر کوئی شخص لائے تو اسی وقت تقسیم کر کے اس کا ثواب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اور اپنے پیر کے وساطت سے پیش کرنا چاہیے اور اس ثواب اپنے سلسلہ کے اولیاء کو اور اپنے والدین کو بخش دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر وقت جلی یا خفی کرنا چاہیے۔ درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے۔ اپنے سینے کی طرف ہر وقت خیال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بوساطت اپنے پیر کے زیادہ محبت رکھنا چاہیے۔ اپنے سلسلے کے اولیاء کو ہر وقت دعا میں یاد رکھنا چاہیے۔ علاقہ کے فقیروں سے گریز کرنا چاہیے اور ان پر اعتبار اور یقین نہیں کرنا چاہیے۔ دن کو بھوکا اور رات کو بیدار رہنا چاہیے۔ اس عمل سے انسان ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ عرش معلیٰ کو دیکھتا اور جنتیوں اور دوزخیوں کو اپنے سامنے پاتا ہے۔

مصرع پشتو قبلہ بابا مبارک

دغنم دانے پیشگدی خوک پہ معشوقے لرہ درزی قدم پہ شپہ گدی

ترجمہ: گندم کے دانے چھ ہیں۔ اگر کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے تو اسے چاہیے کہ آدھی رات کے بعد جائے۔

تشریح: انوار چھ قسم پر ہے اگر کسی کی محبت خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہے تو رات کو بیدار رہے۔

تقسیم خرقہ کے متعلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آخری وقت میں اپنا خرقہ مبارک ہر چار
رین میں سے کسی ایک کو دینا چاہتے تھے تو اسی وقت جبرائیل حاضر ہوئے اور حکم لایا کہ
ل اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے کہ خرقہ مبارک اس کو دیا جائے
و میرے بندوں کی عیب پوشی کرے اور ان کا بھید کسی پر ظاہر نہ کرے اور فقر کو اختیار
ے تو وہ اس خرقے کا لائق ہے۔

اس حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے سوال
ت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صدق اور اخلاق
ام ہے اختیار کروں گا اور صدق اور اخلاق سے کام لوں گا۔

حضرت عمر فاروقؓ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا کام عدل
دل کروں گا۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ حیاء
ر کرتا ہوں اور حیاء کروں گا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے
دیا کہ میں خدا کے بندوں کی عیب پوشی کروں گا اور ان کے بھید کو کسی پر ظاہر نہ کروں گا
و اختیار کروں گا اور ہمیشہ کے لیے جہاد کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
قہ مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنایا۔

ہمارا رابطہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ کی ذات کے ساتھ ہے لہذا ہمیں بھی
کہ فقر کو اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بھید کسی پر ظاہر نہ کریں عیب پوشی
لیں۔ (اسرار العارفین۔ص:31)

Marfat.com

تکمیل تصور کے متعلق

تکمیل تصور، ایسے پیر کے ساتھ جو کہ مقام مشاہدہ تک پہنچا ہوا ہو اور تجلیات ذ

ے مستحقیق ہو تو اس کا دیدار بموجب اس حدیث کے ہے۔

هُمُ الَّذِينَ اِذَا رُاُوْاذُكِرَ اللّٰهُ

ترجمہ: اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آتا ہے۔

ان کی صحبت بموجب حدیث وہ اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہے۔

نتیجہ:

اللہ تعالیٰ کی صحبت کا وہی ہے جو ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہو اور اس کا وہی

اس کا اثر اپنے میں پائے۔ جس قدر ہو سکے اس کو نگاہ رکھے ضروری حکم اگر پیر موجود

اس کی ابرو کے درمیان وہمی صورت پر نظر آئے اور ایسا رابطہ قائم کرے کہ سوائے ا

ہستی کے اور کچھ اپنی ہستی سے نکل کر اس کی ہستی سے متصف ہو جاوے ور اگر اس

فتور آ جاوے تو پھر اس کی صحبت میں رجوع کرے تا کہ اس کی برکت سے وہ امر حا

جاوے۔ اسی طرح ایک بار یا دو تین بار کرے۔ جب تک کیفیت معبود ملکہ نہ ہو جاوے

کرتا رہے اور اگر پیر غائب ہو تو اس عزیز کی صورت اپنے خیال میں لا کر سب قوی

اور باطنی سے توجہ بطرف قلب صنوبری کے ہو اور جو خطرات پریشان کرے اس کی نفی

تا کہ کیفیت بے خودی کی حاصل ہو۔

اس طریقہ سے اور کوئی طریقہ بہت نزدیک اور سہل نہیں ہے۔ اکثر ہو

مرید میں اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر کی روح مبارک مرید کے جسم کے اندر میں تصرف

Marfat.com

لی دفعہ میں مشاہدہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور اگر ایسا قابلیت نہ ہو تو مرید کو چاہیے کہ وہ اپنا
ا کاروبار کرے اور اپنے وقت فضول صرف نہ کرے۔

قبلہ بابا مبارک چند کسانوں کو یہی کہا کرتے تھے کہ جاؤ اور اپنا کاروبار کرو اور
ں کرتے ہو تو پھر ذکر فکر میں رہو۔ فضول بیٹھنے سے فائدہ نہیں ہے۔

طریقہ اشغال غیب کے متعلق

جب مرشد اس کے پاس نہ ہو اور غائب ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں
میان خیال کرتا رہے اور مرشد کے دونوں ابروں کے درمیان نظر جمایا رکھیں بطریق
ور تعظیم کے تو اس عزیز کی صورت وہی فائدہ دیتی ہے جو کہ اس کی صحبت موجودگی میں
ہے۔ یعنی ایسا سمجھا جاتا ہے کہ پیر موجود ہے۔

تصور شیخ کا درمیان میں فیض اور مستفیض کے ایک واسطہ غیر مقصود ہوا کرتا ہے۔
صول مطلب کے واسطے اس کی طرف حاجت پڑتی ہے مقصود بالذات تصور شیخ ہوتا
رط وجدان یہ ہے۔

وجدان فائدہ خلوت کی آٹھ شرائط کے متعلق

وام الوضو

ہمیشہ کے لیے وضو میں رہنا۔

وام الجلوت

ہمیشہ کے لیے گوشہ نشین رہنا۔

۳۔ دوام الصوم

ہمیشہ کے لیے روزہ دار رہنا چاہیے۔

٤۔ دوام السکوت الا بذکر اللہ

ہمیشہ کے لیے چپ رہنا چاہیے لیکن ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے یعنی ہ

پاس انفاس میں رہنا چاہیے۔ اللہ جلہ شانہ کا فرمان ہے کہ

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً۔ (الاعراف ۷:۵۵)

ترجمہ: دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔

۵۔ دوام الذکر نفی

ہمیشہ کے لیے ذکر نفی اثبات میں رہنا اور دل کے اندیشوں کو دور کرنا اچھ

برے۔

٦۔ دوام الرابطہ القلب شیخ

ہمیشہ دل کے ساتھ اپنے شیخ کے ہمراہ تعظیم و محبت دل گانٹھ کر دینا۔

۷۔ دوام الرک اعتراض علیٰ اللہ وعلیٰ الشیخ

ہمیشہ کے لیے اعتراض اللہ اور اپنے شیخ سے دور رہنا اور اگر کیا تو کامیابی

۸۔ دوام الرضا بقضائے الٰھی

ہمیشہ کے لیے بقضائے الٰہی راضی رہنا اور اپنے منہ سے اف تک نہ

ہے۔

Marfat.com

خلوت کی تعریف کے متعلق

خلوت کی مدت دس دن یعنی اعتکاف ہے۔

چالیس دن چلہ کشی ہے۔

بعض اولیاء اللہ کے نزدیک ستر روز کے ہیں اور بعض کے نزدیک ننانوے روز
ہیں۔ خواجہ عبداللہ سہل تستریؒ اور طبقہ جندیہ میں مدت بارہ سال ہے اور اہل بصریہ کے
ت آٹھ سال کے ہیں۔ اور اس کے بعد اپنے سلسلہ کے مشائخ پیراہن پہنا دیتے
کہ یہ برکت اس جامہ کی روشنی سے اس کو حاصل ہو اور خرقہ اپنے سے یہی مراد ہے کہ
روشنی حاصل ہو جاوے۔ اور قبلہ بابا مبارک بھی خرقہ پہنایا کرتے تھے اور خواجہ فضیل
یاضؒ اور خواجہ حسن بصریؒ ٹوپی پہنایا کرتے تھے اور اس کے بعد ذکر کی تلقین کرتے

قبلہ بابا مبارک کا دستور تھا کہ اسباق کے اختتام پر قمیض پہنایا کرتے تھے اور نشان
کایا کرتے تھے اور لنگر کی منظوری بھی دیتے تھے۔ نشان لگانے کے وقت ایک رکوع
رتے تھے اور بعد میں لوگوں کو کہتے تھے آج سے اس خلیفہ کا لنگر جاری ہے۔

یف خلوت:

یہ ایک کوٹھڑی ہوگی جس کا ایک دروازہ ہوگا اور کوئی کھڑکی وغیرہ نہ ہوگی۔ جب
روازہ بند ہو جاوے تو قبر کی حالت ہوگی۔ یعنی خالی مکان ہوگی۔ اس میں بیٹھ کر دل
ل جمعی سے خالی کراو اور پھر اسم کی تاثیر تجھ پر ظاہر ہوگی اور لطائف تجھ کو حاصل ہوگا۔

Marfat.com

جس سے تو حیران اور متعجب رہ جائے گا اور سمجھے گا کہ میں بھی جبروت اعلیٰ کا ایک جزو اور نورانی محبت تجھ پر جلوہ گر ہوگی اور ایسا نور تجھ کو اپنے اندر معلوم ہوگا کہ جس کی سنبھال سے نہ ہو سکے گی اور تیرا ذہن عاجز اور فہم قاصر رہ جائے گا اور پھر اس مقام سے تجھ کو تنز گا۔ پھر کوشش کر کے وہاں پر پہنچنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اس مقام سے الفت ہو جا پھر تنزل واقع نہ ہوگی۔

دوام الرابطہ القلب شیخ کی وضاحت:

دل کو مرشد کے ساتھ گانٹھنا ساتھ اعتقاد اور استمداد کے تسلیم اور محبت کی صف اور اس اعتقاد میں یہ ہو کہ شیخ مظہر ہے جس کو کہ حق سبحانہ نے فیض کے واسطے مقرر کیا پس مجھے بجز اس واسطہ کے ہرگز فیض حاصل نہ ہوگا اگرچہ تمام دنیا کے مشائخ سے جب مرید کا باطن بجز اپنے شیخ کے کسی دوسرے کی طرف لگا ہو تو اس کا باطن وحدا طرف ہرگز منقطع نہ ہوگا۔ کیونکہ انسان جہات میں ہے اور اس کا بدن اور روح بھی میں ہے اور حق تعالیٰ سبحانہ منزا ہے۔ جہات وغیرہ سے تو اس کی حکمت اس بات ہوئی کہ ذی جہت کے بے جہت کی طرف سے فیض پہنچانے کے واسطے یہ مقرر کر بدن انسان کے واسطے جو کثرت کثیرہ سے مرکب ہے ایک جہت متعین ہوتا ہے کہ اس جہت کے وحدانیت یعنی حق تعالیٰ شانہ کی طرف جو بے جہت ہے اس کی توجہ جہت کعبہ اسی طرح روح انسان کو جو کہ انوار صفات الٰہیہ کے ورود کی جگہ ہے اس بھی ایک جہت مقرر کی ہے تاکہ اس جہت کے ذریعہ اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف

ت روحانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے۔

ضروری ہے کہ علم ارواح میں جس طرح نماز نہیں ہوتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم کی فرمانبرداری اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے ساتھ دل لگانے سے نکہ وہ واسطہ ہے۔ درمیان بندے اور اللہ تعالیٰ کے نہ دوسرے پیغمبر اگر چہ وہ بھی پیغمبر اور سب حق پر ہیں لیکن فیض اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل نہیں ہوتا ہے مگر رسول اللہ اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ دل لگانے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ حکم ہے

اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ

عمران ۳:۳۱)

: اے محبوب، آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

یخُ فِی الۡقَوۡمِ کَالنَّبِیِّ فِی الۡاُمَّۃِ۔

: شیخ اپنی قوم میں اپنی امت میں نبی کی طرح ہوتا ہے۔

پس مریدین کو چاہیے کہ ضرور بہ ضرور اپنے شیخ کے ساتھ دل گانٹھ لے اور یقین ے کہ فیض اسی کے ذریعہ مجھے پہنچے گا۔ اگر چہ سب اولیاء ہادی اور ہدی ہیں لیکن استمداد ستعداد اپنے شیخ سے حاصل ہوگا اور یہ بھی جانے کہ شیخ سے استمداد گویا رسول اللہ صلی یہ والہ وسلم سے استمداد ہے۔ کیونکہ اس کا شیخ اپنے شیخ سے متعلق استمداد ہے اور وہ شیخ سے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہنچ جاتا ہے اور حق سبحانہ سے یہی ے چلا ہے اور یہی طریقہ اللہ والوں کا ہے جو گزر چکا ہے پہلے سے اللہ کی سنت اور طریقہ

Marfat.com

کو تبدیل نہیں ہے۔ پس شیخ کے ساتھ دل گانٹھنا اور فیض حاصل کرنے کے واسطے
الوصول ہے۔

مثال:

شیشہ کا سامان موجود ہے مگر کاریگر نہیں تو شیشہ نہیں بن سکتا ہے۔قبلہ بابا م
کہا کرتے تھے کہ جس نے ہیجڑا سے طریقہ کیا تو اس کو تمام دنیا پر اعلیٰ سمجھے گا اگر چہ وہ
نہیں تو اس کا پیر کامل ہوگا اور اگر اس کا پیر بھی کامل نہیں ہے تو اس کے پیر کا پیر کامل ہوگا
آخری سلسلہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک ہے جو بلا شک وشبہ کامل اکمل ہیں
بھی وہی مرید جس نے ہیجڑا سے طریقہ کیا ہو وہ کامل ہو سکتا ہے اگر یقین کامل ہے۔

بندش فیض کے متعلق

اکثر دیکھا گیا ہے کہ مریدین جبکہ فیض اور ترقی سے بند رہ جاتے ہیں تو
سبب سے بند ہو جاتے ہیں کہ شیخ کے ساتھ دل کو نہیں لگاتے اور اس پر یقین نہیں ر
اور محبت صادق نہیں ہوتی اور ہمیشہ پیر پر اعتراض کرنا فیض کے دروازے کو بند کر دیتا ہے

مثال بابا مبارک:

بچے مجھے کسی نے نہ پہنچانا میرے مریدین مجھ پر قسما قسم کے الزامات لگائے
جب روٹی ملایا لنگر کھانا اچھا تیار ہوا تو کہتے ہیں کہ شہنشاہ دے اور اگر
تیار ہوا تو پھر شہنشاہیت نہیں ہے۔ دیکھو بچے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ حرام کھاتا ہے
سے تحفے لے لیتا ہے۔ مرید کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے سامنے اور آگے یا پیچھے اسی طر
جیسا کہ میت غسال کے سامنے ہوتا ہے۔

مراقبات کے متعلق

نَ اللّٰہُ علٰی کُلِّ شَیٍٔ رَّقِیبًا۔ (الاحزاب ۵۲:۳۳)

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے۔

طیبہ میں ہے کہ

لَ رَسُولُ اللّٰہِ الْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ

تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت

رو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو (کم از کم یہ دھیان رکھو کہ)

نہیں دیکھ رہا ہے۔

باری تعالیٰ ہے

عْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (العلق ۱۴:۹۶)

کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

تشریح مراقبہ کے متعلق

ضْ عَیْنَکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اے علیؑ اپنی آنکھ بند کرو اور اپنے دل میں لا الہ الا اللہ کی آواز سنو۔

اگر دل پڑھتا ہے تو تُو اللہ کا بندہ ہے نیک انسان ہے یہ مراقبہ کا حکم ہے۔ مراقبہ نفی

کے طریق سے اعلیٰ ہے اور جزبہ کے طریق سے بہت قریب اور نزدیک ہے۔ مراقبہ

Marfat.com

سے ملک وملکوت میں تصرف ووزارت کے درجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ دوسروں کے باطن کو
سکتا ہے۔ دل میں مقبولیت اور دوام حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ جب تک
قطع علایق نہ کرے اور نفس کی مخالفت پر ضد نہ کرے غیروں کی صحبت سے کنارہ
کرے، مراقبہ کی دوامی دولت حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

مراقبہ کے معنی محافظت کرنے کے ہیں۔ یعنی دل کی نگاہ، بانی کرنی ہے
میں سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال داخل نہ ہو اور دل کی توجہ کو حق تعالیٰ سبحانہ کی
پھیرنا یا مراقبہ کے معنی انتظار کی ہے۔ یعنی طالب صادق تمام اشیاء بلکہ اپنے وجود
تعلق کر کے حق تعالیٰ سبحانہ کے حضور میں فیوض الٰہی اور جذبات غیبی کا منتظر رہتا ہے

اہل تصوف کی مراد مراقبہ سے ایک حالت قلبی جو ایک قسم کی معرفت سے
ہوتی ہے اور جس طریق سے یہ معرفت حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ
اور باطن کی احوال کا علم یعنی اور سب بندوں کے عمل اور ہر ایک چیز پر اس کو رقیب
سمجھے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔

اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی۔ (العلق ۹۶:۱۴)

ترجمہ: کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ (البقرہ ۲:۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

جب ذاکر کے دل پر یہ حالت غالب ہو جاتی ہے کہ میرے رب نے ہر

ہوا ہے اور وہ سمیع ہے، بصیر ہے اور حفیظ اور نگہبان اور دل میں آواز کے معنی جو مبارک
مُنہ سے مفہوم ہوتے ہیں بے واسطے کسی عبادت والفاظ عربی و فارسی وغیرہ کے درمیان
ہے تو بتدریج دل میں جلال کے ملاخطہ میں ایسا ڈوبتا ہے کہ اعضاء ظاہری کی فرحت بھی
ت نہیں کرتا۔

جب ایسا شخص ظاہری اطاعت کے لیے حرکت کرتا ہے تو اس کا وجود اس وقت ایسا
ہے گویا ہے جب اس کا دل مستغرق محبوب ہو جائے تو سب اعضاء اس کے راستے پر
ہیں۔ ایسا وہی شخص ہے جس کو ایک ہی فکر ہوتا ہے اور اللہ کریم نے اس کو سب فکروں
بچایا ہو۔ ایسے شخص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی آئے یا کوئی جائے تو
بر نہیں ہوتی۔ باوجودیکہ آنکھیں کھلی ہوئی ہوں اور کھلے ہوئے کے بھی دیکھتا ہے اور اگر
لو کچھ کہا جائے تو باوجودیکہ بہرہ نہ ہونے کے کچھ نہیں سنتا ہے سوائے شور کے معنوں
اس کے چشم بصیرت میں کچھ نہیں رہتا ہے۔ اور اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے اور ایسے
اور ایسا حالت اس پر طاری رہتی ہے کہ اگر ان کو خود بھی بیان کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔
اُلحَقّ ھُوَ الحَقّ ہو جاتا ہے۔ یہ بڑا اعلیٰ مقام ہے اور جتنے مقام ہیں یعنی زہد و
ں ذکر فاء خلق فناء، رضا خدا، فکر اسماء صفات سب اس مراقبہ کے نیچے ہیں۔ اگر خداوند
ں اس مقام سے اس کو ترقی بخشے تو فنا کے بعد بقاء ہے۔ شاید کہ اس مقام تک پہنچ
ئے۔

Marfat.com

مراقبہ کا طریقہ

مراقبہ کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (البقرہ ۲:۱۵۲)

ترجمہ: سوتم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

دوزانوں بیٹھ کر سر کو گھٹنوں پر رکھ کر آنکھیں بند کر کے اپنی پتلیوں کو اپنے لطیفہ کی طرف لے جائے اور قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور کلمہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کے بعد اَللّٰهُ حَاضِرِي، اَللّٰهُ نَاظِرِي، اَللّٰهُ شَاهِدِي، اَللّٰهُ مَعِي کہہ کر مرقب ہو کر اسی کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ خدا شاہد اور خدا میرے ساتھ ہے اور میرا مددگار ہے۔ ابتداء مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہونے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

فارسی کا شعر ہے

بھر کاریکہ ھمت بستہ گردد
اگر خار بود گلدستہ گردد

ترجمہ: جس قدر بھی تم میں ہمت ہے کر ڈالو۔ اگر کوئی کانٹا ملتا ہے تو اس کو گلدستہ کر دو۔

اذکار میں لطائف سیہ کا تصور رکھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

تشخیص مراقبات اور تصورات کے متعلق

مراقبات اور تصورات دونوں حالت میں جب زیادہ دیر ہو جاتی ہے تو کنپٹیاں ...لگتی ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کہ ریڑھ کی ہڈی میں سوئیاں چبھ رہی ہیں یا کھٹمل ...ٹ رہے ہیں۔ یہ اندرونی قوت کی بیداری کی علامت ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ...ہر جگہ جگہ سوئیاں چبھ رہی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر خارش ہے۔ یہ علامت انوار ...ہے اور اندرونی قوت کی بیداری کی ہے۔ جب یہ علامت ظاہر ہو جائے تو تصور کنندہ ...ن لے کہ میرا عمل صحیح ہے اور درست ہے۔ اس پر پورہ زور دینا چاہیے۔

اپنی شخصیت کو مقناطیسی بنانے کے متعلق

...پنی شخصیت کو کس طرح مقناطیسی بنایا جائے؟

اس کی ابتدائی اور سادہ ترکیب یہ ہے کہ پہلے چت لیٹے ناک کے سوراخوں سے ...ند گہرے سانس لے کر اطمینان کے ساتھ اور آرام سے لیٹ جائے اور آنکھیں بند کر کے ...ری توجہ دل اور دماغ کی پوری قوت اور ذہن کی ساری توانائیاں اس تصور پر لگا دے کہ ...ماغ کے بیچوں بیچ برقی قمقمہ روشن ہے۔ وسط دماغ میں برقی قمقمے کی روشنی کا تصور جتنا قوی ...وگا اس عمل میں اتنی ہی جلدی کامیابی نصیب ہوگی۔

کامیابی کی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو روشنی اور نور میں غرق دیکھتا ہے ...ور عجب قسم کی طاقت، فرحت محسوس کرتا ہے۔ میں نے جب بھی یہ تجربہ کیا تو اپنے آپ کو ...بھی سنہری روشنی اور کبھی سفید روشنی چمک دار میں ڈوبا ہو پایا لیکن ازراہِ کرم یہ عمل بغیر ...میری اجازت کے نہ کریں۔

نفس امارہ کی سرکشی اور اس کے علاج کے متعلق

نفس امارہ:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (یوسف ۱۲:۵۳)

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کی برات کا دعویٰ نہیں کرتا، بے شک نفس تو برائی کا حکم دیتا ہے

یاد رہے کہ دونوں جہاں پر غالب ہونا اور ہر ایک طالب کو مراقبہ عالیہ منا فائقہ پر پہنچانا صاحب کشف کرامات ہونا علوم وفنون حاصل کرنا بہت آسان ہے مگر امارہ کو قید رکھنا سخت مشکل اور نہایت دشوار امر ہے۔ جو شخص یہ چاہے کہ خدائے تعا پہچانے معرفت قلب الٰہی حاصل کرے اپنے شہہ رگ سے زیادہ اسے نزدیک وصا الہام وجواب باصورت عارف باحجاب وصاحب علم وارادت وفتوحات غیبی ہو جائے تو کو چاہیے کہ نفس کو جانے اور پہچانے اور اس کی حقیقت کو دریافت کرے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو جانا اس نے اپنے رب کو جانا۔

حقیقت نفس کو علم پڑھنے اور ظاہری ریاضت سے اور محنت کرنے سے خوش ہے اور ظاہر اطاعت اور عبادت سے مرنہیں سکتا ہے۔ بلکہ فربہ ہوتا ہے۔

قبلہ بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ بچے جب کوئی علم دین کو شروع کرتا ہے تو کے ساتھ ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ جب وہ لڑکا فارغ التحصیل ہو جاتا ہے تو وہ درخ

Marfat.com

ی کامل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کامل اور وہ بھی کامل، دونوں کا مقابلہ لگ جاتا ہے۔ اگر یہ
دا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ڈرتا نہیں کیونکہ نفس کا وجود باطن میں ہے۔
ی خدمت اور ریاضت سے سوزش پاتا ہے اور اسی طرح سے آخر کو جل کر فنا ہو جاتا
۔ جو شخص تاثیر تصور اسم اللہ یا اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا تصور شیخ سے اپنے نفس کو تابع
سے درست نہیں کر سکتا ہے وہ حق نہیں پا سکتا ہے۔ کیونکہ اہل نفس ہوا ہوتے ہیں ان
دل تو ہمات شیطانی وخطرات نفسانی وحرص وسواس ومکر وفریب سے جڑا ہوتا ہے۔ مگر
ں معلوم نہیں ہوتا ہے کہ انسان کے وجود میں نفس دور شیطان بمنزلہ وزیر اعظم ہے۔ اس
۔ اہل نفس کو پریشانی اور بے اطمینانی حاصل ہوتی ہے۔

اگر تمام جہان کی سلطنت اور اس کا مال ونعمت اسے دے دو تو تب بھی میسر نہ ہو
۔ اہل نفس کے تمام کام تباہ و برباد ہوتے ہیں۔ نفس کا کام ہمیشہ فتنہ وفساد اور ظلم وستم کا
ہے۔ نفس کی اصلیت حرص وہوس سے ہے۔ جو شخص حرص میں پڑتا ہے نفس اس پر غالب
جاتا ہے اور ہمیشہ عاجز رہتا ہے۔

ثال قبلہ بابا مبارک:

لایاں خیتا خوٹا کہ لاڑل

اَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى○فَاِنَّ الۡجَنَّةَ
ىَ الۡمَاۡوٰى۔ (النزعت ۷۹: ۴۰، ۴۱)

رجمہ: اور جو ڈر تا رہا ہو گا، اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا

Marfat.com

ہوگا (ہر بری) خواہش سے، یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

جو شخص حرص اور ہوس کی پیروی کو چھوڑتا ہے، مراتب اور مناصب حقیقی حا
لیتا ہے۔ سلامت روی اور رضا الٰہی اختیار کرتا ہے۔ مقام حضور و مجلس محمدی علیٰ صا
الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اس کا دل ہمیشہ آئینہ کی ط
صاف شفاف ہوتا ہے۔ دونوں جہان کا جلوہ اس میں نظر آتا ہے۔ جس مقام پر پہنچتا
مرتبہ سے جواب ملتا ہے۔ فنا سے نکل کر مقام بقاء حاصل کرتا ہے۔ انبیاء اولیاء اللہ کی
میں جب چاہے جا سکتا ہے اور مرشد کامل میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مرشد کامل طالب کو
سبق دیتا ہے کہ وہ اپنے نفس کا تابعدار اور فرمانبردار نہ بنے بلکہ اسے اپنا تابعدار و
فرمانبردار بنائے رکھے۔ صفائی کرے اور نفسانیت و کبر و انا سے بچتے رہے اور تصور اسم
اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا تصور شیخ سے اسے فنا کر دے کیونکہ نفس پر قدرت حاصل ہو
اسے اپنا تابعدار بنائے تصور اسم اللہ خصوصیت سے۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

جب کسی ولی اللہ کے دربار پر پہنچ جاتے تھے اور اس کی اللہ کی روح کو اپنے سا
میں حاضر کرتے تھے تو یہ مصرع کہا کرتے تھے۔ جب روح حاضر ہو جاتا تھا تو اپنے سا
کہتے تھے کہ چلو بھائی آ گیا اور پھر اس کے بعد اس ولی اللہ کے پاس جا کر بیٹھ جاتے تھے
سورت یاسین سے دعوت کیا کرتے تھے۔

دعوت بذریعہ سورت یاسین پڑھتے اور ہر ایک مومن پر سوال پیش کرتے تھے

میں مراقبہ ہو جاتے یا زیارت کے پاس چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے تھے اور اپنے جان
ے روح نکال کر کے اس ولی اللہ کے ساتھ گفتگو کرکے اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد اٹھ کر
مانگ لیتے تھے۔ بعد ازاں کبھی کبھی اپنے مریدین کو بھی جو کہ حضور کے ہمراہ ہوتے تھے
ا زیارت کے غلاف کے نیچے کرتے تھے۔

راز کی کہانی

پشاور شہر میں ایک ولی اللہ کا دربار ہے جو کہ بکہ توت کی سڑک پر واقع ہے۔ اس
اللہ کا تعلق محمد اسحاق عرف کونٹر بادشاہ کے ساتھ لگا ہوا تھا اور وہ ولی اللہ قبلہ بابا مبارک کو
ارش کرتا تھا۔ قبلہ تنگ ہو کر اس دربار چلا گیا اور اس کے ساتھ ملاقات کی اور اس کو سمجھایا
ہ یہ میرا مرید اچھا نہیں ہے۔ اس سے ایک طرف ہو جاؤ تو اس ولی اللہ نے منظور کرلیا۔

دورہ قبلہ بابا مبارک کے متعلق

جب کبھی کسی دوسرے ملک میں دورہ پر تشریف لے جاتے تھے تو اس ملک کے
ب پہلے دفعہ زیادہ تابعداری اور عزت کرتے تھے اور بعد میں اختتام دورہ کے قبلہ بابا
ارک کے پیچھے روتے تھے اور جب بابا مبارک دوسرے دفعہ دورہ پر جاتے تھے تو قبلہ کے
خلاف باتیں کرتے تھے اور قبلہ بابا مبارک کے پاس آنے سے گریز کرتے تھے۔

جب اس ملک کے اندر داخل ہو جاتے تھے تو اس ملک کے صاحب تصرف اپنے
اقہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ قبلہ بابا مبارک دن میں آرام کرتے تھے اور رات کو کسی
ت باہر نکل کر علاقہ کا دورہ کرتے تھے اور اگر کوئی فقیر برخلاف ہوتا تھا تو پھر اس کا علاج

Marfat.com

کرتا تھا۔ کبھی کبھی دن کو بھی باہر نکل جاتا تھا اور علاقہ میں دورہ کرتا تھا۔ اس میں بھی خاص مطلب تھا۔ بغیر اپنے مطلب کے باہر نہیں جاتے تھے اور اگر کسی ولی کی زیارت پر جاتا تھا تو اس علاقہ کے ولی نے خود قبلہ کو بلایا اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کا تھا کہ اس کے دربار چلے جاتے تھے۔ وہاں بھی کچھ واقعات ہوتا تھا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم اور شہنشاہ کے بشارت سے کام نہیں کرتا تھا۔

ایک دفعہ جبکہ مردان کے دورہ پر گئے تھے رات کو سید جلال بخاریؒ نے بشارت دی کہ صبح میرے پاس آجاویں۔ قبلہ بابا مبارک صبح سویرے نکلا اور سید جلال بخاریؒ کے دربار گیا اور ہم چند مریدین ہمرکاب تھے۔ اور دربار میں دعا کی، دربار سے نکلا اور میں حضور مبارک بابا مبارک کے پیچھے تھا کہ ایک قبر جو کہ سید جلال بخاریؒ کے دروازے کے قریب ہے قبلہ بابا مبارک کے گزرتے ہوئے قبر سے ایک ہاتھ نکلا اور قبلہ کا پیچھے سے قمیص پکڑا۔ قبلہ نے کہا ہاں ہاں وہاں کھڑے ہو گئے اور دعا کی، میں نے خود یہ معاملہ دیکھا ہے۔ میں نے قبلہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا؟ تو قبلہ نے بتایا کہ یہ ایک ولی اللہ ہے کہ میرے دامن کو پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے دعا کرلو اور میں واپس ہوا اور دعا کی۔

۳۔ بعض وقت پتھر بھی پہنتا تھا اور اپنے ساتھ گڑبڑاتے ہوئے کچھ الفاظ بھی کہتے تھے اور اس میں اپنا باطن کا فیصلہ کر لیتا اگر ساتھی مریدین ہوتے تھے تو جو مرید حریص تھا اس کی طرف دیکھ کر کہتا تھا کہ یہ زمین تمہارے لیے کر دیا ہے، اور تم کو دے دیا ہے۔

۴۔ بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ مریدین ان کے ساتھ ہوتے تھے تو ان کو ایک ہی

پر بٹھا کر خود غائب ہو جاتے تھے اور بعد فراغت باطن کا کام کر کے واپس جاتے تھے
اسی وقت یا دو تین دن کے بعد کبھی ایسے بھی کرتے تھے کہ خود کسی دوسرے شہر میں نکل کر
وں کو اسی جگہ چھوڑ دیتے تھے اور بعد میں ان کو بلا لیتے تھے۔ بلانے کا طریقہ یہ تھا کہ
کے پیچھے کسی آدمی کو بھیجتے تھے یا بشارت کر لیتے تھے اور بشارت کے ذریعہ سے ان کو
تے تھے۔ مریدین خود بخود ان کے پیچھے پھرتے تھے اور ان کو ایک جگہ میں مل جاتے تھے
ی کبھی ایسا بھی کرتے تھے کہ مریدین کو ایک فرضی کام پر لگاتے اور اپنا کام باطن کا کر
تھے اور مریدین کو نہیں سمجھاتے تھے۔ جو ہوشیار مرید تھے وہ تو اس کام پر سمجھ کر مطلب
لیتے تھے، جو جاہل تھے وہ قبلہ کے پیچھے ہنس کر کہتے تھے کہ قبلہ جھوٹ بولتے ہیں۔ قبلہ
بارک بھی اس کام کو "ٹھٹھا مخول" میں پاس کرتے تھے۔

ایک طبقہ ملک سے دوسرے طبقہ میں اترتے تھے تو زلزلہ آ جاتا تھا یہ نشانی تھی۔

ہمیشہ کے لیے چشتی خاندان کے فقیروں کے ساتھ پہلی ملاقات کرتے تھے اور بعد
اور خاندانوں کے فقیروں کے ساتھ ملاقات کرتے تھے۔ اگر جنگل کے دورہ پر جاتے
تو اپنے ساتھ سامان خوردنی بھی ان مریدوں کے واسطے لے جاتے تھے اور اپنے خلفاء
ھی یہی ہدایت کرتے تھے۔

کبھی کبھی ان کو بھی ایسے دورے پر بھجوایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایک جگہ یا ایک
ن پر کھڑے ہو کر پتھر یا مٹی اس زمین میں پھینکتے اور مریدوں کو بھی کہا کرتے تھے کہ تم بھی
ر یا مٹی اس زمین میں پھینکو۔ یہ زمین میں نے تم لوگوں کے لیے منظور کیا ہے۔ جو شخص

Marfat.com

اس میں زیادہ حریص تھا اس کا نام لیتا تھا اور اس کو مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ یہ زمین فلاں
لیے ہے۔ تو وہ مرید خوش ہو جاتا تھا مگر سمجھتا نہیں تھا اور قبلہ بابا مبارک اپنا کام کر لیتا تو
کہ اس کا مطلب تھا وہ کر لیتا تھا اور واپس اپنی جگہ ہو جاتے تھے۔

۸۔ بعض اوقات زبان بھی اس کے نام حوالہ کر لیتا تھا تو وہ مرید سمجھتا تھا کہ یہ
لیے کرتا ہے۔ اور خود اس میں اپنے باطن کا کام نکالتا تھا۔

۹۔ دریاؤں، پہاڑوں اور جنگلوں کے دورے میں پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ
پتھر ہے۔ اور بڑا قیمتی پتھر ہے۔ ایک پتھر اٹھاتا تھا اور ساتھی مرید کو بتاتا تھا کہ یہ
ہے۔ یہ تابڑا ہے۔ یہ موتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مریدین جو کہ ان کے ہمراہ تھے ان کو بھی
تھے کہ جاؤ تلاش کرو۔ مریدین ایک ایک پتھر اٹھا کر لاتے تھے تو قبلہ بابا مبارک کہ
کہ ہاں اچھا ہے۔ اچھا ہو جائے گا لیکن مریدین نہیں سمجھتے تھے کہ قبلہ بابا مبارک
ہے۔ بعد فراغت اپنے باطن کے کام کے واپس ہو جاتے تھے اور اپنے ہمراہیوں کو
تھے کہ اچھا پتھر نہیں ملا خیر اچھا پتھر ایک دوسرے جگہ پر مل جائیں گے تو وہاں پر جا
تمام دن کہتے تھے کہ ایک موتی مل جائے گا۔ مطلب اور تھا کہ یہ مریدین سمجھ جائیں۔
مگر کوئی سمجھتا نہیں ایسے وقت گزارتے تھے کہ ایک دن ہم ہزارخوانی میں م
اندر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے پانچ پتھر لائے اور پیش کیے۔ پتھر ہزارخوانی کے
ایک پانی کا نالہ ہے وہاں سے اٹھا کر لائے جو پیش کیے گئے تھے۔ قبلہ بابا مبارک نے
پتھروں کو ہاتھ میں لے کر چوم لیا اور مجھے کہا کہ بچے یہ یاقوت ہے اور ایک زمرد ہے ایک

Marfat.com

ہے۔ اسی طرح سے تمام کا نام لے کر مجھے کہا کہ یہ لے جاؤ اور اماں صاحب کو دیدو
ں کو کہدو کہ ان پتھروں کو بکس میں رکھ دو یہ کام آجاویں گے۔ شاید ابھی تک وہ پتھر
ہوں گے میرا خیال ہے۔

ایک دن میں نے پوچھا کہ بابا مبارک یہ پتھر کیوں اٹھاتے ہیں اور پھر پھینکتے ہو تو
بابا مبارک نے کہا کی بچے تمام دن دریا کی ریت چھان لیتا ہوں شاید کہ اگر کوئی ایک
وتی ہاتھ آجاوے۔ میں نے اصرار کیا کہ یہ بات بتا دو تو قبلہ نے کہا کہ بچے تمام
ین میرے راستے پر نہیں آتے ہیں۔ کسی نہ کسی وقت ایک مرید سمجھ کر میرے راستے پر
یں گے۔ میں سمجھ گیا اور پھر دوبارہ بات نہ کی۔

بابا مبارک جب شمشاد خان سکنہ ہوتی ضلع مردان آیا کرتا تھا تو کہتا تھا کہ بابا
ک مین نے شفعہ کیا ہے۔ میرے حق میں دعا کرو کہ وہ شفعہ میرے حق میں فیصلہ ہو
ئے۔ بجواب بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ بچے نہ نوفٹ زمین تمہارے نام پر ہو گیا ہے۔
تم گھر پہنچ جاؤ گے تو تم کو مل جائے گا مگر شمشاد خان نہیں سمجھتا تھا۔ آخر کار جب گھر گیا تو
رے یا چوتھے دن جان بحق ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ اسے
س میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

قصہ دوئم:

قلعہ بھونگر علاقہ دکن حیدرآباد کے پہاڑ میں باطن والے لوگوں کا کچھ فتنہ فساد ہوا۔ تو قبلہ نے بہانے سے مشیر خان عرف سوات خان، محمد بدر عرف شاہ صاحب سید عبد اور عبد الرحمن کو روانہ کیا اور کہا کہ اس قلعہ میں بہت ہی جواہرات ہیں۔ رات وہاں پر نکلیں گے اور تمام جواہرات نکال کر لائیں گے۔ چونکہ یہ لوگ بہت ہی دولت کے حریص تمام خوش ہو کر تیار ہوئے اور سامان یعنی چپل وغیرہ کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ رات ہوئی تو قبلہ خود قلعہ بھونگر کے دامن میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی اس میں بیٹھ گیا۔ آدھی رات ہوئی تو قبلہ نے ان کو کھودائی پر لگا دیا اور کھودائی شروع کی۔ کریم کا کا نے کہا کی جگہ سے پھرنے لگا۔ جب قلعہ کے میر سے نیچے اترا تو دیکھا کہ وہ خالی جگہ تھا۔ محمد بدر خان وغیرہ کو کہا کہ کیا کرتے ہو اگر دیکھو تو خالی جگہ ہے۔ جب تمام نیچے اتر آئے اور دیکھا کہ واقعی جگہ خالی سرنگ تھا اتر کر قبلہ کو کہا کہ جگہ غلط ہے۔ تو قبلہ سمجھ گئے اور ان کو کہا کہ ہم کیا کرتے تھے ہم غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ پھر کبھی آئیں گے تو جگہ درست معلوم کریں گے۔ جگہ زم خطا کیا گیا ہے۔

قلعہ بھونگر کے دامن میں ایک چھوٹا سا مسجد تھا اس میں سو گئے۔ سوتے ہی ان والوں کا مقابلہ شروع ہوا صبح کریم کا کا نے پوچھا کہ رات تم لوگوں نے کچھ دیکھا ہے تمام نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ کیونکہ تم تھکے ہوئے تھے سو گئے تھے سید حنیف شاہ صاحب نے کہا کہ میں بندروں کی طرح لوگوں کو دیکھا ہے جو لڑ رہے تھے اور قبلہ بابا

Marfat.com

رک ان کی خلاص کرا رہے تھے۔ کریم کا کا نے کہا کہ تمام رات میں نے خود تمام لڑائی
ی ہے۔ جب دربار آئے تو دین محمد نے کریم کا کا کو کہا کہ تاج شہنشاہ کا روز دیکھا کریم
کا نے کہا کہ ہاں دیکھا اور کہا کہ تم بھی تھے دین محمد نے کہا ہاں میں بھی تھا۔

نفس کے متعلق

نفسُ وَالرُّوحُ اِسۡمَینِ بِمَعۡنیٰ وَاحِدٍ

جمہ: نفس اور روح ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔

ں کی دلیل حدیث لیلۃ التعر یس میں ہے۔

نفس کا لفظ نفاست سے ہے تو بوجہ شرافت و لطائف کے نفس کہا جاتا ہے یا تنفس
ے ہے تو بوجہ سانس کی آمد ورفت کے نفس کہا جاتا ہے۔ اگر آنے جانے کی صفت کی وجہ
ے نفس سے مراد روح لی جائے تو یہ اس لیے درست ہے کہ نیند کے وقت روح خارج ہو
باتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے۔ اگر روح اور نفس کو ایک ہی مانا جائے تو یہی قرآن پاک نے
ھی روح پر لفظ نفس کا اطلاق فرمایا ہے۔

رشاد باری تعالیٰ ہے

للّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِینَ مَوۡتِهَا (الزمر ۳۹:۴۲)

زجمہ: اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوں کو موت کے وقت۔

خۡرِجُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ (الانعام ۶:۹۴)

ترجمہ: نکالو اپنی جانوں کو۔

Marfat.com

ان دونوں آیتوں میں ذکر نفس کا ہے اور مراد روح ہے۔ جمہور علماء بھی نفس و روح کے اتحاد کے قائل ہیں۔

اَلنَّفسُ وَالرُّوحُ کِلتَاھُمَا مُسَمَّیَانِ لِوَاحِدٍ عِندَالجُمھُورِ۔

ترجمہ: نفس اور روح جمہور کے نزدیک ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔

علامہ ابو قاسم نے روض الف میں فرمایا ہے کہ روح اور نفس شے واحد ہے تغ بوجہ اوصاف کے ہے باعتبار اولیت کے روح ہے جب خوشت ماں کے پیٹ میں رو پھونکتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے اور کسب اخلاق و اوصاف حمیدہ یا ذمیمہ کرتا ہے اور بد سے عشق و محبت پیدا کر لیتا ہے اور مصالح بدن میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس پر لفظ نفس بو جاتا ہے۔ قبل از اکتساب اوصاف روح لفظ نفس کو بولنا ٹھیک نہیں۔ جب یہ اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے تو اس میں صفت غفلت اور شہوت پیدا ہو جاتی ہے تو اس پر لفظ نفس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس نفاست اور نفس کا فعل بھی غفلت اور شہوت سے ہے۔ سکو نفس کی صفت غفلت اور شہوت کو مجاہدہ نفس اور ریاضت سے کم کیا جا سکتا ہے۔

ان رزائیل کو قلب طعام، قلت کلام، تخلیہ اور تقویٰ سے کم کیا جا سکتا ہے اور ان رزائیل کی کمی کا نام اصطلاح صوفیاء میں سکون کو کہا جاتا ہے۔ سکون کے تین مدارج ہیں۔

۱۔ سکون تام و کامل یہ درجہ اطمینان کا ہے اس درجہ میں نفس کو مطمئنہ کہتے ہیں۔

۲۔ دوئم سکون غیر تام و غیر کامل ہے یہ نفس لوامہ ہے۔

۳۔ سوم عدم سکون مطلقا یہ نفس امارہ ہے۔

Marfat.com

اگر ذات واحد کو مختلف الفاظ سے بیان کر دیا جائے اور ان الفاظ کا مرجع واحد ہو تو کوئی حرج نہیں آئے گا جیسا کہ بابا آدم کے متعلق قرآن پاک میں مختلف الفاظ آیا ہے۔

خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ (ال عمران ۳:۵۹)

ترجمہ: اس نے بنایا اسے مٹی سے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ

الحجر ۱۵:۲۶)

ترجمہ: بلاشبہ ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار گارا تھی۔

نَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ۔ (الصفت ۳۷:۱۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں لیس دار کیچڑ سے۔

روح کی اقسام:

روح کے تین حصے ہیں۔

۱۔ ایک کا نام روح رواں ہے۔

۲۔ دوسرے کا نام روح دریم ہے۔

۳۔ تیسرے کا نام روح قائم ہے۔

روح رواں بدن کے حصہ سے نکل کر باہر کے حصہ میں لاتا ہے اور بوقت جواب نکلتا اور واپس لوٹتا ہے۔ دویم حصہ روح اس کا نام روح دریم ہے جو کہ سانس کے ساتھ باہر جاتا ہے اور اندر آتا ہے۔ تیسرے حصہ کا نام روح قائم ہے جو کہ نفس کا کام کرتا ہے۔ موت

Marfat.com

کے بعد روح قائم کے ساتھ حساب کتاب ہوں گے۔ یہ دونوں حصہ یعنی روح در یم و روح قائم جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور روح رواں عزرائیل موت کے وقت روح کو قبض کر کے اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور وجہ ہے کہ جب ہم قبر پر سلام دیتے ہیں تو روح رواں آ کر روح قائم دائم کے ساتھ مل کر زائرین کو جواب دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نفس اور سانس اصل روح کے حصے ہیں۔ یعنی روح ہے جو کہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

نفس مطمئنہ کے متعلق

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

(الفجر ۸۹: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ: اے نفس مطمئن، واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

نفس مطمئنہ ہمیشہ کے لیے غرق استغراق، مراقبہ اور مشاہدہ میں رہتے ہیں۔ ہر وقت ذکر و فکر میں اپنا خون جگر پیتے ہیں۔ اس قسم کا مراقبہ کرنے والا دریائے وحدت میں غوطے لگاتا رہتا ہے۔ جو لوگ کہ ان مراتب کو نہیں پہنچتے ہیں ان کا نفس مسلمان اور تابع نہیں ہوتا ہے۔ مقام ایمان و یقین میں آتا ہے۔ مراتب ایمان و یقین معرفت الٰہی میں ہوتا ہے اور ہستی کو نابود ہو کر اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا کہ وہ فنا ہے تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا تو وہ بقا تک پہنچ گیا۔

Marfat.com

بظاہر مخلوق کو دکھانے کے لیے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر
ب ہو جاتے ہیں ہیں مگر بے ہوش و بے خبر ہوتے لیکن درحقیقت اہل تقلید ہوتے ہیں نہ
تحقیق و توحید۔

نفس لوامہ کے متعلق

اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَة (القیمۃ ۷۵:۲)

ہ: اور میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی۔

آدمی کا جی کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے۔ ہرگز نیکی کی رغبت ایسے جی کا
ں امارہ ہو، پھر ہوش پکڑی نیک و بد سمجھا تو بعض اپنے خو پر دوڑ پڑھا پیچھے کو اور آپ کو
د بنادیا ویسا جی ہے لوامہ پھر جب پورہ سنور گیا دل سے رغبت نیکی پر دہی ہے ہودہ کام
پ ہی بھاگے اور ایذا کھینچے کا نام ہے۔

قبلہ بابا مبارک

چہ چورہ پہ کال دلس شی نوددہ لوبہ تہ هوش شی
چہ پورہ پہ کال دشل شی نود خیل شی یا پردشی
چہ پورہ پہ کال ددیرشی تو دگیدڑ شی باز مرے شی

مہ: لڑکا جب دس سال کا ہو جاتا ہے تو کھیل کود میں شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب بیس
ں کا ہو جاتا ہے تو اپنا ہو جاتا ہے یا پرایا ہو جاتا ہے اور جب تیس سال کا ہو جاتا ہے تو شیر
جاتا ہے یا گیدڑ بن جاتا ہے۔

Marfat.com

قبلہ بابا مبارک جس وقت دعا مانگتے تھے تو اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے دو سوال کرتے تھے۔ پشتو میں دعا ہے۔

دریا دعبادتنہ او دریا سخانہ او دمکر نہ اور فریب نہ دزمہ مراید او اولاد خدے پاک او ساقی۔

ترجمہ: دکھاوے اور مکر کی عبادت اور سخاوت سے اللہ تعالیٰ میری اولاد اور میرے مر... کو بچائے۔

نفس کی پہچان کے متعلق

جب کوئی انسان اپنے نفس پر غالب ہو جائے اور اپنے نفس کو قید میں رکھے اور اپنے نفس کو بہت ہی تنگ کرے تو پھر یہ نفس خود بخود حالت خواب میں عاجزی سے ... شروع کر دیتا ہے۔ جب بہت ہی تنگ ہو جاتا ہے تو بجائے وسوسے ڈالنے کے اچھی ... عاجزی سے شروع کر لیتا ہے اور انسانی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے اور اس کے ... راز و نیاز کرتا رہتا ہے اور نفس روح کا تابعداری قبول کر لیتا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

جس وقت نفس اور شیطان وسوسے چھوڑ دیتا ہے تو اس وقت روح او... ڈھانچے کا اختیار لے لیتا ہے اور پھر روح دنیا میں پھرتا ہے اور خبریں لاتا ہے اور ... کو

Marfat.com

اتا ہے اور تمام دنیا کا حالات معلوم کر لیتا ہے تو اس وقت یہ انسان کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے نفس کو پہچانا اور قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اپنے رب کو خود بخود پہچان لیتا ہے۔

لہ روح اور شعور غالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے غیب کی خبریں دکھاتا ہے۔

ں پر روح اور شعور یک جا ہو جا کر نفس اور شیطان پر غالب ہو جاتے ہیں اور جب نفس یطان مغلوب ہو جاتے ہیں تو اس وقت سے روح غیب کی باتوں سے انسان کو آگاہ ار رہتا ہے۔ اس کو کشف کہتے ہیں جیسا کہ آیت سے ثابت ہے۔

ا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَآئِ حِجَابِ رْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔

ثوریٰ ۴۲:۵۴)

مہ: اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اللہ تعالیٰ کے حکم سے للہ تعالیٰ چاہے، بلاشبہ وہ اونچی شان والا بہت دانا ہے۔

یعنی تین قسم پر اللہ جل شانہ سے اطلاق ہوتی ہے۔ اس کو علم غیب کہتے ہیں۔

القاء ۲۔ ہاتف ۳۔ کشف

قاء:

یہ ایک قسم کی وحی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی یعہ فرشتہ ملہم۔

ھاتف:

یہ ایک قسم کی غیب کی خبر ہے جو کہ حضرت عمر فاروقؓ نے بوقت خطبہ کے جرنیل کو دیا تھا۔ جب حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ دراثنا خطبہ میں تین فرمایا کہ **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ**۔ حاضرین حیران ہوئے بعد نماز صحابہ نے دریافت حضور نے فرمایا کہ لشکر اسلام ملک عجم میں کفار کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ میں نے ان کو اطلاع دی کہ پہاڑ کا آڑ لے لو۔ جرنیل مذکورہ نے آواز سن کر تعمیل حکم کی اور کافروں کو شکست دی قرآن مجید میں ہے کہ

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن ۷۲: ۲۶، ۲۷)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) غیب کا جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز رسول کے جس کو اس نے پسند فرمالیا ہو (غیب کی تعلیم کے لیے)۔

یعنی خدا تعالیٰ پوشیدہ چیزوں پر عام مخلوق کو نہیں سمجھاتا لیکن جب اللہ تعالیٰ کرتے ہیں ان پوشیدہ چیزوں پر علم غیب عطا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (الروم ۳۰: ۶)

ترجمہ: لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

Marfat.com

کشف کے متعلق

ن سعد بن ابی وقاص قال رایت علی یمین رسول الله علی شماله یوم احد رجلین علیهما ثیاب بیض یقاتلان دّ القتال ما رایتهما قبل وبعد یعنی جبرائیل ومیکائیل زمذی)

جمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں میں نے اللہ تعالیٰ کے ول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو شخص دیکھے جو بہت جانبازی سے لڑ ہے تھے جن کو میں نے پہلے یا بعد میں کبھی نہیں دیکھا تھا ان پر سفید لباس تھا اور وہ حضرت ائیل اور حضرت میکائیل تھے۔

عالم غیب کی اشیاء کا منکشف ہونا ایک حال رفیع ہے۔ جب کہ اتباع شرع سے تھ ہو۔ حدیث شریف کی دلالت سے ظاہر ہے کہ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل د کو نظر آنا صریحاً مذکورہ ہے اور ظاہر ہے کہ سعد کو کشف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ لڑنے لے فرشتے تھے۔ بزرگوں کو جو کشفت ہوتا ہے یہ ان کے اختیار میں نہیں ہوتا ہے بلکہ ان اختیار سے باہر ہوتا ہے اور یہ امر الٰہی ہے کہ جب حجابات دور ہو جاویں تو غیب کی ات ہو جاتی ہے اور پھر وہ بندہ ہو جاتا ہے یہ کشف بزرگوں کو بوساطت رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم ہوتا ہے۔ کشف اور پیش بینی جانوروں کو بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اقسام کشف کے متعلق

لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (ق ۵۰:۲۲)

ترجمہ: تو (عمر بھر) غافل رہا اس دن سے پس ہم نے اٹھایا ہے تیری آنکھوں سے تیرا پردہ سو تیری بینائی آج بھی بڑی تیز ہے۔

کشف کی تین اقسام ہیں

۱۔ کشف القبور ۲۔ کشف القلوب ۳۔ کشف الارواح

۱۔ کشف القبور

جس قبر پر جاتا ہے اس کا حالات روح بتاتا ہے۔

۲۔ کشف القلوب

جس شخص کو دیکھتا ہے اس کے دل کا حال روح بتاتا ہے۔

۳۔ کشف الارواح

اپنے بدن سے روح کو جدا کر کے لامکاں میں بھیج دیتا ہے اور تمام ارواحوں کے ساتھ ملاقات کر کے ساتھ راز و نیاز کر لیتا ہے۔ یہ سب سے آخری کشف کا مقام ہے۔

مرشد کی خصوصیات

مرشد کامل میں آٹھ باتوں کا ہونا ضروری ہے جن میں چار ظاہری اور چار باطنی

ظاہری جن کا طالب صادق پابند ہوتا ہے۔

صدق مقال ۲۔ اکل حلال

طاعت ۴۔ ہمت و توفیق

کبھی بھی خداوند تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔ شریعت نے جس بات کو منع کر دیا ہے
کے پاس نہ جائے اور اپنے مرشد کے قدم بہ قدم چلے۔ یہ شریعت رسول اللہ صلی اللہ
الہ وسلم کی ہے۔

چار باطنی جن کا مرشد میں ہونا ضروری ہے۔

۱۔ ذکر زوال ۲۔ ذکر کمال

۳۔ ذکر حال ۴۔ ذکر احوال

ذکر زوال

ذکر زوال اسے کہتے ہیں کہ مشرق تا مغرب رجوعات خلق از خاص و عام اور
ب مرید اہل دنیا اور بادشاہ امراء سے حاصل ہو یہ سب لوگ اس کے تابعدار فرمانبردار
ں۔ یہ ابتدائی مرتبہ ہے اور فقیر کے نزدیک حقیر و ذلیل ہے۔

ذکر کمال

ذکر کمال یہ ہے کہ جس قدر زمین اور آسمان کے فرشتے ہیں سب کے سب اس

Marfat.com

کے حکم بردار ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ اسے مژدہ الہام سناتا ہے اور اس پر اپنے لطف و
نظر رکھتا ہے اس کے ہزاروں فرشتے گرداگرد پھرتے ہیں۔ یہ مرتبہ کامل مرشد کی توجہ
اور خدائے تعالیٰ کی فضل وکرم سے حاصل ہوتا ہے۔

(۳) ذکر حال

ذکر حال اسے کہتے ہیں کہ روحانیت سے اس کی ملاقات ہو اور ان سے م
کرے۔

(۴) ذکر احوال

ذکر احوال اسے کہتے ہیں کہ غرق استغراق حاصل کرے انوار وتجلیات نو ذ
کے مشاہدہ میں رہے۔ جو شخص ان مراتب کو پہنچتا ہے لازوال ہو جاتا ہے اور جو لازوال
جاتا ہے تو وہ غرق توحید نور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو جاتا ہے۔ کسی مقام میں ذکر ا
خام خیال واختیار نہیں کرتا ہے۔ مرشد کامل اول ہی روز اسے مراتب لازوال وغرق
معرفت کا سبق دیتا ہے۔ مرشد کامل اول روز سے تعلیم دیتا ہے اور اس کے بعد تلقین کرتا
جو مقام غرق واستغراق مشاہدہ ولامکاں ہے جو کہ دل میں پوشیدہ وپنہاں رہتا ہے۔

Marfat.com

انسان کے وجود میں مقامات نفس و روح و سر کیوں کر پہچانا جاتا ہے

:

انسان کے وجود میں جس طرح اہل نفس و اہل قلب و اہل روح و اہل سر و اہل
و اہل نور الہٰی یعنی جو کچھ مقامات ہیں ہو سب ان کی تاثیر سے اور ان کے اشارات
پہچانا جاتا ہے کہ وہ ترش روئے اور بدخو، بدزبان ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ فارغ التحصیل
ں نہ ہو مگر جو کہتا ہے وہ سب جہل محض ہوتا ہے۔ اس کا غیظ و غضب قہر و غصہ سے پر ہوتا

-

ئم:

صاحب ذکر قلبی اسی طرح پہچانا جاتا ہے کہ وہ اخلاص اور محبت الہٰی سے پر ہوتا
۔ اس کے کلام میں اثر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ خود صاحب تاثیر ہوتا ہے۔ اس کے کلام
سامع کو لذت مٹھاس حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ روشن ضمیر ہو جاتے ہیں۔

وئم:

ذکر روحی اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ اس کی ہر بات اخلاص ہوتی ہے دورنگی اور
ں سے بالکل پاک اور صاف ہو صاحب تاثیر ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ سے یگانگی رکھتا ہے۔

ھارم:

سر اسی طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ اس کے ہر کلام میں مشاہدہ اور اسرار الہٰی کا ذکر

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اس کی زبان پر اس کا ورد ہوتا ہے۔ اس کا جسم دنیا میں ہوتا ہے اور اس کی ر
لامکاں میں رہتی ہے۔ اس کے کلام کی تاثیر سے سننے والے کے دل میں ادب وحیاء اور
پیدا ہوتی ہے۔

پنجم:

صاحب اہل توفیق اسی طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ عبادت اور اطا
الٰہی میں رہتا ہے اور ہر وقت عجز وانکساری کرتا ہے۔ اس کے کلام کی تاثیر سے نفس امار
وگناہ سے باز رہتا ہے اور مسلمان ہو کر ہمیشہ کے لیے اس کے تابعدار بن جاتا ہے۔ یہ
صفات ومقامات انسان کے وجود میں جمع ہو جاتی ہیں تو اس وقت اس کے وجود میں نور
جلوہ گر ہوتا ہے۔

ششم:

صاحب نور اسی طرح پہچانا جاتا ہے کہ اہل نور کی زبان سے قرب الٰہی کا انکش
ہوتا ہے۔ خلق محمد وفقر محمد سے موصوف ہوتا ہے۔ اگر چہ بظاہر عام لوگوں کے ساتھ ہم
ہوتا ہے اور لیکن درحقیقت غرق واستغراق مشاہدہ نور الٰہی میں رہتا ہے۔ جو شخص ہوا وہو
خواہش نفسانی کو پامال نہیں کرسکتا ہے اور مرکب نفس پر سوار نہیں ہوسکتا ہے اس کے لیے
بات محال ہے اور ناممکن ہے اور وہ نہ ان مراتب باطنی کو پا سکے گا اگر چہ تمام عمر ریاضت و
محنت اٹھاتا ہے۔ یہ تمام مقامات اس کے لیے ہیں جو کہ اپنے نفس کو زیر کردے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ (النّٰزعٰت ۷۹: ۴۰، ۴۱)

ـہ: جو ڈرتا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا ہوگا (ہر

) خواہش سے، یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔

...وسروں کو نصیحت کرنے اور اپنے آپ کو بھول جانے کی مذمت

جو لوگ دوسرے لوگوں کو تو نصیحت کرتے ہیں اور اپنی خبر نہیں لیتے ہیں ان کے حق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

...مُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ

...لَا تَعْقِلُوْنَ. (البقرہ ۲:۴۴)

...مہ: کیا تم حکم کرتے ہو (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا اور بھلا دیتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ

...پڑھتے ہو کتاب کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔

مجھے تو ان لوگوں پر بڑا افسوس آتا ہے کہ جن پر مثال صادق آتی ہے۔

...ی میں ضرب المثل مشہور ہے

...گران را نصیحت خودرا فضیحت

...ظاہری تو وہ صاحب فیض بنتے ہیں لیکن درحقیقت میں وہ صاحب بےفیض ہوتے ہیں دنیا

...طالب ہوتے ہیں نہ کہ مولا کے طالب۔

خاندان چشتیہ کا پہلا سبق

تصور اور ضربات اور کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور توجہ باطنی اِلَّا اللّٰهُ سے معرفت

...اور مجلس محمدیؐ میں غرق ہوتا ہے یعنی ذکر، فکر اور شکر و صبر میں طالب کو مقام تک پہنچاتا

Marfat.com

ہے، جو مرشد طالب کو معرفت الٰہی میں غرق نہیں کر سکتا ہے اور نہ اسے مجلس محمدی میں
سکتا ہے تو وہ خاندان چشتیہ میں کامل نہیں ہے۔ اس کی مستی و حال محض خام خیالی ہے۔
ہمیشہ کے لیے نور معرفت میں مستغرق رہتا ہے اور ہر وقت تسخیر میں رہتا ہے۔

اذا تحیرتم فِی الْاُمُوْرِ فَشَاوِرُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ: جب تم کسی مسئلہ میں پریشان ہو جاؤ تو پھر اہل قبور سے مشورہ کر لیا کرو۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
مشورہ کرنا زندہ کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ مرے ہوئے کے ساتھ۔

وصال کے متعلق

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ (القصص ۲۸:۵۱)

ترجمہ: اور ہم مسلسل بھیجتے رہے ان کی طرف اپنا کلام تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

وصال دو قسم کے ہیں۔

۱۔ پہلا وصال وہ ہے جو کہ تجلی الہام سے ہے۔

۲۔ دوسرا وصال وہ ہے کہ غرق نور الٰہی میں ہوں۔

مرشد ناقص اور مرشد کامل میں فرق

مرشد ناقص

جو مرشد کہ نہ سلک وسلوک اور نہ حضور پرنور سے واقف و آگاہ ہوتا ہو اور نہ اہل قبور
سے فیضیاب ہوتا ہے اور نہ غرق و استغراق میں رہتا ہے وہ مرشد بے باطن اور بے معرفت

Marfat.com

ہے۔ اگر چہ ظاہرا اپنے کشف وکرامات میں مغرور رہتا ہے۔

مرشد کامل

وہ یہ ہے کہ اگر طالب کو سرفراز کرنا چاہے تو ایک ہی نظر سے کل مراتب ومناصب
پے برابر کردے مگر نہیں مرشد کامل سالہا سال طالبوں کو ریاضت ومحنت کراتا ہے تاکہ
کامل ہو کر ہمیشہ کے لیے لوح محفوظ کے مطالعہ میں رہیں۔

ارواح مقدسہ سے ملاقات

قبور ولی اللہ وشہداء سے مدد لینے سے کشیدہ ہوتی ہے تاکہ ہر ایک سے روحانی
ن کر کے ان سے فیض یاب ہو کر ارواح مقدسہ سے ملاقات کرنے اور ان سے فیض
سے طالب کو ظاہری اور باطنی دل جمعی حاصل ہوتی ہے اور ہر روح سے ملاقات ہو کر
ے مصافحہ کرنا اور ان سے فیض حاصل کرنا یہ تصور سے ہوتا ہے خواہ تصور شیخ، خواہ اسم
اللہ علیہ والہ وسلم، خواہ اسم اللہ ہو مجاہدہ کر کے مشاہدات وتجلیات اور انوار کی برکت
صل ہوتا ہے جو مرشد کہ ان تمام مقامات ومراتب کو طے نہ کر سکے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
قص اور ناتمام ہے۔ اگر چہ ریاضت ہو مگر راز و نیاز سے بے خبر ہو، اگر چہ مجاہدہ میں
ہے لیکن مشاہدہ سے بے خبر ہے، اگر چہ صاحب دعوت ہے لیکن زندہ دلی سے محروم
ر چہ کشف وکرامات کا مدعی ہے لیکن درحقیقت وہ بے نصیب ہے، بلکہ نیکوں کی
ں مقربین کے نزدیک گناہ کی سی ہیں یا ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو قصہ حضرت موسیٰ اور
 خضر)

Marfat.com

اولیاء اللہ کی قبروں پر دعوت دینے کے متعلق

اولیاء اللہ وصلحاء وشہداء کسی بزرگ کی زیارت کے لیے جانا ہو تو چا...
بزرگ کے سینے کی طرف منہ کر کے اور پشت قبلہ کی طرف ہو کر بیٹھے اور اکیس
ضربی آیات پڑھے۔

درود شریف گیارہ بار اول آخر اور بعد میں مندرجہ ذیل آیات ایک بار پڑ...

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ ال...
خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ...
مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر ۹۷:۱ تا ۵)

بعد میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ اکیس مر...
مراقب ہو جائیں اور دل سے ورد کرے اور دل کو اس بزرگ کے سامنے رکھیں تو اس...
کی روح کی برکت سے زیارت کرنے والے کے دل میں یہ پہنچے گی جو کچھ ...
مطلب ہوگا اس پر ظاہر ہو جائے گا۔

طریقہ زیارتوں پر جانے کے متعلق

حدیث مبارکہ ہے کہ

زِیَارَتُ الْقُبُوْرِ کَفَّارَةٌ لِّلذُّنُوْبِ

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا حکم ہے کہ زیارتوں پر جایا کرو تا کہ میں تمہارے گناہوں معاف
کروں۔

Marfat.com

جب آپ کبھی زیارتوں پر آنا چاہیں تو اس بزرگ کے پاؤں کی طرف سے آیا
یں کیونکہ اہل قبور اولیاء اللہ تو اپنے زائرین کو دیکھتے ہیں اور ان کا روح قبلہ کی طرف ہوتا
،اور جب پاؤں کی طرف سے آیا ہوتا ہے تو ان دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً
ا زندگی میں اگر ایک دوست یا محبوب میرے سامنے سے آئے تو مجھے دیکھنے میں کوئی
یف نہیں ہوگی اور اگر پیچھے کی طرف سے یا شمال یا جنوب کی سمت سے لیٹا ہوا اور سر کی
ف سے آئے تو مجھے ضرور تکلیف سے دیکھنا پڑے گا۔

اسی طرح اہل قبور کی بھی رعایت کی گئی ہے کہ اسی طرح قبر کو آنا چاہیے جس سے
ا کو آپ سے ملاقات کرنے میں تکلیف نہ ہو۔ لہذا صاحب قبر کے پاس کھڑے ہو
ئیں اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اتنا دور کھڑے رہیں جس طرح اسی دنیاوی زندگی میں
پنے دوست اور ملنے والوں سے ملاقات کے وقت دور کھڑے رہتے ہیں اور پھر بیٹھ کر
یات انا انزلنا تا مطلع الفجر پڑھیں اور بعد میں **سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ**
مَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ اکیس مرتبہ پڑھیں اور ختم ہونے پر مراقب ہو جاویں تو اس ولی
د کا روح مبارک حاضر ہو کر ملاقات کریگا اور ان سے فیض حاصل ہو جائے گا۔

م: مراقبہ ہونے سے پہلے یہ الفاظ پڑھ لیں اور بعد میں مراقبہ ہو جاویں۔

لّٰهُ حَاضِرِىْ، اَللّٰهُ نَاظِرِىْ، اَللّٰهُ شَاهِدِىْ مَعِىْ

جمہ: اللہ حاضر ہے، اللہ ناظر ہے، اللہ شاہد ہے اللہ میرے ساتھ ہے۔

سلام اہل قبور کے متعلق

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ

ترجمہ: اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو ہم بھی عنقریب اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

☆ اگر اپنے پیر و مرشد کے مزار اقدس پر جانا ہو تو طریقہ مندرجہ بالا سے کام لیں وہیں پر السلام علیکم یا قبلہ و کعبہ اور بعد میں دعوت دیا جائے۔ قبر کے سامنے کھڑا ہونا یا بیٹھنا ہر دو جائز ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ کھڑے رہیں۔ بعض حضرات سلام کرنے کے بعد دعا کے وقت سر کی طرف قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے مگر مختار اول ہے فرض نہیں ہے۔ صاحب مزار کو تکلیف ہوتی ہے اور صاحب مزار راضی نہیں ہوتا ہے۔

☆ دعوت اولیاء اللہ کے مزار اقدس پر سلام کے بعد قرآن پاک میں سے جو یاد ہو بغرض ثواب اس ولی کی روح مبارک کو بخشیں اور بعد میں مراقب ہو جائیں۔

☆ ایک بار الحمد شریف اور تین بار قل شریف پڑھ کر صاحب مزار کی روح مبارک کو ثواب بھیج دیں یا تو مراقبہ ہو جاوے یا دعا کر کے چلا جاوے۔

☆ ایک بار آیت الکرسی اور سات بار قل شریف پڑھ لیا جاوے اور بعد میں مراقبہ کیا

Marfat.com

ر کے رخصت ہو جاوے۔

سورت الفاتحہ ایک بار سورہ یاسین ایک بار۔ ختم ہونے پر تو لیٹ جائے اور چادر
لے اور اپنے بدن سے روح کو نکال کر لا مکاں بھیج دے اور صاحب قبر کے ساتھ
ت کرلے اور ان سے فیض حاصل کرلے۔

طریقہ بابا مبارک کسی ولی اللہ کے دربار پر جانے کے متعلق

جب کسی ولی اللہ کے دربار پر جاتے تھے تو پاؤں کی طرف ہو کر دیکھ لیتے تھے۔ اگر
کا روح موجود ہوتا تھا تو جا کر مزار پر بیٹھ جاتے تھے اور سورت یٰسین شروع کر دیتے
۔ جب مبین پر جاتا تھا تو چپ ہو کر سوال پیش کرتے تھے اور پھر آگے شروع کرتے
۔ تمام ختم ہونے پر یا تو مراقب ہو جاتے تھے یا چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے تھے۔ کئی بار ان
پاؤں مبارک پر میں نے خود ہاتھ رکھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ٹھنڈا ہے جیسا کہ روح
ں ہے۔

کچھ منٹوں بعد اٹھ کر کلمہ پڑھ کر دعا کر کے واپس روانہ ہو جاتے تھے اور اگر
یدین ان کے ساتھ ہوتے تھے تو ہر ایک مرید کو بھی اس ولی اللہ کو پیش کرتے تھے اور ان کا
غلاف کے نیچے کراتے تھے۔ یہی ان کا کام تھا اور یہی ان کا طریقہ تھا۔ اس کے متعلق
ریم بابا بھی گواہی دیتا ہے۔ درست ہے اور یہی بات صورت نے بھی تصدیق کیا ہے اور
ہا ہے کہ درست ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ولی اللہ کا روح جسم کے پاس
قد میں نہیں ہوتا تھا تو جلدی روح نہیں پہنچتا تھا تو قبلہ بابا مبارک یہ الفاظ یعنی اردو شعر
ھتے تھے۔

دل خبردار نظر آتا ہے مست ہوشیار نظر آتا ہے
دیکھو نبی دیکھو سب کو سردار نظر آتا ہے

اور اس کے بعد دیکھ کر دربار کی طرف روانہ ہو جاتے تھے اور ساتھ کہتے تھے کہ آؤ چلو دربار کے پاس پہنچ کر مندرجہ بالا عمل شروع کر لیتا تھا۔ مریدین جو کہ ان کے ہمراہ ہوتے تھے وہ ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔

اعتراض ذکر کے متعلق

اَلذِّکْرُ الْخَفِیُّ حَاضِرٌ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ فَھُوَ حَیٌّ

ترجمہ: مومن کے دل میں ذکر خفی موجود رہتا ہے تبھی تو وہ حیات جاودانی پاتا ہے۔

منہ سے اللہ اللہ کہتا ہے تو یہ سمجھ لو کہ ابھی سے معرفت الٰہی نصیب نہیں ہوئی ہے

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ۔ (الحدید ۵۷:۴)

ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو۔

حدیث مبارکہ ہے کہ

قَلْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَاضِرَۃٌ مِّنْ ذِکْرِ الْخَفِیِّ فَھُوَ حَیٌّ وَمَنْ غَ قَلْبِہٖ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ قَلْبٌ مَّیِّتٌ

ترجمہ: مومن کا دل ذکر خفی میں ہر وقت موجود رہتا ہے لہذا اسے حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور جس کا دل ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ درحقیقت مردہ شمار ہوتا ہے۔

کُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ

Marfat.com

جو بھی سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر نکلے وہ سانس مردہ ہے۔

لب مولیٰ کو چاہیے کہ اپنے دل میں غیر اللہ کا خیال تک بھی نہ آنے دے اور ذات

ی کو ہر جگہ موجود سمجھے۔

ما تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجهُ اللّٰه (البقرہ ۲:۱۱۵)

: سو جدھر بھی تم رخ کرو وہیں ذات خداوندی ہے۔

موجودگی اللہ تعالیٰ کے متعلق

تجلی تیری ذات کی سو بہ سو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

جب سالک ذات الٰہی کو ہی موجود سمجھے تو اس وقت مراقبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

سکین قلب ہے اور یہی کامیابی اور یہی سہل ہے۔

ث مبارکہ ہے

عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ وَقَطَعَ رِجْلُهٗ

ہ: جس شخص کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہوگی تو وہ گونگا اور لنگڑا ہو گیا۔

ذکر کے ساتھ فکر بھی ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ جب انسان ذکر میں مشغول ہو

ئے تو مکان خالی ہو جاتا ہے اور جب مکان خالی ہو جاتا ہے تو ضروری ہے کہ مکان پر کوئی

ئی ہستی آ کر قبضہ کر لیتی ہے لہذا اس قبضہ کے لیے مکان کو خالی نہیں رکھنا چاہیے۔ کسی

قبضہ میں دینا چاہیے تا کہ وہ مکان تمہارے قبضہ میں ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

Marfat.com

ذکر کے ساتھ فکر ایک لازمی امر ہے تاکہ مکان فکر والے کے قبضہ میں ہو اور جب ف
ایک جاوے تو ضروری ہے کہ یہاں شکر صبر بھی خود بخود آجاتا ہے۔ تو چاروں مل کر تص
بن جاتا ہے اور جب تصدیق بن جاتا ہے تو یقین صادق ہو کر تصور مکمل ہو جاتا ہے ا
اسی تصور کے ذریعہ جہاں جائے جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالثواب۔

صلوٰۃ کے متعلق

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ

ترجمہ: دل کی حضوری کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اَلْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَآءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحُضُوْرَ

ترجمہ: انبیاء اور اولیاء اپنے دلوں کے حضور سے نماز پڑھتے ہیں۔

صَلٰوۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْاَوْلِیَآءُ حَبْسُ الْحَوَاسِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ

ترجمہ: انبیاء اور اولیاء کی نماز درحقیقت غیر اللہ سے حواس کا بند ہونا ہے۔

اسی وقت ہی ان کے خواس خمسہ غیر اللہ سے بند ہو جاتے ہیں اور ان کا ایک
سانس یاد الٰہی میں گزرتا ہے۔ اپنے ایک ایک سانس کا خیال و شمار رکھتے ہیں کہ کہیں غ
میں نہ گزر جاویں۔ یہی لوگ درحقیقت نمازی ہیں اس کو ذکر الخفی کہتے ہیں۔ جیسا
تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَۃً۔ (الاعراف ۷:۵۵)

ترجمہ: دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔

Marfat.com

ایت قبلہ بابا مبارک برائے فقر:

نفس کے متعلق نفسانی خواہشوں کی طرف مائل نہ ہونا اور خلقت سے کنارہ کشی اور نذر نیاز ملے تو اسے اپنے پاس جمع نہ کرنا اگر ایسا کرو گے تو خطا پاؤ گے۔

حکم مرید اگر نفلوں کی نماز پر کھڑا ہو اور پیر نے آواز دی تو نفل توڑ کر تعمیل حکم کرے لہ نفلوں کے ثواب سے پیر کے حکم کی تعمیل کرنا افضل ہے۔ اگر امتی سنتوں کے نماز پر کھڑا ر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آواز دی تو سنت توڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کے حکم کی تعمیل کرے اور بعد میں اپنی نماز پوری کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کا حکم سنتوں کے پڑھنے سے افضل ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان فرض پر کھڑا ہو تو اور ت پڑھ رہا ہو اور اسی وقت اللہ سبحانہ تعالیٰ مخاطب ہو اور انوار تجلی جاری ہو تو اس شخص کو ہیے کہ اپنا نماز نہ توڑے بلکہ قرات بند کر دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھے اور حکم سن حاصل کرے۔ جب آواز بند ہو جائے اور حکم پورا ہو جاوے تو بعد از ان نماز کو پورا ے اور اگر ہوش ہو جائے تو نماز کو توڑ دے اور بیٹھ جاوے اور حکم حاصل کرے اور بعد ں از سر نو وضو کر کے اپنی نماز پوری ادا کرے۔

- در بار تصور عاشق مرید کو اپنا تصور اور رابطہ کا حکم کرنا چاہیے ضروری ہے۔

- کم کھانا، کم خواب کرنا، کم بولنا، دنیا دار لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھنا، دوست بھید نہ کھولنا یہ کمالیت کی نشانیاں ہیں۔

- لَا طَامِعَ، لَا جَامِعَ، لَا مَانِعَ

Marfat.com

ترجمہ: طمع کرنا، جمع کرنا، منع کرنا فقیر کی شان نہیں ہے۔

۶۔ اگر کوئی شخص ایک خاص سمت میں چلتا ہے اور اس کا یقین کامل ہے اور کمالیت امید رکھتا ہے تو یقیناً وہ شخص کمالیت کو پہنچ جاوے گا۔

۷۔ اپنے اوپر آسائش کا دروازہ بند کر لو اور ہر واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف خیال کرو۔ پر راضی رہو بلکہ اسے رحمت الٰہی خیال کرو۔

۸۔ فقر میں اہل سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیے تاکہ اسرار الٰہی کو پوشیدہ رکھ سکیں واسطے کہ یہ بھید دوست کا بھید ہے۔ کامل لوگ کبھی بھی اپنے دوست کا بھید ظاہر نہیں کرتے ہے۔

۹۔ مصیبت کے وقت فریاد کرنا، حقیقت میں سچا دوست نہیں وہ جھوٹا ہے۔

۱۰۔ اعمال صالحہ پر دائمی کاربند رہو۔

۱۱۔ مخالف نفس کرتے رہو۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى۔ (النّٰزعٰت ۷۹: ۴۰،۴۱)

ترجمہ: اور جو ڈرتا رہا ہوگا، اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہوگا (ہر بری) خواہش سے، یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

۱۲۔ حکم خداوندی مانو۔

مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔ (النحل ۱۶:۹۶)

Marfat.com

جو تمہارے پس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا۔

اس لیے کہ جو کچھ میرے پاس تھا وہ خدا کے سپرد کیا، یا اس کو اس کے راہ میں کرلیا اور خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔

اپنے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کافی سمجھو۔

وَ احَسۡبُنَا اللّٰہُ سَیُؤتِیۡنَا اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ وَرَسُوۡلُہٗ۔

(۵۹:۹)

اور کہتے ہیں کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ، عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے، کا رسول بھی عطا فرمائے گا۔

تقویٰ اختیار کرو۔

کرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔ (الحجرات ۴۹:۱۳)

تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

حسد سے بچو۔

نَا بَیۡنَھُمۡ مَّعِیۡشَتَھُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا۔ (الزخرف ۴۳:۳۲)

ہم نے تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامان زیست کو اس دنیاوی زندگی میں۔

اب سیدھی سی بات ہے جو چیز ازل سے کسی کے حصے میں آ چکی وہ وہی مقدر ہے۔ کی چیز میں اختیار نہیں تو حسد بے فائدہ ہے۔

دشمنی صرف شیطان سے رکھو۔

Marfat.com

إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ. (الاعراف ۷:۲۲)

ترجمہ: بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد پورا کرو۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ الشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَ
مُّبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِى ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ (یٰسین ۳۶:۶۰،۶۱)

ترجمہ: کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا، اے اولاد آدم! کہ شیطان کی ع
نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور میری عبادت کرنا، یہ سیدھا راستہ ہے۔

۱۸۔ سیدھے راستے پر چلو۔

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِى مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ السُّبُلَ فَتَ
بِكُمْ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

(الانعام ۶:۱۵۳)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو ان راستو
(ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں حکم دیتا ہے
جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

۱۹۔ رزق کا وارث اللہ تعالیٰ کو سمجھو۔

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا. (ھود ۱۱:۶)

ترجمہ: اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق۔

Marfat.com

خدا پر بھروسہ کرتے رہو۔

، یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ (الطلاق ۶۵:۳)

: اور جو (خوش نصیب) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے۔

تمام مخلوق کا کسی نہ کسی پر بھروسہ ہوتا ہے یعنی کسی کو اولاد پر کسی کو دولت پر، کسی کو
ار پر، کسی کو قانون پر، زمین پر، زر پر، کسی کو برادران حقیقی پر، کسی کو خاندان پر ہوتا ہے
ب کے سب باطل ہیں اور بے اعتبار ہیں۔ بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو۔

نَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ۔ (البقرہ ۱۱۵:۲)

: سو جدھر بھی تم رخ کرو وہیں ذات خداوندی ہے۔

اے میرے پسر میں تمہیں ہدایت چھوڑتا ہوں کہ اگر طریقت کا خواہشمند ہے تو
ی شدہ نہ ہو۔ اس فقیر سے طریقہ کرلو ضروری یہ ہے یہ ہدایت نہیں ہے ضروری ہے۔
ہدایت پر کار بند رہو اور جب طریقہ کرلو تو تصور سے زیادہ کام لیا کرو۔ یعنی چوبیس گھنٹے
نے پیر کو سامنے رکھو اور اس کی شکل اپنی آنکھوں سے ادھر ادھر نہ کرو۔ اگر تصور میں کچھ فرق
ئے اور پیر کا شکل نظروں سے اوجھل ہو جائے تو پھر اس کی صحبت میں جا کر بیٹھا کرو اور
کے منہ کی طرف زور زور سے دیکھا کرو مگر پیر سے تصور کا اجازت لو ورنہ آنکھوں میں
ان ہو جائے گا۔ پیر کی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈالا کرو کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور گستاخی
اور جب تصور پک جائے تو پھر پیر سے یک طرف ہو کر اکیلا بیٹھ جاوے اور پیر کی تصور

شکل یا مراقبہ میں یا در حالت خراب میں نظر آئے تو پھر درست ہے ورنہ پھر اسی طرح
صحبت اختیار کرتے رہو اور زبان کو ہمیشہ کے لیے بند رکھو اور فضول بات مت کرو۔

۲۳۔ (الف) وہ درویش جو کہ غریب ہو مگر اپنے آپ کو دولت مند ثابت کرے۔

(ب) بھوکا ہو تو اپنا پیٹ بھرا ہوا ظاہر کرے۔

(ج) غمناک ہو تو اپنے آپ کو خوش ظاہر کرے یعنی ظاہری خوشی اور دل

(د) جس شخص کے ساتھ دشمنی ہو اسے دوست دیکھائے۔

(ر) درویش مرد وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی چیز کو مد نظر نہ رکھے۔

اے درویش تجھے یاد رہے کہ جب آدمی دوست کا بن جاتا ہے تو سب چیزیں
کی بن جاتی ہیں۔ درویش کو چاہیے کہ تمام موجودات سے فارغ ہو کر دوست کی
مشغول رہے تاکہ جو کچھ دوست کا ہے اس کی پیروی کرے۔

یا عبدی و کل عبدی انت لی و انا لک

ترجمہ: اے میرے بندے اور تمام بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے ہوں

کس فقیر سے طریقہ بیعت کرنی چاہیے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المآئدہ ۵:۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

Marfat.com

ن کرنے کے متعلق ہدایات مندرجہ ذیل ہیں

جس کا سلسلہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملا ہوا ہوتو اس ہستی سے
ن کرنی چاہیے، پہلے شجرہ ملاخطہ کیا جاوے اور اگر اس کے پاس فرضی شجرہ ہوتو ہفتہ یا
یا اس سے زیادہ دن اس فقیر کے پاس بطور مہمان رہ کر اس کے اعمال صالحہ بدنی
ی ملاخطہ کیا جاوے اور اس کا ہر حرکت کو دیکھا جاوے۔ جب شریعت پر درست نظر
ے تو پھر اسے طریقت کرنی چاہیے یعنی شریعت کا پابند ہو۔

یعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ۔ (المآئدہ ۵:۹۲)

ہ: اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو رسول کریم کی۔

ال قبلہ بابا مبارک:

ایک دن مجھے کہا کہ بچے میں چھ سال کا تھا کہ نماز پر کھڑا ہوا ہوں اور مجھ سے اس
تک ایک نماز بھی قضا نہیں ہوا ہے۔

ے دل:

میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کچھ مدت گزرنے کے بعد قبلہ بابا
ک بیمار ہوئے اور بیماری بھی ایسی تھی کہ ہل جل نہیں سکتے تھے۔ جب وقت نماز آیا تو
ہا کہ بچے مٹی کا ایک ڈھیلا لے آؤ۔ میں جا کر باہر سے مٹی کا ایک ڈھیلا لے آیا۔ قبلہ بابا
ک نے کہا کہ میرے سینے پر رکھ دو۔ میں نے ویسا کیا تو قبلہ بابا مبارک نے تیمم کیا اور
اٹھایا اور لیے لیے نماز کر دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر دعا کی اور میں نے دل میں کہا کہ

Marfat.com

قبلہ نے درست کہا تھا کہ نماز قضا نہیں کی ہے۔

کچھ دن بعد قبلہ بابا مبارک پر محویت طاری ہوئی اور عصر کا وقت تھا نماز کھڑی امام نے نیت باندھ لیا، قبلہ نے مجھے کہا کہ مجھے نیت پڑھاتے جاؤ میں قبلہ کو نماز کا نیت تھا مگر قبلہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ لہذا امام نے قرات ختم کر دیا اور رکوع میں چلے گئے نے اللہ اکبر کر کے رکوع میں چلا گیا نماز سے فارغ ہو کر مغرب تک بے ہوش تھے آذان کا وقت قریب آیا تو ہوش میں آ گئے اور اٹھ کر وضو تازہ کیا۔ میں نے دل میں قبلہ بابا مبارک سے واقع نماز قضا نہیں ہوئی ہے۔

۲۔ ملاحظہ ہو اسباق یعنی کلمہ شریف سے سلسلہ وار دیتا ہو یعنی بسم اللہ شروع ہو تو بیعت کرنا چاہے ورنہ نہیں۔

۳۔ بیعت کرنا ایسا ہو جیسا کہ سردر دو جہاں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو بیعت الرضوان)

۴۔ شادی شدہ نہ ہو اس سے بیعت کرنا چاہیے۔

۵۔ شادی شدہ ہو تو اپنے بطن سے کوئی اولاد نہ ہو بیعت کرنا چاہیے ورنہ نہیں۔

۶۔ اگر اولاد ہو تو دیکھا جاوے کہ مرید اور اولاد کو برابر رکھتا ہے یا کہ نہیں اولاد دیکھا جاوے کہ مرید کو اولاد کا غلام بناتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۷۔ مرید کے ساتھ تعلق زیادہ رکھتا ہے تو بیعت کرنا چاہیے۔

۸۔ اگر مرید کی طرف زیادہ توجہ کرتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

Marfat.com

مرید کے مقابلہ میں دو بیٹے برابر کرتا ہے ورنہ نہیں۔

اگر مرید کو زیادہ تنگ کرتا ہے تو قابل بیعت نہیں۔

اگر مرید سے بے وقت بے فائدہ رقم وصول کرنا یا مانگنا خواہ مرید کے پاس ہو یا
اگر پیر صاحب مرید سے رقم طلب کرتا ہے اور ہر وقت اس وجہ سے مرید کے پاس
ہے یا کسی کو مرید کے پاس بھجواتا ہے کہ ماہوار یہ رقم مرید سے لاتا ہے یا کبھی کبھی مرید
قرض مانگتا ہے اور بہانہ کرتا ہے کہ میرا روزہ ہے اور پیر کا نام بدنام کرتا ہے اور کہتا
بلہ کی طرف سے ہے!ور حکم ہوا ہے اور قبلہ کا نام لیتے ہوئے مکروفریب سے مریدین
وصول کرتا ہے اور رقم لاکر بیوی صاحبہ کو خوش رکھنا یا کہ جب قرض کے بہانے سے رقم
ہے اور پھر مانگنے پر اس غریب کو گالی گلوچ کرتا ہے ایسا پیر صاحب بالکل قابل بیعت
ہے۔ مکار ہے ایسے پیروں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ کبھی کبھی غریب مرید کو الگ
ہے اور اس کی غلط باتیں کرتا ہے کہ تم کو کرامت دوں گا اور جا کر جائیداد فروخت کر

دیکھا جاوے کہ مرید کے ساتھ کوئی مالی امداد کرتا ہے اور دنیا کا سلسلہ درست کرتا
قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

مرید کا باطن درست کراتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

مرید کے پیچھے پرواز کرتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

اپنے آپ کو تمام دنیا سے ذلیل جانتا ہے اور اپنے سینے کو سب سے وسیع و افضل

Marfat.com

جانتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۱۶۔ ہر وقت غرور وتکبر حسد، بغض میں مست رہتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۱۷۔ اگر مرید بدفعلی کے لیے جاتا ہے تو اس کو سزا دیتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ

۱۸۔ اگر مرید کو خفی طور سے بچاتا ہے تو قابل بیعت ہے۔

۱۹۔ اگر مرید سے سختی سے منزل طے کرتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔ آسانی سے منزل طے کرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے کیونکہ مرید صاحب کمال تک پہنچا تھا مرید پیر سے ڈرتا نہیں۔

۲۰۔ مرید کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے تو قابل بیعت نہیں۔

۲۱۔ مرید کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے اور محبت سے پیش آتا ہے تو بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۲۲۔ مرید کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۲۳۔ مرید کے اندر بدن میں اپنا تصرف کرتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں

۲۴۔ مرید کو ٹھکراتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۲۵۔ مرید کے نیچے رہتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۲۶۔ مرید کو اپنے سینے سے نیچے رکھتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۲۷۔ مرید کی ہر حرکت کو دیکھتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۲۸۔ اگر پیر مرید سے بے پرواہ ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

مرید کا لگام اپنے پاس رکھتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

مرید کو گھوڑے پر سوار کر کے لگام اپنے پاس رکھتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

مرید کو گھوڑے پر سوار کر کے لگام مرید کے ہاتھ میں دے کر اس کو کہتا ہے کہ

ے کو اب خود چلاؤ تمہارا اختیار ہے قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

مرید کو سواری کا حکم نہیں صرف گھوڑے کا لگام دے کر اس کو کہتا ہے کہ کھینچے جاؤ تو

ل بیعت نہیں ہے۔

اپنے دربار کو یکساں چلاتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

اگر مالدار کا عزت کرتا ہے اور غریب کی طرف دیکھتا نہیں تو قابل بیعت نہیں۔

غریبوں کو اپنے مکان میں جگہ دیتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

باہر سے اگر اشیاء خوردنی آئی ہو تو دیکھا جائے کہ اس کو کس طرح تقسیم کرتا ہے۔

حصہ خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام پر تقسیم کر دیتا ہے تو قابل

ہے اور اگر دو حصوں سے یا اس سے زائد حصہ اپنے گھر بھیجتا ہے تو قابل بیعت نہیں

اس فقیر کے نزدیک بیٹھنا مناسب نہیں کیونکہ وہ عورتوں کا مرید ہے۔ ایسے پیر

ب سے گریز کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤ۔

ہر وقت مراقبہ اور تصور میں ہو تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

ہر وقت ناچ گانے میں مصروف ہو تو قابل بیعت نہیں ہے۔

مسکرا کر ہنسے تو قابل بیعت ہے۔

۴۰۔ اگر قہقہے سے ہنسے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۴۱۔ خدا اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اپنے شیخ سے ڈرتا ہے تو قابل
ہے ورنہ نہیں۔

۴۲۔ اپنے پیر کا نام بدنام کرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے اپنے پیر پر الزام لگ
قابل بیعت نہیں ہے۔

۴۳۔ اپنے پیر کا نام بلند کرتا ہے تو قابل بیعت ہے۔

۴۴۔ شریعت کے برخلاف زیادہ حرکتیں صادہوتا ہے تو استدراجی ہے تو قابل
نہیں ہے اس کے نزدیک جانا بمنزل گناہ ہے قابل بیعت نہیں ہے۔

۴۵۔ اگر وقتاً فوقتاً شریعت کے برخلاف کوئی حرکت صادر ہو تو سوچا جائے کہ یا
وجد میں ہے یا ہوگا تو قابل بیعت ہے اس کا وہ حرکت قابل پکڑ نہیں ہے۔

۴۶۔ فرضی باتیں زیادہ کرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۴۷۔ حقیقی باتیں زیادہ کرتا ہو تو قابل بیعت ہے۔

۴۸۔ اگر نماز میں حضور برابر (مسلسل) رہتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۴۹۔ نماز میں کھڑا ہو کر نیت باندھنے سے پہلے اپنے بدن کا ملاحظہ کرتا ہے تو
بیعت ہے ورنہ نہیں ہے۔

۵۰۔ نماز پر کھڑے ہوتے ہوئے کعبہ کو تصور سے کھنچتا ہے یا کھینچ سکتا ہے قا
بیعت ہے ورنہ نہیں۔

Marfat.com

۵۱۔ نماز پر کھڑا ہونے کے وقت رنگ تبدیل ہوتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۵۲۔ اگر مستورات سے پرہیز کرتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۵۳۔ اگر مستورات کی مجلس میں بیٹھتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۵۴۔ فیض زیادہ تقسیم کرتا ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۵۵۔ فیض دو قسم کا ہے۔

(الف) نورِ کرامت

(ب) دولت دنیا و عزت

۵۶۔ بارہ برج اور پانچ مقامات ایک نظر سے طے کرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے استدراجی ہے یہ ایک کھیل ہے فرضی ہے۔

۵۷۔ بارہ برج اور پانچ مقامات سیڑھی پر سیڑھی طے کرتا ہے قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

قبلہ بابا مبارک کا فرمان ہے کہ ہر سال جو کے دانے کا بارہواں حصہ مرید کے دل پر نور رکھا یا جایا کریں۔ بارہ سال میں مکمل ہوگا اور مرید اپنے سینے کو اچھی طرح سے سنبھال لے گا اور اپنے نور کو محفوظ رکھے گا۔

۵۸۔ الزامات اپنے اوپر لیتا ہو تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۵۹۔ الزامات سے بچتا ہے یا اپنے آپ کو بچاتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۶۰۔ یاد رکھو کہ فقیری عقل سے ہوا کرتی ہے۔ عقل سے زیادہ کام لیا کرو اپنی گرفت نہ

Marfat.com

دیا کرو۔

۶۱۔ اگر دورہ خدا کے لیے ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۶۲۔ اگر نفس کے لیے دورہ کرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۶۳۔ اگر نفس کے لیے دورہ کرتا ہے حریص ہے دنیا کا لالچی ہے قابل بیعت نہیں ہے

۶۴۔ نفس کا تابعدار ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۶۵۔ عورت کا تابعدار ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۶۶۔ نفس روح اور شعور کا تابعدار ہے تو قابل بیعت ہے۔

۶۷۔ عورت کا مالک ہے تو قابل بیعت ہے۔

۶۸۔ دورے میں امر معروف کرتا ہے تو قابل بیعت ہے۔

۶۹۔ دورے میں صرف تندور کو پر کرنے کے لیے پھرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۷۰۔ اولاد کو شریعت کا پابند کرتا ہے تو قابل بیعت ہے۔

۷۱۔ اولاد کو شریعت کے پابند نہیں کرتا تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۷۲۔ الم لیے ہوئے پھرتا ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۷۳۔ فقیر ہے تو قابل بیعت ہے (لفظ فقیر سے مراد)

ف: فاقہ ق: قناعت

ی: یاد الٰہی ر: ریاضت

۷۴۔ مرید کو ہر فرض سے آگاہ کرتا ہے تو قابل بیعت ہے۔

Marfat.com

۷۵۔ صاحب فیض ہو تو قابل بیعت ہے۔

۷۶۔ صاحب ہیض ہو تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۷۷۔ گنج عالم ہو تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۷۸۔ رنج عالم ہو تو قابل نہیں ظالم ہے مظلوموں پر ظلم کرتا ہے۔

۷۹۔ مستغنی ہے تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۸۰۔ حریص ہے تو قابل بیعت نہیں ہے۔

۸۱۔ مراقبات، تصورات، تخیرات، عبادات، زہد، تقویٰ، توکل، اور پرہیزگاری جیسے عمل ہوں تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

۸۲۔ **لَا جَامِعَ، لَا مَانِعَ، لَا طَامِعَ، لَا مَانِعَ** ہو تو قابل بیعت ہے ورنہ نہیں۔

کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ جس کسب میں مبتلا ہو اس کسب کو اس حد تک پہنچایا جاوے تاکہ دنیا مان لے اور قابل صفت ہوں۔

کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

ترجمہ: کوئی ایسا کمال دکھا کہ لوگ تجھے اپنا عزیز بنالیں۔

Marfat.com

سال کے معتبر ایام کے متعلق

سال کے معتبر ایام 19 ہیں۔

☆ ماہ رجب:	۲۶، ۲۷، ۲۸ = ۳		شب معراج
☆ ماہ شعبان:	۱۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ = ۴		حکم، لیلۃ القدر
☆ ماہ رمضان:	۲۶، ۲۷، ۲۸ = ۳		قرآن پاک کے اترنے کی ابتداء اور اختتام ہے
☆ ماہ شوال:	یکم تاریخ = ۱		عید الفطر
☆ ماہ ذوالحجہ:	دسویں رات = ۱		عید الاضحیٰ
☆ ماہ محرم:	۸، ۹، ۱۰ = ۳		
☆ ماہ ربیع الاول:	صحتیابی رسول اللہ آخری چار شنبہ		صحتیابی رسولؐ
☆ ماہ ربیع الاول:	۱۰، ۱۱، ۱۲ = ۳		تبدیل کپڑے

تفصیل:

ماہ رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زمین سے عرش معلیٰ پر تشریف لے گئے تھے اور خداوند تعالیٰ کے ساتھ ملاقی ہوئے تھے اور خداوند تعالیٰ کے ساتھ تین ہزار باتیں کی تھیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام تین ہزار ہیں اور ہر نام کے بدلے میں ایک ایک ہدایت کی گئی ہے۔

ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ پر شب قدر ہے۔

Marfat.com

نزلنٰہ فِی لَیلَۃٍ مُبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنذِرِینَ۔ (الدخان ۴۴:۳)

: بے شک ہم نے اتارا ہے اسے ایک بابرکت رات میں ہماری یہ شان ہے کہ ہم

ں خبردار کردیا کرتے ہیں۔

ات میں تمام سال کے لیے حکم جاری ہوتا ہے یعنی تقسیم نعمتیں روزیوں کے، اجلوں

رقی اور تنزل کے، عمروں کے، یعنی ہر امر کے لیے جاری ہوتا ہے۔ ماہ شعبان 26,

27,۔

اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ۝ وَمَآ اَدرٰکَ مَا لَیلَۃُ القَدرِ۝ لَیلَۃُ القَدرِ

رٌ مِّنْ اَلفِ شَھرٍ۝ تَنَزَّلُ المَلٰئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم مِّن

امرٍ۝ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطلَعِ الفَجرِ (سورۃ القدر ۹۷:۱ تا ۵)

: بے شک ہم نے اس (قرآن پاک) کو اتارا ہے شب قدر میں، اور آپ کچھ

تے ہیں کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اترتے ہیں فرشتے اور

ح (القدس) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر امر (خیر) کے لیے، یہ سراسر (امن و

تی ہے، یہ رہتی ہے طلوع فجر تک۔

شب میں قرآن پاک کے اترنے کی ابتداء ہوئی ہے۔ قرآن پاک لوح محفوظ سے

تھے آسمان پر آیا اور زمین پر تیئیس (23) سال میں آیت، آیت۔ سورت، سورت زمین

یا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیش کیا گیا۔ اس رات کو ہر شخص کے گھر میں

100) فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

ان راتوں میں 100 رکعتیں نفل پڑھنا فرض ہے۔ ان راتوں میں عبادت
ہے۔ ماہ شوال کی پہلی رات عید الفطر، رمضان المبارک کے مہینے کے گزرنے کی خوشی
عید الاضحیٰ ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ قربانی حضرت اسماعیلؑ کی ہے۔ ماہ محرم
10 شہدائے کربلا معلی یعنی آخری تین دن یعنی 10, 9, 8 راتیں مقرر ہیں۔
شام کو ختم ہے اور دعا ہے۔ ماہ ربیع الاول آخری چارشنبہ صحتیابی رسول اللہ صلی اللہ
وسلم۔ ماہ ربیع الاول 10 تا 12 تبدیل کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے
دن آخری 10, 11, 12۔

پورے سال میں یہ انیس (19) دن مسلمانوں کے لیے معتبر ایام ہیں
دنوں کو قرآن پاک کے حکم سے ایام اللہ کہتے ہیں۔ ان انیس راتوں
(100) رکعتوں کا پڑھنا فرض ہے اور یہ عبادت افضل عبادت ہے۔

مکمل تفصیل شب معراج کے متعلق

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی
الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ
السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (بنی اسرائیل ۱:۱۷)

ترجمہ: ہر (عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل
حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گرد ونواح کو تاکہ
دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا

...ہ دیکھنے والا۔

آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ معراج کی رات مجھے ایک سفید پوش ...ور پیش کیا گیا جس کا نام براق ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ...ائیل ہوں۔ جبرائیل نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سلام کہتا ہے اور اس براق پر سوار ہو ...یں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم براق پر سوار ہو گئے اور جبرائیل لگام پکڑ کر روانہ ہو گئے۔ ...ید الحرام سے روانہ ہو کر بیت المقدس میں اتر گئے اور وہاں سے تمام پیغمبر موجود تھے۔ نما ...ا وقت آ گیا تو تمام پیغمبروں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور پھر ...ضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم براق پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

جب آسمانوں پر پہنچے تو جبرائیل نے دربانوں سے آسمان کا دروازہ کھولنے کو کہا۔ ...ربانوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں جبرائیل ہوں اول آسمان پر حضرت آدمؑ سے ...لاقات ہوئی۔ اسی طرح سے ہر ایک آسمان کے دروازے جبرائیلؑ نے کھلوائے۔ ...وسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ...لاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی پھر عرش معلیٰ پر ...پہنچے اور دیکھا کہ ایک طرف بیری کا ایک درخت ہے۔ جس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر ...ڑے تھے اور جس میں مٹکوں کے برابر بیر لگے ہوئے تھے۔ اس جگہ کو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ...یں اور اس بیری پر سنہری پروانے نہایت خوبصورت طرح طرح کے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ...ور کی تجلی تھی۔ وہ کیفیت تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی بیان نہیں کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

رفتار وہاں ٹھہر گئے، براق نے کہا کہ میرا آگے کا حکم نہیں ہے۔ براق واپس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں پر کھڑے تھے کہ ایک فرش آیا اور اس نے کہا میرے اوپر بیٹھ جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا کہ تمہارا کیا نام ہے تو اس بجواب کہا کہ میرا نام رف رف ہے۔ تو اس پر حضور بیٹھے گئے اور رف رف روانہ ہوا۔ ایک مقام پر ٹھہر گئے اور کہا کہ آگے میرا جانا بند ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتر گئے پیدل روانہ ہو گئے۔ کچھ منزل کے بعد آواز آیا کہ میں ہوں تیرا رب آگے آؤ......

پھر قرآن پاک بیان کرتا ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (النجم ۵۳:۸ تا ۱۰)

ترجمہ: پھر وہ قریب ہوا، اور قریب ہوا، یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔

قوسین آمنے سامنے ہونا قاب قوسین ایک دوسرے سے مس کرتی ہے یعنی ملانے کا مشابہ ہے۔ یہ صورت دائمی ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فائز ہیں۔ اس سبب سے حضور کا نام اسم گرامی عبدہ ہے۔ اور ادنیٰ ملاقات کی تیسری صورت ہے جو کہ گیر ہونے کا مشابہ ہے اس میں دونوں قوسین ایک دوسرے کو قطع کر گئی ہیں۔ یعنی دونوں ایک جز ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دونوں بیٹھ گئے اور

Marfat.com

ﷺ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا

اتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبٰتُ

میری زندگی اور میری عبادتیں اور میری پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

فرماتے ہیں

مُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سلامتی ہو اوپر ہمارے اوپر اللہ کے نیک بندوں کے۔

ﷺ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے

مُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ

اور سلام اور نبی کے اور رحمت اللہ اور اس کے برکتیں۔

بعد اللہ تعالیٰ نے تین ہزار (3000) باتیں کیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام

ر نام کے بدلے میں ایک بات کی۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے متعلق۔

مقطعات کے متعلق۔

علم لدنی کے متعلق۔

اسماء الحسنٰی کے متعلق۔

نمازوں کے متعلق۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت پر پچاس

Marfat.com

نمازیں دن رات میں فرض کیں۔ مگر حضرت موسیٰؑ کے مشورہ پر کئی دفعہ تخفیف کی
آخر کو پانچ نمازیں امت پر رہ گئیں۔ صحابہ کا مذہب ہے کہ اس رات میں ظاہری آنکھ
بصارت سے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کی تجلی دیکھ
اور دل کی بصیرت سے اپنی نظر سے خود اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو کہ پانچ یا چھ حدیثوں سے ثا
ملاحظہ ہو۔

بے مثل بشر:

ایک دن حضرت جبرائیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس کھڑے
اور ساتھ میں بی بی عائشہؓ کھڑی تھیں۔ جبرائیلؑ نے بی بی عائشہؓ کو سلام کہا۔ رسول
اللہ علیہ والہ وسلم نے بی بی عائشہؓ کو فرمایا کہ جبرائیلؑ سلام کہتا ہے۔ بی بی عائشہؓ نے
وعلیکم السلام اور جواب دیا اور کہا کہ آپ کو نظر آتا ہے اور مجھے تو نظر نہیں آتا
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا کہ میں نے جبرائیلؑ کو اول نبوت میں اپنے شکل
ہے۔ اور دوسری بار شب معراج کو دیکھا ہے جو کہ سدرۃ المنتہیٰ میں ایک بیری کے
حد ہے۔ نیچے اور اوپر میں، نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہنچتے اور اوپر والے نیچے نہیں ا
کے پاس جنت ہے۔ میں نے بہشت کو بھی دیکھا ہے۔

اس کے بعد جبرائیلؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آگے
جا سکتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج کو جو

Marfat.com

ہیں اور نوافل پڑھتے ہیں ان کے گھروں میں سو (100) فرشتے اترتے ہیں تیس بہشت کی بشارت دیتے ہیں، تیس فرشتے دوزخ سے بے خوف کراتے ہیں، تیس شیطان کے مکر سے بچاتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ویں شب کو ستر ہزار فرشتے اپنے سروں پر انوار الٰہی کے طبقے رکھے ہوئے ہیں اور پر اترتے ہیں اور اس گھر میں جاتے ہیں جس کے رہنے والے یادِ خدا اور عبادت روف ہوں۔

حکم ہوتا ہے کہ ان نور کے طبقوں کو ان کے سروں پر اٹھا دو اور تمام گھر کو نور الٰہی کردو اور اس گھر پر فضلِ الٰہی ہو جاتا ہے اور اس گھر پر اللہ تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے۔

شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت کے متعلق

اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ۔ (طٰہٰ ۲۰:۱۴)

: یقیناً میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا پس تو میری عبادت کیا کرو۔

لیٰ فرماتے ہیں

ـتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ (الحجر ۱۵:۲۹)

: اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے۔

اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ (الذاریات ۵۱:۲۱)

: اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

جب روح خدا ہے اور خدا اندر موجود ہے تو اس لیے انسان اپنی آنکھوں سے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کو دیکھنا چاہتا ہے اور مشاہدہ کرنا چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(بنی اسرائیل ۱۷:۷۲)

ترجمہ: اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کو کہا کہ مجھے اپنا دیدار کراؤ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ

لَنْ تَرٰنِیْ۔ (الاعراف ۷:۱۴۳)

ترجمہ: تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے۔

جب حضرت موسیٰ نے اصرار کیا کہ ضرور آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ میر... ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ نے منظور کر لیا اور کہا کہ تم کوہ طور کی طرف دیکھو۔ جب اللہ تع... اپنا جلوہ نور کوہ طور پر پھینکا تو حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تو اس قانو... مطابق اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق اپنی آنکھوں سے دیکھ... ہیں تو اس قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کا را... ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذاریات ۵۱:۵۶)

ترجمہ: اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں

جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تو انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تیار ہو... ہے۔ عبادت کرتے کرتے شوق بھی بڑھ جاتا ہے۔ انسان شوق میں آ کر سوال کرتا

...میرا بھی مشاہدہ ہو جائے اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ نے
...تعالیٰ سے کہا کہ کیسے زندہ کرتے ہو اور کیسے مارتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تمہارا یقین
...ں ہے تو ابراہیم نے کہا یقین تو ضرور ہے مگر میں اپنا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔

...لَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (البقرہ ۲:۲۶۰)

...جمہ: فرمایا تو پکڑ لے چار پرندے پھر مانوس کر لے انہیں اپنے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ چار پرندے لو یعنی مور، کبوتر، مرغ اور کوا اور ان چاروں کو
...ح کر لو اور گوشت کو ملا کر پھر اس گوشت کو چار حصوں پر تقسیم کر لو اور ان کو الگ الگ
...اڑوں پر رکھ دو اور سروں کو اپنے ہاتھ میں رکھ لو اور آواز دو کہ آجاؤ۔ ایک کا نام لیتے ہی
...ام گوشت پہاڑ سے روانہ ہو کر اڑ گئے۔ مشاہدہ پورہ ہو گیا اسی طرح سے ایک شخص امتی
...ول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عبادت کنندہ مشاہدہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنے اللہ کو اپنی
...نکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ

...مَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔
...نی اسرائیل ۱۷:۷۲)

...جمہ: اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

بعد میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے مشاہدہ کے لیے شریعت کا راستہ بتا دیا ہے
...کہ اگر کوئی انسان مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو اس راستہ پر چل کر دیدار ہو جاتا ہے اور مشاہدہ بھی
...ورہ ہو جاتا ہے۔ لہذا راستہ یہ ہے

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(الانعام ۶:۱۵۴)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں جن کا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

اس راستہ کو اللہ تعالیٰ نے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے جو کہ قرآن پاک سے ثابت ہے۔

۱۔ صراط مستقیم ۲۔ صراط سوئی ۳۔ صراط حمیدہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ (الفاتحہ ۱:۵)

ترجمہ: چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔

وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ (الحج ۲۲:۲۴)

ترجمہ: اور دکھایا گیا تھا انہیں راستہ اللہ تعالیٰ کا جو تعریف کیا گیا ہے۔

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا۔ (النزعت ۷۹:۴۴)

ترجمہ: آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (النسآء ۴:۵۹)

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو اپنے رسول کی۔

Marfat.com

م ہوا ہے کہ

یکُم بِسُنَّتِی وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ

مہ: تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کی پیروی فرض ہے۔

صحابِی کَالنُّجُوْمِ فبایھم اقتدیتم فاھتدیتم

مہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حابہ کی اقسام:

صحابہ کی دو اقسام ہیں۔

پہلے صحابہ وہ ہیں جن کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنی جسمی

ھوں سے دیکھا ہے۔

دوسرے صحابہ وہ ہیں کہ جنہوں نے عالم ارواح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

م کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جیسا کہ حکم ہے

صِیرَۃِ یَرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

مہ: بصیرت سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھتا ہے۔

لوگ مقلد ہیں اور یہی لوگ صالحین اور صدیقین ہیں جیسا کہ حکم ہوا ہے

ض عَیْنَکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مہ: اے علی اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے دل میں لا الہ الا اللہ کی آواز سنو۔

راقبہ کی صورت ہے۔

Marfat.com

ایک شخص ہے اور وہ سفر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو سفر کا شوق آ جاتا ہے حتیٰ کہ شوق اتنا بڑھ جاتا ہے کہ سفر کے لیے تیاری کرتا ہے اور روانہ ہو جاتا ہے۔ سفر کے لیے درج ذیل چیزیں ضروری ہیں۔

☆ راستہ

☆ بصر یعنی نظر

☆ سفر کا راستہ

☆ راستے کا دیکھ بھال میں بھید معلوم کرنا

☆ اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا

☆ منزل مقصود تک پہنچنا

اگر مندرجہ بالا سفر شریعت کے برخلاف ہوگا تو صاحب سفر یعنی مسافر کو کہیں تکالیف پیش آئیں گی اور اگر مسافر مندرجہ بالا سفر شریعت کے مطابق کرے گا تو وہ آسانی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ شریعت کیا ہے؟

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (الجاثیہ ۴۵:۱۸)

ترجمہ: پھر ہم نے پختہ کر دیا آپ کو صحیح راہ پر دین کے معاملہ میں، پس آپ اس کی پیروی کرتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں۔

یہ شریعت عام لوگوں کے لیے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور

ن کرنے والوں کے لیے رحمت ہے۔

آن مجید میں ہے کہ

ا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○

جاثیۃ ۴۵:۲۰)

مہ: یہ بصیرت افروز باتیں ہیں سب لوگوں کے لیے اور (باعث) ہدایت ورحمت ہیں
ا کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

شریعت تین چیزوں کا مجموعہ ہے۔ جب کوئی آدمی اپنی منزل مقصود تک جانا چاہتا
ہے تو اس کے لیے ایک مقصد ہوتا ہے، دوئم ایک طریقہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے اپنی
زل مقصود تک پہنچ سکتا ہے اور سوئم بصر یعنی نگاہ ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے راستہ نظر
ے۔ شریعت ایک ایسا قانون ہے جو تینوں کو جمع کیے ہوئے ہے۔

البصائرہ آنکھیں بھی ہیں وھد راستہ بھی اس کے ذریعہ طے ہوتا ہے اور رحمت ہی
ت کہ مقصود بھی اس سے حاصل ہوتا ہے۔ شریعت کے پانچ اجزاء ہیں

پہلا جز تو عقائد کا ہے جو کہ دل اور زبان سے یہ اقرار کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور
ول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے حق ہے یعنی

رارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ۔

جمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے احکام قبول کیے، زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے
دیق کرتے ہوئے۔

Marfat.com

۲۔ دوئم عبادت ہے یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔

۳۔ سوئم معاملات ہیں یعنی احکام نکاح، طلاق، حدود کفارات، بیع خرید وفروخت اجارہ اور زراعت۔

۴۔ چہارم معاشرت یعنی رہن سہن، ملنا جلنا، مہمان بننا، کسی کے گھر پر جانا بیوی بچے عزیزوں اجنبیوں نوکروں کے ساتھ برتاؤ کرنا شریعت کے اندر ٹھیک طور سے کرنا چاہئے اگر شریعت کے برخلاف برتاؤ ہے تو یہ عقائد تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں ہیں

۵۔ پنجم تصوف ہے جس کو شریعت میں اصلاح نفس بھی کہتے ہیں۔

الغرض دین کے پانچ اجزاء ہیں۔ ان پانچوں کے مجموعہ کا نام دین اسلام ہے اسی کو شریعت کہتے ہیں۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (ال عمران ۳:۸۵)

ترجمہ: اور جو تلاش کرے گا اسلام کے بغیر کوئی (اور) دین تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

(المآئدہ ۵:۴۴)

ترجمہ: اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وہی لوگ کافر ہیں۔

حق تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ اخلاق رذیلہ جاتے رہیں اور اخلاق حمیدہ

Marfat.com

اہو جائیں اور معاصی چھوٹ جائیں۔ طاعت کی توفیق ہو جائے غفلت من اللہ جاتی

ہے اور توجہ الی اللہ پیدا ہو جائے۔

نَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

مْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام ۶:۱۵۴)

ـمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور

ستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں حکم

نا ہے تمہیں جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

یہ راستہ شریعت ہے۔ اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ مندرجہ بالا آیت

ے ثابت ہے

۔ صراط مستقیم

یہ ایک سیدھی راہ ہے متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

۔ صراط السویٰ

یہ ایک متوسط راہ ہے یعنی درمیانی راہ ہے جو کہ درج ذیل آیت سے ثابت ہے

سْتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى۔

طٰ ۲۰:۱۳۵)

رجمہ: تم عنقریب جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ (پر چلنے) والے اور کون ہدایت یافتہ

یں۔

Marfat.com

۳۔ صراط حمیدہ

وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ۔ (الحج ۲۲:۲۴)

ترجمہ: اور دکھایا گیا تھا انہیں راستہ اللہ تعالیٰ کا جو تعریف کیا گیا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا ہے کہ

وَاِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا۔ (النزعٰت ۷۹:۴۴)

ترجمہ: اور آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔

یہاں علاوہ ذات کے صفات میں بھی رفتار کر سکتا ہے۔ یہاں سے حیاتِ ابدی شروع ہوتی ہے۔ یعنی عمر بھر کی زندگی ہے۔ اس کے بعد مرتا نہیں ہے۔ یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی تفسیر ہے۔ لیکن یہ ان کے لیے ہے جو یقین کرنے والے ہیں یعنی قرآن مجید میں ہے کہ

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔

(الجاثیہ ۴۵:۲۰)

ترجمہ: یہ بصیرت افروز باتیں ہیں سب لوگوں کے لیے اور (باعث) ہدایت و رحمت ہیں ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔

بصائر بصیرت کی جمع ہے۔ اور بصیرت باطن کی روشنی کو کہتے ہیں جسے بصر نگاہ کی ظاہری روشنی کو کہتے ہیں تو شریعت بصائر یعنی باطن کو روشن کرنے والی سراپا ہدایت کی سے راستہ نظر آتا ہے اور مقصود تک پہنچا دیتی ہے اور یہ رحمت ہے جو کہ مقصود ہے۔ بصر

Marfat.com

ئر نگاہ ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے راستہ نظر آجائے طریقہ یہ ہے۔

لیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ (النسآء ۴:۵۹)

جمہ: اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی۔

ریث مبارکہ ہے کہ

یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی تَکُونَ ھَوَاہُ تبعاً لما جئت بہ

جمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی ہر خواہش اس کے مطابق نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

نی شریعت یہ ہے کہ جو کچھ محبوب خدا دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے نع ہو جاؤ۔ قرآن مجید میں ہے کہ

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَھٰکُم عَنہُ فَانتَھُوا (الحشر ۵۹:۷)

زجمہ: اور جو تمہیں رسول عطا کریں وہ پکڑ لو اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔

دوزخ اور جنت کا یاد دلانا یہ معرفت ہے اور دوزخ اور جنت کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھنا یہ مشاہدہ ہے۔

شریعت راستہ ہے اور راستے کا دیکھ بھال کرنا یہ معرفت ہے جو کہ حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔ سالک شریعت کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو نفس کے نفع اور نقصان کی چیزوں کا ملاحظہ کرتا ہے تو وہی معرفت ہو گا۔ جو معاملات اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وہ منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور سالک کی آخری منزل

Marfat.com

حقیقت ہے۔ وہ کیا ہے

وَالِىٰ رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (النّٰزعٰت ۷۹:۴۴)

ترجمہ: اور آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشّمس ۹۱:۹،۱۰)

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا، اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ

(الشعراء ۲۶:۸۸،۸۹)

ترجمہ: جس دن نہ مال کام نہ آئے گا اور نہ بیٹے مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم۔

اَلَا اِنَّ فِى الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِىَ الْقَلْبُ

ترجمہ: خبردار یاد رکھو جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ایسا ہے کہ اگر وہ تندرست ہو تو سارا جسم تندرست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے یاد رکھو وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔

اللہ جل شانہ کا حکم ہے کہ دل، دماغ اور آنکھیں ان کو کسی طرح سے صاف اور ستھرا رکھنا چاہیے اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے طریقہ بتلایا ہے وہ شریعت پر قائم ہو جائے اور اللہ

طریقت اختیار کرے۔

الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ۚ
نْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ
فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح ۴۸:۱۰)

ہ: اے جان عالم، بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے ت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس وڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا، اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ کیا ہے تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

بعد طریقت کے ذکر اذکار، فکر افکار، مراقبات، تصورات، تخیرات و پاس انفاس فس نور پر کاربند رہے اور نوافل زیادہ پڑھے کیونکہ اس سے انسان خداوند عالم سے دوستی ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا اشغال کے ذریعہ سے روشن ہوتا ہے اور صاف ستھرا ہو جائیگا یہ ں اللہ تعالیٰ کو دوست ہوگا۔

تحقیقات مفیدہ متعلقہ نبوت وولائت

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(یونس ۱۰:۶۲)

مہ: سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مندرجہ بالا آیت پر غیر مذہب والے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ روز قیامت میں

Marfat.com

پیغمبروں کو غم اور ڈر ہو گا اور اولیاء اللہ پر غم نہ ہو گا اور نہ ان کو ڈر ہو گا تو اس آیت سے ہوتا ہے کہ پیغمبروں سے اولیاء اللہ افضل ہوں گے۔

اس میں گفتگو ہے کہ نبوت افضل ہے یا ولایت افضل ہے؟ مگر اس پر اتفا کہ ولی سے نبی افضل ہے کیونکہ وہ نبوت و ولایت کے جامع ہوتے ہیں جو حضرات کی افضلیت کے قائل ہیں وہ نبی کی فضیلت کے قائل ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ولایت م الی الحق۔ صرف اللہ تعالیٰ کی توجہ ہے۔ اور نبوت میں توجہ الی الخلق ہے۔ یعنی مخلوق کی توجہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا مخلوق کی طرف توجہ کرنے سے افضل ۔ ولایت افضل ہوتی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ولایت تو بے شک توجہ الی الحق ہے مگر نبوت و الخلق والحق ہے یعنی خدا اور مخلوق دونوں کی طرف توجہ ہے۔ یعنی مرتبہ جامع ہے پس کا افضل ہونا ظاہر ہے علاوہ ازیں اگر ولایت کو افضل کہا جائے تو لازم آتا ہے کہ نبی کو ملنے سے اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل ہوتا ہے کیونکہ نبی قبل از نبوت ولی ہوتا ہے۔ ا کے بعد نبوت ملتی ہے مگر دونوں فریق میں نزعہ لفظی ہے کیونکہ جو لوگ نبوت کو افضل کہ وہ نبوت کے معنی مطابقی (یعنی توجہ الی الحق والخلق) پر معمول کرتے ہیں۔

دوئم یہ کہ نبی کی دو شاخیں ہوتی ہیں۔ ایک ولایت کی اور ایک نبوت کی۔ تو ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ نبی کی توجہ **اَنَّ اِفَادَ الْخَلْقَ مِنْ حَيْثُ النُّبُوَّتِ** (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ولایت کی حیثیت یعنی اصل مطلوب یہی توجہ الی اللہ ہے) الغرض ولی کبھی کسی نبی کے درجے کو نہیں

رنہ عبادت کبھی معاف ہو سکتی ہے بلکہ خود ولی کو زیادہ عبادت کا حکم ہے۔ البتہ مجذوب
سلوب الحواس ہوتا ہے معذور ہے نہ ولی معصوم ہوتا ہے اور نہ صحابہ ہی کے مرتبہ کو پہنچ
ہے۔ ولایت نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ کیونکہ چالیس حروف ہیں لہذا اس سے
ہوتا ہے کہ ولایت نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔

ایمان اور تقویٰ کے متعلق

نَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ
نُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى
خِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ط

ں ۱۰:۶۱ تا ۶۳)

: سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں
مان لائے اور (عمر بھر) پرہیز گاری کرتے رہے، انہیں کے لیے بشارت ہے دنیاوی
ں میں اور آخرت میں نہیں بدلتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس میں ولایت کا مدار دو چیزوں پر فرمایا گیا ہے۔

ایمان ۲۔ تقویٰ

جس درجہ کا ایمان اور تقویٰ حاصل ہو گا اسی مرتبہ کی ولایت حاصل ہو گی۔ جو کہ ہر
ن کو حاصل ہے۔ اس کو ولایت عامہ کہتے ہیں اور اگر اعلیٰ درجے کا ایمان اور تقویٰ ہے تو
درجے کی ولایت حاصل ہو گی۔ اس کو ولایت خاصہ کہتے ہیں اور ولی وہی شخص ہوتا ہے

Marfat.com

جو اس ولایت خاصہ کے ساتھ ہو تو اب ولایت خاصہ کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے یعنی ایمان کامل اور تقویٰ کامل۔ ان دونوں کا تعلق دل سے ہے۔

ایمان کے متعلق

ایمان برہنہ ہے، لباس اس کا تقویٰ ہے، پاؤں اس کا فقر ہے، گھر اس کا ... اور گفتار اس کا کہنا **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَ... وَرَسُوْلُهٗ** کا ہے۔ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے اور جو شخص یہ بات کہے ... ذات پر ستم کرنے والا ہے اور غلط بیانی کرتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شری... ارکان ایمان کا ہے زیادتی اور نقصان اسی میں ہے ایمان میں کمی بیشی ہرگز ممکن نہیں ہے۔ ایمان ایک نور ہے جو قلب میں ہوتا ہے۔ جب اعمال صالحہ کرتا ہے تو سفیدی ... کے دل میں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ ایسا ہونے پر حلاوت ایمان حاصل ہوتی ہے اور ... دوستوں کا ہے۔ اگر مومنوں کا دل چیرا جائے تو اس میں سوائے سفیدی کے مطلق سیا... ہوگی۔

نفاق کے متعلق

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا ... الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰ... قَلِيْلًا ۙ (النسآء ۴:۱۴۲)

ترجمہ: بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعا...

Marfat.com

والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی) اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف تو
ے ہوتے ہیں، کاہل بن کر (وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے
یے، اور نہیں ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا مگر تھوڑی دیر۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص راہ حق میں ہوں اور گمراہوں سے بھی تعلق رکھتے
یہ بھی انفاق ہے۔

ق:

نفاق ایک تاریکی ہے جب مومن کے دل میں آتی ہے تو سیاہی پیدا کرتی ہے اور
وہ بدی کرتا ہے تو وہ سیاہی بڑھتی ہے۔ جب بدی پر استقامت کرتا ہے تو تمام دل سیاہ
تا ہے اور جب سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے تو رحمت باری تعالیٰ سے محروم ہو جاتا ہے تو پھر
و منافق کہا جاتا ہے۔ اگر اس کا دل چیرا جائے تو اس میں سوائے سیاہی کے سفیدی کا
ں نشان نہ ہوگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے آواز کرتا ہے کہ فلاں شخص میرا دشمن ہے
شتے وہی آواز لے کر زمین پر تمام مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں اور ہر شخص کے
سے یہی آواز آتی ہے کہ فلاں شخص خراب ہے۔

اور جس کے دل میں سفیدہ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے اور تمام دل سفید ہو جاتا ہے تو
تعالیٰ آسمان سے آواز کرتا ہے کہ فلاں شخص میرا دوست ہے تو وہی آواز فرشتے لے کر
مخلوق کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں کہ فلاں شخص اللہ تعالیٰ کا دوست ہے تو ہر شخص کے
سے یہ آواز نکلتی ہے کہ فلاح شخص نیک ہے اور بڑا بزرگ ہے اور قسما قسم کے صفت

Marfat.com

کرتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ ۲:۲۶۱)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں، اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بالیں (اور) ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ تعالیٰ (اس سے بھی) بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے

سخاوت کے متعلق

۱۔ جس نے جو بھی حاصل کیا وہ سخاوت سے حاصل کیا۔

۲۔ سخاوت کرنا نعمتوں کی کنجی ہے۔

۳۔ توحید کے چند مقامات میں ان میں سے ایک کثرتِ سخاوت کرنا ہے۔

۴۔ خدا کی معرفت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو متواضع ہوں اور سخی ہوں۔

۵۔ آتشِ دوزخ سے بچنے کا بہترین عمل یہ ہے کہ بھوکوں کو کھانا کھلائے اور پیاسوں کو پانی پلائے، حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے اور دردمندوں کی دستگیری کرے۔

یہ ارشادات حضور خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہیں۔

Marfat.com

توجہ کے متعلق

ث مبارکہ ہے کہ

مَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا قَدْ غَشِیَنِیْ فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ ففا
ت عَرَقٌ خَوْفاً کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ

ہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر غالب ہو
تھی آپ نے میرے سینے میں ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف سے میری یہ
ت ہوئی کہ گویا اللہ تعالیٰ کو میں دیکھ رہا ہوں۔

توجہ کے دو درجے ہیں۔

یہ درجہ تو غیر اختیاری ہے وہ یہ کہ دل چاہتا ہے کہ فلاں شخص میں ذوق وشوق اور
ت حق وخوف پیدا ہو جائے اس کے واسطے دعا کرے اور جب پیر پر محویت طاری ہو
ئے تو اس کے بے اختیاری سے منہ سے دعا نکل کر توجہ دے جاتی ہے۔

دوئم درجہ وہ یہ ہے کہ شیخ اپنا قلب سب خطرات سے خالی کر کے خالص توجہ کرتا
ہے اور اس میں تصور بقدر تصرف ہوتا ہے یہ گویا جائز ہے اور اس میں فعل قوت مراقبہ ہوتی
ہے۔ جو انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہے جیسا کہ زمین میں بھی یہ قوت بہت ہے اور نظر
تے میں بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔

الضُّرُوْرِیُّ یَتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضُّرُوْرَۃِ

جمہ: ضروری چیز بقدر ضرورت لی جاتی ہے۔

Marfat.com

جب مرید میں کوئی ذکر اثر نہ کرے تو پیر کو چاہیے کہ مرید کو توجہ دے اور تو
لے اور بقدر ضرورت توجہ دینا ضروری ہے۔ مرید صاحب قدم ہو جائے گا قبلہ کے مرید
عقیدہ تھا کہ جب قبلہ پر وجد طاری ہو جائے تو ہمارے طرف ہو کر توجہ دے اور جو
سے نکلتا تھا ہے وہ منظور ہوتا ہے۔ زیادہ تر ان کا عقیدہ تھا کہ یا تو درگزر کرے یا بدعا
تمام مریدین کا اتفاق تھا جو ایسا ہوتا تھا وہ منظور ہو جاتا تھا درگزر کرنا اور بدعا کرنا یہ تم
سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

مرید کو توجہ دینے کا طریقہ

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآ
السَّبِيْلِ (القصص ۲۲:۲۸)

ترجمہ: اور جب آپ روانہ ہوئے مدین کی طرف (تو دل میں) کہنے لگے، امید ہے
رب میری راہنمائی کرے گا سیدھے راستے کی طرف۔

رات کے وقت پیر صاحب کو چاہیے کہ تمام خیالات پراگندہ سے خالی ہو کر
مرید کے باطن کی طرف برابر کردیں اور خیال رکھیں کہ میری کیفیت اور جذب قلبی
میں اثر کر رہی ہے حسب استعداد مرید پر اثر ہوگا اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے
لطیفہ پر توجہ دیں۔ جس سے اس کو غائبانہ فائدہ روحانی پہنچتا رہے۔ پیر کے لیے یہ ضروری
ہے کہ اسی طرح سے کرتا رہے اگر کوئی پیر صاحب اس طریقہ سے واقف نہ ہو تو
صاحب پیر یا مرشد کہلانے کا مستحق نہیں ہے مگر یاد رکھیں کہ یہ عمل تابعدار اور فرمانبردار
اور عاشق مرید کے لیے ہے۔

Marfat.com

صفائی کے متعلق

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (الشمس ۹۱: ۹،۱۰)

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کر لیا، اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملا دیا۔

خلوت ضبط ہے اہل صفوف کے واسطے اور عزلت وصلت کی نشانی ہے۔ اس کو سمجھ لو اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خاموشی معرفت الٰہی پیدا کرتی ہے۔ خلوت سے معرفت دنیا حاصل ہوتی ہے اور بھوک سے معرفت شیطان اور جاگنے سے معرفت نفس پیدا ہوتی ہے۔

سلف صالحین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فیح ربانی اور کشف صمدانی اس شخص کو حاصل ہوتی ہے کہ جس کے معدے میں ذرہ بھر بھی کھانا نہ ہو اور یہی جسمانی پاکی ہے۔ بعض صالحین کا قول ہے کہ صفائی کے لیے دو ہفتے ہیں مگر زیادہ صالحین کا قول ہے کہ چالیس دن ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن رات بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔ تا کہ معدہ غذا کی کثافتوں سے پاک ہو جائے اور عقل صاف ہو کر روح اور قلب قوی ہو جائیں اور نفس پاک ہو جائے پس یہی ارواح کی پاکی ہے اور بزرگان سلف نے ساٹھ روز تک اس کی انتہا رکھی ہے۔

اس میں عجائب ملکوت و لطائف جبروت اور اسرار ملکوت اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ عقلوں کی پاکیزگی ستر دن میں ہوتی ہے اور انتظار کرنے والوں کے لیے یہی مدت

Marfat.com

کافی ہے اور اسرار یہاں سے ظاہر ہو کر ان پر سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور یہی وہ شخص ہے جو کے ساتھ مر کر پھر بقاء کے ساتھ زندہ ہوتا ہے یہی انسانیت میں صمدانیت کا آخری مرتبہ شہوت طبعی کے لیے ایک سال بھوک رہنا ضروری ہے۔

اکمل انسان کی تعریف

انسان کے واسطے چار قائدے ہیں۔

۱۔ توحید ۲۔ فقر

۳۔ ارادہ ۴۔ ادراک

جس نے ان چاروں پر عمل کیا اور پورہ کیا تو کمال انسانی کو پہنچ گیا اور اخلاق روحانی اور خلق رحمانی اس کو حاصل ہوا جس سے وہ پورہ تصرف کرسکتا ہے۔

مناسبتِ پیر اور مرید کے متعلق

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلم الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ مَا تَعَارَفَ مِنْھَا اِسْتَاْلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اِخْتَلَفَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ روحیں لشکر کے لشکر جمع تھیں ان میں سے جو آپس میں متعارف ہوئیں ان میں سے محبت اور جو ناواقف رہیں ان میں اختلاف ہے۔

قبض باطنی کے لیے پیرو مرید کی باہمی مناسبت فطری ہے۔ شرط یہ ہے کیونکہ نفع

ۃ الفت پر موقوف ہے اور جو مناسبت فطری کی حقیقت ہے اور یہی مناسبت ہے جس کے
ہونے پر مشائخ اپنے طالب کو اپنے پاس سے یا بعض دفعہ دوسرے شیخ کے پاس سے جس
ے نسبت مظنون ہو (گمان یا شک کیا ہوا) یا مکشوف ہو بھیجتے ہیں کیونکہ اس طریق میں مصلح
ے ساتھ مناسبت ہونا بڑی ضروری چیز ہے۔ بدون مناسبت کے طالب کو نفع نہیں ہوسکتا
ہے۔ اور مناسبت شیخ جو افادہ اور استقامت اور استفادہ کا مدر ہے کے معنی یہ ہیں کہ شیخ سے
ید کو اس قدر محبت ہو جائے کہ شیخ کے کسی قول و فعل سے مرید کے دل میں طبعی انکار نہ پیدا
۔ یعنی شیخ کی سب باتیں مرید کو پسند ہوں اور مرید کی سب باتیں شیخ کو پسند ہوں۔ یہی
اسبت بیعت کی شرط ہے۔

پہلے مناسبت پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کی سخت ضرورت ہے اور جب
ک یہ نہ ہو مجاہدت، ریاضت، مرقبات، مکاشفات سب بیکار ہیں۔ کوئی نفع نہ ہوگا اگر طبعی
اسبت نہ ہو تو عقلی پیدا کرنی چاہیے۔ اس پر نفع موقوف ہے۔ اس کے لیے جب تک
ری مناسبت نہ ہو بیعت نہ کرنی چاہیے جب پوری طرح راہ پر پڑ جائے اور خوب محبت اور
اسبت پیدا ہو جائے تو پھر اس وقت پیر سے بیعت زیادہ نافع ہے۔

ثال قبلہ بابا مبارک:

بابا مبارک کہا کرتے تھے کہ پیر اور مرید کا خمیر ایک ہوتا ہے۔

عمیل حکم:

قبلہ بابا مبارک نے خود ایک مرید کے ساتھ کیا ہے۔ قبلہ بابا مبارک نے ایک

Marfat.com

مرید باسمی محمد ادریس کی پرورش کی اور پھر اس کو بیعت کر دیا گیا۔ مگر یہ مرید صاحب قدم نہ بن سکا لہذا محمد ادریس کو اپنے پیر بھائی جہانگیری بابا صاحب کے پاس بھیجا۔ جہانگیری بابا نے محمد ادریس کے ساتھ ہر چند کوشش کی مگر صاحب راہ اور صاحب قدم نہ بن سکا۔ لہذا جہانگیری بابا صاحب نے واپس کر دیا اور قبلہ کو کہا کہ یہ شخص صاحب قدم نہیں ہوتا ہے۔ قبلہ نے دوبارہ محمد ادریس کو ہاتھ دیکر بیعت کروایا اور کہا کہ اب تو قبلہ کے پاس ہے جو قبلہ کے ساتھ ظلم کر رہا ہے۔

مرید کے لیے لازمی چیزیں

۱۔ مرید پر واجب ہے کہ پیر کی صحبت اختیار کرے اور جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیر کے ساتھ محبت رکھے۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

بیچینہ منگہ سرا خو چپہ دیو پیئے مقدور محبت اولکم.

ترجمہ: ہمارے ساتھ ایک پیسے کی مقدور کسی نے محبت نہیں کی مگر پھر بھی میں روز قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔

۲۔ معاملہ اذکار واشغال و مراقبات اور تصورات وغیرہ میں صدق دل سے اور کامل اعتقاد سے پیروی کرو۔

۳۔ اپنے پیر سے کوئی بات نہ چھپائے۔

۴۔ اپنے نفس کا کلی اختیار اپنے پیر کو دیدے۔

Marfat.com

پیر کے کسی حال پر معترض نہ ہو۔

پیر کی طرف ظاہراً باطناً متوجہ رہے۔

فقر سکنت اختیار کرے۔

پیر کی طرف پیٹھ نہ پھیرے۔

پیر کی خدمت صدق دل سے خالصاً کرے۔

پیر کو اپنی تمام مملوکہ مقبوضہ چیزوں کا مالک سمجھے۔

پیر کے سامنے ایسا رہے جیسا کہ غسال کے سامنے مردہ ہوتا ہے۔

پیر کے آگے چلنے سے احتراز کرے۔

پیر کے قدم بہ قدم چلے۔

پیر کا حکم مانے اور اس میں چوں چراں نہ کرے۔

پیر کے افعال واقوال کو ہر وقت ملاحظہ کرتا رہے اور اس پر بے دھڑک چلتا رہے
یاد رہے کہ منافقانہ طور سے ملاخطہ نہ کرے۔

پیر کا راز افشاء نہ کرے۔

پیر کی کوئی بات فضول سمجھ کر نہ چھوڑے۔

پیر کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

پیر کے پیچھے کوئی اسباق یا ورد وظائف نہ پڑھے۔

اپنے اختیار سے بلا اطلاع پیر کے کچھ نہ کرے۔

۲۱۔ پیر کا تکیہ استعمال نہ کرے۔

۲۲۔ پیر کی مسند پر نہ سوئے۔

۲۳۔ پیر کا کوئی کپڑا بغیر اجازت نہ پہنے۔

۲۴۔ پیر کے پاس بلا اجازت نہ جائے۔

۲۵۔ پیر کی مجلس میں ضرورت سے زیادہ کوئی کام نہ کرے۔

۲۶۔ پیر کی موجودگی میں سائل کے سوال کا جواب دینا خلافِ ادب طریقت ہے۔

۲۷۔ پیر کی اجازت سے سائل کو جواب دینا اچھا ہے۔

۲۸۔ پیر کے آگے یا پیچھے خانقاہ میں جھگڑا اور تنازعہ نہ کرے کیونکہ قبلہ ہر وقت یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔

وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ۔ (البقرہ ۲:۱۹۷)

ترجمہ: اور نہ نافرمانی کرو اور نہ جھگڑا۔

۲۹۔ مرید کو پیر پر اس قدر عقیدہ رکھنا چاہیے کہ گویا مجھ کو سوائے میرے پیر کے اور کوئی خدا تک نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اگر چہ اور پیر بھی ہیں اور وہ قربِ الٰہی کے نزدیک ہیں مگر ان سے فائدہ نصیب نہ ہوگا۔ بجز اپنے پیر کی صحبت کے اور یہ عقیدہ اور اعتقاد رکھے کہ میرا پیر دنیا بھر کے پیروں سے کامل ہے۔ قبلہ بابا مبارک فرمایا کرتے تھے کہ کسی نے ہیجڑے کے طریقہ کیا تو اس کو تمام دنیا پر بڑا سمجھے۔

۳۰۔ دشمنان اور حاسدان کی بات پر کان نہ رکھے۔ پیر کو معصوم نہ سمجھے بلکہ خطا سے محفوظ

نے۔ پیر کے سلسلے میں ہنسی اور مزاق نہ کرے۔ پیر کے سامنے دوزانو بیٹھے۔ پیر کی
لھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو نہ کرے۔ پیر اگر حیات ہو تو اس بلند رتبہ کے لیے بجناب
بریاد عا کرتا رہے اور اگر وصال ہو گیا ہے تو گاہے بگاہے بذریعہ فاتحہ پیر کی روح کو خوش
رتا رہے۔ پیر کی بے جا ناراضگی کا غم نہ کھائے بلکہ اس کو قرین مصلحت سمجھے۔ اس میں راز
گا۔ پیر کی کس بات میں دخل نہ دے۔ پیر کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے بلکہ نرمی سے
اب دیا کرے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے حکم آیا کہ رسول اللہ کو اپنے بھائی
طرح نہ پکارو اور یہ بھی نہ کہو کہ **رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** بلکہ ایسا کہو کہ **اُنْظُرْنَا یَا**
سُوْلَ اللّٰہِ ۔ چونکہ پیر نائب رسول ہے تو اسی طرح ان کو بھی نرمی سے جواب دیا کرو اور
ی سے بلاؤ۔ پیر کو نائب رسول تصور کرے اور اس کے حکم کے موافق اتباع و اطاعت و
یاضت شاقہ و مجاہدات کا م بجالا کر دل کو اتنا صقیل کرے کہ آئینہ بن جائے۔ تا کہ آئینہ میں
ل شیخ کو دیکھتا ہے تو خود بخود عاشق پیر بن جاتا ہے اور جہاں جائے جا سکتا ہے۔

پیر کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا فرض سمجھے۔ جو مرید جمال مرشد پر عاشق نہیں
تا وہ شیخ کی اطاعت اور نصرت پوری نہیں کرتا تو فیض یاب ابدی نہیں ہوتا ہے۔ صوفیاء کی
طلاح میں مرید اس کو کہتے ہیں جو کسی بزرگ سے استفادہ کرے اور اس کی ہر حرکت و
کنات کا پیروی کرے یعنی پیر کے طریق پر چلے وہ پیر کا مرید ہے اور جو مرید طریقہ پیر
ک کر کے اپنی ارادات اور مرادات پر چلے وہ اپنی مرادات کا مرید ہے۔ یعنی مردود ہے۔

Marfat.com

ارادات میں صدق اور اخلاص کا شرط ہے۔ پیر صاحب مرید کو جس طرح ہدایت کرے اور جس راہ پر چلائے اس راہ پر بے دریغ چلے اور کچھ چوں چراں نہ کرے۔ صادق مرید وہ ہے جو کہ ارادے کی آگ میں جل گیا ہو اور اس کی تمام مرادیں بٹ گئی ہوں۔ تمام چیزوں کو طرف توجہ اٹھا کر جمال پیر کو قبلہ بنا دیا ہو۔ دل کے آئینہ بصیرت سے پیر میں اپنے ارادے کا جمال دیکھتا ہو۔ پیر کی بندگی کو آزادی دیدیا ہو اور اپنا سر پیر کے آستانہ پر رکھا ہو۔ تمام باتوں کو چھوڑ کر پیر کے حکم کو مضبوطی سے لے کر اپنی جان کو ہیچ سمجھ لیا ہو۔ قبول شد مرید کی علامت یہ ہے کہ کسی طرح غیروں کے ساتھ صحبت نہ کرے اور جب کبھی بیگانوں کی صحبت میں ہو جاوے تو اسی طرح بیٹھے جیسے منافق مسجد میں اور بچہ مکتب میں اور قیدی جیل میں ہوتا ہے۔

مثال قبلہ بابا مبارک:

ایک دفعہ قبلہ بابا مبارک ضلع پشاور کے دورہ پر تشریف لائے تھے اور قیام ان دنوں میں شیخ جنید کے دربار میں تھا۔ چونکہ زمانہ پہلے پہلے کا تھا اس لیے پشاور شہر میں قبلہ کے آنے کا بہت شور اور شہرت ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق قبلہ کو سلام کرنے کے آتے تھے اور ایک دو سپاہی پولیس کے بھی سلام کرنے کے لیے آئے۔ دونوں سپاہی میرے ماتحت تھے ایک کا نام محمد اللہ تھا اور دوسرے کا نام آدم خان تھا۔

دونوں آ کر قبلہ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ آدم خان نے قبلہ کے پیچھے درود پڑھا اور محمد اللہ نے کسی سے سیکھا ہوا آیت پڑھا۔ قبلہ نے پیچھے کی طرف دیکھا تو دو لڑکے بیٹھے

ے ہیں اور کچھ پڑھ رہے ہیں۔قبلہ جلال میں آ کر آدم خان کو دور پھینکا اور محمد اللہ اسی جگہ

لر بے ہوش ہو گیا۔ جب دونوں کو ہوش آیا تو قبلہ نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ محمد اللہ

ں وقت طریقہ ہو اور نوکری سے استعفیٰ دیکر دربار میں رہو۔ اس کا اصل نام عبدالرشید تھا

ی نام رکھا تھا۔ چونکہ آدم کو بہت زد ردیا تھا وہ تو اس وقت بھاگ گیا تھا اور پھر قبلہ کے

یک نہیں آیا۔

یہ قصہ آدم اور محمد اللہ عرف عبدالرشید اور سید جمال بادشاہ کو معلوم ہے۔ میں نے

رہ ان تینوں سے تصدیق کی ہے۔ دربار میں تمام مریدین محمد اللہ شیخ صاحب سے

تے تھے۔ میں دکن حیدر آباد گیا ہوا تھا اور دربار میں قیام تھا۔ جب قبلہ کہیں باہر جاتے

تو مجھے ساتھ لے جاتے تھے۔ایک دن مجھے اور عبدالرشید بادشاہ اور سید جمال بادشاہ

ب کو ہمراہ لیکر بسودری موٹر جنگل میں ایک افسر صاحب کی دعوت کے لیے تشریف لے

۔ جب ہم جنگل کے افسر صاحب کے مکان پر اترے تو قبلہ نے سید جمال بادشاہ کو حکم

تم اس مکان میں رہو اور ہم جنگل کی طرف جاتے ہیں۔قبلہ آگے آگے جارہے تھے اور

ونوں قبلہ کے پیچھے پیچھے جارہے تھے۔ایک جگہ قبلہ کے پیچھے میں نے سبق پڑھا، معلوم

کہ قبلہ جلال میں ہے کیونکہ میں ناواقف تھا۔قبلہ کو جلن ہوئی تو پیچھے دیکھا اور کہا کہ یہ

ا پڑھتا ہے؟ قبلہ نے غصے سے دیکھا اور عبدالودود بادشاہ صاحب گر پڑے۔قبلہ تو چلا

اور میں عبدالودود بادشاہ صاحب کے پاس ٹھہر گیا۔ جب ہوش آیا تو میں نے اس کو کہا

ں نے قبلہ کے پیچھے سبق کیوں پڑھا؟ اس نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں نے

Marfat.com

اس کو کہا کہ اچھا اب جاؤ اور قبلہ کو کہو کہ آئندہ نہیں پڑھوں گا۔ عبدالودود بادشاہ صاحب نے ایسا کیا تو قبلہ مسکرا کر کہنے لگے کہ آئندہ ایسا نہ کرو اور اپنا راز محفوظ رکھو۔

اعصاب کے متعلق

اعصاب: یہ ایک رگ جو دماغ سے شروع ہوتا ہے اور پیچھے کی طرف ریڑھ ہڈی میں سے نیچے تک چلا جاتا ہے اور اس اعصاب کی دو شاخیں ہیں ایک کا نام حرکت اور دوسرے کا نام حس ہے۔ اور یہ رگ تمام رگوں اور پٹھوں پر کمان کرتا ہے۔ جس وقت صاحب تصور مراقبہ کے وقت خیال درست ہو جاوے تو یہ اعصاب اسی وقت پورہ کمال ظاہری میں حاصل کر لیتا ہے اور کمان شروع کرنے کے وقت ایک آواز شین کی نکلتی ہے دماغ میں شور ہوتا ہے۔ صاحب مراقبہ ایسا سمجھتا ہے اور یہ آواز ایسا آتا ہے جیسا کہ او جگہ سے پانی نیچے پر یکساں گر رہا ہے۔ تو اس وقت یہ خیال کرنا چاہیے کہ میرے مرشد کے سینے میں سے نور محمد میرے سینے پر گر رہا ہے۔

ول پاور یعنی ارادے کی قوت کے متعلق

۱۔ انگریزی زبان میں اسے ہپناٹزم کہتے ہیں۔

۲۔ ہندی زبان میں اسے مسمریزم کہتے ہیں۔

۳۔ اردو اور عربی زبان میں اس کو تصور کہتے ہیں۔

۱،۲ نمبر تابع دین سماوی نہیں ہے۔ ۳ نمبر تابع دین سماوی ہے اس کو کرامت کہتے ہیں۔

Marfat.com

مل:

سورج کے طلوع اور غروب کے وقت ایسی جگہ پر بیٹھ جاؤ کہ جہاں بہتا ہوا پانی ہو
بز درخت بھی ہوں۔ پہلے سورج کو ایک نگاہ سے دیکھتے رہو اور آنکھیں پلک نہ مارنے
ئے یا نہ جھپکائے اور چند سیکنڈ کے بعد سورج سے یک دم سبز درخت پر نظر ڈالے اور دیکھتے
ں اور پھر یک دم پانی کی طرف دیکھے۔ اسی طرح سے پانچ یا چھ چکر لگا کر عمل کرتا رہے۔
کے بعد آنکھیں بند کر کے منہ پر کئی بار پانی ڈالئے اسی طرح کرتا رہے۔ یہ عمل ستر دن کا
۔ اس سے نظر ٹک جائے گا اور آنکھوں میں قوت ارادی پیدا ہو جاویگا اور پھر جس شخص کو
وگے تو وہی شخص تمہاری طرف مائل ہو جائے گا اور اگر بری نگاہ سے دیکھو گے تو اسے
ان مل جائے گا۔

تنویمی اور پیش بینی کے متعلق

تّٰی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
سٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ
بَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا (النمل ۲۷: ۱۸، ۱۹)

نہ: یہاں تک کہ جب وہ گزرے چیونٹیوں کی وادی سے تو ایک چیونٹی کہنے لگی اے
ٹیو! گھس جاؤ اپنی بلوں میں کہیں کچل کر نہ رکھ دیں تمہیں سلیمان اور ان کے لشکر اور
ں معلوم ہی نہ ہو (کہ تم پر کیا گزر گئی) تو سلیمان ہنستے ہوئے مسکرا دیے اس کی بات پر۔

اس کی بات سے یوں سمجھ لیجئے کہ ہمارے دماغ کا ایک بڑا اپھاٹک اور دو اس کی

کھڑکیاں ہیں۔ بڑا پھاٹک ہمیشہ حال کی طرف کھلا رہتا ہے اور اس سے دینا کا کاروبار چلاتا ہے۔ ایک کھڑکی کا رخ ماضی کی طرف ہے اور دوسری کھڑکی کا رخ مستقبل کی طرف ہے۔ ہم زیادہ تر پھاٹک کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ کیونکہ اس پھاٹک کے ذریعہ ہر وقت واقعات کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔ اس بڑے پھاٹک کا نام خواص خمسہ ہے۔ یعنی آنکھ ناک، کان وغیرہ سے ہم پیش نظر چیزیں دیکھتے ہیں اور گردوپیش کی آوازیں سنتے ہیں۔ ہم اس قدر مصروف ومنہمک رہتے ہیں کہ اس منظر کی چیزوں اور آوازوں کی طرف نہ آنکھ متوجہ ہوتی ہے اور نہ کان ہاں البتہ اگر اس بڑے پھاٹک کو بند کر دیا جائے تو ممکن ہے کہ یا ماضی کی طرف کی کھڑکی کھل جائے یا مستقبل کا دریچہ کھل جائے۔ انسان تو خیر انسان ہے لیکن اشرف المخلوقات ہے۔ پیش بینی کی صلاحیت پرندوں اور جانوروں میں بھی موجود ہے۔ سائنس والے آندھی اور بارش کی پیش گوئیاں چوبیس گھنٹے پہلے کرتے ہیں۔ جانوروں کو ایک ہفتہ پہلے آندھی اور بارش کا علم ہو جاتا ہے کہ زبردست بارش آنے والی ہے تو چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں جلدی جلدی سے خوراک جمع کرتی ہیں۔

تنویمی عمل:

زندگی کے ہر گوشے میں تنویمی اثر کو رفرما دیکھ سکتے ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی شخص ہے جو اثر قبول کرنے اور اثر انداز ہونے کی صلاحیت سے محروم ہو۔ زندگی کی سب سے بڑی قوت اثر اندازی کی قوت ہے۔ ہر آدمی دوسرے آدمی سے متاثر بھی ہوتا ہے۔ اور اثر انداز بھی ہوتا ہے۔ نفسیات کی اصطلاح میں اثر اندازی یا اثر پزیری کی صلاحیت کے

Marfat.com

ابطہ استعمال کو تنویم کا فن یا ہپناٹیزم کہتے ہیں۔

خود تنویمی عمل کا طریقہ یہ ہے کہ مشق تنفس نو کے لیے تین پانچ یا سات چکر کرنے
بعد بستر پر نہایت آرام سے لیٹ جائیں اور یہ دیکھ لیجئے کہ پاؤں کے انگوٹھوں سے لے
سر تک جسم کا کوئی حصہ بے آرامی کی حالت میں تو نہیں ہے۔ پھر یہ بات عرض کروں کہ
م جتنا پرسکون ہوگا ذہن اتنی ہی آزادی کے ساتھ کسی ایک طرف اپنی ساری قوتیں لگا
گا۔

بعض اوقات تو بستر کی ایک معمولی سی شکن تک دماغی خلش، ذہنی الجھن، بلکہ بے
ی کا سبب بن جاتی ہے۔ زمین یا چارپائی پر لیٹ کر پہلے جسم کو پوری طرح پرسکون
یے اس کے بعد آنکھوں کی پتلیاں ماتھے کی طرف چڑھا کر دونوں آنکھوں کی نظر سے
چھت یا دیوار کے کسی حصے پر گاڑ دیجئے اور نظروں کے ساتھ دماغ کی پوری قوت بھی
نقطہ پر لگا دیجئے۔ پلک جھپکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ چند لمحوں کے بعد
وں میں پانی بھرنے لگے گا۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو آنکھیں بند کر کے
ں کو صحیح قدرتی پوزیشن پر لے آیئے اس کے بعد حسب ذیل فقرے دل ہی دل میں
نے شروع کریں۔ فقرے یہ ہیں۔

مجھے تنویمی نیند آ رہی ہے۔

گہری نیند آ رہی ہے۔

میٹھی نیند آ رہی ہے۔

Marfat.com

۴۔ لذیذ نیند آرہی ہے۔

۵۔ خوبصورت نیند آرہی ہے۔

تنویمی نیند میرے پاؤں کے انگوٹھوں سے شروع ہوکر آہستہ آہستہ دو چار دفعہ رگ سے گزر کر دماغ تک پہنچ رہی ہے۔ میں تنویمی نیند میں ڈوبتا جا رہا ہوں۔ میرا بوجھل ہو رہا ہے۔ میرے پاؤں اور ٹانگیں شل ہو رہی ہیں۔ میرا جسم بے حس اور حرکت ہو رہا ہے۔ میں نہ اپنے پاؤں کو ہلا سکتا ہوں اور نہ پاؤں اور نہ بازوؤں کو حرکت دے سکتا ہوں۔ میرا بدن اکڑ رہا۔ جو فقرے آپ اپنے دل میں دہرا رہے ہیں اس فقروں کو اپنے جسم میں محسوس کریں کہ واقعی یہ ہو رہا ہے۔ مگر اپنا حوش و ہواس درست تسلیم کرو کہ بے ہوش نہیں ہوں بلکہ نیند طاری ہو رہی ہے دل درست کام کر رہا ہے۔ گرد و پیش حالات سے باخبر رہوں گا میرا ذہن پوری طرح دماغ بالکل ہی چوکنا ہے۔

دس منٹ یا پندرہ منٹ جتنا وقت مناسب سمجھیں تنویمی عمل کے زیر اثر رہو۔ اس کے بعد ایک سے پانچ تک گنتی کہوں گا اور تنویمی کیفیت ختم ہو جائے گی۔ جب پانچ کا ہندسہ پوری طرح زبان سے ادا کروں گا تو میں ہوش میں آجاؤں گا اور تر و تازہ ہشاش بشاش چست چالاک تنویمی نیند سے جاگ جاؤں گا۔ اب آپ پر ہلکی جیسی تنویمی کیفیت طاری ہوگی اور ہوش و حواس پوری طرح قائم ہیں اور جسم بے حس و بے حرکت ہے۔ لیجئے اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اب اپنے آپ کو نفسیاتی علاج کی ترغیبات دیں۔ ہر ذہنی مرض کے لیے جداگانہ ترغیب ہے یا تلقین ہوتی ہے۔

Marfat.com

مثال کے طور پر دو مردوں کے سامنے جا کر آپ کا دل ڈوبنے لگتا ہے اور پاؤں
ں جاتے ہیں یا زبان سے بے ربط فقرے ادا ہونے لگتے ہیں۔ گفتگو پر قابو نہیں رہتا
۔ ظاہری ہے یہ احساس کمتری نامعلوم خوف اور ارادے کی کمزوری کی علامت ہے۔
علامتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ آپ کی شخصیت کی نشوونما نہیں ہوئی۔ آپ
نس کی اندرونی تہہ میں کوئی ہیجان برپا ہے۔ شعور اور لاشعور میں ٹکراؤ پیدا ہو گیا ہے۔
ن میں آپ پر سخت پابندیاں عائد تھیں بڑوں کے سامنے زبان کھولنے کی اجازت نہیں
۔ اب آپ کو اس نفسیاتی اور ذہنی کیفیت کے پیش نظر اپنے آپ کو خود اعتمادی و خودداری
رغیبات دینی ہیں۔

دْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَ كَ
صَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (ق ۵۰:۲۲)

مہ: تو (عمر بھر) غافل رہا اس دن سے پس ہم نے اٹھا دیا ہے تیری آنکھوں سے تیر
سو تیری بینائی آج بڑی تیز ہے۔

یعنی تجھ کو غیب کی حالت معلوم ہوتی ہے اس کو کشف کہا جاتا ہے۔

کشف القلوب، کشف القبور اور کشف الارواح کے متعلق

ف القبور: جس قبر پر جاتا ہے اس کا حالات روح بتلاتا ہے۔

ف القلوب: جس شخص کو دیکھتا ہے اس شخص کا حالات روح بتلاتا ہے۔

ف الارواح: جس وقت اپنے بدن سے روح کو جدا کر کے لامکاں تک بھیجتا ہے اور

Marfat.com

تمام روحوں کے ساتھ ملاقات کر کے ان کے ساتھ گفتگو کر لیتا ہے یہ سب سے آخری کشف کا مقام ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَأَیْتُ عَلٰی یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَنْ شِمَالِہٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ عَلَیْہِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ اَشَدَّ الْقِتَالِ مَارَأَیْتُہُمَا قَبْلُ وَبَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَائِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دائیں بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو شخص دیکھے جو بڑی جوانمردی سے لڑ رہے تھے۔ وہ جبرائیل اور میکائیل تھے۔ میں نے ان کو اس کے بعد یا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

عالم غیب کا منکشف ہونا یہ ایک حال رفیع ہے جبکہ اتباع شرع کے ساتھ ہو حدیث کی دلالت سے ظاہر ہے کہ حضرت جبرائیل و حضرت میکائیل سعدؓ کو نظر آ جانا صریحاً مذکورہ ہے اور ظاہر ہے کہ سعدؓ کو کشف کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ لڑنے والے فرشتے تھے۔ بزرگوں کو جو کشف ہوتا ہے یہ ان کے اختیار میں نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کے اختیار سے باہر ہے اور یہ امر الٰہی ہے کہ جب حجابات دور ہو جائیں تو غیب کی حالات ہو جاتا ہے اور پھر پردہ بند ہو جاتا ہے۔ یہ کشف بزرگوں کو بوساطت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوتا ہے۔ کشف اور پیش بینی تو جانوروں کو بھی ہوتا ہے۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (الانعام ۶:۷۶)

ہ: اور اسی طرح ہم نے دکھادی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تا کہ وہ
ائیں کامل یقین کرنے والوں سے۔

ان تینوں کشفوں کے واسطے مراقبات، تصورات، تخیرات کی اشد ضرورت ہے۔
بہ نور، تنفس نور، خودنویسی مشق ہونی چاہیے۔ ان مشغول میں پہلے یہ ہوتا ہے کہ ذہنی
حیت سلب ہو جاتی ہے۔ لاشعور مشق کے خلاف زبردست مزاحمت کر رہا ہے۔ مزاحمت
نے دو اور تم مشق جاری رکھو تو مشق جاری ہونے پر پیش گوئی کرنے کی صلاحیت پیدا ہو
ی ہے۔ مثلاً تم کسی شخص کے ساتھ گفتگو کر رہے ہو تو اس کے بات شروع ہونے سے پہلے
بات معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کو کشف القلوب کہتے ہیں۔

کشف القلوب کی ایک دوسری علامت یہ بھی ہے کہ اگر شخص موجود نہ بھی ہو کر
ب اس شخص کا نام عامل کو معلوم ہو جائے تو بھی اس کے دل کا حال عامل کو منکشف ہو جاتا
ہے۔ مگر یاد رکھو منکشف حالات فاش نہیں کیا جاوے ورنہ سلب ہو جائیگا اور قبض طاری ہو
ئے گی۔

**ال قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ
اِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ**

جمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے گزری امتوں میں محدث
وتے تھے (جن پر الہام ہوتا تھا) اور اگر میری امت میں کوئی محدث (صاحب الہام)
ہے تو وہ عمر ہے۔

بسطہ یا کشادگی و قبض یا بندش کے متعلق

پہلی کیفیت:

یعنی بسطہ یا کشادگی کے وقت ذہن کی تمام صلاحیتیں اور قوتیں برسر کار آ
ہیں۔ پھر کچھ روز کے لیے ذہن پر دوسری حالت یعنی قبض یا بندش طاری ہو جاتی ہے اور
محسوس ہوتا ہے کہ ذہن کے تمام دریچے بند ہو کر روح پر حبس طاری ہو جاتی ہے۔ بندش
زمانے میں بظاہر ذہن سست پڑ جاتا ہے لیکن درحقیقت اس وقفے سے فائدہ اٹھا کر وہ
مرتبہ پھر اپنی قوتوں کو جمع کر لیتا ہے اور بسطہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو یوں سمجھ لیجئے
جب آپ کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو آرام کرنے کے لیٹ جاتے ہیں۔ آ
کے وقفے میں تھکن دور ہو جاتی ہے اور جسم دوبارہ کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

ذہنی فعلیت کا قانون بھی یہی ہے۔ بندش یا قبض اکثر دیکھا گیا ہے کہ مرید
جبکہ فیض اور ترقی سے بندرہ جاتے ہیں تو وہ اسی سبب سے بند ہو جاتے ہیں کہ شیخ کے س
دل کو نہیں لگاتے ہیں اور اس پر یقین نہیں رہتا ہے اور محبت صادقہ نہیں ہوتی اور
اعتراض کرنا فیض کے دروازے کو بند کر دیتا ہے۔

حَتّٰی حَزِنَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ فِيْ مَابَلَغَنَا حُز
عَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُءُوْسِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا اَوْ
بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ بِنَفْسِهِ يَتَرَاىٰ لَهٗ جِبْرَائِيْلُ عَ
السَّلَامُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِ

Marfat.com

شہٗ وَتُقِرُّ عَیْنُہٗ حَتّٰی یَرْجِعَ

ہ: کچھ عرصے کے لیے نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ
پونور علیہ الصواۃ والسلام از حد غمگین ہوئے کئی بار پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس لیے گئے کہ
ا سے آپ کو نیچے پھینک دیں جب بھی اس خیال سے حضور پہاڑ کی کسی چوٹی پر پہنچتے تو
ئیل سامنے نظر آنے لگے اور کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سچے
ل ہیں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دل کو قرار آتا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور
ں آجاتے۔

واردات انقطاع (بند ہو جانا) جو کسی مصلحت سے ہوتا ہے، قبض ہے، خوف
بات بڑھ جاتا ہے تو قبض و بسط ہوتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ خوف ورجا آئندہ کی حالت
ر کے ہوتا ہے۔ اعمال کی وجہ سے سالک سے لذت فی الطاعات مفقود ہو جاتا ہے اور
ہے، بوجہ فتور و کسل و ملال کے طبعاً پیش آتی ہے۔ اور کبھی بمصلحت امتحان کے کہ یہ حق کا
ب ہے یا لذت کا منجانب اللہ تعالیٰ وارد کی جاتی ہے قبض کا سبب صرف عدم رضائے حق
ں بلکہ بعض دفعہ حکمتوں کی وجہ سے قبض طاری کیا جات ہے۔ سالک کی اصلاح کے لیے
نبھالنے کے لیے بھی بسط کو سلب کر لیا جاتا ہے تاکہ غرور اور تکبر میں مبتلا نہ ہو۔ جب بندہ
ہ لیے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حسد اور اس کے اہل اور اس کے مال کو کسی بلا میں مبتلا کر دیتا
ہ اور یہ قبض کہلاتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوا تو یہ بسط کہلاتا ہے۔

Marfat.com

اے سالک جب تجھے قبض پیش آئے تو اس سے دل گرفتہ نہ ہو کہ وہ تیری اصلاح کا ذریعہ ہے۔ قبض منافع میں بسط سے بھی زیادہ ہے۔ گو عین قبض کے وقت وہ منافع معلوم نہ ہو مگر بعد میں اکثر معلوم ہو جاتے ہیں اور اگر معلوم نہ بھی ہوں تب بھی حاصل تو ہو جاتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ

انّ اللّٰه عند مُنکسِرةِ القُلُوبِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شکستہ دلوں میں ملتا ہے۔

قبض فی نفسہ تو مضر نہیں مگر جب اس کا سبب کوئی فعل قبیح ہو تو قبض مضر ہے۔ اس کی اصلاح یہی ہے کہ اس فعل کا تدارک کیا جائے جو امر غیر اختیاری کو محمود ہے۔ قبض کی حالت نافع ہے۔ اس کا علاج ضروری نہیں اس کے بعد خواص قبض رہے یا جائے دونوں حالتوں میں رضا و تفویض ضروری ہے۔

علاج:

غسل تازہ کر کے کپڑے صاف پہن کر عطر لگا کر دو رکعت نفل پڑھ کر 100 بار استغفار کرنا اور 1000 بار **یَا بَاسِطُ** پڑھنا قبض کے لیے نافع ہے۔

ذکر:

جس قدر ذکر ہو سکے کر لیں اگر کسی قدر تکلیف بھی کرنی پڑے تو کرے اور اگرچہ اس میں دلچسپی بھی نہ ہو اور جس سے زیادہ تکلیف ہو اس کو تخفیف کر دے اور استغفار کی کثرت رکھیں اور جب تک یہ حالت رہے اپنے شیخ کی طرف توجہ کر کے رہے۔ انشاء اللہ

Marfat.com

...ت جلد یہ حالت رفع ہو جائے گی۔ سب بزرگوں کو یہ حالات پیش آتے ہیں۔ یہ راہ قطع ...نے کی علامت ہے یہ سب راستوں کی کھائیاں ہیں۔

...ثال قبلہ بابا مبارک:

بچے مجھے کسی نے نہ پہچانا میرے مریدین مجھ پر قسما قسم کے الزامات لگاتے ہیں ...ب روٹی اچھا ملا لنگر میں اچھا کھانا تیار ہوا تو سب کہتے ہیں کہ شہنشاہ دے شہنشاہ اور اگر ...یں تو پھر شہنشاہیت نہیں ہے۔ دیکھو بچے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ حرام کھاتا ہے اور لوگوں ...ے عوضیں لے لیتا ہے۔ حکم مرید کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے سامنے اور آگے اس طرح رہے یا ...نا چاہیے جیسا کہ میت غسال کے آگے ہوتا ہے۔

دماغ کے متعلق

...فَتَطْمَعُونَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ ...للّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ ۲:۷۵)

...رجمہ: اے مسلمانو، کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ (یہ یہودی) ایمان لائیں گے تمہارے کہنے ...ے حالانکہ ایک گروہ ان میں ایسا تھا جو سنتا تھا، کلام الٰہی کو پھر بدل دیتے تھے خوب سمجھ لینے ...کے بعد جان بوجھ کر۔

...دماغ:

اٹھائیس جوڑوں کا ایک آلہ ہے جو کہ توازن خود قائم رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسی مشین ...ہے جو باسٹھ ہزار میل لمبی رگوں کا انسانی جسم کے رگوں اور پٹھوں کی مجموعی لمبائی کے ذریعہ

Marfat.com

اپنی توانائی کی مقدار پمپ کرتا ہے۔ دماغ کے کروڑوں وارننگ سگنل ہیں دماغ ایک
ٹیلی فون نظام کا مرکز ہے جو ستر سال انسان کا اوسط عمر تک بغیر کسی اور ہالنگ کے کام کر
ہے۔

یہ دور بین کا کام بھی کرتا ہے اور خورد بین کا کام بھی کرتا ہے۔ اس کا کام ر
کرنا بھی ہے اور رجسٹرڈ کرنا بھی ہے اور براڈ کاسٹ کرنا بھی ہے اور کیا بھی ہے۔ ص
یہی نہیں دماغ اور بہت کچھ ہے۔ یہ مرکز حکومت ہے، عدالت عالیہ ہے، پارلیمنٹ
تجارت گاہ ہے، پولیس اور پولیس کا تھانہ بھی ہے، ٹیلی فون اور ٹیلی فون کا ایکسچینج بھی
عبادت خانہ بھی ہے، فنون لطیفہ کی نمائش گاہ ہے، سیاست دان ہے، صنعت کار ہے،
ہے، سائنس دان ہے، مریض ہے، معالج ہے، حاکم ہے، محکوم ہے، صوفی ہے، مومن
مولوی ہے، ولی ہے، منکر ہے، ملحد ہے، خدا پرست ہے، خود پرست ہے، اقلیت پسند
اوہام پرست ہے، صالح ہے، مجدد ہے، احمق ہے، مجنون ہے، عاشق ہے، معشوق
آرٹسٹ ہے، موسیقار ہے، وقاص ہے، ادا کار ہے، مجسمہ تراش ہے، پیغمبر ہے۔

یوں سمجھ لیجئے کہ جو کچھ ہے دماغ ہے، دماغ سے مطلب ہے، انسانی ذہن
انسانی شعور ہے۔ مراقبہ کی کیفیت میں ہوتا یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ کی تمام قو
صرف ایک نقطہ پر مرکوز ہو جاتی ہیں۔ اور کسی دوسری خیال کی روح ذہن میں داخل
ہونے پاتی۔ تمام خیالات، تمام تصورات، تمام سوچ و بچار اور توجہ کی تمام تر قوت ص
ایک مرکز پر قائم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح روح پر سرور اور نشے کی وہ عجیب وغر

Marfat.com

یت طاری ہوتی ہے کہ سبحان اللہ آدمی محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ کائنات کا جز نہیں ہے بلکہ
ئے خود کائنات ہے۔ بلکہ اس سے بھی بلند تر کوئی چیز وہ محسوس کرتا ہے کہ بوند سمندر سے
ذرہ سورج سے ہم کنار ہو کر بوند خود سمندر بن گئی اور ذرہ خود سورج قرار پایا گیا۔

اس کیفیت میں پہنچ کر منصور نے **اَنَا الْحَقُّ** کا نعرہ بلند کر دیا تھا لیکن جو اہل حق
جب مراقبہ کے اس آخری درجہ میں پہنچتے ہیں تو ان کی زبان پر "انا" نہیں صرف "حق
حق" ہوتا ہے۔ مراقبہ کی حالت میں جسم پر مستی اور دماغ پر اونگھ اور ہاتھ پاؤں پر بے حسی
ی ہو جاتی ہے اور اعصابی توانائی کی تمام موجیں جسم کے بجائے ذہن کی طرف بہنے لگتی
ں۔ جس طرح ہاتھ پاؤں اور جسم کی دوسرے اعضاء ہماری مرضی اور ارادے کے تابع
ں اسی طرح ذہن بھی انسانی قدرت کا محکوم ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم جسم کو توانائی
ں سے حرکت دینے پر قادر ہیں مگر ذہن کو حرکت نہیں دے سکتے۔ اپنی سوچ پر غالب نہیں
سکتے۔ یہ بات ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی کسی خیال پر اپنی گرفت
قائم رکھیں۔ ایسا لگتا ہے کہ خیالات کی رفتار ہمارے قابو سے باہر ہے اور ہم ذہن کے ہاتھ
ں کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں۔

ماغ:

جسمانی تناسب سے عورتوں کا دماغ مردوں کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔ لیکن وزنی
سب سے مردوں کا دماغ عورتوں کی نسبت بڑا ہوتا ہے۔

مرد کے دماغ کا وزن تقریباً تین پاؤنڈ اور آٹھ اونس ہوتا ہے اور عورت کے دماغ

Marfat.com

کا وزن دو پونڈ اور گیارہ اونس ہوتا ہے۔

۳۔ تمام جانوروں میں چیونٹی کا دماغ اس کے جسم کے مقابلہ میں بڑا ہوتا ہے
ہاتھی کا دماغ سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

ذہانت کل ہے اور یاداشت جز ہے۔ یاداشت ذہانت نہیں امر ذہانت۔
قدرت کاملہ نے انسان کے دماغ میں ایک عجیب وغریب چیز عطا کی ہے یہ ہمارے
کھوپڑی کے اندر ایک بھیجہ ہے جو حواس خمسہ کا ارسال شدہ ہے۔ تاثیرات کو حاصل کر
ان کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس بھیجے یا دماغ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے خانے ہیں
حواس خمسہ کے احساسات کو حاصل کر کے چشم زدن میں مختلف اعضاء اور اعصاب
مناسب احکامات بھیجتے ہیں۔

پیدائش کے فوراً بعد حواس خمسہ بتدریج کام شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام تاثیر
خلیے دماغ میں پہنچتے ہیں۔ اسی طرح تجربہ حاصل ہوتا رہتا ہے۔ سالہا سال کے تجربے
سوچنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو دماغ کے خانے باہم
رسائی کے ذریعہ پرانے تجربات کو یاد کر لیتے ہیں۔

ذہانت کے متعلق

ذھانت:

ذہانت ایک ایسی فطری اور ذاتی قابلیت ہے جس کی مدد سے انسان اپنے فکر
میں اصلاح وترقی اور اپنے ماحول میں کامیابی حاصل کرنے میں آسانی محسوس کرتا ہے

ظہ:

حافظہ دماغ میں خلیہ ہے جو دس ارب ریشوں اور اعصابی ذرات کا مجموعہ ہے۔
ی اپنے دماغ میں دہ صد کھرب معلومات جمع کر سکتا ہے۔ بلاغت کی عمر میں فرد کی
ت اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے اور اس کے بعد نہیں بڑھتی۔ ذہانت اٹھارہ سال تک ترقی
ں ہے اس کے بعد ٹھہر جاتی ہے۔ چنانچہ جوانی کے دنوں میں ذہانت میں اضافہ کی
ت جوان شخص زیادہ عاقل اور فہیم ہوتا ہے۔

انت کے فائدے:

انسان ذہانت کی بدولت اپنی فطری جبلتوں اور رجحانات کو مفید اور تعمیری کاموں
ں استعمال کر سکتا ہے۔ ذہانت سے انسان کے تخیلات قوت استدلال اور غور و فکر اور
ت اور تحریر و تقریر میں زور پیدا کر دیتی ہے۔ ذہانت سے انسان نئے نئے حالات سے
نے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ذہانت انسان کا وقار بلند کر دیتی ہے جس سے اس کی ترقی کے
کانات بڑھ جاتے ہیں۔

حبس دم کے متعلق

وَيُصَلِّيْ وَجَوْفُهٗ يَزِيْزُ كَزَئِيْرِ الْمِرْجَلِ.

جمہ: آپ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے ایسی آواز آتی جو ہنڈیا کے ابلنے کی طرح آتی
ہے۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ کیفیت غلبہ بقاء اور اس کے ضبط سے ہوتی ہے اور یہ تجربہ

سے ثابت ہے غلبہ کے وقت ضبط کرنے سے سانس رک جاتا ہے۔ پس جو امر حضور صلی علیہ والہ وسلم سے لازم آ گیا ہے اس کے نافع ہونے میں تو شبہ ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر کوئی اس کا تحصیلاً واکتساباً التزام واہتمام کرے تو کیا حرج ہے یعنی جائز ہے۔ اگر شیخ مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اور اس کا اتباع کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ اور شیخ اور مراقبات میں مراقبہ وحدۃ الوجود بوجہ اس کے کہ خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک کرنا ہے۔

اکمل انسان کے متعلق

اکمل انسان کی تعریف یہ ہے کہ انسان کے واسطے تین قائدے ہیں۔

۱۔ توحید ۲۔ فقر ۳۔ ادراک

جس نے ان تینوں پر عمل کیا اور پورا کیا تو وہ کمال انسانی کو پہنچ گیا اور اخلاص روحانی اور خلق رحمانی اس کو حاصل ہوا جس سے وہ پورا تصوف کرسکتا ہے۔

باب سماع کے متعلق

اِنَّ اِمْـرَأَةً اَتَـتِ النَّبِيَّ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰى يَدَيْكَ بِالدَّفِّ

ترجمہ: بے شک ایک عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہا بے شک میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے سامنے دف بجاؤں۔

اس حدیث سے سماع ثابت ہوا کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کے واسطے دف بجانا

ت ہوا اور یہاں سے سماع جائز ہے۔

سماع کے آداب

سماع کے آداب کے لیے تین شرطیں ضروری ہیں۔

وقت ۲۔ مکان ۳۔ یاران جلسہ کا لحاظ کرنا

ت:

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ وقت کی رعایت سے یہ مراد ہے کہ سماع نود ہونے کے وقت جھگڑا نہ ہو۔ نماز کا وقت نہ ہو یا کوئی اور ایسا وقت نہ ہو کہ جس میں پیش ہو اور دل نہ لگے تو اس وقت سماع سے کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ ع راحت دل ہے اور اہل محبت کو جنبش دینے والا ہے۔

کان:

مکان کی رعایت سے مراد یہ ہے کہ چلتا ہوا راستہ نہ ہو یا بری جگہ یا مکان میں نہ ۔ یا کوئی ایسا سبب نہ ہو جس سے دل اس طرف بھٹکے۔ اس مکان سے اجتناب کرنا چاہیے کان کے نزدیک کوئی شور نہ ہو۔

ران جلسہ کا لحاظ:

یاران جلسہ سے مراد ہے کہ کوئی غیر جنس سماع کا منکر نہ ہو یا زاہد خشک دلوں کو ئف سے بے بہرہ مجلس میں نہ ہو کیونکہ ایسے شخص کا موجود ہونا گراں گزرتا ہے۔ اور اگر تبر دنیادار ہوگا اس کا لحاظ کرنا پڑے گا یا کوئی فرضی بنا ہوا صوفی کہ وہ فرضی وجد لاتے ہیں

Marfat.com

اور کپڑے پھاڑتا ہے یا زیادہ شور کرتا ہے۔ تو ایسے لوگ دل کو پریشان کرتے ہیں۔ ان
اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر یہ شرطیں نہ ہوں تو راگ کا سننا بہتر ہے اور حلال ہے۔

آداب دویم:

شیخ کو چاہیے کہ موجودین وقت کو دیکھ لینا چاہیے کہ اگر مریدوں کو سماع ۔
ہوتا ہے تو ان سے سامنے راگ نہ سنے اور اگر سنے تو ایسے مریدوں کو کسی اور شغل
دے۔ وہ تین قسم کے ہیں۔

۱۔ کم رتبے والا جو کہ اس کو سماع کا مزہ نہیں تو ایسے مرید کو سماع میں مشغول ہو
فائدہ ہے۔ اس لیے کہ نہ تو وہ کھیل والوں میں ہے کہ کھیل ہی کھیلے اور نہ ذوق والو
ہے کہ سماع کے ذوق سے مزہ پائے تو ایسے شخص کو کسی اور کام میں لگایا جائے یعنی ذ
میں مشغول کرنا چاہیے ورنہ سماع میں بے فائدہ وقت ضائع کرے گا۔

۲۔ سماع کا ذوق تو ہے مگر ابھی تک نفسیات اور شہوت بشری باقی ہے۔ اس کو بھی سماع
میں شامل نہ کیا جاوے۔

۳۔ وہ مرید جو کہ اس کی شہوت بھی ٹوٹ گئی ہے اور اس کی آفتوں سے بھی محفو
اور بصیرت اور دل پر محبت غالب ہے مگر اس نے ابھی علم ظاہری کی تحصیل بخوبی نہیں
اور نہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات سے واقفیت ہے۔ تو ایسے شخص کے سامنے اگر با
ہو تو جو کچھ سنے گا تو اس کو خداوند تعالیٰ کے حق میں ڈھائیگا خواہ واقع میں جائز ہو
نا جائز۔ پس اس صورت میں راگ سے فائدہ ہوتا ہے اور جو بجائے فائدہ کے ضرر زدہ
گا بلکہ کفر تک پہنچ جائے گا۔

Marfat.com

...ال:

ابوالحسن ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں کرمان کے شیخ ابو احمد مظفر کی خدمت میں حاضر... انہوں نے کہا کہ کسی چیز کی ضرورت ہے تو میں نے جواب دیا کہ سماع کی ضرورت ہے تو... نے ایک قوال کو بلوایا اور کہا کہ حضور کے سامنے قوالی ہوئی۔ شیخ ابو احمدؒ نے دریافت... کہ طبیعت پر کیا اثر ہوا؟ میں نے فرمایا کہ بڑی مسرت ہوئی۔ شیخ ابو احمدؒ نے فرمایا کہ... اس وقت تک ہوتا ہے جبکہ مشاہدہ نہ ہو اور جب مشاہدہ ہو جاتا ہے تو سماع کی خواہش... بخود ہٹ جاتی ہے۔ سماع کی عادت نہ ڈالنا۔ ایسا نہ ہو کہ طبیعت کا فربن جائے اور ہمہ... سماع میں نہ رہو۔ (کشف المحجوب ۲۵)

سماع کی تشریح حسب ذیل ہے۔ سماع تین قسم پر ہے

حلال ۲۔ حرام ۳۔ مباح

...لال:

اے عزیزو اس بات کو جان اور پہچان لو کہ حق تعالیٰ کا ایک بھید ہے اور وہ ایسا... یدہ ہے جیسا کہ دودھ میں گھی یا آگ لوہے اور پتھر کے درمیان میں پوشیدہ ہے۔ جس... رح لوہا پتھر پر مارنے سے آگ جو پوشیدہ ہے نکلتی ہے اور صحرا میں آگ لگ جاتی ہے۔ ...اطرح سے انسان کے دل میں حق تعالیٰ کا عشق اور محبت کا بھید ہے جو کہ پوشیدہ ہے۔ ...ں کو اسی طرح اچھی موزوں آواز کے سننے سے انسان کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے ...تیار دل میں ایک چیز پیدا ہوتی ہے۔ اس شخص کے لیے سماع کی ضرورت ہے اور اس کے

واسطے حلال ہے تاکہ وہ آگ زیادہ ہو جاوے۔

حرام:

جس کے دل میں محبت باطل ہے اس کے لیے سماع حرام ہے اور زہر قاتل اس لیے اس میں علماء کا اختلاف ہے اور وہ کہتے ہیں کہ سماع حرام ہے۔ یعنی بعض کے لیے سماع حرام ہے اور بعض لوگوں کے لیے سماع حلال ہے اور بعض کے لیے ہے۔

مباح:

جس کا دل دونوں سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر سنتا ہے اور طبیعت کے حکم لذت پاتا ہے تو اس کے واسطے مباح ہے۔ خوش آوازی خواہ تلاوت قرآن پاک تلاوت حدیث مبارکہ، خواہ صفت اللہ تعالیٰ، خواہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ خواہ کسی ولی کا ہو اور خوش آواز ہو اور قرعہ بھی اچھا ہو تو جائز ہے اور اگر کوئی شخص قر شریف کی تلاوت کرے اور اس کا قرعہ درست نہ ہو اور آواز خراب ہو تو دنیا کا کوئی سننے کے لیے تیار نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا ہے۔

جس عالم نے حرام کہا وہ فقط اہل ظاہر سے ہے کیونکہ اسے یہ معلوم نہیں ۔ کہ حقیقت میں خدا کی محبت انسان کے دل میں نزول فرماتی ہے اور وہ پوشیدہ ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آدمی اپنے جنس ہی کو درست رکھ سکتا ہے۔ جو چیز اس کی جنس سے نہ ہوگی اور شے اس چیز کی مانند ہوگی اسی آدمی کو کیونکہ درست رکھ سکے گا تو اس عالم کے نزدیک

ق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن نہیں اور اگر عشق خالق دل میں صورت
ے بھی خیال تشبیہ سے ہے اور یہ دونوں کے نزدیک ... ہے۔ اس سبب سے وہ
ہتا ہے کہ سماع کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ د... باتیں دین میں مذموم
ور بری ہیں۔ اور جب پوچھتے ہیں کہ خدا کی محبت اور دوستی ... یہ مخلوق پر واجب ہے
لیا معنی ہیں تو کہتا ہے کہ فرمانبرداری اور عبادت گزاری۔

امام غزالی کہتے ہیں کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے۔ اس واسطے کہ جو چیز دل
نہ ہو، سماع اسے دل میں پیدا نہیں کر سکتا ہے بلکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اس کو سماع
ت دیتا ہے اور جس شخص کے دل میں ایسی چیز ہے جو شرح میں محبوب ہے اور اس کا قوی
مطلوب ہے اور جب سماع اس چیز کو اور زیادہ قوی کرے گا تو سننے والے کو ثواب ہوگا
س کے لیے حلال ہے۔ اور جس شخص کے دل میں ایسی باطل چیز ہے جو شرح میں مذموم
ری ہے تو سننے والے کو سماع سے عذاب ہوگا۔ اس شخص پر حرام ہے اور اس کے لیے زہر
ں ہے۔ یہ کہنا واجب نہیں ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ
حرام ہے کہ اس میں کچھ فریب ہے کیونکہ چڑیوں کی آواز خوش ہے اور مرغوب حرام نہیں
۔ سبزہ آب رواں اور گل شگوفہ کی سیر سب خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے حرام نہیں
اور اچھی آواز کانوں کے حق میں ایسے ہے جیسے آنکھ کے حق میں سبزہ اور آب و گل شگوفہ
اک کے حق میں بوئے مشک اور زبان کے حق میں اچھا کھانا اور عقل کے حق میں اچھی
ی حکمتیں ہیں۔

Marfat.com

یعنی آنکھ، ناک، کان، زبان، عقل ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ لذ
ہے حرام نہیں ہے تو پھر سماع سے جو دل پاتا ہے اور روح خوش ہوتا ہے تو کیسا حرام ۔
سماع حرام نہیں ہے تو اس پر ایک زبردست دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائ
روایت ہے کہ عید کے دن مسجد میں حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے تو رسول اللہ صلی ا
والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو تو میں نے کہا ہاں میں چاہتی ہوں ت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم دروازے پر کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑھائے حتیٰ کہ م
اپنی ٹھوڑی آپ کے دست مبارک پر رکھی اور اتنی نظارت اور سیر کی جب دیر زیادہ
آپ نے کہا بس نہ کرو گی؟ میں نے کہا نہیں۔

اس سے پانچ مسائل ثابت ہوئے

۱۔ کھیل اور رقص بازی کا دیکھنا

۲۔ مسجد میں کھیل بازی

۳۔ حضرت بی بی عائشہؓ کو تماشہ کے لیے لے جانا کہ تم چاہتی ہو تو دیکھو۔

۴۔ حضرت بی بی عائشہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتی ہو
تماشہ دیکھو اور فرمایا تقاضہ ہے یہ ویسا نہیں کہ وہ دیکھتی ہوتیں اور آپ خاموش رہتے
تھا کہ کوئی کہتا کہ آپ نے ان کو رنجیدہ کرنا نہیں چاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے۔

۵۔ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بی بی عائشہؓ کے ساتھ دیر تک کھڑے
کیونکہ نظارہ بازی آپ کا کام نہ تھا حضرت بی بی عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں لڑکی ا

Marfat.com

کی عادت کے موافق میں گڑیاں گڈے سنوارتی اور چند لڑکیاں بھی میرے پاس ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھر آتے تو لڑکیاں بھاگ جاتیں تو رسول اللہ علیہ والہ وسلم لڑکیوں کو واپس میرے پاس بلواتے اور میرے پاس بھجواتے ۔

:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عید کے دن دو کنیزیں میرے پاس دف بجا کر ہیں ۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور دوسرے طرف منہ بچھونے پر سو رہے ۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف آور ہوئے اور ان کو ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دولت خانے میں مزمار تو اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کے اے ابو بکر صدیقؓ ان سے بردار ہو کیونکہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا مباح اس میں شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گوش میں آواز پہنچتی تھی تو سننا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کے انکار سے منع فرمانا اس کے مباح ہونے پر دلیل ہے ۔

:

حرام یہ کہ دل میں کوئی بری صفت ہو یعنی رنڈی یا لونڈی کی محبت ہو اور اس کے اور شوق بڑھنے اور اس کے سامنے سماع میں مشغول ہونا تا کہ لذت زیادہ ہوئے تو نے سننے سے جس میں زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانے سننے والا اپنے

Marfat.com

معشوق، لونڈی کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ انہیں ہوتے ہیں اس لیے یہ سماع ان کے لیے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ کو تیز کر جس آگ کو بجھانا واجب ہے اس آگ کا بھڑکنا کیونکہ درست نہ ہوگا یعنی حرام ات یہ عشق اپنے جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ راگ تمتع دینا جب تک طلاق ڈالے تب تک مباح ہے اور پھر حرام ہو جائے گا یعنی اپنے جورو یا لونڈی کی محبت میں سماع مباح ہے اور جب وہی جورو یا لونڈی کو طلاق دے یا بیچ ڈالے اور سامنے یا ان کے محبت میں سماع دیکھے تو یہ حرام ہوگا۔

حلال:

حلال یہ ہے کہ دل میں کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اس صفت کو قوت دے چار قسم پر ہے۔

۱۔ کعبہ کی طرف جانا یا جنگل کے اندر جانے کی صفت میں گائے۔

۲۔ حاجیوں کے اشعار گائے جائیں۔

۳۔ خانہ خدا کے اشعار گائے جائیں۔

۴۔ جہاد کے اشعار ہوں تو یہ تمام حلال ہیں اور بڑا ثواب ہے۔

حلال سرودنوحه:

جو رونا لاتا ہے دل میں رنج بڑھاتا ہے ثواب ہے ایمان میں جو تقصیر کرتے ہے گناہوں پر پشیمان ان کے لیے ثواب ہے۔

Marfat.com

ر دل میں رنج ہے اور نوحہ کرے تو حرام ہے یعنی کسی کا اپنا رشتہ دار یا عزیز مر گیا
کرے تو حرام ہے۔

ں میں خوشی ہو اور اسی کو زیادہ کرنے کے واسطے سماع کرے تو یہ حلال ہے یعنی
ہ، عقیقہ، پیدائش اولاد، ختنہ، خیرت سے پہنچنا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
پہنچے تو گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے اور لڑکیوں نے دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ
ے۔ اشعار یہ ہیں جو کہ تمام کتابوں میں درج ہیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

اسی طرح عید کے دن خوشی کرنا، یا نذر ماننا کہ اگر میرا یہ کام ہو جائے تو میں سماع
حلال ہے۔
کسی کے دل پر خدا تعالیٰ کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پر پہنچ گئی ہو تو اس
سماع ضروری ہے اور حلال ہے۔ جس چیز کے سبب سے خدا تعالیٰ کی دوستی زیادہ
جز بھی زیادہ ہوتا ہے۔ صوفیوں کا سماع اصل میں اس سبب سے تھا کہ اللہ جلہ شانہ
پہنچ جاویں مگر ان لوگوں کے سبب سماع اب رسم ہو گیا ہے جو ظاہری میں صوفیوں کی
پر ہیں اور باطن میں ان کے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ۔

Marfat.com

آتش عشق الٰہی بھڑکانے میں سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔ صوفیو
ایسا ہوتا کہ سماع پر اسے شفاء ہوتا ہے اس کے سبب سے وہ لطف حاصل کرتا
غیب سے سماع کی بدولت ان لوگوں پر طاری ہوتی ہے اسے یہ لوگ وجد کہتے
ہے کہ ان لوگوں کا دل حالت سماع میں ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چ
میں رکھنے سے صاف ہو جاتا ہے۔ اور سماع دل میں آگ لگا دیتا ہے اور س
دل سے دور کر دیتا ہے اور یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی
ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسب
سماع اسی نسبت سے حرکت دیتا ہے حتیٰ کہ ایسا ہوتا ہے کہ روح کو اس عالم
لیتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ اس عالم میں ہوتا ہے، صوفی کو اس کی مطلق خبر نہیں
بھی ہوتا ہے کہ صوفی کے اعضاء کی قوت ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گر پڑتا ہے اور
جاتا ہے۔ ان حالات میں جو ٹھیک ہے اور اصل ہے اس کا بڑا درجہ اور ثواب
ہے۔

سماع کے انکار کے متعلق

جو شخص صوفیوں کے سماع اور وجدان کا انکار کرتا ہے تو وہ اپنی تنگ دلی او
کی وجہ سے انکار کرتا ہے اور اس کا انکار کرنے میں معذور اور بے قصور ہے۔ اس
چیز خود اسے حاصل نہیں اس کا ایمان لا سکنا مشکل ہے۔ اس کی مثال جیسے مخنث
مخنث اس بات کا باور نہیں کرتا ہے کہ صحبت کرنے میں بڑی لذت ہے۔ اس و

آدمی لذت پا سکتا ہے کیونکہ مخنث کے واسطے خدائے تعالیٰ نے شہوت ہی نہیں

ہ کیونکر لذت صحبت کو مانے۔ اسی طرح سبزہ رواں یا آب رواں گل شگوفہ وغیرہ

لذت ہوتی ہے۔ اگر اندھا اس سے انکار کرے تو کیا تعجب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ

لھ ہی نہیں دی ہے جس سے وہ نظارت بازی کرے۔ لذت کو پہچان سکے لیکن جو

وکہ اسے خود جو بات حاصل نہیں اور اس بات کو اوروں کے واسطے بھی محال جانتا

بڑا احمق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ھْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ (الاحقاف ۴۶:۱۱)

جب انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن پاک سے تو یہ اب ضرور کہیں گے کہ

وہی پرانا جھوٹ ہے۔

جہاں مباح کا حکم ہو وہاں بھی پانچ قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ماع عورت سے یا مرد سے سنے اور سبب شہوت ہو تو حرام بھی ہے۔

جو امر محل شہوت سے نہ ہو وہ سماع مباح ہے۔

اگر پردے کی آڑ میں عورت کی آواز سے سنے اور اگر فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو

اور اگر خوف نہ ہو تو مباح ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے اپنے نفس کا مطالعہ کرے

رح رجوع ہے۔

جیسے لونڈوں کا چہرہ عورت نہیں ہے اور چہرہ چھپانا فرض نہیں اور مردوں کو انکا دیکھنا

ظر ڈالنا بھی حرام نہیں اسی طرح سے عورت کو اپنی آواز بند رکھنا فرض نہیں ہے اور

Marfat.com

مردوں کو انکی آواز سننا حرام نہیں ہے۔ لیکن لونڈوں کو شہوت سے دیکھنا فتنہ لواطت
ہو جاتا ہے تو حرام ہے اور اگر شہوت کا خوف نہ ہو تو لونڈوں کو دیکھنا حرام نہیں
طرح سے عورتوں کی آواز سننا بھی حرام نہیں ہے۔ جہاں فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو
وہاں آواز سننا حرام ہے۔

۵۔ یہ بات ایسی ہے جیسے روزوں میں اپنی جورو کا بوسہ لینا تو اس شخص کے
ہے جو شہوت سے مطمئن اور ایمن ہو اور اس شخص کے لیے حرام ہے جو ڈرتا
شہوت مباشرت تک لے جا کر بلا میں ڈال دے گی یا ڈرتا ہے کہ فقط بوسہ لینے
انزال ہو جائے تو اس وقت حرام ہے۔

نتیجہ سرود:

سرود کی چند قسمیں ہیں جن کے خواص الگ الگ ہیں۔ خوش آواز سے
جاتا ہے اور دیدار کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ یہ آواز سراسر رحمانی اور قرب ربانی ہے
عاشقان روحانی اور اہل تصوف فقراء کو نصیب ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے راہ
شیطان اور نفسیاتی آواز اور ہے دنیاوی سرود سے پریشانی بڑھتی ہے۔ سرود کی آواز
کی معرفت ہے۔ شیطانی اور نفسیاتی سرود اہل دوزخ کافر کی رسم ہے۔ جو بتوں
گاتے ہیں یا دنیا دار غلبات شہوت سے زنا کی طلب میں ایسے سرود سے خوش وقت
ہیں۔ ایسا سرود سراسر رجعت ہے اور جو روحانی سرود ہے وہ عارفوں، عاشقوں
محبوبوں، واصلوں، غوثوں، قطبوں، یعنی حال مومنوں، مسلمانوں کے دلوں کی صفائی

Marfat.com

یض بخشتا ہے۔ اس سرود سے قرب رحمانی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے عارف
مقام کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ سرود کئی طرح کے ہیں، یعنی چار اقسام پر ہیں۔

حال ۲۔ وصال

رحمانی ۴۔ شیطانی

یہ سب اپنے اپنے تاثرات سے پہچانے جاتے ہیں۔ چنانچہ جو نیک سرود ہے وہ
یکی کی طرف لے جاتا ہے اور جو سرود مردود ہے وہ انسان کو مردودمیت تک پہنچاتا
یطانیت کا کام کرواتا ہے۔

سرود عارفوں کے لیے حالت ہے، مجنوں کے لیے طعام ہے، عاشقوں کے لیے
ہے، واصلین کے لیے بمزلہ شوق ہے۔ سرود کا سننا بعض پر فرض ہے، بعض پر سنت
بعض پر بدعت ہے۔ چنانچہ واصلوں کے لیے فرض ہے، طالب علموں کے لیے سنت
عارفوں کے لیے بدعت ہے اور باقی دنیا دار لوگوں کے لیے حرام ہے اور زہر قاتل
یہ دیکھو کہ تم کن فرقہ میں سے ہو۔ سرود تین قسموں پر ہے

اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صفت ہو۔

صالحین، صدیقین، شہداء، انبیاء کی صفت کے اشعار ہوں۔

تلاوت قرآن پاک حدیث شریف کے سننے کا لائق ہو تو ہر سماع جائز ہے اور حلال

کیونکہ شروع ہوتے ہی سننے والا بے جان ہو جاوے گویا کہ وہ اپنے آپ کو حضور

Marfat.com

میں لے گیا ہے اور اپنے جان سے روح نکال کر لا مکاں میں بھیج دیتا ہے۔ یعنی چھوڑ کر روحانی جسم سے حاضر ہوتا ہے اور پھر سرود سن کر زندہ ہو جائے۔ دراصل یہ ہے کہ جب آواز کان میں آئے تو یکبارگی میں فنا فی اللہ کو پہنچ جائے۔ یہ بات حاصل ہوتا ہے کہ جس کا دل سلیم اور جان سے بے جان کر کے بحق تسلیم ہو جائے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سرود ایک وجد ہے جو خوش آواز کے ساتھ فیض اور وحدت سنتا ہے۔ خصوصاً پیر کی نگاہ سے ہوتی ہے۔ "اللہ بس باقی ہوس"

ضمیر کے متعلق

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (الصفت ۳۷:۸۴)

ترجمہ: جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں طلب سلیم کے ساتھ۔

یعنی گمراہ اور غیب سے پاک یہی ضمیر ملہم کے حق میں ہے اور تابع اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہے اور انسان کے اندر کی وہ محسوس کرنے والی آواز جو در پیش مسائل، واقعات اور ذہن میں اٹھنے والے سوالات پر اپنے عمل اور ردعمل کا اظہار کرتی ہے۔

ضمیر کا انتہائی تعلق اور مقام بیک وقت دل اور دماغ اور عینی شعور ہیں جب انسان مکمل یکسوئی کے ساتھ خیالات اور تخیرات میں مگن یعنی محو درپیش حالات کو صحیح انداز میں حل کرنے کی سعی کرتا ہے اور دل و دماغ یعنی شعور ایک معقول جواب مانگتا ہے تو دل اور دماغ کے مابین طویل بحث کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت ضمیر بحیثیت

Marfat.com

یا فوقی مباحث(Debater) کام کرتا ہے۔

ضمیر بنظر عمیق افعال ثلاثہ (ماضی، حال، مستقبل) کی کسوٹی پر پرکھتی ہے اور تجزیہ یعنی جدا کرتی ہے۔ اور ان کے سامنے ایک ٹھوس اور قابل عمل لائحہ عمل پیش کر کے دل و دماغ میں مفاہمت اور یکسانیت پیدا کرتی ہے۔ بعدازاں دماغ یعنی شعور اختیار کے ساتھ نتیجہ کا اعلان کرتا ہے اور عمل درآمد کا حکم دیتا ہے۔ اس ضمن میں دماغ کو دل کی مکمل حمایت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔

ضمیر کی تشریح:

دل میں دو سوراخ ہوتے ہیں۔ یعنی دائیں اور بائیں ان سوراخوں کو دل کے کان کہتے ہیں۔ اور ان سوراخوں میں سے ایک شیطان کی جگہ ہے اور اس میں شیطان ہر وقت موجود ہوتا ہے اور اس کا نام وسواس ہے اور وہ دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور انسان کو برائی پر آمادہ کرتا ہے اور ہر اچھے کام کا یہ نفس "نہیں" میں جواب دیتا ہے۔

دوسرے سوراخ میں رحمان کی جگہ ہے اور اس میں ایک فرشتہ اسمی ملہم کی جگہ ہے۔ یہ ملہم فرشتہ بھلائی اور نیکی کی دعوت دیتا ہے اور ہر وقت اس انسان کو اچھے اچھے کاموں پر آمادہ کرتا ہے اور روح اور شعور کو تابعدار کراتا ہے۔

ان دونوں کو ہی ضمیر کہتے ہیں۔ اگر ملہم کی بات کو قبول کیا جائے تو یہ اچھی ہوگی اور اگر وسواس کی بات کو قبول کرے تو یہ بری ہوگی۔ یہ تمام کام ان دونوں کا ہے یعنی ملہم اور وسواس کا ہے۔ اگر وسواس نے نفس اور شیطان کو طابع کر لیا تو یہ شخص شیطانیت میں اچھا ہوگا

Marfat.com

اور اگر ملہم نے روح اور شعور کو تابع کر لیا تو یہ شخص نیکی اور بھلائی کے کام اچھے کریں گے۔ اسی کو ضمیر کہتے ہیں جو کہ لوگ ضمیر کا نام لیتے ہیں وہ یہ ہیں۔

ضمیر کی اقسام:

عمل کی نوعیت اور حیثیت کے مطابق ضمیر کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ زندہ ضمیر ۲۔ نیم جان ضمیر ۳۔ مردہ ضمیر

زندہ ضمیر

زندہ ضمیر سے مراد یہ ہے کہ دل اور دماغ (یعنی روح اور شعور) ضمیر کے تابع ہوتے ہیں۔ اس کے دیے ہوئے فیصلے کو **اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا** کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ ہر نئی صبح جب بیدار ہوتے تو اپنے معبود کے بارے میں سوچتے تو ذہن میں نئے نئے سوالات پیدا ہوتے تھے۔ کبھی انہوں نے سورج کو دیوتا مانا کبھی چاند کو اصل عبدیت کے لائق سمجھا اور کبھی زمین و آسمان، آگ اور پتھر کو محور کائنات تصور کیا۔ مگر ضمیر نے ہر ایک پر نفی میں جواب دیا۔ آخر کار وہ حقیقی خالق انسانیت اور **کُلٌّ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ** کو پانے میں کامیاب ہو گئے

اور دل و دماغ نے اس کی تصدیق کر دی کیونکہ عبادت کے لائق وہی ہو سکتا ہے جو ان سب اشیاء سے بالاتر ہے بلکہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور خود محتاج نہیں بلکہ حاجت روا ہے۔ وہ ہر قسم کی خواہش سے بے نیاز ہے۔ وہ قائم اور دائم ہے۔ یہاں پر حضرت ابراہیمؑ کا دل اور دماغ مطمئن ہو گئے اور وہ اپنے حقیقی اور اصل معبود کی جانب راغب ہو گئے۔

Marfat.com

نیم جان ضمیر:

اس مرض میں وہ لوگ مبتلا ہیں جن کے دماغ اور دل میں سے کوئی ایک ضمیر سے اختلاف رکھے اور ضمیر کی آواز کو کوئی اہمیت نہ دے جیسا کہ یہودی اور نصرانی وغیرہ ہیں۔ یہ جانتے ہیں اور ان کا ذہن یہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق پیغمبر ہیں اور رسول ہیں لیکن وہ یہ سننے کے لیے تیار نہ تھے کیونکہ وہ زمانے کے مجد اور نبیوں کے احکامات کے وارث بنے بیٹھے تھے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ (ال عمران ۳:۹۲)

ترجمہ: ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔

یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے ثواب اس چیز میں ہے جو کہ خداوند عالم کے لیے حقدار کو چھوڑنے دے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ بہت راضی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو حکم دیا اور یہ آیت نازل فرمائی کہ ان یہودیوں کو اپنی ریاست بہت عزیز ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تابع نہیں ہوتے تھے جب تک وہ ہی ریاست نہ چھوڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو درجہ ایمان نہ پائیں گے۔ یعنی جو مقام تم کو زیادہ پسند ہے اس کو خدائے عالم کے لیے حقدار کو چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کے لیے حقدار کو نہ چھوڑا تو تم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاوے گا۔ تو اس آیت کی رو سے یہودیوں

Marfat.com

سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا کیونکہ حقدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے اور یہ انکاری ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سزا میں مبتلا کر دیا۔ اور روز قیامت میں بھی سزا دے گا اور زمین میں ان کی کوئی حق نہیں ہوگی اور وہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ ان کی عزت وتکریم اس نومولود مگر سچے مذہب کو قبول کر لینے سے کم ہو جائے حالانکہ تورات اور انجیل آپ کی صداقت کی شہادت دیتی تھیں مگر انہوں نے ان الہامی کتابوں میں بھی ردوبدل کر کے ان کی اصلی حالت کو مسخ کر دیا۔

سو اگرچہ دل ودماغ میں سے ایک تو اس حقیقت کو تسلیم کرتا مگر ضمیر کی آواز کو نہ سنا گیا اور اس طرح وہ اس سے بے مراد لوٹے۔ اسی طرح ابوجہل ذہن سے تسلیم کرتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس چیز کا حکم دیتے ہیں وہ بجا ہے لیکن جو دنیا کے لہو ولہب میں ڈوبا ہوا تھا اس کا قابل نہ ہوا حکم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ (البقرہ ۲:۷)

ترجمہ: مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت کی رو سے مردہ دل ثابت ہوتا ہے کیونکہ بھلائی کی دعوت دل قبول نہیں کرتا ہے۔

اول طالب کو کیا حاصل کرنا چاہیے

اول طالب کو علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کم از کم قرآن پاک پاک اور حدیث، بعد مرشد کامل کی تلاش کرے۔ جب یقین ہو جائے تو بیعت کرنے کی کوشش کرے۔ اول وضو پانی سے ظاہراً طریقہ سے کرے۔ پھر باطن کا وضو کرے۔ یعنی بخل، حسد، کینہ، بغض، تکبر، غرور، خودی، طمع، لعب، لہو تمام خواہشات شہوانی کو ترک کرے، دل کو پاک کرے، پھر بیعت کرے۔ جو نصیحت مرد پاک کرے اس کو ندائے غیبی سمجھے۔ اس پر پورا عمل کرے اور کثافت کدورت کو بالکل صاف کرے۔ کم کھائے، کم بولے، رات بیدار رہے، دن کو محشر اور رات کو قبر سمجھے۔ عام لوگوں کی مجلس کو یکسر ترک کرے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے شوق کے اور کوئی طلب نہ کرے۔

مرشد پاک کا حلیہ باشریعت باتاثیر ہو، مرشد صاحب باشریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کے جاننے سمجھنے والا ہو اور اس کا شجرہ حضرت جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک ملتا ہو اور اس کو کسی نشہ آور چیز کی عادت نہ ہو۔ مراقبہ میں مصروف رہتا ہو، شریعت کا پابند ہو، داڑھی تراش نہ ہو، ملنگ صورت نہ ہو، گجرے نہ پہنے ہوں، سر میں بودی نہ ہو، قلندر نہ ہو، حقہ نوش، سگریٹ نوش نہ ہو، بازاری عادت نہ ہو، عابد زاہد ہو۔

مرشد پاک ہر حکمت باطن جانتا ہو:

مرشد پاک کی مجلس میں جب بیٹھیں تو قلب ذاکر ہو۔ وجود میں سرور جذبہ ہو

طالب کے قلب سے حلاوت پیدا ہو۔ غیر دلیل کدورت کثافت خارج ہو۔ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل پر نگاہ رکھے۔ غیر وہم خیالات نہ آئے۔ خوف اظہار ہو۔ ولی اللہ کی نظر مرید کے قلب پر ہونی چاہیے۔ پیر کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔ اگر پیر صاحب کلام فرماتے ہوں تو دل لگا کر سنے اور عمل بجا لائے۔ مرشد پاک حکیم ہوتا ہے۔ مرید مریض ہوتا ہے۔ مرشد پاک ملک الموت ہوتا ہے اور طالب مردہ ہوتا ہے۔ مرشد پاک دوا ہوتا ہے اور طالب درد ہوتا ہے۔ مرشد پاک آئینہ ہوتا ہے اور طالب بیمار ہوتا ہے۔ مرشد پاک پانی مصفا ہوتا ہے اور طالب غلیظ ہوتا ہے۔ مرشد پاک دردمند اور غمخوار ہوتا ہے اور طالب حاجت مند اور سائل ہوتا ہے۔ مرشد پاک باخبر ہوتا ہے اور طالب بے خبر ہوتا ہے۔ مرشد پاک طالب کے قریب ہوتا ہے جس طرح انسان کا سایہ انسان کے ہمراہ ہوتا ہے۔ مرشد پاک نور اللہ ہے مرید ظلمت اور حجاب میں ہے۔

جس مرید نے مرشد کو دور سمجھا وہ مرید خود دور ہوا۔ مرشد پاک ہی مراد ہے اور مرید اللہ سے دور ہے۔ مرشد پاک کو مرید اس طرح سمجھے جس طرح شاہ رگ سے نزدیک ہے۔ مرشد پاک دور نزدیک سے بات سمجھتا ہے، دل کی دلیل جانتا ہے، زمین آسمان اور عرش معلی سے واقف ہوتا ہے۔ لوح و قلم کا علم جانتا ہے۔ پیر کی روشنی چاروں طرف ہوتی ہے۔ اس کا نور نشیب و فراز نہیں ہوتا ہے۔ مرشد پاک ازل، ابد، اعمال کو جانتا ہے۔ ولی اللہ سے درخت، پہاڑ، دریا، چرند، پرندے، ہوا، سورج، قمر ہر شے بات کرتی ہے۔ حضرت آدمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخیر دنیا کے ارواح کو جانتے ہیں اور تمام روحیں ملاقات کرنے کے لیے آتے ہیں اور ملتے ہیں۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور اولیاء اللہ

جب حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے جو کچھ آپ کو ملا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عنایت نامہ حاصل ہوا۔ واپس تشریف لا کر چاروں اصحاب کو عطا فرمایا۔ اسی حصہ میں سے جملہ اولیاء کرم کو عنایت فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کے درجے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ طالب کو جائز نہیں کہ ان میں فرق کرے۔ اصحاب پاک روحانی علم کے ماہر تھے۔ ظاہر باطن ان کا ایک ہی تھا، رات کو سوتے ہوئے جانتے تھے، ان کے دل بیدار تھے۔ ان کے درجے اور کام اور شان اللہ تعالیٰ اور حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جانتے تھے۔

حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان و کرم

لاکھوں، کروڑوں، اربوں درود شریف اور سلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہوں۔ ان کے اصحاب پر اور ان کے غلاموں پر، ان کے عاشقوں پر، ان کے دیوانوں پر، ان کے محبان پر اور ان کے رضامندوں پر، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی فقر کے مالک ہیں۔ فقر بھی آپ سے عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور جملہ اولیاء کرام ان پر دوردشریف پڑھتے ہیں۔ اور آپ کی تسبیح شجر و حجر تمام جاندار حیوان وظیفہ پڑھتے ہیں۔

طالب کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اتنا درود شریف پڑھے کہ زبان و جسم تھک جائے۔ جب ہوش آئے پھر باوضو، باادب خوشی سے پڑھے۔ جب آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ والہ وسلم کا اسم مبارک سنے اور دیکھے تو درود شریف پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حلیہ نقل کرے۔ جسمانی اور باطنی اور صاف نقل کرے۔ جب تک طالب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ظاہر اور باطن دل پر نقل نہ کرے گا کبھی مسلمان نہ ہوگا اور نہ مراد کو پہنچے گا۔ حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر عاشق کا درود شریف سنتے ہیں۔ خود دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدار رہتے ہیں۔ ہر سالک، مجذوب، غوث، قطب وغیرہ کا سوال سنتے ہیں۔ ہر ولی اللہ کی زبان پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ ہر ولی اللہ کے قلب پر اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ ہر شے کو حضور عالی کی محبت ہے اور آپ اپنی امت کے بزرگان کو جواب سوال فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صرف مدینہ منورہ میں نہیں، ہر ذی ہر نفس کے پاس ہیں۔ حضور عالیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس کو چاہیں دیدار عنایت کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کئی طرح سے ہوتی ہے۔ آپ کی زیارت مبارک کے لیے بعد نماز عشاء کے دو رکعت نفل ہدیۃ الرسل پڑھیں۔ بعد سورت فاتحہ کے آیت الکرسی ایک بار، سورت الاخلاص پندرہ بار، پھر دوسری رکعت میں بعد سورت فاتحہ ایک بار، سورۃ اذا جاء نصر اللہ پندرہ بار، بعد سلام قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے درود شریف ایک ہزار ایک سو بار پڑھنا اور وہیں قبلہ رو ہو کر سو جانا۔ گیارہ روز ایک ہی جگہ پڑھنا۔ لباس معطر ہو، دیدار ہو جائے گا انشاءاللہ۔

Marfat.com

طالب کو اپنے شیخ سے فیض حاصل کرنا

طالب کو پہلے حلیہ مبارک مرشد کی طرح بنانا۔ صورت نقل کرنا۔ گفتگو کی شکل کرنا۔
...ر پاکیزہ رہنا۔ باطن متوجہ اور تصور کرنا۔ تصور ایسا ہو، شیخ کی صورت میں اپنے آپ کو فنا
...۔ ہر طرف شیخ ہی نظر آئے اور شیخ کی صورت سے سوال کرنا اور جواب لینا۔ جب تک
...کی صورت سے جواب نہ ملے گا فنافی الشیخ کا درجہ حاصل نہ ہوگا۔ جب تک تصور شیخ کا
...نہ ہوگا قرب حضوری حاصل نہ ہوگا۔

اگر طالب اپنے مرشد صاحب سے دوسرے بزرگ کو بلند سمجھے گا تو مرید مرتد اور
...ود ہوگا۔ اگر اپنے پیر جس سے بیعت حاصل کی ہو اس کے برادر یا والد کی طرف رخ
...ے گا تب بھی اس کا کامیاب ہونا محال ہے۔ اپنے مرشد کی رفتار سے قطع ہوگا۔ اگر
...ید اپنی جان کو ہلاک بھی کر دے جب تک مرشد پاک توجہ نہ کرے گا ہرگز راستہ نہ ملے
...۔ اگر مرید کسی اعلیٰ رتبے پر پہنچ جائے اور دوسرے پیر کی طرف رخ کریگا تو اس کو درجہ
...ے خارج کیا جائے گا۔ طالب کو شیخ کی گستاخی سے ڈرنا چاہیے اور بے ادبی سے بچنا
...وری ہے۔ بقول حضرت بایزید بسطامیؒ مرید کو پیر کے روبرو ہو کر بیٹھنا نہ چاہیے۔ بار بار
...ر نہ کرنی چاہیے۔ اگر مرید نے ادب نہ کیا تو اس کا خزانہ قلب خالی رہے گا۔

طالب اپنے مرشد کے فیض سے کیوں محروم رہتا ہے

طالب اپنے مرشد کی گستاخی اور بے ادبی سے محروم رہتا ہے۔ غیر لوگوں کو دیکھ کر
...ں کو بلند جگہ اچھی جگہ پر بیٹھنے کی جرات ہوتی ہے۔ وہ اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ہونا

Marfat.com

سمجھتا ہے۔ اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میرا کیا کام، میرا کیا تعلق، میرا کیا مطلب، میرا ہے کیا رشتہ، غیر آدمی تو خود بے قدر نہ شناس ہوتا ہے۔ اس کا دلی تعلق نہیں ہوتا۔

حضرت جامیؒ طالب کو لازم ہے غیروں سے جدا رہے۔ محرم اور مجرم کی شکل ایک ہے درمیانی نقطہ کا ہوتا ہے۔ جب طالب مرشد صاحب سے بے ادبی کرتا ہے تو قلب پر چھا جاتی ہے۔ جب قلب سیاہ ہو تو ایمان بھی سیاہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں نے غیر ملک کی ٹوپی استعمال کی فارس کے ملک کی نہ کی تھی میں مرشد پاک کی خدمت میں حاضر ہوا تو مرشد نے کہا اے غیر ملک کا لباس پہننے والا غیر ہو گیا تو فوراً میرا قلب سیاہ ہو گیا۔ دوبارہ فرمایا میرا لباس تم کو پسند نہیں آیا میں نے ٹوپی دوسرے کو دے دی توبہ کی۔ **41** روز توبہ کی۔ تب میرے دل سے سیاہی دور ہوئی

ایک مرید دنیا کے واسطے ہوتا ہے اس کو مولا کریم سے محبت نہیں ہوتی۔ ایک صرف مولا کریم کے لیے ہوتا ہے۔ اس کا دنیا سے تعلق نہیں ہوتا ہے۔ مرشد صاحب ہستی نہیں ہوتی۔ مولا کریم کا مظہر ہے مرید کو اپنی ضروریات سے زیادہ خواہش نہ کرنا چاہیے۔ مرشد کا طاقت ہے کہ مرید کو ایک نظر سے مقصود پر پہنچا دے مگر درمیان منازل طے نہ کرنے سے دل خوش نہیں ہوتا اور مرید غلطی کھا جاتا ہے۔ مرید کو لازم ہے کہ ہر منازل پر قیام کرے۔ آہستہ آہستہ سفر طے کرے، فقر اور چیز ہے تسخیر اور عملیات اور چیز ہیں مرید تسخیر کی طرف گیا تو اس کا سابقہ مقصد گم ہوا۔

مرید کو سماع (گانے بجانے) سے پرہیز رکھنا چاہیے

مرید کو لازم ہے کہ اپنے خاندان کے قواعد سے باہر نہ نکلے، اگر چہ سخت ہو ہر قسم کا
ساز، سارنگی، گانا اور گانا سننا، ساز بجانا م، ناچنا، جربہ اور دبدبہ کرنا بالکل قاتل ہے۔
ام راگ سے دل سیاہ ہوتا ہے اور آوارہ گرد ہوتا ہے اور شریعت کے قانون کی خلاف
ں کرنا باعث گناہ اور نافرمانی کہلاتا ہے۔ بزرگوں کے قواعد راز سے خالی نہیں ہوتے۔
ابھی اللہ تعالیٰ سے ہے۔ طالب خام منزل میں خراب ہو جاتا ہے جب تک ہو سکے
یت سے باہر قدم نہ رکھے۔

عُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً (الاعراف ۷:۵۵)

مہ: دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔

طالب ذکر، فکر اور مراقبہ میں مصروف رہے

طالب کے ذکر، فکر اور مراقبہ کرنے سے دل منور ہو جاتا ہے اور نئی زندگی حاصل
ق ہے۔ دل سے ذکر کرے سے عقل سے فکر کرے، مراقبہ سے فنافی الشیخ حاصل ہوتا ہے
مراقبہ میں اللہ محمد کا نور دیکھے سنہری اور سفید ارواح سے ملاقات کرے مراقبہ موت ہے،
شفہ احوال ہے، مراقبہ استقلال ہے، محاسبہ جمعیت ہے، جذب کمالات ہے، صبر سکونت
ے، خاموشی سہولت ہے، خواب کا راز چھپانا امن ہے۔

Marfat.com

طریقت میں مرشد کی راہنمائی بہت ضروری ہے

راستہ طریقت کا شریعت کا راستہ دس سال میں طے ہو سکتا ہے۔ یہ مقا
ہے۔ اس میں طالب کا سلامت رہنا خوش قسمتی ہے۔ یہاں مکان نیستی کا ہے کوئی د
طالب مولا سیدھا جاتا ہے ورنہ عام مرید اس منزل مین مرتد مردود ہو جاتے ہیں
شریعت سے تارک ہو جاتا ہے، کوئی پاگل مجنوں ہو جاتا ہے، کوئی کشف کی طرف جا
ہے، کوئی راگ سنتا ہے، کوئی راگ سرود گاتا ہے، کوئی ساز بجاتا ہے، کوئی ساز سنتا ہے
دیوانہ حد سے بڑھ جاتا ہے، کوئی جنگل، صحرا میں پھرتا ہے، کوئی مخلوق سے بھاگتا ہے
مخلوق سے خوش ہوتا ہے، کوئی بت پرست ہوتا ہے، کوئی باقسمت، پیر مرشد کی پرستش
ہے، کوئی خاک آلودہ وحشی صورت برہنہ رہتا ہے، کوئی سوختہ دل نعرے لگاتا ہے۔

اس منزل سے کامل مرشد مرید کو نکالتا ہے۔ یہ مقام از حد خطرناک ہے
منزل سے کئی شاخان راستے اجڑ جاتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے پیر و مرشد کی خد
کرے۔ ان کا تصور پختہ کرے۔ اس کے حکم کی تعمیل کرے اپنی جان کی پرواہ نہ کرے
تعالیٰ کے فضل و کرم سے توجہ مرشد پاک کی امداد سے بچ سکتا ہے اور شریعت کی پختگی کا
کام دیتا ہے۔ بیان ذکر جہر اسم ذات کرے۔ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ کثرت
نوافل پڑھے، مخلوق سے علیحدہ رہے، کم کھائے، بیدار رہے، نفس کی خواہشات سے مخا
رکھے، پھر اس مقام سے نکل کر حقیقت کے مقام تک پہنچتا ہے۔ یہ مقام امن کا ہے۔ ل کو
راحت ملتی ہے۔ ارواح مقدس سے ملاقات ہوتی ہے۔ زیارت بیت اللہ شریف اور

Marfat.com

شریف کی زیارت ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کے زمرے میں داخل کیا جاتا ہے۔ حیات اور ارواح عالم کے صاحب مدارج کے مجلس میں بیٹھنا ملتا ہے۔ عبادت خاصی اور ذکر ں، اخلاق مخلوق اور جلوہ ذات نصیب ہوتا ہے۔ یہاں خود بخود ذکر اولوالعزم انبیاء علیہم م اور اولیاء اللہ کا دل پر پسندیدہ آتا ہے۔ یہاں طالب تصور اور مراقبہ میں خوش رہتا اور ہر قسم کے سرود، راگ و ساز جملہ علت ناجائز رفع ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف سے اللہ ں ہی سنائی دیتی ہے۔ اہل قبور آ کر ملتے ہیں۔ مرشد پاک کی ہستی سے نور چمکتے ہوئے آتے ہیں۔ مرشد پاک کے وجود سے انوار مولائی تجلیات صفاتی و ذاتی دکھائی دیتی ہے۔

جب تک طالب کو مرشد کے وجود سے نور نظر نہ آئے تو وہ سمجھے کہ میں ناکام ہوں خام ہوں۔ تقرب کا پہلا دروازہ فنافی الشیخ ہے، سابقہ شیخ، شیخ اکبر تک پہنچا تا ہے، شیخ کا ود آئینہ ہوتا ہے۔ اس سے سب کچھ نظر آتا ہے اور یہ حقیقت کا مقام کافی عرصہ میں قیام رنا پڑتا ہے۔ یہاں ہی آگے کا راستہ آسان ملتا ہے۔ یاد رہے کہ شریعت پر ثابت قدم ہے، ورنہ خطا کھائے گا۔

بقول مولانا حضرت جامیؒ اگر مرید قطب کیوں نہ ہو، مرشد سے آگے نہیں بڑھتا، رشد کا ظہور بلند رہے گا۔ اس مقام کے طالب خود بخود دنیا سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ان و یہ راز بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی صورت و سیرت میں کیا ہے۔ اگر آدمی کی اصلی سرشت اوٹ ہے تو پاکاں سے مل کر پاک ہو جائے گا۔ اگر فطرت ناپاک ہے تو پاکاں سے مل کر

Marfat.com

بھی پاک نہ ہوگا۔ اس کو فقر سے تعلق ہے ولی اللہ پہچان سکتے ہیں۔

ہر ولی کی خاصیت علیحدہ علیحدہ ہے۔ اس کا فعل علیحدہ ہے۔ اس کا علم اور
علیحدہ، اس کے تعلقات علیحدہ ہوتے ہیں۔ طالب ذاتی ارادت کا مشتاق ہوتا ہے۔
تک اپنے آپ کو مرشد کے حوالے نہ کرے گا خام ہی رہے گا اور خام کے اندر مرشد کا
عکس کل نور وجود اس میں جلوہ گر نہ ہوگا۔ پلید وجود میں پاک چیز نہیں رہ سکتی۔

مرشد کا تعلق مرید سے اور مرید کا واسطہ مرشد سے

مرشد نور اللہ ہے اور وہ مرید سے تعلق رکھتا ہے جس کا وجود غلاظت سے پاک
نیت درست ہو، ارادہ سچا ہو، اپنے آپ سے بے تعلق ہو، مرشد ہی مالک ہو، جس
چاہے مرید کو چلائے۔ مرید کا واسطہ مرشد سے اور مرید مرشد کو مظہر خدا سمجھے۔ مرشد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمجھے۔ مرید مرشد ایک جان ہوں۔ مرید اور مرشد میں فرق
رہے۔ ظاہراً حلیہ باطن حلیہ ایک نظر آئے۔ فنافی الشیخ اصغر اور اکبر دونوں کی امداد ہو
حقیقت کا دریا عبور کرائیں پھر دریا غوثیہ میں داخل کرائیں۔ مرید صادق کو حضرت جب
غوث پاک ہاتھ پکڑ کر بیعت فرمائیں اور ترقی کی طرف توجہ فرمائیں مرید کی طاقت
برداشت کرتی تجلیات غوثیہ قوت والے ہوتے ہیں۔ جب تک دونوں شیخ مرید کے ہم
ہوں دونوں شیخاں کی امداد کی وجہ سے مرید کے ہوش وحواس قائم رہیں گے۔ مرشد کا
جلوہ کو سنبھال سکتا ہے۔ گاھے مرید ھست گاھے مرید نیست طالب کی نشـ
و برخاست غوثیہ دربار میں موجود رہتی ہے۔ یہاں اُف کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس

طالب کا جسم مر جاتا ہے، دل زندہ ہوتا ہے۔ نفس کی قوت زائل ہو جاتی ہے روح کی
بڑھ جاتی ہے۔ غوث کے زیر سایہ رہ کر خوشی سے، غم سے، کھانے پینے سے، پہننے،
شی سے فارغ البال طالب ہو جاتا ہے۔ اپنا گوشت کھاتا ہے، اپنا خون پیتا ہے، اپنے
لی تختی پر نظر رکھتا ہے، کہیں گستاخی نہ ہو، بے ادبی نہ ہو، ہر وقت فکر کے دریا میں غوطہ زن
ہے۔ جب کبھی سر اٹھاتا ہے تو فوراً آنکھ بند کر لیتا ہے۔

یہاں ایک مکان حیاء کا ہے۔ گاہے گاہے طالب اس میں چلا جاتا ہے۔ ہر بات
حیاء سمجھتا ہے، دل اور چشم، کان، سانس، ان پر حیاء کے نور کا پردہ اوڑھ لیتا ہے۔ زیادہ
شریعت کی لکیر سے باہر نہ ہو خوف نہ لرزتا رہتا ہے۔ چشمان تر رہتی ہیں۔ طالب اس
ام میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح ملک الموت کے سامنے مردہ پڑا ہے۔ ہر وقت اس کو
رچ کی تیاری کی آواز آتی ہے۔ یہاں پر ذکر، فکر، حواس، ہوش، عقل، دانائی، چستی،
لا کی سب نابود ہو جاتی ہے۔ عشق کی آگ سے طالب کا دل کباب ہو جاتا ہے۔ یہ مقام
اخ ہے بہت مدت رہنا پڑتا ہے۔ جب تک غوثیہ تجلیات برداشت کرنے کے قابل ہو
ر طالب صورت، سیرت مرشد اور اکبر شیخ کے تصور میں فنا کر دیتا ہے۔ تصور حضرت غوث
ک کا پیش نظر ظاہر باطن پکا تا ہے۔ گویا اپنا آپ نظر نہ آئے گا مرنا گاہے زندہ ہونا ایک
وافق حالت ہو۔

طالب کا مرشد کے روبرو رہنا، مرید کی کیا حالت ہو؟

طالب کا اپنے مرشد کے روبرو رہنا کی کیا حالت ہو جس طرح موم اور سکہ آگ

Marfat.com

کے روبر، پگھل کر پانی کی طرح ہو جاتی ہے پھر اس پانی سے جو کچھ چاہیے بن جاتا ہے پھر سکہ وجود سکہ اور موم ثابت ہستی قائم رکھنی ہو تو ہو جاتی ہے۔ جب پھر اس سے کھو میل نکالنی ہو تو آگ سامنے رکھا جاتا ہے۔ جب مرید کے دل میں خباثت کثیف خیال نظر آویں یا نفس کی خواہشات تبدیل ہوتی نظر آوے تو مرشد مرید کو آفاقہ میں ڈالتا جبر کی اور غضب کی نظر، قہر کا دبدبہ ڈالتا ہے۔ صحرا، جنگلات، غاروں اور پہاڑوں کی طر روانہ کرتا ہے۔ جب مرید کے خیال درست ہو جائیں تو اپنے زیر سایہ رکھتا ہے۔ بار دیکھتا ہے۔ گاہے گاہے حیرت کے دریا میں غوطے دیتے ہیں، حوصلہ اور تسلی کے وقت مر جب تک سابقہ حال قال فنا نہ ہو جائے تب تک مرید صاف نہیں ہوتا ہے۔ ہجر فراق کے میں ڈالا جاتا ہے۔

مرید حقیقت کے دریا سے معرفت میں کس طرح روانہ کیا جاتا ہے

مرشد پاک اپنی توجہ کی قوت صرف کر کے شیخ اکبر کی خدمت میں بھیجنا اور دونو شیخان کی امداد مل کر دربار غوثیہ میں داخل کرنا اور امداد غوثیہ سے معرفت میں داخل کیا جا معرفت کا دریا بے کنار ہے۔ جب طالب اس دریا میں ڈالا جاتا ہے تو طالب کا وجود نیس ہو کر غرق ہو جاتا ہے۔ اس میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہاں توجہ حضرت غوث پاک فرماتے ہیں، تب بچ سکتا ہے نفس، شیطان ہر وقت جنگ کرتے ہیں۔ نیند بھی مجسم ہو خراب کرتی ہے۔ اپنا جسم بھی مخالف ہو جاتا ہے۔ مخلوق بھی ستاتی ہے درندے چرند آس پاس آتے ہیں۔ اپنی صورت، سیرت گم ہو جاتی ہے۔ توحید کے دریا میں ہر وقت غو

Marfat.com

ہونا پڑتا ہے۔ استغراق کا زور کبھی داہنی طرف، کبھی دریا بائیں طرف ہوتا ہے۔ یہ
ب کو معلوم نہیں رہتا کہ کس پر عاشق ہوں، کون میرا معشوق ہے، میں کہاں سے آیا
،اور کہاں جانا ہے، کس جگہ رہتا ہوں، مردہ ہوں یا زندہ ہوں؟ کھانے کی خواہش
پینے کی ہوش، دونوں جہانوں سے لاپروانہ اس کو جنت کی خوشی نہ دوزخ کا خوف۔ اس کو
ز میں اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے اور وہ بے خودی کے دریا میں خوش خرام تیرتا ہے۔ اس کے
دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شراب پینے کے واسطے آتی ہے۔ اس کو نوش
نے کے بعد پھر بے خود ہو جاتا ہے۔ اس شراب کی مستی کی خماری تمام وجود میں اور نمونہ
کرتی ہے۔ جس طرح حضرت شاہ منصورؒ انا الحق پکارنے پر سولی چڑھائے گئے خاک
ں گئی، دریا میں ڈالی گئی مگر **اَنا الحقُّ** کہنے سے باز نہ آئے، حضرت شاہ شمس تبریزؒ نے
ں اللہ باذنی فرمایا۔ ان کے جسم سے کھال اتاری گئی۔ یہ منزل بے بس ہے، جسم بول اٹھتا
۔ اگر جسم کو تھامتے ہیں تو آنکھیں بولتی ہیں۔ اگر آنکھیں بند کرتے ہیں تو دل بول اٹھتا
۔ دنیا داران بزرگوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہوتے اور منزل والے حضرات جناب
ں اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار شریف کی دہلیز کے نیچے سرنگوں بیٹھے ہیں۔

یہ اور ہی دربا یف ہے۔ اس کا عمل اور علم اور ہی ہے اور یہاں کے سکونت پذیر
طرح کے، ان کی حوراک اور پوشاک اور طرح کی مجلس اور طرح کی اس کی کیفیت اور
ت اور طرح کی ان کی نقل وحرکت عبادت عجب طرح کی جو اس مجلس میں داخل ہے
ن کی عقل سے بعید ہے۔ اور وہ اور نمونہ کے لوگ ہیں۔ جب مجلس آراستہ ہوتی ہے تو

سلطان الملک غائبہ تخت پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ تب ملائک بھی خاموش ہوتے ہیں
جب ساقی شراب کے پیمانے بھرتے ہیں اور جام بلوری بھر جاتے ہیں ان کے اعلیٰ
نمبردار جماعت کے لیے جام تیار ہوتے ہیں۔ اس شراب طیب میں نہ مشک ہے نہ
ہے، مستی ہے حکم بادشاہ سرتاج کونین جام تقسیم ہوتے ہیں۔ باری باری نوش کرتے ہیں
کے منہ سے **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** کی آواز نکلتی ہے۔ اور وہ اجلاس پر خوش سے یہ ذکر کر
ہوئے جزب میں کہتے ہیں **صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَ**
عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

پھر درجہ بدرجہ اپنی جگہ پر جا بیٹھتے ہیں۔ وہاں گندم نہیں، سلون نہیں، صرف ال
وہی شراب خوراک ہے۔ ظاہر او ہ بزرگ جو مجذوب اور سالک اس محفل میں داخل
ادھر دیکھے گئے اور وہاں ان کی حالت یہ ہے ہر ولی کا راہبر ہمراہ ہوتا ہے۔ بعض طالب
واسطے مدہوش ہوتے ہیں اس شراب کی خماری کا اثر دن رات رہتا ہے۔

وحدت کا دریا ان بزرگان کے لیے سیر وسیاحت ہے

طالب بہت ہیں، حالات علیحدہ ہیں، عمل علم علیحدہ ہیں، کوئی حیرت میں
استغراق میں، کوئی مدہوشی میں، کوئی لاپرواہی میں پڑا ہے۔ مگر وہ وہاں بھی خوش ہیں۔
بین خوف کرتے ہیں اس دریا کے کنارے پھرتے ہیں۔ ہاتھ نہیں ڈبوتے ہیں وہ لوگ
دریا میں خوش ہیں۔ آج کل کے طالب اپنے پیرومرشد کے مخالف بن جاتے ہیں او
گئے ہیں۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ، حضرت جنید

Marfat.com

ۃ اللہ علیہ کہاں کے محبان تھے؟ آگے کہاں کی نسل تھی؟

طالب اور مرشد کے درمیان میں کیا حجاب ہے؟

جب تک طالب فنافی الشیخ نہ ہو تب تک حجاب رہے گا۔ جس وقت مرشد کے نور
، غرق ہو جائے تو حجاب نہیں رہتا ہے۔ کمال اعتقاد ہونا ظاہراً احسن ظن باطن میں
لات حاصل کرنا نسبت فنافی الشیخ ہے۔ جب طالب کا قلب منور ہوتا ہے تو اس کی
اعیں ہر اعضاء پر چمک دیتی ہیں اور شیریں زبان ہو جاتی ہیں۔

رات کے وقت تصور اور ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

رات کو تنہا ہو کر ذکر کرنے سے یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ ذکر کا نور سیاہی کو دور کر
تا ہے۔ رات کا تصور قلب پر شوخ نظر آتا ہے۔ بغیر کھٹکا ہے۔ رات کا مراقبہ اس میں
ندہ ہے، رات کو خاموش ہونا تصور پر جم جاتا ہے اور قلب خالی میں اللہ تعالیٰ کا وقشہ سفید
نظر آتا ہے۔ مرقبہ رات کو کرنا بہتر ہے۔ مراقبہ ایک موت ہے بالکل مجرد ہو طالب کو دل
ا سیاہی دور کرنے کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

اول تصور مرشد پاک کا، تصور شیخ اکبر کا بعد تصور غوث الاعظم کا بعد اسم محمد صلی اللہ
یہ والہ وسلم اور ذکر جہر بلند آواز سے اور کثرت سے درود شریف ہزارہ پڑھا جائے۔

طالب کا دل کس وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے؟

سود خوار، رشوت خوار، ظالم کے گھر کا، قاتل کے گھر کا، شرابی کے گھر کا،

Marfat.com

بے رحم کے گھر کا، جو انبیاء علیم السلام اور اولیاء اللہ کا گلہ شکوہ کرنے والا ہو، ان لوگوں گھروں کا کھانا دل کو سیاہ کرتا ہے، رجعت پیدا ہوتی ہے۔

اہل قبور کی زیارت کا طریقہ

طالب صادق کو لازم ہے کہ رات تنہا ہو کر رات اہل قبر کے پاس جائے او رکعت نفل اہل اللہ کے واسطے پڑھے بعد قبر کے سرہانے بالکل بالمقابل روبرو ہو کر درود شریف ایک سو گیارہ بار سورۃ فاتحہ ایک سو اکتالیس بار سورۃ مزمل تین بار چار قل تین پڑھے یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ایک صد گیارہ مرتبہ پڑھ کر وہیں مراقبہ کرے قبلہ رو ہو کر سے ملاقات کرے گا۔

فنافی الشیخ سے کیا کیا فائدہ ہوتا ہے؟

شیخ کا تصور کرنے سے طالب کا قلب روشن ہوتا ہے۔ نفس کی خواہشات رفع ہو جاتی ہیں۔ تمام مسخرات حاصل ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی زیار حاصل ہوتی ہیں۔ قرب حضوری حاصل ہوتا ہے۔ ہر قسم کی مصیبت رفع ہوتی ہے اور شخلات روشن ہو جاتے ہیں۔ ہر کام میں مرشد سے امداد بھی پہنچ جاتی ہے۔ واصل باللہ جاتا ہے فنافی الشیخ کو اعلیٰ بزرگان دین زیارت عطا فرماتے ہیں۔

طالب کے دل پر رجعت پڑے تو کیا علاج کرے؟

اول شجرہ مرشد نسبتی پڑھے ایک بار، درود شریف ہزارہ گیارہ بار، چار قل گ

، درود شریف کبریت احمر تین بار، تصور شیخ کرے نماز باقاعدہ پڑھے اسم ذات ایک
رایک صد گیارہ بار پڑھا کریں۔

وظائف کس طرح پڑھے؟

وظائف پڑھنے سے پہلے تصور مرشد کامل کا کرے اپنے آپ کو فنا کردے مرشد کی
ورت بن کر وظیفہ پڑھے اور سمجھے کہ میرا مرشد سن رہا ہے۔

طالب کو اگر شیطان وسوسہ میں ڈالے تو اس کو کس طرح نکالا جائے؟

اول توبہ کرے درود شریف ہزارہ پڑھے، تین بار کلمہ تمجید پڑھے، گیارہ بار التجا
بار غوثیہ تین بار کرے بار بار کلمہ تمجید پڑھے اپنے اردگرد اور دل میں پڑھ کر پھونکے
ستغفرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ تین بار پڑھے۔

طالب معرفت کس طرح حاصل کرے؟

طالب کو لازم ہے کہ ہر شے میں اللہ تعالیٰ کا تصور کرے اور ہر آواز کو ندائے غیبی
جھے۔ پتھر، درخت، بشر، پانی، آگ، ہوا میں اللہ تعالیٰ کا نور سمجھے۔ بندہ خود معرفت
ہے اپنے آپ کو پہچانے۔ عقل، بے عقل، زبان دار، خاموش، خشک وتر میں مولا کریم
ا نور دیکھے۔ رات میں وہی، دن میں وہی، بولتا بھی وہی، سنتا بھی وہی، بلانے والا
ی وہی ہے، ہر بات میں وہی ہے، ہر حرف میں وہی ہے، بادشاہ بھی وہی ہے اور رعایا
ی وہی ہے، امیر بھی غیرب بھی وہی ہے، اس حکم والا طالب بے سوال اور خاموش نکتہ

چینی سے باز رہے، کاغذ میں، قلم میں، سیاہی میں وہی ہے۔ ایسا طالب کسی کو نالائق نہیں کہہ سکتا۔

اگر طالب کسی چیز میں نقطہ رکھے تو سمجھ لو ابھی یہ درویش معرفت سے محروم ہے گویا بے بہرہ ہے، عرفان کا سمجھنا آسان نہیں جب تک دل کی آنکھ روشن نہ ہو اندھا ہے۔ طالب وہ ہے جب وہ نیند کرے تو اس کا دل بیدار ہو۔ جب دل آرام کرے تو چشم بیدار رہیں۔ جس دل میں اسم ذات، اسم اللہ اسم محمد قیام کرتا ہے وہ دل ہرگز نہیں سوتا۔ کی قبر بھی زندہ رہتی ہے۔ جہاں طالب زندہ دل ایک رات گزارے سو سال وہ جگہ زندہ رہتی ہے۔ ایسے طالب کے تمام وجود کے بال گوشت ہڈیاں ذکر کرتی ہیں۔ عارف ہم نور اعلیٰ ہوتا ہے۔ عارف کا ظاہر اور باطن باشریعت ہوتا ہے۔ عارف کی بات راز دار ہے۔

بعض عارف پانچ وقت نماز بیت اللہ شریف میں ادا کرتے ہیں۔ بعض مدینہ منورہ، بعض مسجد اقصیٰ، بیت المقدس میں گزارتے ہیں۔ بعض بغداد شریف جہاں جہاں طاقت ہو عارف کا وجود علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پھر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ عارف پرواز بھی کر سکتا ہے۔ عارف غائب بھی ہو سکتا ہے۔ عارف اپنا وجود ہر شکل بنا سکتا ہے۔ بعض عارفوں کی برکت سے جنگل کے درخت اور جانور بھی ذکر کرتے ہیں۔

عارف کی خوراک رضا مندی مولا پر منحصر ہے

بعض عارف گندم، بعض عارف کچا آٹا گھول کر پی لیتے ہیں، بعض عارف

Marfat.com

ٹکڑے کھاتے ہیں، بعض جنگل کے درختوں کے پھل کھاتے ہیں، بعض فاقہ کش
تے ہیں۔ عارف کی دونوں طرف چشمان ہوتی ہیں۔ ہر ولی اللہ کا علیحدہ درجہ ہوتا ہے۔
ابدال ہے کوئی اوتاد ہے، کوئی قطب ہے، کوئی غوث ہے، کوئی اصعیاء ہے، کوئی اتقیاء،
، کوئی مجذوب ہوتا ہے۔

سالک ولی اللہ کا کیا اختیار ہے اور کیا کر سکتا ہے

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت طے کر کے بعد شریعت کا خرقہ پہنتا
، اور لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ مخلوق کو فائدہ دیتا ہے۔ نماز نوافل درود شریف ظاہر عمل
وظائف ادا کرتا ہے۔ لوگوں کو اجازت دیتا ہے۔ عرض حال سنتا ہے۔ دل کو تسلی دیتا
ہے۔ ہر قسم کی تقریر و تحریر کرتا ہے۔ مسکینوں کے لیے لنگر جاری کرتا ہے۔ ان کی فریاد پر غور کر
کے دعا طلب فرماتا ہے۔ سالک بزرگ سرتاج اولیاء ہوتا ہے۔ قطب اور غوث کے مدارج
کا ہوتا ہے اور حیوانات کی زبان جانتا ہے۔ ان کی فریاد سنتا ہے۔ شجر حجر اس سے ہم کلام
تے ہیں۔ بحر اور بر اور جبل اس کے تابع ہوتے ہیں۔ سالک کے ماتحت سینکڑوں
ذوب ہوتے ہیں۔ جن وغیرہ ہوتے ہیں۔ آسمان کی مخلوق بھی تابع ہوتی ہے۔ شریعت کا
ت لحاظ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ،
ضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن جنبل رحمتہ اللہ علیہ چاروں کے
جے ابدال اور اوتار تھے۔ فقہ اور اصول مرتب کرتے ہیں اور حضرت جناب محبوب سبحانی
طب ربانی غوث صمدانی، نور یزدانی شاہ جیلانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

قدس سرۃ العزیز نے کس طرح شریعت کو قابو میں رکھا۔ حق ادا کیا اور قدم بقدم جناب ر
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے راستہ طے فرمایا۔ نماز نوافل ہزار رکعت روزانہ ادا فرما
پچیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نما ادا فرمائی۔ حضرت خواجہ معین الدین شاہ صا
رحمتہ اللہ علیہ کس طرح شریعت پر فدا رہے۔ اول بھی شریعت ہے، آخر بھی شریعت ۔
شریعت کو چھوڑ کر فقر ہرگز حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے شریعت پر قائم رہے
کوئی حصہ مل جائے گا۔ مرشد کی نگاہ اور توجہ طالب کو مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔ جب
درویش کے کندھوں پر حضرت جناب غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا قدم نہ آئے ولایت نہ
ملتی جب تک شریعت اور سنت نبوی پر درویش قائم نہ ہو حضور عالی قدم نہیں رکھتے۔

زیارت غوثیہ حاصل کرنا

رات کو صاف معطر لباس پہن کر دو رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورت
فاتحہ شریف ایک بار، آیۃ الکرسی تین بار اور سورت اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ دو
رکعت میں سورت فاتحہ کے **اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ** پندرہ بار پڑھے۔ سلام پھیر کر قبلہ رو
کر درود شریف قادری و ہزارہ دونوں ایک ہزار ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے تا روز اکتالیس
دن بلا ناغہ ادا کرے اور ایک جگہ پر نیند کرے۔ انشاءاللہ ضرور زیارت نصیب ہوگی۔ جب
تک زیارت غوثیہ نہ ہو تب تک طالب آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ حضور عالی کی طاقت سے
امداد ہو تب ہی آگے ترقی ہوتی ہے۔ طریقت میں عمر گزارنی پڑتی ہے۔ تصور اور مراقبہ
نقشہ غوثیہ دل پر پختہ کرے تصور کی برکت سے درویش کامیاب ہوتا ہے۔ جب حضور عالی کو
خواب میں نہیں دیکھا تو کس طرح تصور حاضر کرے گا؟

لطائف

...لب کو شغل پکانے چاہییں:

اول لطیفہ اخفی، سیاہ نور، دوم لطیفہ قلبی، سفید نور، سوم لطیفہ روحی، سبز رنگ، ...طوطا، چہارم لطیفہ سینہ سر میں بیضا رنگ زمرد مثال انڈا، پنجم اخفی لطیفہ ...: دماغ میں، مانند پالکی آواز جذبہ مثال انحد لڑ کا پکارتا ہے۔ ششم لطیفہ اخفی اا... ...دماغ میں، یہ لطیفہ حضرت شاہ منصور رحمتہ اللہ علیہ کی طرح آواز ہے۔

...شاغل نور:

اندر مکان میں اندھیرے میں بیٹھ کر چشم کھول کر اللہ تعالیٰ کا نور سفید دیکھے یہ ...ن کو روشن کرتا ہے اور دل کو نور کرتا جائے۔

...غل فنا:

رات کو اندھیرے میں بیٹھ کر طالب اس میں اللہ تعالیٰ کا تصور کرے کہ میں مردہ ...گیا ہوں اور زمین پر لیٹ جائے۔

...غل ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

طالب رات کو دروازہ بند کر کے اسم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نقشہ دیکھے اور شکل ...الی تصور کرے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور میں غرق ہو گیا ہوں تا کہ اپنا آپ نظر ...آئے۔ دوسرے کو یہ راز ظاہر نہ کرے۔

شغل انا الحق:

باہر صحرا میں جا کر لکھ جمع کرے اور درمیان میں آپ چوکی پر بیٹھ کر ان لکھو جلائے تا کہ ان کی تپش تکلیف نہ دے انا الحق پکارتا جائے تصور سولی پکا تا جائے تا کہ اپنا آپ یاد نہ رہے کہ میں زندہ ہوں روزانہ اس عمل کو پکائے۔

طالب کو ذکر اللہ کرنا چاہیے

رات کو تنہا صحرا میں جا کر بیٹھے پانی کا کوزہ پاس رکھے اور چار گتھا ہو کر بیٹھے زبان پر مانند کبوتر کے ذکر کرے ظاہر آواز سے اللہ اور اندر دماغ سے ہو کرے۔ لگاتا منت کرے اور سر پر پانی چھڑکے اسی طرح رات کو ذکر کرے تا کہ دل کی کثافت جائے۔ سر میں مکھن کی مالش کرے اپنا فکر کرے کہ دماغ پھٹ نہ جائے۔ ایک گھنٹہ زیادہ نہ کرے۔

طالب ذکر سحری بھی کیا کرے

بعد از نماز فجر علیحدہ بیٹھ کر **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پکارے

باہر اللہ ہو اندر ھو ہو۔

Marfat.com

درویش کا کیا درجہ ہے اور کیا کام ہے؟

ایک وہ درویش ہے جو مکتب خانہ میں پڑھتا ہے اور شام کو وظیفہ مانگتا پھرتا ہے۔

ایک درویش وہ ہے جو سبز یا سیاہ رنگ کے کپڑے پہنتا ہے ہر گاؤں میں پھرتا ہے۔

۔ ایک درویش وہ ہے جو درازی مونچھ سر منڈوایا ہوا سر پر ایک لٹ بالوں کی رکھی ئی ہے کچ کے گجرے اور لوہے کے کڑے بازوؤں میں ڈالے ہوئے ہاتھ میں چمٹا لوہے کا باسا لیا بھیک مانگتا ہے۔

ا۔ ایک درویش وہ ہے جو سر منڈا ہوا دراز کرتہ پہنا ہوا۔ بھنگ، چرس، افیم، نشی یزں استعمال کرتا ہے یا علی کا نعرہ لگاتا ہے، بکرے کا سینگ بجاتا ہے۔

۔ ایک درویش وہ ہے جو ساری عمر میں نماز نہیں پڑھتا نہ غسل کرتا ہے۔ صرف کپڑے گیری رنگ کر کے درویشی کا دم مارتا ہے۔

ایسے درویش درویشی کے نام پر دھبہ ہیں۔

۔ ایک درویش وہ ہے جو دونوں جہانوں کو طلاق دے کر علیحدہ ہو کر بیٹھتا ہے اور اپنے جسد کو مقامی جگہ چھوڑ کر سارے عالم کی سیر کرتا ہے۔ جب چاہے اصلی جسد میں داخل ہو جاتا ہے۔ دل چاہے تو فرش عرش کی سیر کرتا پھرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اس کو کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ اس کو مذاقیہ درویش کہتے ہیں۔ اس درجہ کا کوئی درویش نہیں ہوتا ہے۔

صوفی کس طرح کا ہوتا ہے؟

ا۔ صوفی وہ ہے جو اپنے آپ کو نازک نازنین سمجھتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ صوفی وہ ہے جو صوف کے کپڑے پہنے اور چکور کی چال چلے۔

۳۔ صوفی وہ ہے جو خوراک کم کھاتا ہے، کم گفتگو کرتا ہے، نرم آہستہ بولتا ہے۔

۴۔ صوفی وہ ہے جو عالمانہ لباس پہنتا ہے، مگر تقریر کرنا نہیں جانتا۔

۵۔ ایک صوفی وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ ملائک اور انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتے اور وہ صوفی اللہ تعالیٰ کو اپنی مرضی سے مناتا ہے اور رضا مندی کا کام کرتا ہے۔ اس کا قدم تمام قطبان، غوثان، ابدالان کے کاندھے پر ہوتا ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام سے امداد لے سکتا ہے۔

اس مدارج کا صوفی اول درجے کا ہوتا ہے اور ایسا صوفی ایک قدم مشرق، دوسرا مغرب، ایک قدم زمین پر دوسرا عرش پر رکھتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی حجاب نہیں مشاہدہ سے سوال جواب کرتا ہے۔ اس کی زبان وکلام اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور اسی کا حکم ہر شے پر غالب ہوتا ہے۔ اپنا جسد ایک جگہ مقرر ہے لیکن جسد سے جدا ہو کر ہر علم کی سیر کرتا ہے۔ اس سے زمین کا حجاب نہیں ہوتا۔ اس کا پیغام ہوا تقسیم کرتی ہے۔ اس کے ماتحت ملائک بھی ہوتے ہیں۔ بر، بحر، پہاڑ اس کے غلام ہوتے ہیں۔

۶۔ ایک اور صوفی ہوتا ہے جس کا تعلق نہ اولیاء کرام سے نہ انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہے صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ وہ گناہ سے، ثواب سے، کفر اور اسلام سے عاشق مشتاق ہے، ہر بات سے لاپرواہ ہوتا ہے اور اس قسم کا صوفی خال خال (بہت کم) ہوتا ہے۔

Marfat.com

طالب کو چاہیے ولی اللہ کو نہ آزمائے

طالب اگر دلیلوں کے لے کر ولی کے پاس جائے کہ میری دلیل سمجھتا ہے نہیں یہ
رکت شیطان سکھاتا ہے۔ طالب کو توبہ تائب ہونا چاہیے۔ ولی اللہ دلیل کی پرواہ نہیں کرتا
ن کی نظر اور غضب سے بچنا ضروری ہے۔ اگر ولی اللہ حقارت سے دیکھ لے تو ساری عمر
کے لیے خوار کر دے۔ طالب کو چاہیے کہ دل دلیلوں سے خالی کر کے جائے۔

طالب کو بے ادبی خوار کرتی ہے

بقول سید بھلے شاہ صاحب ایک ہی خیال دل میں آیا ہے کہ میں سید ہوں شاہ
عنایت آرائیں ہے۔ اتنی گستاخی نے آپ کو سالہا سال کے لیے منزل مقصود سے پیچھے کر
دیا۔ بڑی عاجزی سے معافی ہوئی تب آپ نے فرمایا۔

بھلے نالوں چُلا چنگا جس پر طعام پکائیدا
جے لوڑیں توں باغ بہاراں چاکر ہو آرائیں دا

بقول سید بڈھن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کلانور شریف ضلع گورداسپور آپ حضرت سید
میراں شاہ صاحب موضع ٹھلای نوالہ متصل جہلم شہر کے مرید تھے۔ آپ کو خیال آیا میں علم
دار ہوں اور پیر صاحب ظاہراً علم نہیں رکھتے۔ آپ نے بڈھن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو آزمانے
کے واسطے الٹا وضو فرمایا تھا۔ بڈھن شاہ صاحب نے نفرت کی اور فرمایا حضرت یہ وضو جائز
نہیں ہے، پھر کیجئے۔ جناب نے فرمایا کہ تم فقر کے قابل نہیں ہو۔ پچاس سال کی محنت کو

Marfat.com

ایک لمحہ میں ضائع کر دیا۔ پھر بیس سال روتے رہے۔ منت زاری کی تو مرشد صاحب نے معافی دی۔ اپنے حال پر پہنچے اور تائب ہوئے۔

بابا جنگو شاہ صاحب بٹالہ شریف کے مرید تھے۔ آپ کابل کے محافظ تھے۔ ایک دفعہ جناب دورہ پر علاقہ گجرات تشریف لائے۔ موضوع جوکن قیام فرمایا۔ جب ملوہ کھوکر اترے تو بابا جنگو صاحب نے تعظیم نہ کی نہ اٹھے اور نہ سلام کی۔ حضور نے اتنا فرمایا جنگو برتن خالی ہے اور روانہ ہو کر دکن تشریف لائے۔ تھوڑی دیر بعد بابا جنگو شاہ گریہ زاری کرتے ہوئے آئے۔ کہا معافی کا خواستگار ہوں اور منہ کو کالا کیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے لنگر شریف سے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا اور فرمایا جاؤ پھر ایسا مت کرنا۔ جو کاریگر چیز بناتا ہے اس کو توڑ بھی سکتا ہے۔ جب بابا جنگو شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ٹکڑا کھایا تو دل روشن ہوا۔ جب حضرت صاحب دورہ علاقہ گجرات فرماتے تو بابا جنگو شاہ صاحب کئی روز کھڑے رہتے بیٹھتے نہ تھے۔

حضرت میاں پیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند کا بیان ہے کہ جناب چلہ میں تھے۔ ایک خادم تحفہ لایا اور جو خادم خدمت کرتا تھا اس نے تحفہ غائب کر دیا اور خیال کیا کہ حضرت صاحب چلہ میں ہیں کب دیکھتے ہیں۔ تحفہ دینے والا چلا گیا تو اس خادم کے اندر سیاہی پھر گئی۔ حیران ہو گیا جب خادم اندر داخل ہوا شرمندہ بول نہ سکا۔ حضرت صاحب نے فرمایا امانت میں خیانت کرنا گناہ ہے میری امانت پیش کرو۔ عرض گزاری آپ نے امانت کو نہیں دیکھا۔ فرمایا اے بے عقل ولی کا دل روشن ہوتا ہے۔ اس کو حجاب نہیں

Marfat.com

...فی فرمائی کہا پھر ایسا نہ کرنا۔

حضرت خلیفہ خان عالم نقشبندی باولی شریف متصل کریالہ اسٹیشن ان کے ...حبزادے ہمراہ تھے۔ آپ موضع سبور آوان دورہ شریف فرما رہے تھے۔ آپ کے ...حبزادے قابل تھے۔ گاؤں میں ایک حصہ اونچا دوسرا حصہ گاؤں کا نیچا ہے۔ اونچی طرف ...احبزادے صاحب نے ڈیرہ جمایا اور نیچے والد صاحب نے شام کی نماز کے بعد حلقہ ...ری ہوئی۔ دوسری طرف صاحبزادہ صاحب نے حلقہ بندی فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد آپ ...نے فرمایا اے بے ادب فرزند! ادب درکار ہے۔ ساعت بعد صاحبزادے روتے ہوئے ...ئے اور کہا کہ میرا دل سیاہ ہو گیا حلقہ بندی ضبط ہو گئی۔ نماز سے دل منکر ہو گیا، والد ...صاحب نے فرمایا اگرچہ والد اور بیٹا ہو ادب درکار ہے۔ فقر میں باپ اور بیٹے کا کیا لحاظ اور ...کیا تعلق ہے۔ میرے اونچی جگہ ڈیرہ جمایا وہاں سے نیچے اترا ہزار ہا طالب بے ادبی اور گستاخی سے اپنے مقصود کو کھو بیٹھے شریعت ظاہراً ادب، فقر باطن ادب ہے۔

طالب کو ترقی ادب سے اور تنزل بے ادبی سے ہے

طالب کو اتنا ادب چاہیے کہ اپنے مرشد کے سامنے اف تک نہ کرے۔ شوخ نہ بولے اس کے سایہ پر قدم نہ رکھے۔ اس کی طرف پشت نہ کرے۔ رات کو اس کی طرف پشت و قدم نہ کرے۔ اس سے اعلیٰ لباس نہ پہنے۔ جس جگہ مرشد مسکن اختیار کرے وہاں اس حد کے اندر گھوڑی پر سوار نہ ہو بلکہ وہاں حدود کے اندر بول و براز نہ کرے۔ خیالات تبدیل نہ کرے۔ بے وضو نہ رہے۔ نرم اور شیریں زبان بولے۔ ہر وقت اپنے دل کی تختی

Marfat.com

پر نظر رکھے۔ دل میں اللہ اللہ کرتا رہے۔ بیہودہ بات نہ کرے۔ ولی اللہ سے دور نزدیک
سوال نہیں ولی اللہ کی نگاہ تحت الثریٰ سے عرش تک ہوتی ہے۔ اگرچہ مرید مشرق میں ہو
مرشد مغرب میں ہو تو مرشد مرید کی بات کی آواز سنتا ہے اور باطن کی نظر سے دیکھتا ہے۔

طالب کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ مرشد ظاہری علم نہیں جانتا

ولی اللہ ظاہری علم بھی جانتا ہے اور باطنی علم کا ماہر ہوتا ہے۔ ولی اللہ کا بال بال
کرتا ہے اور بال بال روشن ہوتا ہے۔ ولی اللہ کا نیند کرنا اور بیدار ہونا ایک موافق ہے۔
جب ولی اللہ ظاہر چشمان سے سوتا ہے تو اس کے دل کی چشمان روشن ہوتی ہیں۔

فرقہ مجذوبان پر حقارت کی نظر نہ ڈالو

مجذوب جماعت کے فقراء بظاہر خستگی میں رہتے ہیں مگر سیرت میں روشن ہوتے
ہیں۔ ان کا لباس جنت سے ہوتا ہے۔ ان کو خاک آلودہ اور ان کو غلیظ رنگ نہ دیکھو ان کو
ست مدہوش نہ دیکھو۔ یہ بزرگ اپنے کام میں بہت چالاک ہوتے ہیں۔ ان کی زبان
سیف اللہ ہوتی ہے۔ جتنا علاقہ ان کو ملا ہوتا ہے اس کو خوب سنبھالا ہوتا ہے۔ مجذوبین بے
خبر نہیں ہوتے۔ ان کا سیدھا اور الٹا پن ایک جیسا ہوتا ہے۔ ان کی خدمت کریں اگر
خدمت نہ کریں تو ان کی بے ادبی نہ کریں بہترین نصیحت ہے۔ مجذوبین میں بہت بہت
کمالات اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ ان کا کرتب فنا اور بقاء ہوتا ہے۔ ان کے ضمیر آگ سے
زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ ان کو سردی اور گرمی کی پرواہ نہیں ہوتی، امداد الٰہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

مرشد مرید کھوٹا یا کھرا پرکھتا ہے

جب طالب کو مرشد پاک بیعت کرتا ہے اس پر پوری توجہ ڈالتا ہے۔ اگر مرید میں
...اپن ہو تو بیعت کرتے وقت مرید کے ہر رگ ریشہ میں اسم ذات کا اثر ہو جاتا ہے۔
...ر کا دل لرزتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مرشد پاک کا عکس مرید کی آنکھوں
...جم جاتا ہے۔ مرید کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مرشد کامل ہے۔ اگر مرید میں کھوٹا پن ہے تو
...ب مرشد صاحب توجہ ڈالتا ہے تو مرید کو ذرا اثر نہیں ہوتا، پتھر کی طرح ہوتا ہے۔ مرشد کو
...وم ہو جاتا ہے کہ یہ مرید غلیظ شرشت ہستی ہے، اس کو ذکر اثر نہیں کرتا۔

کامل اعتقاد کا طالب

کامل اعتقاد کا طالب یہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ اگر مرید پر سختی آئے، رزق،
...ں، دولت، اولاد کی تو مرشد پاک کا شکوہ شکایت نہیں کرتا۔ توکل مولا سے کام لے گا۔ وہ
...ھتا ہے کہ تکلیفیں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی آتی تھیں تو وہ مزید تکلیف سے نہیں
...رتا بلکہ حوصلہ اور امید فضل و کرم سے کام کرتا ہے۔ پھر اس پر اللہ پاک مرشد کی توجہ سے
...ب رحمت کھول دیتا ہے۔ ہر تکلیف رفع کرتا ہے۔ ناقص الاعتقاد پہلے مرشد پاک کی
...کایت کرے گا پھر اعتقاد جاتا رہے گا اور اپنی مراد سے نامراد رہے گا۔

طالب صادق۔ طالب کاذب

طالب صادق کو مرشد پاک کی محبت سے دن بدن نور چمکتا نظر آتا ہے۔ اس کے

Marfat.com

دل سے کثافت خارج ہوتی جاتی ہے اور ذکر سے اس کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ بیداری خوش ہوتا ہے، ہمہ تن مرشد پاک کا تصور اور ورد کرتا رہتا ہے اور مراقبہ میں اس کو ا... مقدسہ کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت ہوتی رہتی۔ خواب میں جانور کی طرح پرواز کرتا ہے۔

طالب کاذب اس کا قلب سیاہ رہتا ہے۔ بدحواسی کی باتیں کرتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے اس کو اثر نہیں ہوتا۔ بداعمال کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ آوارہ گرد پھرتا ہے

طالب کو چاہیے کہ اپنی حفاظت آپ کرے

۱۔ نشہ آوری چیزیں استعمال کرنے والوں سے دور رہے۔

۲۔ شراب خور، جواباز، بے نماز، اولیاء اللہ انبیاء اعلیہ السلام کے مخالف مخالفت رکھے، مرشد کے مرتد اور مردود سے دور رہے۔

۳۔ بدمعاش عورتوں کی مجلس، عیاش جماعت سے پرہیز کرے۔ قادیانی اور وہابی حدیثوں کی مجلس میں نہ بیٹھے۔ اپنی زبان کو بدگمانی سے بچائے۔ آنکھوں کو بدنظر روکے۔ پاؤں کو بدعمل کرنے کی نیت سے روکے۔ غیب، حسد، بغض، بخل، شرک، چغلی کرے۔

درویش کے عادات

رات کو حجرہ سمجھ کر تازہ وضو کر کے بعد نماز عشاء نوافل اور تسبیح پڑھیں درود وظائف ادا کریں۔ نصف رات کے بعد تہجد بارہ رکعت نفل پڑھیں۔ ذکر جہر کریں بعد

Marfat.com

پھر مراقبہ باتصور شیخ کریں۔ دن کو محشر سمجھیں۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ تمجید آیۃ الکرسی پڑھ کر
یں۔

صفات درویش

ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے روبرو سمجھیں۔ ہر وقت اس کی صفت کی ثنا
ں۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بیان کریں۔ اولیاء کرام کی کرامات کو بیان
ں۔ اپنے استاد کا ذکر خیر اور والدین کی صفت کریں اور ہر طرح سے جہاں سادات
ان کا ادب بجا لائیں۔ ہر درویش کا پردہ رکھیں۔ درویشوں کی عزت درویش کرتے
۔ درویش فقر کو لازم ہے کہ کسی کے حق میں بد دعا نہ کرے۔ طالب جب عمل نیک کرے
ر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم طلب کریں۔

طالب کے اوراد و وظائف اور عمل

جو مرشد پاک نے وظائف طالب کو عنایت کیے ہوں وہی پڑھے تعداد جس ہدایت
طابق ہو اگر کسی وجہ سے وقت پر نہ پڑھے جائیں تو دوسرے وقت ادا کرے۔ ناغہ نہ
ے دوسرے کسی کے بتائے ہوئے نہ پڑھے۔ ختم شریف حضرت جناب غوث پاک کا
یا کرے یا خود پڑھ لیا کرے۔ طالب کو ضروری ہے کہ اپنے دل کی تمام چوکیداری
ے وہم وسواس کو دور ہٹا دے۔

Marfat.com

درویش کو امیر دولتمند کی دعوت سے پرہیز

درویش کو امیر شخص کی دعوت سے ممانعت چاہیے۔ ایسی دعوت میں طالب پراگندہ ہو جاتا ہے۔ انانیت، تکبر، خودی، شبہات، غیر زکوۃ حصہ ہے۔ طالب کو اسہا یا قے ہونا ضروری ہے۔ خوراک کی قوت زائل کر دینا چاہیے تاکہ سیاہی سے بچ جا ساوس توہمات خناس خرطوم نازل ہوتے ہیں۔ کلمہ تمجید پڑھ کر اپنے وجود پر دم کرے گرد پھونک دیا کریں۔

طالب کو لازم ہے کہ سر دست فنافی الشیخ ہونا اختیار کرے اور اس منزل ک کرے۔ اگر طالب نے اس منزل کو طے کر لیا تو باقی منزلیں آسان ہیں۔ کیونکہ فنافی کی منزل سے امداد ملتی رہتی ہے۔ ہر منزل پر شیخ ہی دستگیری کرتا ہے۔

طالب کی "ط" سے طلب مراد ہے۔ "الف" سے اللہ کی محبت "ل لہو ولعب سے بچنا "ب" سے بندگی کرنا اور اس کی مزدوری نہ چاہنا مراد ہے۔

مرید: "م" سے مردہ ہونا عشق کی راہ میں "ر" سے ریاضت کی آگ ڈالنا اپنے آپ کو "ی" سے یگانہ رکھنا مولا کریم کے ساتھ "د" درد پیدا کرنا حقیقی کا۔

مرشد: "م" سے مراد محبت پیدا کرنا ذات الٰہی سے "ر" سے مراد رجو فقر کی طرف بلا واسطہ "ش" سے مراد شوق دریا میں غوطہ کرنا "د" سے مراد دنیا داروں سے دور رہنا۔

طالب کو شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہیے

طالب مولا کریم کو تلاش کرے۔ "ش" مشاہدہ کے لیے۔ "ہ" ہدایت
ئرہ میں داخل کرے اپنی جان کو۔ "الف" احدیت کی مطابعت میں مصروف ہو۔
دائمی حیات حاصل کرے۔ "ت" ترک کرے جان اور جہان کو مجاہدہ کرے اپنے
ے زہد کرے واسطے خلاصی ہونے غلامی نفس سے۔

طالب مولائی کو چاہیے بیابان کو وطن بنائے۔ بیابان حجرہ گوشہ تنہائی میں ہو
ت سے باہر رہے۔ عام دنیا سے گفتگو کرنا بند کرے۔ صحرا میں خوش رہے فاقہ کشی میں
در ہے۔ کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ مولا کریم کے لنگر شریف سے خوراک کھائے اور زمین
رش پر نیند کرے۔

ولی اللہ کی اقسام

ولی اللہ بہت قسم کے ہوتے ہیں۔

ولی اللہ جس کا دل آئینہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میں ولی اللہ

۔(

ولی اللہ جس کا دل روشن نہیں ہوتا مگر اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں ولی ہوں۔

ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے سپرد کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ صرف درود وظائف
صروف رہتا ہے۔ یعنی ذکر فکر کا مالک ہے۔

ایک ولی وہ ہے جس کے سپرد کام لگایا جاتا ہے اور اس سے کام لیا جاتا ہے۔ یعنی

Marfat.com

زمین کے کسی حصے کا مالک ہوتا ہے۔ خلیفۃ اللہ علی الارض۔

۵۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کو لوگ ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ جہاں سے روانہ ہو وہاں سے ہر انسان کے کان میں آواز (ندا غیبی) کا اظہار ہوتا ہے۔

۶۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو صرف مخلوق کی بہتری کے واسطے مقرر کیا گیا۔ مخلوق کو فائدہ دے رہا ہو۔

۷۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو مخلوق سے بھاگتا ہے۔

۸۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کا واسطہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اور مخلو خبر ہی نہیں ہوتی۔

۹۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو کسی کو فائدہ نہیں دیتا۔

۱۰۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ پر تمام مخلوق کا انتظام ہوتا ہے۔

۱۱۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو تمام دنیا کے انسان، حیوان، درندے، چرند جنات، موکلات کو اپنے تصرف میں گھیر لے۔

۱۲۔ ایک ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کو آسمان کے ستاروں کی تعداد اور زمین کے ذر ریت کے دانوں کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔

۱۳۔ ایک ایسا ولی ہوتا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام جب تک اس ولی سے اجازت حاصل کر لے اس کے مریدوں کی جان قبض نہیں کر سکتا ہے۔ اس مدارج کا ولی اللہ ایک ہی ہوتا ہے۔ ہر نبی علیہ السلام کے قدم پر ایک ولی اللہ ہوتا ہے۔ جو ولی اللہ جس نبی علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے نبی علیہ السلام کی تاثیر و عمل، معجزہ اس ولی اللہ میں ہوتا ہے۔ ولی اللہ ک

Marfat.com

ن لینے والا کافر ہوتا ہے۔ شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ انسان کامل وہ ہوتا
س کا ادب کامل ہو۔ اعتقاد انتہا درجہ پر ہو۔

فقر کے دریا کا کنارہ نا معلوم ہے۔ واللہ اعلم بالغیب

پیشوا کے متعلق

م ندعوا کل اناس بامامھم (بنی اسرائیل ۱۷:۷۱)

مہ: وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ۔

ل: پیشوا کس قسم کا ہوگا؟

اب: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مسند پر تشریف فرما تھے کہ یہودیوں
نے ایک یہودی کو بھیجا کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کرلو کہ کیا چیز
ہے؟ یہودی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم روح کے متعلق ہمیں سمجھایا
ئے۔ رسول اللہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دریافت کرتا ہوں۔
تنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کہتا ہے کہ اس
ہودی کو کہہ دو

ل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

نی اسرائیل ۱۷:۸۵)

رجمہ: بتائیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں علم مگر تھوڑا
سا۔

Marfat.com

یہودی چلا گیا۔ اصحابؓ جو کہ وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! ہم تو پریشان ہو گئے کہ ہمیں روح کا علم کم ہے تو پھر ہم پیروی کیسے کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کہ تمہارے لیے دریافت کرلوں گا۔ اتنے میں جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور حکم لائے اپنے صحابہ سے کہہ دو

وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ (الحجر ۱۵:۲۹)

ترجمہ: اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے۔

صحابہ کو تسلی ہوئی۔ اس پر بات چیت ہوتے ہوئے یہ بات یہودیوں تک پہنچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کہا ہے کہ "روح خدا ہے"۔ تو یہودیوں نے پھر دوسرے دن ایک اور یہودی کو بھیجا اور کہا کہ "خدا کا مقام کہاں ہے"؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرلوں گا۔ اتنے میں جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور یہ آیت پیش کی۔

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ (ق ۵۰:۱۶)

ترجمہ: اور ہم اس سے شہہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

یہودی چلا گیا۔ اسی وقت صحابہ حیران رہ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں بھی سمجھایا جائے۔ اگر خدا تعالیٰ ہماری شہہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے تو ہم ان کے قریب کیسے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے دریافت کرلوں گا۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور کہا کہ اپنے اصحابہ کو کہہ

Marfat.com

فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (الذاریات ۲۱:۵۱)

ترجمہ: اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تم کو نظر نہیں آتیں۔

ان چار آیتوں سے پتہ چل گیا کہ روح درحقیقت اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔

☆ جب خدا روح ہے اور اندر موجود ہے تو اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو چاہیے کہ ہم اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ لیں مگر یہاں یہ سوال ہے کہ موسیٰ کو کہا تھا کہ لن ترانی (تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے ہو) مگر امت رسول اللہ کو حکم دیتا ہے کہ دنیا میں تم مجھے دیکھو لو

وَمَنۡ کَانَ فِیۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰی فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰی

(بنی اسرائیل ۷۲:۱۷)

ترجمہ: اور جو شخص اس دنیا میں اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو دیکھنے کا طریقہ بتلایا ہے۔ وہ کون سا طریقہ ہے؟ وہ شریعت ہے، قرآن پاک میں ہے

ثُمَّ جَعَلۡنٰکَ عَلٰی شَرِیۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡهَا وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (الجاثیۃ ۱۸:۴۵)

ترجمہ: پھر ہم نے پختہ کر دیا آپ کو صحیح راہ پر دین کے معاملہ میں، پس آپ اس کی پیروی کرتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں۔

شریعت تین چیزوں کا مجموعہ ہے۔

اول:

جب کوئی آدمی اپنی منزل مقصود تک جانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک مقصد ہ

ہے۔

دوئم:

ایک طریقہ ہوتا ہے جس کے ذریعے سے اپنے مقصد تک پہنچ سکتا ہے۔

سوئم:

بصر یعنی نگاہ ہوتی ہے جس کے ذریعے سے راستہ نظر آتا ہے۔

شریعت ایسا قانون ہے جو تینوں کو جمع کیے ہوئے ہے۔ یعنی

۱۔ آیات: هذا البصائر (آنکھیں بھی ہیں)

۲۔ وھدی (راستہ بھی اسی کے ذریعے طے ہوتا ہے)

۳۔ رحمۃ (رحمت ہی کے مقصود بھی اسی سے حاصل ہوتا ہے)

شریعت کے پانچ اجزاء ہیں۔

۱۔ ایک جز تو عقائد کا ہے کہ دل سے اور زبان سے یہ اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے، حق ہے۔ یعنی **اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ**۔ (جو شخص اقرار زبان سے کرلے اور تصدیق دل سے کرلے) یہ عقائد شریعت ہوتی ہے۔

۲۔ عبادات ہیں یعنی نماز، روز، حج، زکواۃ وغیرہ۔

معاملات ہیں یعنی احکام نکاح، طلاق، حدود کفارات، بیع، خرید و فروخت،
ہ زراعت۔

معاشرت یعنی اٹھنا، بیٹھنا، ملنا، جلنا، مہمان بنتا، کسی کے گھر جانا، بیوی، بچوں،
بزوں، اجنبیوں، نوکروں کے ساتھ برتاؤ کرنا۔ شریعت کے اندر ٹھیک طور پر کرنا
ہے۔ اگر شریعت کے خلاف برتاؤ ہے تو یہ عقائد تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں
ہے۔

علم تصوف ہے۔ جس کو شریعت میں اصلاح نفس (اپنے نفس کو درست کرنا) کہتے
ہیں۔ اس کے متعلق راستہ بتانے کا طریقہ ہے۔

اِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ
بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(الانعام ۶:۱۵۴)

ترجمہ: اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور
راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں حکم
دیتا ہے تمہیں جن کا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

راستہ شریعت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

طریقہ عمل: اِسْمُهٗ جِسْمُهٗ جِسْمٌ نَسِيْمٌ وَسِيْمٌ

ترجمہ: اس کا نام اس کا جسم۔ موٹا جسم یعنی فربہ جسم۔ صبح کی نرم ہوا صبح کی خوشگوار ہوا۔

Marfat.com

خوشبودار ہوا۔

یعنی اسم قائم کرلوتو جسم خود بخود آجائے گا۔ جب جسم آجائے گا تو دیدار ہوجا
گا۔

اس پر چلانے کے متعلق :

سب سے پہلے امت رسول اللہ کو چاہیے کہ حکم خدا پورا کرے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران ۳:۳۱)

ترجمہ: اے محبوب، آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو
میری پیروی کرو تب محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

جب حبیب کے ساتھ محبت قائم ہو جائے تو اس کے لیے بیعت کرے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح ۴۸:۱۰)

ترجمہ: اے جان عالم، بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں، درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے، پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

یعنی بیعت کرنے کے بعد اس آیت پر اسمہ جسمہ پر عمل کرے اور اسم کو قائم کر
ے تو خود بخود جسم آ جائے گا اور دیدار ہو جائے گا اور یہ شخص امانت ہو جائے گا۔ جب امانت
تو یہ ایک وسیلہ بن گیا تو یہی شخص پیشوا مقرر ہو گیا اور اس کے ساتھ رابطہ لگانا فرض ہوا تا
ہ روز قیامت میں اس کے نیچے کھڑے ہوں گے۔

مل:

یعنی پیر کا نام قائم کرو گے تو پیر کا جسم آ جائے گا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے
م کو قائم کرو گے تو جسم آ جائے گا اور اگر اسم اللہ قائم کرو گے تو اللہ کا جسم آ جائے گا۔ یعنی
دار کریمہ جاری ہو جائے گا۔ یہ جسم اللہ ہے۔

اسی طرح عمل کرنا۔ یہ دنیا میں دیدار اللہ تعالیٰ ہے اور یہی پیشوا ہے۔ جو روز
یامت میں ہر شخص اپنے اس پیشوا کے نیچے کھڑا ہوگا۔

طرح مثال کے متعلق

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ
الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْبَصِيْرُ (الشوریٰ ۴۲:۱۱)

ترجمہ: وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا، اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری
جنس سے جوڑے اور مویشیوں سے بھی جوڑے بنائے، وہ پھیلاتا رہتا ہے تمہاری نسل کو
اس کے ذریعہ، نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز، اور وہی ہے سب کچھ سننے والا دیکھنے والا۔

Marfat.com

تفویض (حوالگی، سپردگی، تحویل) کے متعلق

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ (المومن ۴۰:

ترجمہ: اور میں اپنا (سارا) کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے (اپنے) بندوں کو۔

ہالہ نور کے متعلق

ذہن کا ذہن سے رابطہ قائم کرنے کے متعلق:

ذہن کا ذہن سے رابطہ قائم کرنے میں انسانی جسم کے گرد ایک ہالہ نور پایا جاتا ہے۔ انسان کے ہالہ نور کی رنگین روشن تصویریں جس کا تذکرہ بار بار پراسرار علوم کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ انسانی جسم سے برقی لہریں سی نکلتی ہیں۔ نہایت تیز کبھی کبھی ان کا رنگ نارنگی نیلا، سفید، سرخ، سبز بھی نکلتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے اندر چھ لطیفے ہیں اور ہر لطیفے کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے۔ بزرگان دین کی بہت سی فرضی وخیالی اور حقیقی تصویریں بازار میں لگتی ہیں۔ اور نہ جانے کتنے عقیدت منت حضرات نہایت ذوق وشوق اور احترام وارادات کے ساتھ فرضی یا حقیقی تصاویر سے اپنے گھروں کو سجاتے ہیں۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ اسلام میں تصویروں اور مجسموں کی ممانعت ہے لیکن پھر بھی ہزاروں مسلم گھروں اور دیندار گھرانوں میں آپ کو دینی بزرگوں اور روحانی پیشواؤں کی تصویریں ملیں گی۔ کیونکہ ان کو ایک ہالہ نور نے حلقہ کیے ہوئے نظر آئے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حساس آنکھوں اور روحی مزاج رکھنے والوں بزرگوں نے بغیر کسی مادی آلہ

کے انسان کے ہالہ نور کو دیکھا لیا تھا۔ دیکھنے کی وجہ یہی تھی کہ قرآن پاک میں تماثل کا لفظ آیا ہے اور یہ مادہ جب لہروں کی طرح عمل کرتا ہے تو انرجی یعنی توانائی کہلاتا ہے۔ توانائی جب ذرون کی طرح عمل کرتا ہے تو مادہ کہلاتا ہے۔ انسانی وجود کے دو پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی ہمارا جسمانی ڈھانچہ گوشت، پوست، استخوان، خون اور اعصاب وعضلات سے مرکب ہے۔ گوشت، پوست کا جسم ذرات خلیوں سے بنا ہوا ہے اور ان خلیات کا مجموعہ انسانی جسم کے ساتھ ایک اور جسم بھی نتھی ہے جسے آپ لہروں کا پیکر کہہ سکتے ہیں۔ یعنی لہریں ہمارے جسم کے گرد ایک دھند یا نورانی ہالے کی طرح نظر آتی ہیں۔ مثال آپ نے برسات میں جگنو کی چمک دیکھی ہوگی۔ شعر

اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں تو رہ رہ کر
دوپٹے کے ستاروں کا چراغاں یاد آتا ہے

نہ صرف جگنوؤں کے ننھے منے وجود سے روشنی نظر آتی ہے بلکہ اندھیری رات میں چمکنے اور دھمکنے کی یہ خاصیت سب کیڑوں اور مچھلیوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ شیر اور بلی کی آنکھیں بھی اندھیری رات میں بجلی کے قمقموں کی طرح چمکتی ہیں۔ اس ہالہ نور پر عملی نقطہ نظر سے غور کریں اور یہ دیکھیں کہ تصاویر میں بزرگوں کے چہروں کے گرد ہالہ نورانی شعاعوں کے نظر آتے ہیں۔ کیا وہ صرف عقیدت مندوں کی ایجاد ہے یا اس میں کچھ اصلیت بھی ہے۔ ثابت کیا جاوے۔

Marfat.com

ثبوت:

جب کسی نقطے پر نظر جما کر دیکھتے ہیں تو نقطے کے گرد ایک سفید نور نظر آجاتا ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد غائب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے پریکٹس کرتے ہیں تو خود بخود روشنی غائب ہو جاتی ہے اور جس تصویر کا تصور کرتے ہیں وہی تصویر ظاہر ہو جائے گی اور علم تصوف میں اس تصویر کو جسم مثالی کہا جاتا ہے۔

یہ ہالہ نور ایک دائرے کی طرح انسانی جسم کے گرد نظر آتا ہے اور اس سائے کو ہمزاد کہتے ہیں۔ ہمزاد ایک شفاف سایہ ہے جو کہ انسان کے ٹھوس جسم سے ایک انچ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ اس ہمزادی جسم یا ہالہ نور کے اندر ایک اور جسم ہوتا ہے جو پہلے جسم کے مقابلے میں لطیف تر ہے۔ اس کو مثالی جسم کہتے ہیں۔ اسی مثالی جسم کے اندر ایک اور روحانی وجود ہوتا ہے۔ اس کا رنگ بھورا اور خاکستری ہوتا ہے اور کبھی کبھی اس کا پھیلاؤ آٹھ انچ تک ہو جاتا ہے۔ جسم مثالی مختلف حالتوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور اسی کو ہمزاد کہتے ہیں۔ جن لوگوں میں ہالہ بینی کی صلاحیت بیدار ہو جاتی ہے تو وہ اس کے رنگ کو دیکھ کر فوراً انسانی شخصیت نیز مزاج، کردار، خواہشات، جذبات اور دماغی کیفیات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

انسانی جسم کے ہالے پر اگر پگھلے ہوئے سونے کا رنگ غالب ہو تو وہ روحانی طریقہ پر کافی ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ سنہری زرد رنگ روحانی ترقی، سکون قلب اور بھرپور روحانی زندگی کی علامت ہے۔ بزرگوں کی تصویروں میں سنہری زرد ہالے کو خصوصیت کے ساتھ نمایاں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک عشق صادق ہے۔ اطمینان خاطر اور اعلیٰ خیالی کی بھی نشانی

Marfat.com

سنہری زرد رنگ کے بعد نیلے رنگ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ہاں یہ عرض
وں کہ ہر رنگ کے مختلف درجے ہوتے ہیں۔
مثلاً سنہری زرد رنگ کو لیجئے یہ بھی مختلف درجوں میں تقسیم ہے۔ بالکل نمایاں اس
م نمایاں آنکھیں گھٹتے گھٹتے برائے نام ہالہ نور میں سنہرا پن اور زردی باقی رہ جاتی ہے۔
یقت رنگ کی شوخی تیزی اور چمک نا کی کا انحصار اس پر ہے کہ خود وہ شخص دینی و دماغی
وحانی ترقی کے کس درجے میں ہے۔ انسان کے ذہنی اور روحانی رجحانات اور سرگرمیوں
بناء پر ایک اور ہی ذوق رکھنے والے لوگوں میں اسی رنگ کے روپ مختلف ہوتے ہیں۔
ل کے طور پر موسیقاروں، فنکاروں کے ہالے پر پیلا رنگ غالب ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے
ا اکثر موسیقاروں کا ہالہ کبودی ہوتا ہے اور لکھنے والوں کے جسمانی ہالے میں آسمانی رنگ
ں چمک پائی جاتی ہے۔ اس قسم کے لوگ اگر نیلم کی انگشتری پہنیں تو اپنی ذہانت میں نمایاں
ضافہ محسوس کریں گے۔
نیلا رنگ وحدت کائنات اور عشق کائنات کے گہرے جذبات کی نشان دہی کرتا
ہے۔ یہ رنگ بے حد سکون پہنچانے والا جذبات کو ٹھنڈا کرنے والا، تشویش کو رفع کرنے
الا، اور ذہنی عمل کو تیز کرنے والا شمار ہوتا ہے۔ نیلا رنگ رکھنے والے بے پناہ قوت تخیل کے
الک ہوتے ہیں۔ جس شخص کے ہالے کے رنگوں میں گہرا نیلا رنگ نمایاں ہو تو اس میں
جوش مذہبی لگن اور گہرا روحانی عقیدہ پایا جاتا ہے۔ نیلاہٹ پر سیاہی غالب آ جائے تو سرد
مہری افسردگی اور اضمحلال کی نشانی بن جاتی ہے۔ زرد رنگ کے ساتھ نیلمی روپ ہو تو یہ

Marfat.com

روحانی ادراک وشعور کی علامت ہے۔ نیلاہٹ کے ساتھ خاکستری جھلک پیدا ہو جا
اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی سچی محبت پر خود غرضی غالب آجاتی ہے۔ جب ہلکی نیلا
رکھنے والوں پر خوف، دہشت کا دورہ پڑتا ہے تو ان کے ہالے میں خاکستری رنگ چم
جھلملانے لگتا ہے۔ اسی طرح نیلگوں ہالہ نور پر مختلف جذبات کے زیر اثر اور بھی
چڑھتے اترتے رہتے ہیں اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ ہر جذبے کا رنگ دوسرے سے
لگتا ہے۔

نیلے کے بعد سبز کا نمبر آتا ہے۔ یہ رنگ فطرت اور انسان دونوں کو بہت پسند
کیونکہ خود زندگی سرسری امید پسندی شادابی کا استعارہ ہے۔ جوں جوں انسانی شخصیت
بھرپور پن پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اس کے ہالہ نور جسم میں لاجوردی رنگ کی سبزی نکھرتی
جاتی ہے۔ یہ رنگ نشو ونما اگنے، پھیلنے کی روشن دلیل ہے۔ جس کے نورانی ہالے پر سبز
کا غلاف چڑھا ہوا ہوگا اس کے کردار میں ثابت قدمی، خود شناسی، ذہانت، افادیت پسند
اور عملی سوجھ بوجھ کی فراوانی ہوگی۔ ایسا شخص اپنے آپ کو ہر ماحول میں ڈھال کر غیر
دنیاوی ترقی کرتا ہے۔ زراعت، تجارت اور صنعت وغیرہ کے شعبوں میں نمایاں کامیا
حاصل کرنے والے اشخاص کے ہالہ نور کا رنگ نہایت خوبصورت شاداب سبزی لیے ہوئے
ہوتا ہے۔ دھندلایا نیلا ہرا حسد ورشک اور غضب کے جذبے کی دلیل کرتا ہے۔

بہر حال یہ بات طے ہے کہ بزنس اور انڈسٹری میں صرف وہی لوگ پیش قد
استعداد رکھتے ہیں جن کے جسم سے نکلنے والی شعاعوں میں صاف وشفاف سبز رنگ

ہے۔ اگر سبز رنگ کے ساتھ خاکی یا بھورے یا بادامی رنگ کی ملاوٹ ہو تو انسانی کردار اور رویہ میں ہچکچاہٹ اور چڑچڑے پن کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ شوخ نارنگی رنگ توانائی کی علامت ہے۔ اگر اس میں سرخی اور سبزی ہو تو قوت حیات کی فراوانی جھلکتی ہے۔

قدیم دانش مندوں نے کہا ہے کہ نظر میں قوت حیات بذات خود سنہری رنگ زرد اور سرخ رنگ میں ملبوس ہوتی ہے۔ سرخ رنگ سب سے زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔ یہ رنگ طاقت کی پہچان اور تخلیق میں جنسی جذبہ سے معمور ہوتا ہے۔ لیجئے اس موقعہ پر یہ بات یاد آئی کہ قدرتی علاج مختلف رنگوں کی بوتلوں میں سادہ پانی بھر کر دھوپ میں رکھ دیا جائے۔ تمام زندگی سرسبزی، شادابی، توانائی، صحت و صفائی، تازگی، پیداوار اور حرکت و حرارت کا سرچشمہ ہے۔ سورج کی کرنوں سے لبریز ہوتی ہے کہ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ مختلف رنگ کے سادہ پانی سے بھی بوتلیں اپنے نیلے، سبز، سرخ یا دوسرے رنگ کی مناسبت سے شمسی توانائی جذب کر لیتی ہیں۔ اسی طرح معمولی پانی آب حیات بن جاتا ہے۔

یہ بھی سب جانتے ہیں کہ سورج کی ہر کرن سات رنگوں کا مرکب ہوتی ہے۔ یہی سات رنگ سورج کی قوت، زندگی، روشنی اور تازگی کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ قدرتی علاج کے ماہرین اس صحت بخش توانائی سے فائدہ اٹھا کر پیچیدہ سے پیچیدہ امراض کے معالجے پر قادر ہوتے ہیں۔ تیز گہری سرخی جنسی جذبے کو بھڑکاتی ہے۔ اور بعض اوقات نفس میں حیوانیت، غصہ اور اشتعال پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ بہت سے جانور معصومیت سے بیل، سانڈ سرخ کپڑے سے مشتعل ہو جاتے ہیں۔ یہ رنگ غصہ، قتل وخون، انتقام، تشدد اور شدت

Marfat.com

جذبات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

گلابی رنگ بے غرض اور سادہ محبت کی نشانی ہے۔ جس کے ساتھ ایثار کا جذبہ وابستہ ہے۔ اگر گلابی اور بنفشی رنگ مل جائیں تو خدا اور بندے کی محبت میں خصوصیت ساتھ مادرانہ شفقت نمودار ہو جاتی ہے۔ معتدل سرخی جس میں دلفریب شوخی ہو، خوبصور جنسی جذبے اور نر و مادہ کے قدرتی ملاپ کے رجحان کو متحرک کر دیتی ہے۔ یعنی "دلہن سرخ جوڑا" اور " گلابی جسموں کے پیراہنِ سرخ" اسی جذبے کے خیال انگیز پہلو ہیں لیکن جوں جوں سرخی میں خونی رنگت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے یہ رنگ سخت تباہ کن اور اشتعال انگیز ہوتا چلا جاتا ہے۔ رہا سیاہ رنگ تو ہم سب جانتے ہیں کہ وہ روایتی طور پر موت ترجمانی کرتا ہے۔

رنگ اور صحت

رنگ کا صحت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ بیماری جلد کے رنگ سے جھلکتی ہے۔ م زردی، یرقان اور خون کی کمی کی علامت ہے۔ سیاہی سودایت کی خون کی خرابی ہے۔ جلد سرخ دھبوں سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ معالج مریض کی آنکھوں، چہرے، ہتھیلیوں اور ج کی رنگت دیکھ کر ہی اس کی حالت اور صحت کا اندازہ لیتا ہے۔

خواب بھی رنگین ہوتے ہیں اور خوابوں کے مناظر میں جو رنگ غالب ہو اس مناسبت سے خواب دیکھنے والے کے دل و دماغ کی کیفیت کو بخوبی قیاس کیا جا سکتا ہے ایک شخص مسلسل خواب میں دیکھتا ہے کہ سرخ آندھی زور و شور سے چل رہی ہے اور

Marfat.com

روں کی زد میں کھڑا ہے۔ تخلیق نفس سے پتہ چلا کہ وہ شدید غصے انتقام اور دبائی ہوئی جذبات کے مخفی اشتعال میں مبتلا ہے۔ یہ دبائے ہوئے جنسی جذبات یا سرخ بروں کی روپ میں بحالت خواب ابھرتے تھے۔ جب اس کو سرخ آندھیوں کا مفہوم یا گیا ہے تو ان خوابوں کی خوفناکی ختم ہوگئیں اور اس کی طبیعت بحال ہوگئی۔

بزرگان دین اور علماء تنفس نور والوں نے جو سانس کی مشقوں پر اتنا زور دیا ہے اس سبب کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ منظم طریقے پر سانس کی مشقیں کرتے ہیں ان جسم کا ہالہ نور اور تابناک و درخشاں روشن ہو جاتا ہے۔ انسان ایسی عظیم لافانی اور حیرت ز قوت کا مالک ہے کہ اندرونی قوت کا اگر دسواں حصہ بھی اپنے استعمال میں لے آئے تو ی کائنات کو ختم کر سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوت کو پہچان لیا اور سرا اپنی عظمت سے بے خبر رہا۔ دنیا کا ہر انسان برتر ہے اور ہر عورت کامل عورت ہے۔ ہر د کامل مرد ہے۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم اپنے عجائبات سے واقف ہو جائیں تو بہتر ں تو ہم جنس ہالہ نور کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کو تصوف اور علوم باطنی کی اصطلاح میں پیکر رانی کہہ سکتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ جسم مثالی انسان کے خاکی جسم سے واضح طور پر ایک ہو جاتا ہے۔ عمل کرتے ہوئے یہ کیفیت جو محسوس ہوتی ہے تو یہ بجلی کی رو جسم کو چیر دیتی ہے۔ یہ کل طبعی اور قدرتی بات ہے کیونکہ جسم خاکی سے جسم مثالی کی جدائی کے وقت اعصاب میں قعی ایک نادیدہ برق نما لہر دوڑ جاتی ہے۔

Marfat.com

سانس اور استغراق

سانس، استغراق اور مراقبے کی تمام مشقوں کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس روحی توانائی پیدا کیا جاوے اور اس قوت کا مرکز ریڑھ کی ہڈی کے نیچے واقع ہے۔ سانس کی مشق کے بعد جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرو۔ مراقبے میں جو کچھ دیکھو گے خود سمجھ گے۔

برزخ

جسم مثالی کو برزخ کہتے ہیں۔ اس عمل کو روحیت تو کہہ سکتے ہیں مگر ان کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دانی پیش بینی سچے خواب، مخفی چیزوں کی اطلاع، قلوب غیب تسخیر، بیماریوں کو سلب کر لینا، اشغال روح، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا یہ سب روحانیت کے مظاہرے نہیں ہیں، یہ روحیت کے کرشمے ہیں۔ اس سے دھوکہ نہ کھایئے۔

تصوف کی اصلاح میں برزخ اس شے کو کہتے ہیں جو مختلف اشیاء کے درمیان واقع ہو۔ ایک تیسری چیز ہو۔ اسی طرح دونوں سے متصل بھی ہو اور الگ بھی ہو۔ جیسے عالم امر اور عالم خلق عالم مثال برزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عالم مثال کثیف اقسام اور ارواح کے درمیان واقع ہے یا اعراف جس کا محل وقوع بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے۔ یا مونگا جو نباتات اور جمادات کے درمیان ہے، برزخ کی حیثیت رکھتا ہے درخت خرما کی برزخ ہے۔ نباتات اور حیوانات کے درمیان بعض صوفی جو حکما اشراکین کے پیروکار ہیں۔ عالم اثبات کو برزخ کہتے ہیں۔ کیونکہ عالم اشراک کے نزدیک

ں کے سوا جو محسوس اور مادی ہے اور ایک دوسرا عالم بھی ہے جو غیر محسوس اور غیر مادی
ن کے باہمی میل ملاپ میں عالم برزخ میں مختلف اور گوناں گوں صورتیں پیدا ہوتی
حکمائے اشراک اپنی اصطلاح میں اس عالم کو عالم اشیاء اور عالم مقدوری بھی کہتے
اوراس کا معروف ومقبول نام برزخ ہے۔

بعض کے نزدیک برزخ وہ عالم ہے جو اصلاحاً قبر کہلاتا ہے۔ اور قبر اس عرصے کا
ہے جو موت کے وقت سے قیامت تک فرض کیا گیا ہے۔ قبر اس لحد یا گھڑے کو نہیں کہتے
س میں مردے کو دفنایا جاتا ہے۔

ال تذکرہ غوثیہ:

ایک بزرگ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ چلم بھر لاؤ۔ مرید نے کہا حضور آگ نہیں
۔ پیر ومرشد نے فرمایا کہ جاؤ دوزخ سے آگ لے آؤ۔ جب مرید وہاں پہنچا تو دیکھا تو
چٹیل میدان ہے جہاں آگ کا پتہ نہیں۔ سخت حیران ہوا اور استغفار حال کی عرض
داروغہ جہنم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آگ کہاں ہے؟ میاں یہاں آگ یہاں ہے۔
ں تو جو کوئی آتا ہے آگ اپنے ہمراہ لاتا ہے۔ اسلام کا اصلی مقصد تعلق باللہ اور واصل
۔ اہل اللہ کے نزدیک خدا اور بندے کے درمیان غیر اللہ کے کٹ جانے اور ذات
میں فنا ہو جانے کا نام وصال ہے۔ اہل شریعت میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ و جہاد کے
یعہ یہ مقصد اللہ تعالیٰ تک پہنچایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

شغل برزخ

صوفیائے کرام نے تعلق باللہ، وصول اللہ کے طریقے تعلیم فرمائے ہیں۔ ان
یہ تین مشہور ہیں، اسی پر کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے۔ ذکر، مراقبہ، رابطہ۔ قرآن
میں اس کو رابطہ فرمایا گیا ہے۔ اور یہی سند ہے اہل اللہ کی اصطلاح میں رابطہ کا ایک طر
ہے کہ مرید اپنے شیخ اور پیر کی صورت اپنے ذہن میں جمائے یا اپنی صورت کے بعینہ
شیخ کی صورت تصور کرے۔ اس کو شغل برزخ کہتے ہیں۔ یہی رابطہ شیخ ہے اور رابطہ
صرف محبت شیخ مراد نہیں بلکہ شیخ ایک تصور اور خیال محسوس کا نام ہے۔ چند روز کی مدا
سے وہی صورت اشیاء سے باتیں کرنے لگے گی اور جب تصور زیادہ پختہ ہو جائے گا تو
صورت ہر وقت رفیق اور ہر معاملے میں مشیر کار ہو گی اور کوئی کام بھی اس کی مرضی کے
نہ ہو سکے گا۔

عالم "ہو" میں مقامات کے متعلق

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ
نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا، فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ
بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ
(الحدید ۵۷:۱۳)

ترجمہ: اس روز کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے (اے نیک بختو
ذرا ہمارا بھی خیال رکھو، ہم روشنی حاصل کر لیں تمہارے نور سے (انہیں) کہا جائے گا

پیچھے کی طرف اور نور تلاش کرو، پس کھڑی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے
یان ایک دیوار جس کا دروازہ ہوگا، اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب
ب ہوگا۔

لم "ھو" میں چھ مقامات ھیں:

ناسوت	۲۔ ملکوت
۔ جبروت	۴۔ لاہوت
۔ ہاہوت	۶۔ اعراف

ناسوت کے بہتر (72) طبقات ہیں۔ ناسوت دنیا میں وہ مقام ہے جنہیں جہنم
کے طبقات کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام عالموں میں لطیف روحیں رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ
سوت کا بہتر واں طبقہ سرسبز و شادابی میں پہلے تمام طبقوں سے بڑھا ہوا ہے اور عالم ملکوت
کے پہلے طبقے کی جنتوں سے کچھ ہی کم ہے۔ اس کو اعراف کہتے ہیں۔ اعراف ایک ایسی دنیا
ہے جو دوزخ کے بہترویں (72) طبقے اور بہشت کے پہلے طبقے کے درمیان واقع ہے۔
ں کے آگے ایک دیوار ہے جیسا کہ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس دیوار
کے بعد جنتوں کے عوالم شروع ہوتے ہیں۔ جن میں پہلا عالم ملکوت ہے۔ اعراف اور
نت کے پہلے طبقے کے درمیان یہ فرق ہے کہ جنت میں کھانا پینا اور عیش وعشرت کے لوازم
راف سے بہتر ہیں اور بے حد محنت و مشقت سے میسر آتے ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اعراف کے لوگ دوسروں کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھ کر
جلتے ہیں اور رنج کرتے ہیں۔ یہ کرب ہی ان کے لیے عذاب دوزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

برخلاف اس کے جنت میں ہر شخص اپنی حالت میں خوش اور اپنے حال میں مگن رہتا ہے
بہشت وہ جگہ ہے جہاں کوئی آزار و تکلیف نہیں ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے سروکار نہ
ہوتا ہے۔ ہر شخص نہ صرف اپنی حالت پر خوش رہتا ہے بلکہ دوسروں کو اپنے سے زیادہ
حالت میں دیکھ کر بھی خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے جنت میں خوشی ہی خوشی ہے، رن
نام نہیں ہے۔ اس بیان کو پڑھ کر بہت سے لوگ کہیں گے کہ اگر یہی امر واقعہ ہو تو پھر
اور روحانی عالم میں فرق کیا رہ گیا ہے؟

جواب: عالم مثال سارے کا سار قطعاً روحانی ہے، ہرگز مادی نہیں ہے۔ لیکن ہمارا جسم
روحانی ہوگا اور روحانی جسم کو روحانی عالم کی تمام کیفیات مثلاً راحت، اذیت، سردی، گر
نرمی، سختی وغیرہ بالکل اسی طرح محسوس ہوگی جس طرح عالم مادی میں جسم مادی کو محسوس ہ
ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن پاک اور حدیث مبارکہ میں عذاب دوزخ اور وہاں کی تکلی
کا جو بیان ہے مثلاً آگ، کھولتا ہوا پانی لہو اور پیپ سب کا سب بے معنی ہوتا ہے۔ ا
طرح جنتوں کا بیان جو حور و قصور، باغات وغیرہ کا ذکر ہے وہ بھی کوئی معنی نہ رکھتا ہو۔

اعراف کے بعد جنتوں کا عالم شروع ہوتے ہیں جن میں پہلا عالم ملکوت ہوتا
ہے۔ اس کے چھتیس طبقات ہیں جس میں سے ہر طبقہ پہلے اور پچھلے طبقے سے بہتر و لطیف تر
ہوتا ہے۔ ملکوت کے بعد جبروت اور اس کے بعد عالم لاہوت ہے۔ جبروت اور لاہوت
دونوں طبقوں میں اٹھارہ طبقات ہیں جن میں ہر طبقہ عمارت و امارت وسعت و
رفعت، سرسبزی شادابی اور نزہت و لطافت میں اپنے پچھلے تمام طبقات سے کہیں زیادہ تر
و برتر ہے۔

ان جنتوں میں جو محلات وقصور، باغات، نہریں، چشمے، پھل پھول، ملکوت روبات، حوریں اور غلماء ہیں اور جو کیف وسرور اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور لقا (دیدار) سے تا ہے۔ جن لوگوں کو شبہ ہو تو قرآن پاک اور حدیث کی طرف رجوع کریں۔ یہاں تک ہوت کا ذکر ہے۔ ان عوالم میں سب سے بڑا فرق کثافت اور لطافت کا ہے۔ عالم ہو کا ہلا طبقہ سب سے کثیف ہے۔ اس کے بعد لطافتوں میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رش اور اس کے مرکزی نقطہ پر جہاں عین ذات کی حقیقت ہے، اس لطافت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

عالم لاہوت کے بعد عالم ہائے ہوت واقع ہے جس کے چودہ طبقے ہیں۔ ہائے ہوت کا پہلا طبقہ لطافت میں اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہاں کی جنتیں اور ان کے قصور، صاحب بصیرت روحوں کو بھی محض دھندلے نقوش کی طرح نظر آتے ہیں۔ اگلے طبقات میں یہ نقوش اور بھی لطیف ہوتے ہیں۔ خیالی سے ہو کر رہ جاتے ہیں اور چودھویں طبقے میں صورتوں اور شکلوں کا تخیل بھی غائب ہو جاتا ہے اور عالم بے شکل وصورت باقی رہ جاتا ہے۔ اس عالم بے صورتی میں صرف ان اولیاء اللہ کی روحیں رہتی ہیں جو عرفان درجہ کمال حاصل کر کے دنیا سے رخصت ہوتی ہیں۔

اس کے بعد عالم ھو ہے۔ اس کے بعد طبقات کا فرق متمیز نہیں ہوتا۔ پھر اگلا قدم پچھلے قدم سے زیادہ لطافت کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ایک نور کا سا میدان ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور ان تجلیوں میں ہر قسم کی لذتیں، کیفیتیں موجود

Marfat.com

ہیں۔ عالم ھوان بزرگوں کی روحوں کا مسکن ہے جنہوں نے قرآنی ہدایت پر عمل کر کے اپنے آپ کو کامل کیا ہوا ہے اور حقیقی معنوں میں دنیا کی ہر چیز سے قلبی تعلق منقطع کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے ہو گئے ہیں۔ دراصل جنتیوں کے طبقات ہشت بہشت عالم لاہوت پر ختم ہو جاتے ہیں اور عالم ہائے ہوت اور عالم ہو جنت کے طبقات نہیں ہیں بلکہ یہ طبقات جنت کی روح یا معنوی شکل ہیں۔ سورت فرقان کے آخری رکوع میں کہا گیا ہے کہ دوزخ بہت ہی بری جگہ خواہ مستقلاً رہنے کے لیے ہو یا عارضی قیام کے لیے ہو۔ پھر اسی رکوع کے آخر میں ارشاد ہوا ہے کہ جنت بہت ہی اچھی جگہ ہے جس میں جنتی لوگ خوش وخرم رہتے ہیں۔

شعاع روح:

انسان کی روح ایک شعاع کی طرح ہے۔ اس شعاع کا پہلا سرا روح بسیطہ میں ہے اور دوسرا سرا انسان کے جسم میں لگا ہوا ہے۔ دونوں کو ملانے والا "لا" ہے۔ سورت ھود میں ارشاد ہے کہ کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے سرے سے پکڑے ہوئے نہیں ہے۔ یعنی روح کا پہلا سرا مراد ہے۔ روح اس جسم فانی سے نکلنے کے بعد یہ کس طرح سفر آخرت طے کرتی ہے؟ یہ مضمون بے حد مشکل ہے۔ اس لیے آسانی کی خاطر ہم اس شعاع کے پہلے سرے کو الف جو روح بسیطہ یا روح کل کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور دوسرے سرا کو ج کہیں گے جو کہ انسان کے جسم کے ساتھ پیوست ہے۔ الف اور ج کے درمیان ہی روح کا مقام محمود ہے جہاں روح وجود امری سے جسم مثالی اختیار کرتی ہے۔ اسی مقام کو ب کہیں گے۔ اسی طرح پوری شعاع کی ترتیب ہوئی۔

Marfat.com

اب ہم الف، ب، ج کے کچھ خواص بیان کرتے ہیں جس سے بہت سے نادر اور معلوم نکات واضح ہوں گے اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ واپسی کا سفر کس طرح طے ہوتا ہے۔ صلاحیت یا وضاحت کی پوری کوشش کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ یہ باتیں اہل بصیرت و اہل عرفان حضرات کے سوا دوسروں کی سمجھ میں پوری طرح ہرگز نہ آنے پائیں گی۔ تاہم کچھ لکھا جاتا ہے کہ علم کے ابلاغ اور تفکر کی غرض سے ہے۔ روح ایک شعاع ہے۔ یہ شعاع جب تک اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی موت نہ آئے، ہمیشہ اور ہر وقت الف سے ج تک قائم رہتی ہے، یعنی کوئی چیز اس کو منقطع نہیں کرسکتی۔ سورت فرقان میں ہے کہ کیا نہیں دیکھا تو نے اپنے رب کی طرف کتنی لمبی کر دی ہے پرچھائیں۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو ٹھہرائے رہتے لیکن پھر ہم نے سورج کو اس کی دلیل بنایا اور پھر کھینچ لیا۔ اس پرچھائیں کو علماء ظاہر نے کہا کہ ظل سے مراد مادی شعاع کا سایہ لیا ہے جو سورج سے پیدا ہوتا ہے۔ ایسے سایہ کے لیے ضروری ہے کہ سورج پہلے سے وجود ہو حالانکہ آیت میں پہلے پرچھائیں یا سایہ کو لمبا کرنے کا ذکر ہے۔ اگر ہم چاہتے تو اسے قائم رکھتے لیکن ہم نے سورج کو دلیل بنایا اور پرچھائیں کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا مفہوم کچھ اور ہی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ دکھانا تھا کہ انسانی روح کس طرح بیدار ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا اللہ تعالیٰ نے کہ دیکھو ہماری طرف، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے روح بسیطہ کی ایک روح مجرد کو حکم

Marfat.com

دیا اور حکم سنتے ہی روح نے شعاع پر چھائیں یا ظل کی صورت اختیار کی اور بڑھ کر زمین پ
آ گئی لیکن اسی روح مجرد کو پیدا کرنا مقصود نہ تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرمایا
یہ طریقہ ہے روح کے نزول اور واپسی کا جو ہم نے آپ کو دکھایا سورج کی دلیل سے۔ اچھ
طرح سمجھ میں آ جائے گی اس کی شعاعیں کس طرح مخلوقات کو زندہ رکھتی ہیں۔

بہر حال یہ آیت اہل بصیرت کے تفکر کے لیے بڑی نشانی ہے۔ یہ شعاع اس ق
سریع اور لچکیلی ہے کہ انسان پیدل یا سواری پر جانا چاہے اور جس رفتار سے حرکت کرے
جہاں چاہے جائے یہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے۔ الف سے ب اور ب سے ج تک
شعاع کے ہر ذرے میں انسان کا ایک جسم مثالی یا ہمزاد موجود ہوتا ہے جو ہو بہو اس کا
شکل ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ج سے جس قدر آگے چلو ہر جسم سے لطیف تر ہوتا چلا جا
ہے۔ یہ حقیقت ایک ہی جسم کے لا انتہا مثنیٰ ہے۔ ان کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بہ
سے جسم ہیں یا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب ایک ہی جسم ہے۔ الفاظ میں یہ بات سمجھانا بہت
دشوار ہے۔ مندرجہ ذیل مثال سے کچھ سمجھ میں آیا تو بہتر ہے۔ مثال درج ذیل ہے۔

مثال: فلم کے ذریعے علم حاصل کرنے یا ہم مثالی جسموں کا علم فلم کے ذریعہ حاصل
سکتے ہیں۔

مثال:

سینما ہال، سینما ہال کا تصور کیجئے ایک طرف آپریٹرز روم ہے اور دوسری طرف
پردہ سکرین ہے۔ دونوں کے درمیان **200** فٹ لمبا ہال ہے۔ آپریٹرز روم میں انجن ا

Marfat.com

ٹینیں وغیرہ ہیں۔ ایک چرخی پر فلم چڑھی ہوئی ہے جس کے سامنے دیوار پر ایک کول وراخ ہے۔ آپریٹر روشنی ڈالتا ہے جو کہ فلم میں ایک تصویر پر پڑتی ہے اور تصویر روشنی کی عاعوں پر سوار ہو کر پردے پر نظر آنے لگتی ہے۔

اب مثلاً اس فلم کو روح بسیط خیال کیجئے اور اس تصویر کو جو روشنی کے ذریعے پردے تک بھیجی گئی ہے۔ روح مجرد اور پیچھے سے جو روشنی پڑتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا نور سمجھ لیجئے اور فلم کی سطح پر پردے تک جو خلاء ہے اس کو عالم مثالی اور نور پردہ سکرین کو عالم مادی سمجھ لو۔ اب ہمارے سوال کا جواب لیجئے کہ فلم سے پردے تک جو خلا ہے کیا اس میں کوئی ذرہ بھی ایسی جگہ ہے جہاں وہ تصویر نہ ہو۔ جو فلم میں غیر متحرک ہے اور پردے پر متحرک یا جاندار نظر آ رہی ہے اور یہ بھی بتایئے کہ فلم کی تصویر سے پردے کی تصویر تک کوئی ذرہ برابر جگہ ان شعاعوں میں ایسی ہے جہاں تصویر کا وجود نہ ہو اور بتایئے کہ یہ جسم ایک ہی ہے یا کہ بہت سے ہیں۔

مثال یقیناً دوسری باتوں کے لحاظ سے ناقص ہے مگر سمجھانے کے لیے ہم کو اس سے اچھی مثال معلوم نہیں ہے۔ انسان کو مادی دماغ اپنے حواس خمسہ اور عقل تجربے سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ مثالی جسموں کو بھی ان کی لطافت کے مطابق منتقل ہوتا رہتا ہے اور بصیرت باطنی بھی منتقل ہوتی ہے۔ انسان کا قلب جن جذبات سے متاثر ہوتا ہے مثالی جسموں پر بھی تدریجاً اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسان کے نفس وعقائد واعمال سے جو رنگ پکڑتا ہے ان کے اجسام مثالی بھی وہی رنگ پکڑ لیتے ہیں۔ انسان میں نیک و بد اعمال سے

Marfat.com

کردار کی جو طاقت یا کمزوری پیدا ہوتی ہے وہ مثالی اجسام سے بھی نفوذ کر جاتی ہے۔
شعاعیں انسانی ارادے کی قوت کے مطابق چشم زدن میں کائنات کے ایک سرے سے
دوسرے سرے تک حرکت کرسکتی ہیں۔

اگر یہ شعاع کسی کامل حقیقت شناس کی روح ہو تو وہ اپنی قوت ارادی سے بہ
خداوند تعالیٰ اپنے مثالی جسم کو اس زمین پر یا کل کائنات میں جہاں چاہے مجسم کرسکتا ہے
یہ روحی ہر طاقت پر موقوف ہے یا وہ اپنے جسم مادی کو جہاں چاہے منتقل کرسکتا ہے۔ یہ و
راز ہے کہ اکثر اولیاء اللہ ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر موجود پائے گئے ہیں اور پا
جاتے ہیں۔ حصہ ج مقام محمود اپنے اوپر والے حصے ب اور الف کے ذریعہ قضا وقدر
طرف سے نازل ہونے والے احکام سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ یہ تقدیر ہے اور یہ خطہ ج و
تمام عالم مادی اور عالم مثال میں اپنے اردگرد کا اثر بھی اپنی کمزوری یا طاقت کے لحاظ
قبول کرتا ہے۔ جب تک اس کا تعلق نقطہ ج سے رہتا ہے یعنی روحِ مجرد "ج" سے منسلک
رہتی ہے، جسمانی زندگی تاہم رہتی ہے۔ موت اور سفر آخرت جب حکم قضا وقدر صادر ہو
ہے تو نقطہ الف روح بسیطہ یا روح نقطہ ب کو اور نقطہ ب نقطہ ج کو پانی کی طرف کھینچتا ہے
اس کشمکش کا فطری تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ساری شعاع ج، ب سمٹ کر نقطہ ب یعنی مقام محمود
میں جمع ہو لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ نقطہ ج ایک جھٹکا محسوس کرتا ہے جسے سکرات کا تشنج کہتے
ہیں اور شعاع کے تمام مثالی جسموں میں سب سے کثیف ہونے کے سبب سرے سے الگ
ہو جاتا ہے یا الگ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا نام موت ہے۔ یعنی رشتہ حیات منقطع ہو جا

Marfat.com

۔ الف، ب، ج کے جسم مادی کے سرے پر سے غیب ہوتے ہی اس کی جگہ وہ جسم مثالی
لے لیتا ہے جو ج کے بالکل متصل تھا۔ اس کو ہم مرنے والے کا روحانی جسم کہتے ہیں۔
اب یہ شعاع نسبتاً ہلکی ہو جانے کی وجہ سے سمٹ کر ناسوت کے پہلے طبقے میں چلی
تی ہے۔ اگر روحانی وجود بہت بھاری اور بوجھل ہے تو وہیں مقیم ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی
ر ہلکا ہے تو جتنا ہلکا ہوگا اسی نسبت سے یہ شعاع نقطہ ب کی طرف سمٹتی ہے اور روحانی وجود
لم ناسوت جہنم کے طبقات کو طے کر جاتی ہے۔ اگر شعاع کے ناسوتی حصے کے سارے ہی
سام مثالی ہمزاد ہلکے ہیں تو یہ ایک دوسرے میں سما کر ایک ہی جسم بن جاتے ہیں۔ اسی
رح ناسوتی عالم میں شعاع کا جو حصہ تھا سب سمٹ جاتا ہے اور روحانی وجود جنت کے طبقہ
ول میں پہنچ جاتا ہے۔
اسی طرح اگر شعاع کے ان حصوں کے مثالی جسم بھی جو ملکوت، جبروت، لاہوت
ور ہائے ہوت میں گزرتے ہیں۔ متناسب طور پر ہلکے ہوں تو شعاع اور سکڑ کر جبروت،
اہوت یا اور آگے تک سمٹ کر جاتی ہے اور روحانی اپنے مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی
یامت تک کے لیے سفر آخرت تک کا اختتام ہے۔ ذرا مشکل ہے، اس لیے یہ بات ہم ذرا
عام فہم انداز میں کہتے ہیں کہ جب روح جسم سے نکلتی ہے تو نکیرین اس کو عالم سوت کے
طبقہ اول میں اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں جہاں سے اس کو سفر آخرت شروع کرنا ہے۔
اگر یہ روح کسی ایسی آدمی کی ہے جو عالم آخرت اور دیدار الٰہی کے قائل نہ تھے یا
سخت گنہگار اور صراط مستقیم سے نابلد تھے تو یہ روح وہیں قید ہو جاتی ہے یا عالم ناسوت کے

Marfat.com

طبقہ اول میں ہی بھٹکتی پھرتی ہے۔ سورت انعام آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہے کہ تحقیق انہوں نے نقصان اٹھایا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا یہ تک کہ جب قیامت آجائے گی ان کے پاس تو وہ کہیں گے افسوس تقصیر کی ہم نے۔

اس آیت کے آخری ٹکڑے اور سورت عنکبوت کی آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو بوجھ فرمایا ہے۔ اس لیے جو روح جتنی زیادہ گنہگار ہو گی اتنا ہی اس کو چلنا اور آگے ٹھہرنا دشوار ہوگا۔ ان میں بعض روحیں اس قدر بوجھل ہوں کہ مطلق چل پھر بھی نہ سکیں گی۔ بلکہ مفلوج یا بیمار کی طرح ایک ہی جگہ پڑی رہیں گی۔

بہر حال یہ اپنے اپنے گناہوں کی مقدار تعداد اور نوعیت پر موقوف ہے۔ جو روح اس عذاب کی مستحق ہیں انہیں وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ یعنی ناسوت کے ابتدائی طبقات دہکتی ہوئی آگ اور کھولتے ہوئے پانی کا عذاب بھی ہے۔ برخلاف ان کے جو ارواح ایسے محکم اعتقاد صحیح اور نیک اعمال کی وجہ سے ہلکی پھلکی لطیف اور طاقت ور ہوتی ہیں وہ بجلی جیسی سرعت سے عالم ناسوت یعنی طبقات دوزخ کو طے کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے مقام محمود پر پہنچ جاتی ہیں۔ اولیاء اللہ اور شہداء کی روحیں اس قدر لطیف اور طاقتور ہیں کہ آ زون میں اپنے مقام محمود پر فائز ہو جاتی ہیں اور انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا ہے کہ کس وقت میں طبقات دوزخ پر سے گزرے تھے۔ تمام جنتی روح کی سمت سفر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اس واسطے فرمایا گیا ہے کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور یہ ارشاد ہوتا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ یعنی ہر نفس کا

ہماری طرف واپس آنا ہے۔اس جگہ نکتہ "طرف" خصوصاً قابل توجہ ہے۔ طرف کے ے اللہ تعالیٰ کی سمت ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ ان نات میں کچھ کہا گیا ہے اور جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً اوپر نیچے آگے پیچھے اور دیک وغیرہ یہ سب سمجھانے کے لیے ہیں۔ ورنہ عالم مثال اور عالم امر میں اطراف وقت رفاصلے کے وہ اندازے ہرگز نہیں ہیں جو اس عالم مادی میں ہیں۔لیکن جو لوگ کہتے ہیں لہ وہاں وقت اور فاصلہ موجود نہیں ہے وہ لوگ غلطی پر ہیں۔سورت الحج میں ہے کہ اللہ عالیٰ کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے۔اگر وقت اور فاصلہ کی مزید حقیقت معلوم کرنی ہو قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

بت پرستی کیوں ممنوع ہے؟

سوال: جب صوفیاء کرام کے نزدیک کائنات میں کوئی شے غیر خدا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی اللہ ہے تو پھر بت پرستی کو شرک کیوں کہا جاتا ہے؟ بت غیر اللہ کہاں سے آئے؟

جواب: وہ حقائق اشیاء کیا ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں یعنی حی (زندہ) محی (زندہ کرنے والا) حیات یعنی علم کی حقیقت اللہ کا اسم علیم ،قدرت کی حقیقت اللہ کا اسم قدیر، ارادہ کی حقیقت اللہ کا اسم مرید، سماعت کی حقیقت اللہ کا اسم سمیع ، بصارت کی حقیقت اللہ کا اسم بصیر، نفع کی حقیقت اللہ کا اسم نافع ،ضرر کی حقیقت اللہ کا اسم ضار ہے،موت کی حقیقت اللہ کا اسم ممیت ہے۔اسی طرح ہم کائنات اور اشیائے کائنات کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

خواص، آثار، افعال:

کائنات اور اشیائے کائنات میں خواص، آثار، افعال جو پائے جاتے ہیں ان کی نسبت خدا کی طرف ہوتی ہے۔ ذرہ سے لیکر آفتاب تک ثریٰ سے لیکر ثریا تک کوئی شے خاصیت، کسی تاثیر، کسی فعل میں آزاد و خودمختار نہیں رہتی بلکہ ہر شے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی خاصیت تاثیر اور فعل کی مظہر ہو کر نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی شے کا بحیثیت شے ثابت نہیں ہوتا "وجود شے" حکم الٰہی پر منحصر ہو کر نمود شے میں ظہور الٰہی متعین ہوتا ہے۔ وجود وشہود میں توحید کا مطلب مختصراً یہی ہے۔ اسی اصول سے قطع کے بعد کائنات ایک عظیم الشان بت خانہ رہ جاتا ہے جہاں قدم قدم پر ذرہ ذرہ اپنے وجود سے موجود اپنی خاصیت سے مخصوص اپنی تاثیر سے موثر ساری عمر زبان سے کہتے رہتے کہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے مگر میدان عمل سب کچھ غیر اللہ اور سب کچھ اشیائے کائنات میں احاطہ اقتدار میں نظر آئے گا۔

زبان کو شرک سے بچاتے رہنے اور دل کو شرک میں مبتلا رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کائنات اور اشیائے کائنات کے پردے میں اسمائے الٰہی کا ظہور ہے۔ اس عارفین واہل اللہ کی نظریں ان چیزوں کو بیک وقت دیکھتی ہیں۔ یہی وہ تین اقسام نظر جو اہل نظر کا منتہائے نظر ہے۔ چوتھی نظر کفر والی، شرک والی اور تفرقہ کی نظر ہوسکتی ہے۔

وہ نظر جو چیزوں کو دیکھ کر خدا کو دیکھتی ہے وہ لباس کو دیکھتی ہے پھر لباس والے کو دیکھتی ہے۔ اور وہ نظر جو خدا کو دیکھ کر چیزوں کو دیکھتی ہے وہ محبوب جامہ کو دیکھتی اور لباس کو بعد میں۔

Marfat.com

بہر رنگے کہ خواہی جامہ پوشی
من انداز قدرت رامی شناس

...ظر جو بیک وقت دونوں کو دیکھتی ہے وہ ظاہر و باطن، لباس اور صاحب جامہ ہے
...ت: بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ (ق ۵۰:۱۵)
...شئے ظہور حق کے باوجود ہر شے کی پرستش کیوں منع ہے۔ اسلام سے پہلے مذاہب میں جو
...ت پرستی کا تصور عام ہے مسئلہ صفات الہیہ کی غلط فہمی سے یہ تصور پیدا ہوا تھا۔

جہاں دیکھا یار کا نقشہ پا
پئے سجدہ سر کو جھکا دیا

بت پرستی کا یہی اصول ہے۔ بت پرستی کا دوسرا سبق محبت ہے۔ محبت انسان کو
...دھا کر دیتی ہے، بہرہ بنا دیتی ہے۔ محبوب کو انسان دین و مال و جان سے لاکھ بار زیادہ
...بوب سمجھنے لگا ہے۔ دنیا و مافیہا سب کچھ اس کے قدموں پر قربان کر ڈالتا ہے۔ محبت ہی
...کے کرشمے یہ ہیں کہ کاغذ کا پرزہ چوما جاتا ہے۔ اس سے دل کو سکون اور آنکھوں کو نور حاصل
...وتا ہے۔ اس کاغذ کے پرزے میں ایسی کیا بات ہے؟ بس یہ کہ یہ مکتوب محبوب ہے جو
...صف ملاقات مشہور ہے۔ یہ تماشا تو محبت مجازی رات دن دکھلاتی رہتی ہے۔ حقیقی محبت
...لیہاں اس رسم سے خالی ہے۔ قرآن مجید، آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا چین، روح کا
...طمینان کیوں ہے؟ محض اس لیے کہ معشوق حقیقی کا نام و پیام ہے جو سراپا پردہ غیب میں

Marfat.com

مستو ہے کائنات میں اسی کا ظہ ہے۔ ظہو کر معنی کا ... اشا ہر کائنات کو وجہ
نمود

ISSUED
T-24 —Punjab Uni -20,000 03
Form 22
UNIVERSITY
JAIL 3 AM CAMPU

نیا تصحیح شدہ ایڈیشن

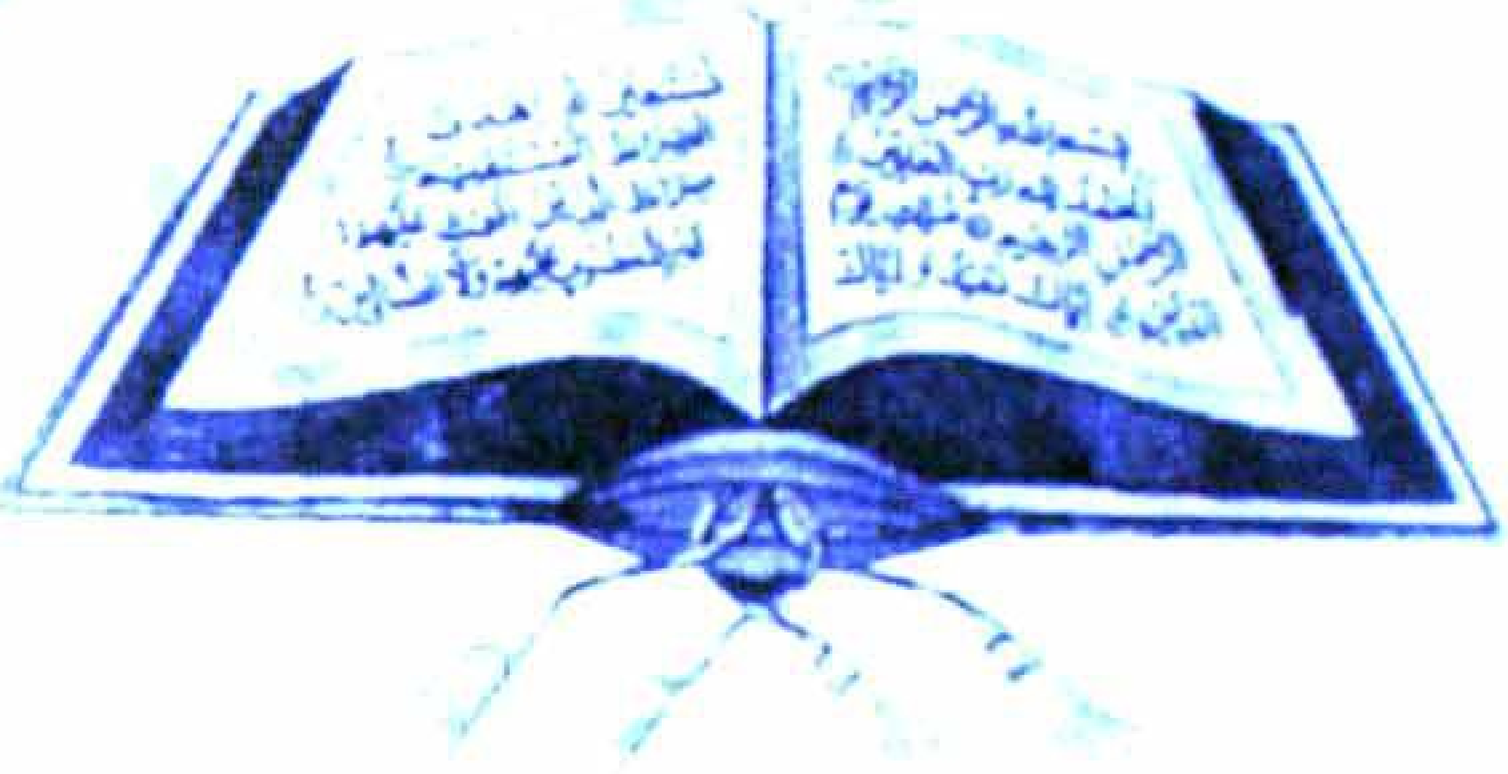

علاجِ رُوح

مؤلف

سید میر زمان شاہ چشتی

(المعروف بابا جی مردان والے)

نظر ثانی

علامہ محمد عارف جاوید نقشبندی

Marfat.com